سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2003

جمعۃ المبارک 25' پیر 28' منگل 29' بدھ 30۔ جولائی 2003

(یوم الجمع 24' یوم الاثنین 27' یوم الثلاثہ 28' یوم الاربعاء 29۔ جمادی الاول 1424ھ)

چودھویں اسمبلی : گیارھواں اجلاس

جلد 11 (حصہ اول) شمارہ جات 1 تا 4

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

گیارھواں اجلاس

جمعۃ المبارک، 25۔جولائی 2003

جلد 11 ، شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	1
2۔	جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور سپیکر اعلامیہ	2
3۔	ایجنڈا	3
4۔	ایوان کے عہدے دار	5
5۔	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	9
6۔	سانحہ کوئٹہ کے شہداء کے لئے فاتحہ خوانی اور فادر جارج ابراہیم کے لئے دو منٹ کی خاموشی	10
7۔	چیئرمینوں کا پینل	10
8۔	نومنتخب رکن اسمبلی کا حلف	11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

پوائنٹ آف آرڈر

9۔ حکومت کی جانب سے حزب اختلاف کو مذاکرات کی دعوت ---------- 11

سوالات (محکمہ جات امور داخلہ و جیل خانہ جات)

10۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 39

11۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 71

12۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 120

تحاریک استحقاق

13۔ پنجاب بیت المال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا ---------- 124

14۔ پولیس کے اراکین اسمبلی کے خلاف بلا جواز توہین آمیز کلمات ---------- 127

15۔ نیشنل ہائی وے کے انسپکٹر نعمان کے ایم پی ایز کے متعلق توہین اور ہتک آمیز کلمات ---------- 132

تحاریک التوائے کار

16۔ قاعدہ 83(F) کے تحت (امن عامہ، تعلیم اور زراعت سے متعلقہ تحاریک التوائے کار پیش نہ ہوئیں) ---------- 134

17۔ سابق وزیراعلیٰ پنجاب کے گھر کے گرد پولیس کا بلا جواز محاصرہ ---------- 137

سرکاری کارروائی

18۔ مسودہ قانون، عوامی نمائندوں کے مشاہروں پر نظر ثانی، پنجاب مصدرہ 2003 ---------- 143

19۔ قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کا نوٹس ---------- 144

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

پیر، 28۔جولائی 2003

جلد 11، شمارہ 2

20۔ ایجنڈا ---------- 149

21۔ تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 151

22۔ سانحہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کے شہداء کے لئے دعائے مغفرت ---------- 152

عام بحث

23۔ قواعد کی معطلی اور سانحہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ پر بحث ---------- 163

رپورٹیں

24۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 224(A) میں ترمیم کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا پیش کیا جانا ---------- 214

25۔ مسودہ قانون عوامی نمائندوں کے مشاہروں پر نظرثانی مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 214

26۔ سانحہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ پر بحث (---جاری) ---------- 215

منگل، 29۔جولائی 2003

جلد 11، شمارہ 3

27۔ ایجنڈا ---------- 259

28۔ تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 261

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

تعزیت

29۔ صوبہ سندھ میں سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے ہلاک ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت ---------- 262

سوالات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)

30۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 269

31۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 290

تحاریک استحقاق

32۔ پنجاب بیت المال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا (۔۔۔بحث جاری) ---------- 319

33۔ پولیس کے اراکین اسمبلی کے خلاف بلا جواز توہین آمیز کلمات (۔۔۔بحث جاری) ---------- 323

34۔ ایس ایچ او احمد پور لمہ سرکل صادق آباد کی جانب سے ایم پی اے کی تضحیک ---------- 373

35۔ ایم ایس شورکوٹ ہسپتال کا ایم پی اے کے ساتھ ناروا رویہ ---------- 377

36۔ قانونگو احتشام حلقہ کروڑ نشیب ضلع لیہ کا ایم پی اے کے ساتھ ناروا سلوک ---------- 383

تحاریک التوائے کار

37۔ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کی ابتر حالت ---------- 387

38۔ حسنین آباد حلقہ پی پی 156 میں فراہمی/نکاسی آب کی ابتر حالت ---------- 388

39۔ بیوہ مالک مکان کو پراپرٹی ٹیکس کی چھوٹ ---------- 389

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

40۔ نمبرداری سسٹم ختم کرنے کے لئے اقدامات ---------- 392

41۔ ایف ڈی اے کی رہائشی سکیموں، سرسید ٹاؤن اور علامہ اقبال کالونی کو رولز کی پابندیوں سے آزاد کرنا ---------- 393

بدھ، 30۔جولائی 2003

جلد 11، شمارہ 4

42۔ ایجنڈا ---------- 397

43۔ تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 399

پوائنٹ آف آرڈر

44۔ تحصیل ناظم ملک وال کے خلاف کارروائی ---------- 400

سوالات (محکمہ مال)

45۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 407

46۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 434

پوائنٹ آف آرڈر

47۔ خاتون رکن اسمبلی کے بارے میں ریمارکس پر اراکین حزب اختلاف کا احتجاج ---------- 471

تحاریک استحقاق

48۔ نیشنل فنانس کمیشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا ---------- 500

49۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا ---------- 505

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ

50۔ پرنسپلز آف پالیسی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا ---------- 505

تحاریک التوائے کار

51۔ بہاولپور شہر میں پینے کا مضر صحت پانی ---------- 508

سرکاری کارروائی

52۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 95(3) کی مقتضیات کی معطلی کی تحریک ---------- 517

53۔ قاعدہ نمبر 176,148 اور 180 میں ترامیم کا پاس کیا جانا ---------- 518

54۔ تعلیم پر عام بحث ---------- 521

55۔ انڈکس

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

23 - جولائی 2003

No. PAP-Legis-1(56)/2003/480. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 25th July, 2003 at 3.00 p.m. in the Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore,
the 23th July, 2003

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL.
Governor of the Punjab"

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور سپیکر اعلامیہ

23 - جولائی 2003

No . PAP-Legis-1(5)/2002/479 . Pursuant of the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan , **Sardar Shaukat Hussain Mazari ,** Deputy Speaker , Provincial Assembly of the Punjab , shall act as Speaker , Provincial Assembly of the Punjab , with immediate effect during the absence abroad of Chaudhry Muhammad Afzal Sahi, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab

DR SYED ABUL HASSAN NAJMEE
Secretary

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 25 ۔جولائی 2003

1۔ سوالات (امور داخلہ و جیل خانہ جات)

(1) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(2) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ سرکاری کارروائی

(1) مسودہ قانون، عوامی نمائندوں کے مشاہروں پر نظرثانی، پنجاب مصدرہ 2003

(2) قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کا نوٹس

صوبائی اسمبلی پنجاب

1 - ایوان کے عہدیدار

(1) جناب سپیکر ، چودھری محمد افضل ساہی

(2) جناب ڈپٹی سپیکر ، سردار شوکت حسین مزاری

(3) قائد ایوان ، چودھری پرویز الٰہی

(4) قائد حزب اختلاف ، جناب قاسم ضیاء

2 - چیئرمینوں کا پینل

(1) رائے اعجاز احمد ، پی پی-171

(2) سردار حسن اختر موکل ، پی پی-180

(3) گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی ، پی پی-5

(4) راؤ اعجاز علی خان ، پی پی-279

3 - کابینہ

(1)	جناب محمد بشارت راجہ	:	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی/ قانون و پارلیمانی امور/ اطلاعات/ انفارمیشن ٹیکنالوجی/ داخلہ/ جنگلی حیات*
(2)	جناب محمد ارشد خان لودھی	:	وزیر زراعت/ منصوبہ بندی/ ترقیات اور ثقافت اور امور نوجوانان *
(3)	چودھری محمد اقبال	:	وزیر خوراک/ امور ملازمت و انتظام عمومی اور آبپاشی و قوت برقی*
(4)	سید اختر حسین رضوی	:	وزیر محنت و افرادی قوت
(5)	میاں عمران مسعود	:	وزیر تعلیم
(6)	چودھری ظہیر الدین خان	:	وزیر مواصلات و تعمیرات/ سماجی بہبود اور محنت و انسانی وسائل*
(7)	جناب گل حمید خان روکھڑی	:	وزیر مال، ریلیف و اشتمال
(8)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	:	وزیر آبکاری و محصولات
(9)	جناب خادم حسین وٹو المعروف محمد اختر خادم	:	وزیر زکوٰۃ و عشر/ اوقاف*

---

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB-II/2-3/2002، مورخہ 25۔ جولائی 2003، وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (25۔ جولائی تا 5۔ اگست 2003) تفویض کئے گئے۔

(10)	جناب مناظر حسین رانجھا	:	وزیر کالونیز
(11)	جناب حسین جہانیاں گردیزی	:	وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
(12)	جناب محمد سبطین خان	:	وزیر کانیں و معدنیات
(13)	رانا شمشاد احمد خان	:	وزیر ٹرانسپورٹ
(14)	کرنل (ریٹائرڈ) ملک محمد انور	:	وزیر امداد باہمی
(15)	ڈاکٹر طاہر علی جاوید	:	وزیر صحت
(16)	مخدوم اشفاق احمد	:	وزیر تحفظ ماحولیات
(17)	جناب محمد اجمل چیمہ	:	وزیر صنعت
(18)	سید رضا علی گیلانی	:	وزیر ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(19)	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(20)	جام محمد ہاشم مگسی	:	وزیر بہبود آبادی
(21)	ڈاکٹر اشفاق الرحمان	:	وزیر جنگلات و ماہی پروری
(22)	سردار حسنین بہادر دریشک	:	وزیر خزانہ
(23)	میاں محمد اسلم اقبال	:	وزیر سیاحت
(24)	سردار نعیم اللہ خان شاہانی	:	وزیر کھیل

4 ۔ ایڈووکیٹ جنرل

سید شبر رضا رضوی

5 - ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری	:	ڈاکٹر سید ابو الحسن نجمی
(2)	ایڈیشنل سیکرٹری-I	:	جناب سعید احمد
(3)	ایڈیشنل سیکرٹری-II	:	جناب قدیر حسین قیصر
(4)	ڈپٹی سیکرٹری (قانون سازی)	:	ملک مقصود احمد

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 25۔ جولائی 2003

(یوم الجمع' 24۔ جمادی الاوّل' 1424ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں سہ پہر 4 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ
وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ
الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٧﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ
رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ
مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾
اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ
خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٣٠﴾

پارہ 15، سورۃ بنی اسرائیل آیات: 26 تا 30

رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق، فضول خرچی نہ کرو۔ فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ اگر ان سے (یعنی حاجت مند رشتہ داروں' مسکینوں اور مسافروں سے) تمہیں کترانا ہو اس بناء پر کہ ابھی تم اللہ کی اس رحمت کو جس کے تم امیدوار ہو' تلاش کر رہے ہو' تو انہیں نرم جواب دے دو۔ نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔ تیرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔

وما علینا الا البلاغ ٥

سانحہ کوئٹہ کے شہدا کے لئے فاتحہ خوانی اور
فادر جارج ابراہیم کے لئے دو منٹ کی خاموشی

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ سانحہ کوئٹہ کے شہداء کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کروائی جائے اور ریلوے فورڈ میں مارے جانے والے فادر جارج ابراہیم کے لئے دو منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے سانحہ کوئٹہ میں شہید ہونے والوں کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر سانحہ کوئٹہ کے شہداء کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب فادر جارج ابراہیم کے لئے دو منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلے پر ایوان میں دو منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی)

چیئرمینوں کا پینل

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت سپیکر صاحب نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لئے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ رائے اعجاز احمد — پی پی 171

2۔ سردار حسن اختر موکل — پی پی 180

3۔ گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی پی پی 5

4۔ راؤ اعجاز علی خان پی پی 279

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر، اب نو منتخب رکن زاہد اقبال سندھو پی پی 30 سے استدعا ہے کہ وہ حلف لینے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلے پر نو منتخب رکن جناب زاہد اقبال سندھو نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط کئے)

پوائنٹ آف آرڈر

حکومت کی جانب سے حزب اختلاف کو مذاکرات کی دعوت

قائد حزب اختلاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے سیشن کے دوران متحدہ اپوزیشن نے اس ہاؤس میں اپنا احتجاج کیا جو کہ ایک اصولی موقف کے لئے تھا کیونکہ ہم یہ کہہ رہے تھے کہ جس دن آپ نے ہم سے حلف لیا تھا اور سنٹر میں بھی حلف لیا گیا تھا تو اس دن L.F.O کے معاملے کے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ وہ آئین کا حصہ نہیں ہے۔ اس کے بعد جس طرح کی rulings آئیں اور جس طرح کے معاملات چلے' جس پر پنجاب اسمبلی میں joint opposition نے بھی اپنا موقف اختیار کرتے ہوئے کہا کہ مذاکرات کے ذریعے اس مسئلے کا حل تلاش کیا جائے اور مذاکرات کا عمل بھی چلا لیکن اس کو سبوتاژ کر دیا گیا۔ جس کے بعد ایک ڈیڈ لاک کی صورت پیدا ہوئی۔ اس حوالے سے پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن نے اپنے موقف کو پیش کیا تو اس کے برعکس ٹریژری بنچز نے ایل۔ایف۔او اور وردی کے حق میں قراردادیں بھی دیں۔ ہمارا

واک آؤٹ بھی رہا۔ ہمارے ساتھ جو ناروا سلوک کیا گیا وہ بھی سب کے سامنے ہے اور کہا گیا کہ اپوزیشن نہیں چاہتی کہ جمہوریت اور ہاؤس چلے اور یہ ہاؤس میں بیٹھنا نہیں چاہتے بلکہ باہر سڑکوں پر تماشا لگانا چاہتے ہیں اور یہ کہہ کر ہمیں تھانوں میں بند کیا گیا لیکن آج وہی چیز سامنے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑی ذمہ دارانہ روش چلی ہے جس میں وزیراعظم نے اپوزیشن کو دوبارہ مذاکرات کی دعوت دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اب ایوانوں کے اندر معاملات کا انحصار وزیراعظم کے سیاسی قوتوں کے ساتھ کامیاب مذاکرات پر ہو گا لیکن اس کے باوجود ہم یہ کہیں گے کہ جو یہ کہا جاتا رہا کہ اپوزیشن اس ہاؤس کو چلنے نہیں دینا چاہتی تو میں آپ کی وساطت سے حکومت کو اور اپنے ٹریژری بنچز کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ کل بھی ہماری لڑائی اس ہاؤس کی بالادستی کے لئے تھی' آج بھی ایل۔ایف۔او کو ختم کروانا یا ہمارا جو موقف ہے وہ صرف اسی لئے ہے کہ اس ہاؤس' پارلیمنٹ اور عوام کی بالادستی کو قائم کیا جا سکے۔ انہوں نے مذاکرات کی جو دعوت دی ہے تو اسے دیکھتے ہوئے ہم اپنے احتجاج کو فی الحال مؤخر کرتے ہیں لیکن ہم اپنا right reserve رکھتے ہیں کہ اگر یہ معاملات بالکل تہہ تک اور عوام کی امنگوں کے مطابق حل نہ ہوئے تو ہم پھر اپنا احتجاج کریں گے لیکن فی الحال ہم اپنا احتجاج اس امید کے ساتھ ختم کرتے ہیں کہ جو مذاکرات وزیر اعظم صاحب کرنے جا رہے ہیں اس میں یہ کھلے دل کے ساتھ عوام' آئین اور قانون کی حکمرانی اور بالادستی کو سامنے رکھتے ہوئے 1973 کے آئین کا تحفظ کریں گے۔ اسی کے ساتھ میں آپ کی وساطت سے یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر تو انہوں نے آئین' قانون اور عوام کی بالادستی کے لئے بات کی تو ہم ہر طرح کھلے دل سے ان کا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ ہم نے پہلے بھی کہا تھا اور میری پہلے دن کی تقریر آپ کو یاد ہو گی جو اس ہاؤس میں کی تھی جس میں میں نے کہا تھا کہ ہم as opposition ہر طرح کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ ٹریژری بنچز نے لوکل باڈیز کے حوالے سے رولز آف بزنس میں ایک ترمیم کا فیصلہ کیا ہے جس کی مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے اور میں راجہ بشارت صاحب کو اس بات پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے یقین دلاتا ہوں کہ آپ اس طرح کی اور چیزیں مزید کریں جس

سے آپ کے ہاؤس کی، گورنمنٹ کی بالادستی قائم ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں ساتھ ہی یہ بھی کہوں گا کہ جب اختیارات مل جائیں تو خدارا! پہلے کی طرح اپوزیشن کو دبانے کے لئے انہیں استعمال مت کریں کیونکہ ہمیں خدشہ ہے اور میں یہ بات بڑے دکھ سے کہوں گا کہ آج جو روش اس پنجاب میں چل رہی ہے کہ جو ناظم، چاہے وہ یونین کونسل، تحصیل کونسل یا ضلع کونسل کے ہوں، اگر تو وہ آپ کے ساتھ سیاسی ہم آہنگی اور مطابقت نہیں رکھتے تو ان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریکیں لائی جا رہی ہیں اور جو آپ کے ساتھ مل جائے اس کی تحریک ختم ہو جاتی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ ہم آج ایک اچھے کام کا آغاز کر رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس ایوان کو طاقتور کریں، آئین اور قانون کی بالادستی کریں تو اس کے لئے ہم ہر طرح سے آپ کا ساتھ دیں گے۔ یقین کیجئے ہم اس ہاؤس کو چلتے دیکھنا چاہتے ہیں اور میں آپ کو یہ بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اور ہم مل کر اس ہاؤس کی بالادستی کے لئے کام کریں تو کسی مائی کے لال کی جرأت نہیں ہے کہ اس ایوان کو ختم کر سکے۔ ہم آپ کا ساتھ دیں گے خدارا! آپ بھی ہمارے ساتھ کھلے دل کے ساتھ سلوک کیجئے۔

دوسری بات اس کے ساتھ ساتھ جو political victumization ہے کہ ہاؤس میں ہم نے پچھلے دنوں جو کیا، ہماری معزز ممبر محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ اس ہاؤس میں تشریف رکھتی ہیں، ان کے خاوند کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اور جو کیا جا رہا ہے کہ ایک دفعہ ان کے cell میں سانپ چھوڑ دیا گیا جو پولیس اور پہرے داروں کو by-pass کرتا ہوا اوپر کی منزل پر ان کے cell میں پہنچ گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے انہیں ہراساں کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ میری آپ سے استدعا ہوگی کہ ہم اپنا احتجاج اور اپنی بات منوانے کا حق رکھتے ہیں لیکن آپ سے استدعا کر رہے ہیں کیونکہ آج آپ کی گورنمنٹ نے مذاکرات کی دعوت دے کر ایک کھلے پن کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہماری آپ سے استدعا اور گزارش ہے کہ جمہوریت کی خاطر، عوام کی بالادستی کی خاطر اور جو کام آپ عوام کی مرضی کے مطابق کریں گے ہم انشاء اللہ آپ کا ساتھ دیں گے لیکن اگر ڈکٹیشن اور پھر ان اداروں اور ان لوگوں سے پوچھ کر آپ نے چلنا ہے کہ قانون لا سکتے ہیں کہ

نہیں؟ قانون لائیں کہ نہ لائیں؟ تو پھر ہماری راہیں جدا نظر آئیں گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ہاؤس اپنی مدت پوری کرے۔ ہم آپ کا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ ہم آپ کو تقویت دینا چاہتے ہیں۔ ہم نے جو بات پہلے دن سے کی تھی کہ جس طرح کی بھی جمہوریت آئی ہے' میں نے وزیراعلیٰ صاحب کو پہلے دن کہا تھا کہ جناب! آپ جیسے بھی بنے ہیں مگر بن گئے ہیں۔ آپ سب کے وزیراعلیٰ ہیں لہذا آپ سب کو ساتھ لے کر چلیں تو اگر آپ یہ بات کریں گے تو ہم آپ کا بھرپور ساتھ دیں گے اور دوسری بات ہمارے ممبران کے ساتھ یا ہمارے پولیٹیکل لیڈروں کی فیملیوں کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے اس کا بھی نوٹس لیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ماحول کشیدہ کریں گے تو کشیدہ ہوگا۔ بال آپ کی کورٹ میں ہے ہم آپ کا ساتھ دینے اور عوام کی بالادستی کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ انہوں نے ڈویلپمنٹ فنڈ کے حوالے سے جو وعدہ کیا تھا اس کے متعلق کچھ باتیں مزید آگے بڑھ رہی ہیں جس پر اپوزیشن اس بات پر متفق ہے لیکن راجہ صاحب چند جگہ پر آپ کی ہدایات متعلقہ افسران تک نہیں پہنچیں تو وہاں ہمارے دوستوں کے کچھ خدشات ہیں تو میں on the floor of the House ایک بار پھر آپ سے کہوں گا کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا اس کو kindly پورا کیجئے اور ہمارے کچھ ممبران کی جو شکایات ہیں کہ کچھ اضلاع میں ابھی تک ہدایات نہیں گئیں اس کو بھی پورا کیجئے۔

جناب سپیکر! میں ایک دفعہ پھر آخر میں یہ reiterate کروں گا کہ جب تک آپ اس ہاؤس کی اور عوام کی بالادستی کی بات اور آئین کے تحفظ کی بات کریں گے تو ہم ہر طرح کا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

جناب سید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے بھائی قاسم ضیاء صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ حکومت والے اپوزیشن سے سیاسی ہمدردیاں رکھنے والے ناظمین کے خلاف تحریک عدم اعتماد لا رہے ہیں۔ میں خود اس بات کا گواہ ہوں اور on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں گورنمنٹ کی کوئی involvement نہیں ہے ۔ تحصیل ناظم بھکر جو اس ہاؤس کے ایک وزیر کے بھائی ہیں' کے خلاف vote of no confidence move کیا ہے اور وہ ہم نے پہلے مرحلے میں through کروایا ہے۔ اگر اس میں گورنمنٹ کی مداخلت ہوتی یا اس کا کوئی interest ہوتا تو وہ ضرور اس میں کوئی مداخلت کرتی۔ میں یہ بات اس ہاؤس کے سامنے وضاحت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان معاملات میں حکومت کا کوئی ہاتھ نہیں۔ یہ ہاؤس کا مسئلہ ہے۔ اگر کسی کی اکثریت ہے تو وہ جو بھی کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات کبھی بھی گورنمنٹ نے روکی ہے نہ وہ یہ چاہتی ہے کہ کسی کے خلاف عدم اعتماد آئے یا وہ اسے روکے۔ میں اس کا گواہ ہوں کہ ہم نے motion move کی' گورنمنٹ کے کسی کارندے نے ہمیں پوچھا ہی نہیں کہ آپ کیا کر رہے ہیں یا کیا نہیں کر رہے کیونکہ یہ وزیر کے بھائی کے خلاف تھی اور وہ through ہوئی تو میں اسی بات کی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

چودھری عبدالغفور خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی' فرمائیے!

چودھری عبدالغفور خان: جناب سپیکر! ہمارے ایک معزز رکن سعید اکبر خان فرما رہے تھے کہ حکومت کی اس میں کوئی involvement نہیں ہے۔ میں آپ کی توجہ اسی حوالے سے لاہور کے ایک ٹاؤن کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ہمارے لاہور کے ٹاؤن ناظم خواجہ احمد حسان نے اعتماد کا ووٹ لیا لیکن اس کے باوجود اب بلا وجہ انہیں پھر disturb کیا جا رہا ہے جو کہ بالکل خلاف ضابطہ اور خلاف قانون ہے۔ یہ زیادتی ہو رہی ہے جو کہ بند ہونی چاہیے۔ جب وہ already اعتماد کا

ووٹ لے چکے ہیں تو پھر کون سی ایسی بات ہے کہ لاہور کے چیف ناظم کی involvement سے لوگوں کو بلایا جا رہا ہے' ہمارے ناظمین کو بلایا جا رہا ہے' انھیں ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے اور انھیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ ان کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ دیں۔ اب یہ زیادتیاں بند ہونی چاہئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : قائد حزب اختلاف نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ میں وزیر قانون صاحب سے کہوں گا کہ وہ ان باتوں کی وضاحت کرنا چاہیں یا جواب دینا چاہیں تو دیں تاکہ اگر کوئی ابہام ہے تو وہ بھی ختم ہو جائے۔ آج جو خوش آئند آغاز اپوزیشن کی طرف سے ہوا ہے اسے آگے لے کر چلیں اور افہام و تفہیم سے اس ہاؤس کو چلائیں۔

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک بڑے اہم issue پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : محترمہ ! آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی آپ کو وقت دوں گا۔ جی' وزیر قانون صاحب !

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں یقینی طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہوں گا' جن خیالات کا معزز قائد حزب اختلاف نے اظہار فرمایا ہے ان کا جواب بھی دینا چاہوں گا لیکن مجھ سے پہلے رانا ثناء اللہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے وہ بات کر لیں پھر میں دونوں حضرات کی باتوں کا اکٹھا جواب عرض کر دوں گا۔ ایک لمحے کے لئے میں چودھری عبدالغفور صاحب کی بات کا جواب دینا چاہوں گا۔ چودھری صاحب نے جس مسئلے کی طرف جناب کی توجہ مبذول کروائی ہے اس حوالے سے میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس قانون کے تحت خواجہ احمد حسان نے اعتماد کا ووٹ لیا ہے؟ اعتماد کا ووٹ لینے کا کوئی قانون پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں موجود نہیں ہے۔ جس طرح سعید اکبر صاحب نے پہلے فرمایا ہے' میں بھی آپ کو

یقین دہانی کرواتا ہوں کہ حکومت پنجاب کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اگر لاہور کے ایک ٹاؤن میں کوئی ایسا معاملہ ہے تو یہ ان کے اپنے ہاؤس کا معاملہ ہے۔ حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب تک ناظم صاحب کو اکثریت کا اعتماد حاصل ہے وہ رہیں گے، جب انھیں اپنے ہاؤس کی اکثریت کا اعتماد حاصل نہیں رہے گا تو انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس ہاؤس کے سربراہ رہیں۔ اگر حکومت نے مداخلت کرنی ہوتی تو جب ہمارے اپنے ایک وزیر کے بھائی کے خلاف ایسا عمل ہو رہا تھا تو حکومت وہاں کوئی مداخلت کرتی لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ہم نے اصولی طور پر یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ حکومت بلدیاتی اداروں کے معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی۔ اگر کسی بلدیاتی ادارے کے اراکین کو اپنے سربراہ پر اعتماد نہیں تو وہ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے کارروائی کریں لیکن ہمارا اس میں کوئی عمل دخل نہ ہے، نہ آئندہ ہو گا۔

رانا مشہود احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی، فرمائیے!

رانا مشہود احمد خان : جناب سپیکر! آج یہاں اس ہاؤس میں بڑی خوش آئند بات کا آغاز ہوا ہے کہ ہم سب نے مل کر اس ہاؤس کو چلانا ہے۔ میرے محترم بھائی چودھری عبدالغفور صاحب نے ابھی ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب توجہ دلائی، اس پر محترم راجہ بشارت صاحب نے جو جواب دیا ہے مجھے اس پر بڑا افسوس ہوا۔ راجہ صاحب نے کہا ہے کہ حکومت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب on the floor of the House وضاحت فرمائیں کہ ضلعی ناظم میاں عامر محمود جس طرح نائب ناظمین کو بلوا کر ڈرا دھمکا رہا ہے، انھیں مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے، لالچ دے کر مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ ٹاؤن ناظم خواجہ احمد حسان کے خلاف عدم اعتماد میں ووٹ دیں۔ کیا اس میں بھی حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے؟ میں اس ہاؤس کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وجوہات ہو گئیں؟ خواجہ احمد حسان کو کیوں وہاں سے ہٹانا چاہتے ہیں؟ ان کے خلاف آج تک کچھ ثابت نہیں ہو سکا، وہ پورے ہاؤس کو ساتھ لے کر چل

رہے ہیں۔ آج ان کے خلاف میٹنگز کی جا رہی ہیں اور ان کو ہٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ راجہ صاحب ہاؤس کے floor پر اس بات وضاحت کریں۔ میاں عامر محمود جو نائب ناظمین کو بلوا کر ڈرا دھمکا رہا ہے کیا اس سے بھی ان کا کوئی تعلق نہیں ہے؟ یہ categorically بتائیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں اپنے بھائی سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایک ٹاؤن کا معاملہ اسمبلی میں کیوں لا رہے ہیں؟ اسمبلیوں کے معاملات ہم احسن طریقے سے چلانے کی کوشش کر رہے ہیں' اپوزیشن کی طرف سے بڑی اچھی پیش رفت ہوئی ہے' اس کو آگے چلنے دیں۔ میاں عامر محمود کی حکومت نہیں ہے' وہ اس system کا حصہ ہیں' وہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سربراہ ہیں۔ اگر وہ اپنے system میں رہتے ہوئے' اپنے معاملات میں کسی جگہ مداخلت کرتے ہیں یا نہیں کرتے تو یہ ان کا اپنا اختیار ہے۔ اس سے اس پنجاب اسمبلی یا حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں پھر دوبارہ اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے نہ اس سلسلے میں مداخلت کی ہے اور نہ ہی ہم انشاءاللہ آئندہ کریں گے۔

راجہ ریاض احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی' راجہ صاحب !

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر ! آج چونکہ ہم سب نے عہد کیا ہے کہ اکٹھے چلنا ہے۔ اس ہاؤس کو چلانا ہے لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ سعید اکبر اور راجہ بشارت صاحب ایک غلط بات پر ضد کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو یہ مداخلت کر رہے ہیں اور دوسری طرف انکار کئے جا رہے ہیں۔ میں ان کی مداخلت کا ثبوت دیتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ حاجی افضل چن کے بیٹے' مکوال کے ناظم ندیم کے سارے مخالفین کو اکٹھا کر کے چودھری پرویز الٰہی صاحب کی مِل میں رکھا گیا ہے اور ان کے خلاف عدم اعتماد لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پرویز الٰہی صاحب خود اس سارے کام کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اسی طرح منڈی بہاؤالدین کے ضلعی ناظم جن کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جا رہا ہے۔ میں سعید اکبر صاحب سے بھی پوچھوں گا

کہ بورے والہ کے تحصیل ناظم، جس کا تعلق بھی پیپلز پارٹی سے تھا، جس دن وہ پیپلز پارٹی چھوڑ کر ق لیگ کے ساتھ شامل ہوا اور پرویز الہیٰ صاحب کے ساتھ تصویر بنوائی۔ کیا اسے ڈرایا دھمکایا نہیں گیا تھا؟ کیا اسے پیپلز پارٹی چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا گیا؟ اس کی بھی وضاحت کی جائے۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم ایک ماحول کو صحیح کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اسی جانب پیش رفت کرنی چاہیے، نہ کہ غیر متعلقہ امور میں اپنے آپ کو الجھانا چاہیے۔ میں راجہ ریاض صاحب کی خدمت میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حاجی افضل چن صاحب کے صاحبزادے مجھے خود ذاتی طور پر مل کر گئے ہیں اور میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر آپ انہیں میری طرف سے درخواست کریں، میں اور آپ دونوں ان سے ملتے ہیں اور اگر وہ حکومت کی عدم مداخلت اور میری یقین دہانی کی آپ سے بات نہ کریں تو پھر ہم آپ کے مجرم ہیں۔ جہاں تک نذر گوندل صاحب کا تعلق ہے، علاقائی طور پر مخالفتیں ہوتی ہیں لیکن میں پھر معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ بلدیات کا مسلسل ان کے ساتھ رابطہ ہے اور ہماری آپس میں انتہائی اچھی working relationship موجود ہے۔ اگر ہم بلا وجہ کسی issue کو یہاں پر highlight, politicize کرنا چاہتے ہیں تو پھر اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ مجھے راجہ ریاض صاحب کی اس بات کا انتہائی افسوس ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب منڈی بہاؤالدین میں مداخلت کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کا اس بات سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔ نہ ہی وہ کسی قسم کی مداخلت کر رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ایک مرتبہ پھر عرض کروں گا کہ نہ تو ہم نے پہلے مداخلت کی ہے اور نہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مداخلت کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر میرا خیال ہے کہ اس موضوع کو اب close down کریں۔

محترمہ صبا صادق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ فرمائیے!

محترمہ صبا صادق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں ایک بڑے اہم موضوع پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ صوبائی اسمبلیوں، قومی اسمبلی اور سینٹ کی سب نمائندہ خواتین پاکستانی خواتین کے حقوق کے لئے، ان کی بھلائی کے لئے، ان کے تحفظ کے لئے ان اسمبلیوں میں آئی ہیں اور ہم سب نے مل جل کر پاکستانی خواتین کی بہبود کے لئے کام کرنا ہے۔ پچھلے دنوں ایک واقعہ ہوا جس کا مجھے انتہائی افسوس ہے، نہ صرف مجھے بلکہ پورے پاکستان کو اس کا رنج ہوا ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب اور مسلم لیگ کے صدر جو کہ اس معزز ایوان کے خود ایک اہم رکن رہ چکے ہیں ان کی اہلیہ اور بیٹیوں کے ساتھ حکومت پنجاب نے جو ناروا سلوک کیا اس پر پورا پاکستان بڑی مذمت کر رہا ہے۔ پولیس نے ان بہنوں اور بیمار خاتون کے ساتھ جو سلوک کیا وہ انتہائی قابل شرم ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ جس طریقے سے یہ سارا action کیا گیا، جس طرح سے انھیں deport کیا گیا اس کی وضاحت کی جائے۔ ہمارے آئین یا قانون کے مطابق کسی بھی پاکستانی اور خصوصاً بے ضرر خاتون کو اس طرح سے deport نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں پر خواتین کی کوئی security نہیں، انہیں تحفظ دینے والا کوئی ادارہ موجود نہیں۔ ہمارے ملک میں ایسا کونسا نظام نافذ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے ہماری خواتین کو ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میرے خیال میں آپ کا سوال آ رہا ہے، اس پر بحث ہو گی۔

محترمہ صبا صادق: میں چاہوں گی کہ جب لاء منسٹر صاحب بات کریں تو وہ نہ صرف اس معزز ایوان کو جواب دیں بلکہ پوری پاکستانی خواتین کو جواب دیں۔ آج ان خواتین کے خلاف ظلم ہوا ہے، کل کسی اور خاتون کو ملک بدر کر دیا جائے گا۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کس قانون کے تحت ظلم کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ take up کیا جا رہا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان : جناب والا! جب اس معزز ہاؤس میں ناظمین کی بات ہو رہی تھی۔ راجہ صاحب بہت سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں ان سے بہت کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر پاکستان کے ایک صوبہ کے تحصیل اور ڈسٹرکٹ ناظمین اپنے استعفے ایوان صدر کو ارسال کر دیں اور پورے بلدیاتی سسٹم کا کسٹوڈین ایک جنرل کو مان لیں' ایک خود ساختہ صدر کو مان لیں تو پھر ان کی بات اور ان کی بات میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ جنرل پرویز مشرف بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں اپوزیشن لیڈر نے اس پر بات کی ہے۔ This is no point of order. Please sit down The issue has already been raised by the Leader of the Opposition اس کے بعد Law Minister has to give the reply ابھی رانا ثناء اللہ صاحب اپنا وضاحتی بیان دیں گے۔ اس کے بعد میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا۔ آپ فی الحال اس معاملے کو رہنے دیں۔ جی' رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں ایک قومی issue پر بات ہو رہی تھی' اس پر قائد حزب اختلاف نے اپنا موقف دیا۔ میں اسی سے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ درمیان میں جو بات ہوئی اس کا اس issue سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ بلدیات میں تحصیل ناظم اور ناؤن ناظم کے خلاف عدم اعتماد اور دوسرے معاملات پر بحث شروع ہو گئی۔ اس میں لاء منسٹر صاحب نے جو جواب دیا میں معذرت خواہ ہوں کہ اپوزیشن سے کچھ دوستوں نے ان کے جواب کو تسلیم نہیں کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ اس معاملے سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے پچھلے آٹھ ماہ سے آج پہلی مرتبہ سچ بولا ہے۔ واقعی ان کا کسی معاملے میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ واقعی کسی معاملے میں نہ دخل دے سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی عمل ہے۔ میں

سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن ممبران کو یہ confusion ہو رہی ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کر رہے ہیں۔ یہ واقعی کچھ نہیں کر رہے۔ جہاں سے ہدایات آتی ہیں وہ جس کے متعلق آئیں گی اگر عامر محمود کے متعلق بھی آئیں گی تو اس کے متعلق بھی سارا کچھ شروع ہو جائے گا اور جب تک ہدایات نہیں آئیں گی تو ان کی کیا جرأت ہے کہ یہ عامر محمود کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک لے آئیں یا اس کے متعلق بات کریں۔ لاءمنسٹر صاحب کو میرے متعلق یہ گلہ رہتا ہے کہ ہم صحیح بات بھی کرتے ہیں تو رانا صاحب اس کو تسلیم نہیں کرتے تو میں نے آج ان کا یہ گلہ بھی دور کر دیا کہ آج انھوں نے سچی بات کی ہے تو میں نے ان کی تائید کی ہے اور اپنے دوسرے بھائیوں سے بھی یہ کہا ہے کہ ان کی اس بات کو تسلیم کر لیں۔

جناب سپیکر! جو مذاکرات L F O پر ہو رہے تھے جس پر پارلیمانی پارٹی کے heads کی میٹنگیں ہوئیں اور باقاعدہ طور پر ایک آئینی کمیٹی بنی اور اس کمیٹی نے کافی دنوں تک شب و روز محنت کر کے یہ معاملہ چلایا۔ اس کے بعد انھوں نے غالباً سات points پر سفارشات مرتب کر کے مسودہ تیار کیا۔ پوری دنیا اس بات کو جانتی ہے کہ باقاعدہ طور پر یہ بات طے ہوئی تھی کہ اس آئینی کمیٹی کی سفارشات پارلیمانی heads کے سامنے پیش ہوں گی۔ وزیر اعظم اس میٹنگ کی صدارت کریں گے جس میں L.F.O سے متعلقہ جو بھی بات چیت ہوئی ہے' جو بھی سفارشات ہیں' ان کے متعلق یہ فیصلہ ہو گا لیکن آناً فاناً کسی طرف سے کوئی ہدایت آئی یا کوئی ایسا پیغام آیا کہ وزیر اعظم صاحب نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ "کس بات کے مذاکرات' کونسی سفارشات ' کون سی پارلیمانی heads کی میٹنگ' وہ معاملہ تو طے ہو چکا ہے۔" اس کے بعد پھر ---

میاں ماجد نواز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، رانا صاحب بات کر رہے ہیں۔ ان کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس کے بعد مذاکرات کا عمل تعطل کا شکار ہو گیا۔ اس کے

خلاف نہ صرف قومی سطح پر احتجاج ہوا بلکہ پاکستان کی تمام بارز نے احتجاج کیا اور اس احتجاج میں تمام صوبائی اسمبلیاں شامل ہوئیں۔ پنجاب میں بھی ہم نے اس پر احتجاج کیا۔ ہمارا صرف اور صرف ایک ہی موقف تھا کہ آپ مذاکرات شروع کریں۔ آپ L.F.O کے جھگڑے اور تنازع کو مذاکرات کے ذریعے طے کریں۔ محترم لاء منسٹر صاحب اور ہمارے باقی بہت سارے دوست ہر موقع پر یہ بات کرتے رہے کہ L.F.O کا صوبائی اسمبلی سے کیا تعلق ہے؟ L.F.O کا پنجاب سے کیا تعلق ہے؟ ----

MR ACTING SPEAKER: Please put off your mobile phones. Switch off your mobile phones please

رانا ثناء اللہ خان، بات یہ ہے کہ اگر مذاکرات سے انحراف کیا گیا اور پھر اس کے بعد مذاکرات پر ہی آ کر بات ختم ہونی ہے اور مذاکرات ہی ہونے ہیں۔ پارلیمانی لیڈرز کو 27 تاریخ کی دعوت دی جا چکی ہے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ ہمیں اپنے ان رویوں پر غور کرنا چاہئے کہ پچھلے دو ماہ میں پورے ملک میں احتجاج ہوا وہ ہم نے اپنے اس منفی رویے سے کیوں کرایا؟ میں آج یہ بات on record لانا چاہتا ہوں اور یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ احتجاج ہمارے منفی رویے کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ حکومت کے منفی رویے کی وجہ سے تھا۔ حکومت جو مذاکرات سے انحراف کر رہی تھی۔ اس میٹنگ کو بلانے سے انحراف کر رہی تھی جس کا اس نے وعدہ کیا تھا اور آج وزیراعظم کا یہ بیان on the record ہے کہ مذاکرات وہیں سے شروع ہوں گے جہاں سے ختم ہوئے تھے تو یہ دو ماہ احتجاج اسی لئے ہوتا رہا کہ انہوں نے مذاکرات کو معطل کر دیا اور مذاکرات تعطل کا شکار ہو گئے۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اس پورے معزز ہاؤس کو اس بات کی یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ باوجود اس بات کہ یہ انتخابات جن کے نتیجے میں پنجاب اسمبلی، دوسری صوبائی اسمبلیاں اور قومی اسمبلی معرض وجود میں آئیں ان انتخابات کے اس طریقہ کار سے متعلق ہماری reservations ہیں۔ ہم یہ بات کر سکتے ہیں اور یہ ثابت ہے کہ وہ کس نے کروائے اور کس

طرح سے ہوئے اور کس طرح سے مطلوبہ رزلٹ حاصل کئے گئے لیکن ان reservations کے باوجود ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ Houses چلیں' اس لئے نہیں کہ ہم اپنی اس بات کو چھوڑ رہے ہیں یا ہماری وہ بات غلط ہے بلکہ وہ بات حقیقت پر مبنی ہے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ جمہوریت خواہ وہ کتنی ہی کم تر شکل میں ہو وہ آمریت سے بہتر ہوتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ جذبہ کہ ہم ان تمام زخموں کو فراموش کر کے ' ہم ان تمام باتوں کو فراموش کر کے جو اس الیکشن سے پہلے pre-poll rigging میں ہوئیں' اس الیکشن کے دوران ہوئیں۔ کس طرح سے بیورو کریسی اور ایجنسیوں نے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر ایک طرف اکٹھا کیا' کس طرح الیکشن میں ان کا ساتھ دیا' اگر ہم ان تمام باتوں کو فراموش کرتے ہیں' بھولتے ہیں تو صرف جمہوریت کے لئے اور پھر بھی ہمیں کہا جائے کہ ہم جمہوریت نہیں چاہتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ Houses چلیں لیکن میں اس معزز ہاؤس کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ دیکھیں آپ کہہ رہے ہیں کہ اپوزیشن ضد کر رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اپوزیشن کے پاس اس سے پیچھے ہٹنے کی کوئی جگہ ہی نہیں ہے۔ بات صرف دو لفظی ہے کہ آیا اس ملک کے آئین میں ترمیم کرنے کا اختیار فرد واحد کے پاس ہونا چاہیے یا پارلیمنٹ کے پاس ہونا چاہیے؟ ان دو لفظوں کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے۔ کیا اپوزیشن یہ بات تسلیم کر سکتی ہے کہ ملک کا جو بنیادی document ہے اس میں ترمیم کرنے کا اختیار فرد واحد کو دے دیا جائے؟ اگر اپوزیشن یہ بات تسلیم کر لے' آج کی صوبائی اسمبلیاں اور قومی اسمبلی اس بات کو تسلیم کر لے تو پھر بتائیے کہ دنیا میں ان Houses کا' اس ملک کا' اس ملک میں جاری جمہوریت کا کیا مقام رہے گا؟ آنے والی تاریخ اور آنے والی نسلیں ہمیں کن لفظوں سے یاد کریں گی کہ ہم نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ ملک کے بنیادی document میں ترمیم کرنے کا حق فرد واحد کو ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا کوئی مطالبہ نہیں ہے۔ ہم صرف اور صرف یہ کہتے ہیں کہ آئین ملک کا بنیادی document ہے۔ اس میں ترمیم عوام کے نمائندوں کو پارلیمنٹ کو کرنے کا حق ہے۔ فرد واحد کو اس میں ترمیم کرنے کا حق نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا اور کوئی مطالبہ نہیں ہے۔ باقی issue جتنے ہیں وہ سارے ہی اس سے related ہیں اور جہاں تک یہ بات

کی جاتی تھی کہ L.F.O کا پنجاب سے کیا تعلق ہے؟ L.F.O کا پنجاب اسمبلی سے کیا تعلق ہے؟ میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر قانون صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ٹھیک ہے کہ ان کی limitations ہیں۔ وہ ہر بات کو on the floor of the House تسلیم نہیں کر سکتے۔ کیا اب بھی کوئی کسر باقی رہ گئی ہے کہ L.F.O کا تعلق پنجاب اسمبلی سے نہیں ہے اور ایل ایف او کا تعلق صوبائی خود مختاری سے نہیں ہے؟ کسے نہیں معلوم کہ ایک کمیشن بٹھایا گیا کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس پر سیر حاصل بحث کرے اور میرے خیال میں اس کی دو درجن کے لگ بھگ میٹنگیں ہوئیں۔ اس میں باقاعدہ سفارشات بھی تیار ہوئیں اور ان سفارشات کی روشنی میں باقاعدہ قانون کا مسودہ بنا۔ اس مسودے کو باقاعدہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں لایا گیا اور اس میں یہ ترمیم کرنی تھی کہ یہ جو ڈسٹرکٹ ناظم ہیں ان کے اوپر جو صوبے کا چیف ایگزیکٹو ہے اسے انہیں معطل کرنے کا اختیار ہونا چاہیے۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے اور اصولی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ڈسٹرکٹ ناظم امن و امان کا ذمہ دار ہے تو پھر اسے صوبے کے چیف ایگزیکٹو کا ماتحت ہونا چاہیے۔ اگر وہ صوبے کے چیف ایگزیکٹو کا ماتحت نہیں ہے تو پھر اس کے پاس امن و امان کی ذمہ داری نہیں ہونی چاہیے لیکن یہ ترمیم آئی اور اس ترمیم کے متعلق ہم تک بھی بات پہنچی اور ہم نے یہ کہا بھی کہ اصولی طور پر یہ بات درست ہے لیکن اس ترمیم کے متعلق کہاں سے instructions پاس ہوئیں اور اس ترمیم کو واپس لیا گیا؟ پھر اس کے بعد اس کا ایک indirect way نکالنے کی کوشش کی اور جو رولز آف پروسیجرز ہیں ان میں ایک تبدیلی کرنے کی کوشش کی گئی لیکن انہوں نے اتنی اجازت بھی نہیں دی۔ راجہ صاحب نے بالکل درست فرمایا کہ ہمارا اس معاملے میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ کہیں کہ ہمارا کسی معاملے میں بھی کوئی عمل دخل نہیں ہے تو وہ بات بھی درست ہو گی۔

جناب سپیکر! اب اس کے بعد کون سی بات رہ جاتی ہے۔ L.F.O کے متعلق اپوزیشن نے کہا ہے کہ اس بات کو اس حد تک تسلیم کر لیں گے لیکن آپ اسے پارلیمنٹ میں لائیں۔ اب اس سے زیادہ بات تو اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ آپ خود ہی دیکھیں کہ لوکل باڈیز آرڈیننس ہے---

میاں ماجد نواز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، فرمائیں۔

میاں ماجد نواز، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ رانا صاحب اتنی دیر سے تقریر کر رہے ہیں، رانا صاحب فرمائیں کہ انہوں نے جو اتنی لمبی چوڑی تقریر کر دی ہے اور یہ فرد واحد کے بارے میں بات کرتے ہیں کہ ان کی instruction آئی تو یہ ہو گیا وہ ہو گیا۔ کوئی ایسی بات کریں جو عوام کے مسائل سے متعلق ہو، اتنی لمبی چوڑی تقریر کا کیا فائدہ؟ عوام کے مسائل سے انہیں دلچسپی نہیں ہے۔ عوام کے مسائل کی طرف یہ توجہ نہیں دلاتے۔ یہ خیالی باتوں میں ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں اور اپنا وقت بھی ضائع کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا جواب وزیر قانون دیں گے، آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ دیکھیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس House کی ہی نہیں بلکہ اس ملک اور قوم کی بھی بد قسمتی ہے کہ جب کسی ملک کے بنیادی معاملات پر بات ہو رہی ہوتی ہے، کیا اس ملک میں جمہوریت کے بغیر good governance آ سکتی ہے اور کیا good governance کے بغیر اس ملک سے بے روزگاری ختم ہو سکتی ہے؟ اس ملک سے مہنگائی ختم ہو سکتی ہے؟ یہ ملک ترقی کر سکتا ہے؟ یہ خوشحالی کی طرف جا سکتا ہے؟ یہ بڑی بد قسمتی ہے کہ جب اس بنیادی بات پر بات کی جائے تو میرے محترم دوست نے فرمایا ہے کہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ جب یہاں پر فرد واحد کی تعریف کے لئے resolutions آئیں، ان پر تقاریر ہوں تو کیا اس وقت ان کا وقت ضائع نہیں ہوتا؟ اب میری بات پر وقت ضائع ہو رہا ہے۔ میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں اور میں راجہ صاحب سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم نے احتجاج کے سلسلے کو مرضی سے یا یہ سمجھ کر نہیں کیا کہ ہم نے اسے ضرور کرنا تھا۔ یہ ہمارے لئے مجبوری ہے کہ یہ ملک و قوم کا معاملہ ہے اور کوئی یہ فیصلہ کر ہی نہیں سکتا کہ اس کے بنیادی document میں فرد

واحد کو ترمیم کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ یہ فیصلہ جو ہے وہ موت ہے۔ یہ فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اپوزیشن اس سے پیچھے ہٹ ہی نہیں سکتی۔ صرف بات یہ ہے کہ انہیں اس بات کو تسلیم کرنا چاہیے اور اگر انہیں یہ بات کوئی تسلیم نہیں کرنے دیتا اور ان کی صورت حال وہی ہے کہ ان کا کسی معاملے میں کوئی عمل دخل نہیں ہے تو میں ان سے یہ عرض کروں گا اور اس امید کے ساتھ ہم ان کے ساتھ اس ہاؤس کی proceeding میں شامل ہوتے ہیں کہ کل کو اگر انہیں اس بات سے بھی روکا جائے کہ مذاکرات نہ کرو، صحیح بات کو تسلیم نہ کرو تو پھر ان کو چاہیے کہ یہ بھی پھر یہاں پر بیٹھنے کی بجائے احتجاج میں شامل ہوں۔ اس قوم کا ساتھ دیں۔ اس ملک کا ساتھ دیں۔

جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی بات عرض کرتا ہوں کہ کوئی زمیندار تھا۔ اس کی جب کوئی فصل نہ ہوئی تو وہ بھوکا مرنے لگا۔ وہ مانگنے کے لئے نکل پڑا۔ ایک صاحب کے پاس گیا تو اس نے جا کر کہا کہ اللہ کے بندے مجھے روٹی دو۔ اس نے کہا روٹی تو نہیں ہے۔ اس نے کہا یار! کوئی کپڑا دے دو۔ اس نے کہا کہ کپڑا بھی نہیں ہے۔ اس نے کہا کوئی پیسا ہی دے دو۔ اس نے کہا کہ پیسا بھی نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ کوئی جوتی ہی دے دو۔ اس نے کہا کہ کوئی جوتی بھی نہیں ہے۔ پھر اس فقیر نے کہا کہ تم یہاں پر بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہو؟ چلو اٹھو! دونوں چل کر مانگتے ہیں اور مل کر مانگتے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ان کا عالم یہی ہے کہ آپ اس ملک کے بنیادی document میں اصولی طور پر جمہوری طور پر جو بات پوری دنیا تسلیم کرتی ہے پوری قوم تسلیم کرتی ہے اس پر آپ بات کر نہیں سکتے، منوا نہیں سکتے اور آگے step نہیں اٹھا سکتے تو پھر اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جب اس کے بعد پھر اگلا مرحلہ آئے تو پھر آپ بھی ہمارے ساتھ جس طرح اس نے کہا تھا کہ آؤ چلو! دونوں مل کر مانگتے ہیں۔ آپ بھی ہمارا ساتھ دیں۔ دونوں چل کر سیڑھیوں پر بیٹھیں گے اور جا کر احتجاج کریں گے اور اس ملک اور اس قوم کی نجات بھی اسی میں ہے۔ بہت شکریہ، مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون اس کا جواب دیں گے اور وضاحت کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ان کو جواب دینے دیں۔ میں پھر آپ کو موقع دوں گا۔ اگر وقفہ سوالات کے متعلق بات ہے تو اس کا وقت نہیں ہے۔

وزیر قانون، جناب! وہ ایم ایم اے کا موقف فرما رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چلیں آپ بول لیں۔

سید احسان اللہ وقاص، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔ مجھ سے پہلے میرے فاضل دوستوں نے بہت تفصیل سے LFO کے حوالے سے باتیں کیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! پچھلے اجلاس کے دوران ایک احتجاجی مہم تھی۔ اس کے اغراض و مقاصد کے بارے میں بہت تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ میں ان باتوں کو دہرانا نہیں چاہتا لیکن ان کی بات کی تائید کرتے ہوئے میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بدترین جمہوریت بھی بہترین آمریت سے بہتر ہوتی ہے۔ اس کی مثالیں بھی ہمیں تاریخ سے ملتی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اورنگ زیب بادشاہ کو ایک اچھا نیک حکمران سمجھا جاتا تھا لیکن اس نے اچھا حکمران ہونے کے باوجود اپنے اقتدار کے لئے اپنے باپ کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں اور اپنے ہی بھائیوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آمریت کو اس ملک کے اندر مستحکم کیا جائے گا تو اس کا شکار صرف اپوزیشن کے لوگ نہیں ہوں گے بلکہ اس کا شکار آمریت کا ساتھ دینے والے لوگ بھی ہوں گے کیونکہ کوئی بھی آدمی اس دنیا میں ایسا نہیں ہے کہ سو فیصد کسی کے احکامات پر چلے۔ جب بھی اس آمر کو ان کی ضرورت محسوس نہیں ہو گی' ان کی مرضی کے مطابق نہیں چلیں گے' وہ ان سے بھی رُخ پھیر

لیں گے۔ان کو بھی اسی طرح خراب کریں گے جس طرح وہ پہلے کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ خوش آئند بات ہے بہت اچھی بات ہے کہ جناب وزیراعظم نے اپوزیشن جماعتوں کو طلب کیا ہے۔ ان کے ساتھ یہ طے کیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ وہ اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کر L.F.O کے بارے میں بات کریں گے۔ اپوزیشن کی تمام جماعتیں یہ چاہتی ہیں اور بنیادی نکتہ وہی ہے جو میرے بھائی رانا صاحب نے بیان کیا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ L.F.O کے بارے میں جو بھی آپ نے طے کرنا ہے اس کو پارلیمنٹ کے اندر لے کر آئیں اور وہاں پر یہ معاملہ طے کریں' ہاؤس میں جو بھی فیصلہ ہو جائے وہ سب کو قبول ہو گا۔ یہاں اس ہاؤس میں بھی دس قوانین ایسے پاس ہوتے ہیں جس کا ہم ساتھ نہیں دیتے ہیں' جس کو ہم درست نہیں سمجھتے ہیں لیکن ہاؤس چونکہ اس کو پاس کرتا ہے اور ہم اس کو قانون مانتے ہیں۔ اسی طرح اگر L.F.O کو اسمبلی کے اندر پیش کیا جائے' وہاں سے یہ جس شکل میں بھی پاس ہو گا ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ بنیادی بات یہ ہے کہ اسے اسمبلی کے اندر لایا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس بات پر مذاکرات کرنا چاہتے ہیں تو کھلے دل کے ساتھ کریں۔ ان کی طرف سے ایک چھوٹا سا بیان آ جاتا ہے کہ وردی کے بارے میں بات نہ کریں۔ بھئی! مذاکرات کرنے ہیں تو پھر ہر بات پر بات ہو گی اور ہر بات پر بات کرنی چاہئے اور ہر بات پر بات کرنے کا موقع ہونا چاہیے۔ اگر وردی پر بات نہیں ہو گی تو باقی کس بات پر بات ہو گی۔ ہر چیز پر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ L.F.O کو پارلیمنٹ کے اندر پیش کیا جائے۔ پارلیمنٹ اسے جس شکل میں بھی منظور کرے اس کے بعد وہ آئین کا حصہ بنے گا اور اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ ہم نے اس پر احتجاج کیا تھا اور آج ہمارا یہ موقف درست ثابت ہوا ہے کہ L.F.O اس ملک کے اندر مسائل کی اصل وجہ ہے۔ جب تک اسے اسمبلی کے اندر پیش نہیں کیا جائے گا اس وقت تک اس ملک کے اندر مستحکم جمہوریت قائم نہیں ہو سکے گی۔ L.F.O کے حوالے سے اپوزیشن کے جتنے بھی مطالبات ہیں وہ ملک کے وزیر اعظم کو مستحکم کرنے کے لئے ہیں' ملک کے اندر قائم منتخب حکومتوں کو مستحکم کرنے کے لئے ہیں۔ ہم نے اپنے لئے مطالبات

ہیں، ملک کے اندر قائم منتخب حکومتوں کو مستحکم کرنے کے لئے ہیں۔ ہم نے اپنے لئے مطالبات نہیں مانگے ہوئے کہ آپ اپوزیشن لیڈر کو کوئی اختیار دے دیں۔ ہمارے مطالبات میں سب کے سب اختیارات ملک کے وزیر اعظم کے لئے اور ملک کے وزرائے اعلیٰ کے لئے ہیں کیونکہ ہم ان کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگوں کے منتخب نمائندے ہیں اس لئے ہم ان کے وقار اور ان کے تحفظ کے لئے آواز بلند کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اگر یہ مذاکرات کھلے دل کے ساتھ کئے جائیں گے تو انشاء اللہ ان سے ضرور مثبت نتیجہ نکلے گا۔ اسی مثبت نتیجے کے انتظار میں ہم اپوزیشن کے سارے ساتھیوں نے اس چیز کا فیصلہ کیا ہے کہ ہم حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اسمبلی کی proceeding کو مناسب انداز میں چلنے دیں گے۔ : ت بہت شکریہ۔ وآخر دعوانا عن الحمد اللہ رب العالمین ()

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔

جناب محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ابھی رانا ثناء اللہ صاحب اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے تھے تو پہلے میں ان کی خدمت میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ اپنے رویے میں---

MR ACTING SPEAKER: I think let the Law Minister reply to him

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ بیٹھیں۔ دیکھیں، انہوں نے جو بات کی ہے اور وقفۂ سوالات بھی شروع ہو گیا ہے۔

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ انہیں نائم دے دیتے ہیں اور ہمیں بولنے نہیں دیتے۔

MR ACTING SPEAKER: For the running of the House, it is always good

جناب محمد وارث کلو، جناب سپیکر! انہوں نے LFO پر بات کی ہے۔ میں ان کی باتوں کا reply دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر آپ نے جواب دینا ہے تو پھر لا منسٹر نے کیا جواب دینا ہے؟

جناب محمد وارث کلو، جناب سپیکر! ہمیں بھی جواب دینے کا حق ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لا منسٹر جواب دے دیں۔ اس کے بعد میں آپ کو بھی نائم دے دیتا ہوں۔ If you don't mind, please sit down. Let the Law Minister come up

وزیر قانون، شکریہ' جناب سپیکر! میں سب سے پہلے لیڈر آف دی اپوزیشن جناب قاسم ضیاء صاحب' رانا ثناء اللہ صاحب اور احسان اللہ وقاص صاحب کا اس لحاظ سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کو چلانے کے لئے' یہاں پر معاملات کو افہام وتفہیم سے آگے بڑھانے کے لئے اور اس کی کارروائی میں حصہ لینے کے حوالے سے انہوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں اس کے لئے ان کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن یہ اسمبلی وجود میں آئی تھی اور اس اسمبلی کا پہلا اجلاس ہوا تھا اور اس کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب کا انتخاب ہوا تو وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب نے اسی وقت اس بات کا اعادہ کیا تھا کہ وہ اس ایوان کو متفقہ طور پر آگے لے کر جانا چاہتے ہیں اور انہوں نے اپوزیشن کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا تھا اور یقین کیجئے کہ جب بھی اس ہاؤس میں افہام و تفہیم کے حوالے سے بات ہوئی تو میں نے بھی جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی اس سوچ کو آگے بڑھاتے ہوئے ہمیشہ اس بات کا اعادہ کیا کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ میں نے ہمیشہ اپوزیشن کو اس بات کا یقین دلایا کہ اگر ہم اپنی اسمبلی اور اپنے صوبے سے متعلقہ معاملات افہام و تفہیم سے لے کر آگے چلیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں نہ صرف اس ایوان کی عزت و احترام ہوگا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت مجموعی ہمارے سیاست دانوں کی جو ایک قیمت ہے اس کی عزت میں اضافہ ہوگا۔

جناب سپیکر! گزشتہ اجلاسوں کے دوران اپوزیشن کا جو ایک مخصوص رویہ رہا۔ انہوں نے ایک issue پر اپنا احتجاج جاری رکھا اور اس دوران بھی ہم نے اپنے اسی موقف کا اعادہ کیا تھا کہ پنجاب اسمبلی میں صرف ان امور کو اٹھانا چاہئے جو ہمارے متعلقہ ہیں۔ آج اگر مرکز میں مذاکرات کا عمل شروع ہوا ہے تو یہ مرکز والوں نے شروع کیا ہے۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس میں نہ قاسم ضیاء صاحب نے شرکت فرمائی ہے' نہ ہی رانا ثناء اللہ صاحب نے شرکت فرمائی ہے اور اس وقت بھی ہم انہیں یہی کہتے تھے کہ جب مرکز میں مذاکرات شروع ہوں گے' معاملات آگے بڑھیں گے تو اس کے مطابق ہم بھی آگے چلیں گے۔ ہمیں غیر متنازعہ امور کو پنجاب اسمبلی میں نہیں چھیڑنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لیکن اس وقت ہماری اس بات پر توجہ نہیں دی گئی بہرحال "دیر آید درست آید۔" آج اگر ہماری اپوزیشن کو اس بات کی realization ہوئی ہے کہ ہمیں پنجاب میں معاملات کو افہام وتفہیم سے چلانا ہے اور اگر آج انہیں اس بات کا احساس ہوا ہے کہ ایوان میں انتہائی اہمیت کے معاملات آگے بڑھائے جا رہے تھے' legislation کی جا رہی تھی تو اس وقت انہوں نے اس میں participate نہیں کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج یہ realization پیدا ہوئی ہے تو اس کے لئے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! دوسری بات جس کی جناب قائد حزب اختلاف نے نشاندہی کی ہے' انہوں نے فرمایا ہے کہ victimization۔ میں نے اس وقت بھی کہا تھا اور انہوں نے محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کے حوالے سے بات کی ہے۔ میں نے اس وقت بھی انہیں یقین دلایا تھا اور آج پھر اس بات کا دوبارہ اعادہ کرنا چاہتا ہوں۔ پھر اس بات میں سے چاہے رانا ثناء اللہ صاحب کوئی مطلب نکال لیں لیکن میں واضح طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک بات جس سے ہمارا تعلق نہیں ہے وہ ہمارے کھاتے میں کیوں ڈالی جاتی ہے؟ اگر F.I.A کا کوئی معاملہ ہے' کوئی کیس بنا ہے' ہماری حکومت سے پہلے بنا ہے وہ انہیں بھی پتا ہے جن لوگوں نے بنایا ہے تو پھر ہمارے کھاتے میں کیوں ڈالا جاتا ہے؟

جناب سپیکر! تیسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب! Categorically لاہور کے بلدیاتی اداروں میں عدم اعتماد کے حوالے سے جو بات ہو رہی تھی میں نے اس حوالے سے کہا کہ حکومت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں کیونکہ ہم جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں اور ہماری یہ کوشش، یہ سوچ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا یہ عزم ہے کہ ہم نے ان اداروں کو اپنے طور پر چلنے دینا ہے اور ان میں مداخلت نہیں کرنی لیکن رانا صاحب نے کہا کہ ان کا عمل دخل نہیں۔ اس کے بعد رانا صاحب نے یہ فرمایا کہ ہم ایک ترمیم لے کر آئے اور اس کے لئے انہوں نے فرمایا کہ صوبے میں جو Devolution Committee قائم کی گئی تھی اس Devolution Committee نے کچھ recommendations دیں اور اس کے بعد وہ ترمیم اسمبلی میں لائی گئی۔ میں اس چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور مجھے اس لحاظ سے افسوس ہے کہ میں پھر یہ بات کروں گا تو رانا صاحب ضرور اس کا جواب دیں گے لیکن بے شک آپ اس کا جواب دیں۔ حکومت نے جب Devolution Committee قائم کی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے انتہائی کھلے دل کے ساتھ رانا صاحب کو بھی اس کا ممبر منتخب کیا تھا اور ہم ان کی سوچ اور ان کے تجربات سے استفادہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ یہ اس کمیٹی میں contribute کریں۔ یہ انہوں نے درست فرمایا کہ اس کمیٹی کی بے شمار میٹنگیں ہوئیں لیکن ابھی تک اس کمیٹی نے پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں کسی ترمیم سے متعلق کوئی مسودہ تیار نہیں کیا ہے۔ میں یہ بات کہہ رہا ہوں اور محترمہ صغریٰ امام صاحبہ بھی اس بات کی گواہ ہیں، وہ بھی اس کمیٹی کی ممبر ہیں کہ ہم نے ابھی تک کوئی حتمی سفارشات تیار نہیں کی ہیں لیکن میں یہاں یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم رانا صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے کہ اس کمیٹی کے اگلے اجلاس میں تشریف لائیں، اپنی تجاویز دیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جب consensus کے ساتھ کوئی فارمولا تیار ہوا تو ہم اسے آگے لے کر بڑھیں گے، اسے دیکھیں گے کہ اس پر کیسے عمل درآمد کیا جا سکتا ہے لیکن رانا صاحب! ہم بارہا یہ کہہ چکے ہیں اور آپ کے سامنے جب یہاں پر ہم نے ایک ترمیم پاس کی تھی اور اس میں اپوزیشن نے contribute بھی کیا تھا، جو چھ مہینے کا عرصہ ناظمین کو دیا گیا تھا اس میں ہم

نے categorically کہا تھا کہ اس ترمیم کے لئے ایک proper procedure جو آئین میں وضع کردہ ہے۔ جب تک وہ اختیار نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ترمیم نہیں ہو سکتی لیکن اس کے باوجود میں اس معزز ایوان کو بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جو صوبے کے مفاد میں بہتر اقدامات ہوں گے یہ حکومت وہ اقدامات اٹھانے سے گریز نہیں کرے گی لیکن شرط یہ ہے کہ اپوزیشن ہمارے ساتھ تعاون کرے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج جس بہتر ماحول کی ابتداء ہوئی ہے۔ اس کے لئے میں ان کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں اور ان سے اس بات کی توقع رکھتا ہوں کہ وہ ہاؤس کی جو کارروائی ہے اس میں حصہ لیں' contribute کریں' اپنا کردار ادا کریں اور ہم ان کے مفید مشوروں سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں۔ جناب قاسم ضیاء صاحب' رانا ثناء اللہ صاحب میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس صوبے کی کیا خوش قسمتی ہوسکتی ہے کہ یہاں پر اپوزیشن اور حکومتی بنچوں نے مل کر متفقہ طور پر بھی legislation کی ہے۔ اس وقت بھی میں نے اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کیا تھا۔ آج پھر میں آپ سے اسی بات کی توقع رکھتا ہوں کہ ہم آئندہ بھی اسی عزم کے ساتھ اور اسی جذبے کے ساتھ آگے بڑھیں گے۔ میں اپنی طرف سے آپ کو بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اچھی ابتداء ہوئی ہے۔ میں آپ سے عرض کرنا چاہوں گا کہ خدا آپ کو نظر نہ لگائے اور آپ اسی طرح سے مثبت طور پر آگے بڑھتے رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا تعاون آپ کے ساتھ رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ داخلہ اور جیل خانہ جات کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون اور محکمہ جیل کے افسران سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج صبح ڈسٹرکٹ سیشن جج سیالکوٹ اور 9 سول جج

صاحبان ان کے ہمراہ جیل کے دورہ پر گئے' وہاں پر ایک قیدی نے ڈسٹرکٹ جج صاحب پر فائر کیا' کچھ اعلیٰ افسر زخمی ہو گئے ہیں' 6 سول جج صاحبان قیدیوں کی حراست میں ہیں۔ ان کو safe exit دینے کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل درست بات ہے کہ آج ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سیالکوٹ جیل کے معائنہ پر تھے۔ ان کے ہمراہ 7 سول جج تھے' 2 جوڈیشل مجسٹریٹ' ایک میڈیکل آفیسر' ایک خاتون وارڈر' ایک مرد وارڈر تھا اور 23 خواتین قیدی اس وارڈ میں موجود تھیں۔ وہاں کچھ قیدیوں نے ہنگامہ آرائی کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں اس وقت ساری انتظامیہ سیالکوٹ میں موجود ہے۔ ڈی آئی جی گوجرانوالہ سے وہاں پر پہنچ چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ حالات کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور مجھے وہ ہر دو گھنٹے کے بعد latest situation بتا رہے ہیں۔ اس وقت تک صرف ایک قیدی فائر سے زخمی ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے بعد ان hostages کو رہا کروا لیا گیا ہو گا۔ میں اس ایوان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے ہی ہمیں تفصیلات ملیں گی' اگر آپ حکم دیں گے تو کل میں اس واقعے کی مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، سومار کو۔ جی' فرزانہ راجہ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ راجہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ یہاں پر جو سارے ساتھی ہیں اور بھائی اور بہنیں ہیں' میں ان کی اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ راجہ صاحب کہتے ہیں کہ میرے شوہر کی گرفتاری کا جو معاملہ ہے' اس کا پنجاب اسمبلی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ میرا ایک سوال سب سے ہے کہ کیا میرا پنجاب اسمبلی سے کوئی واسطہ ہے یا نہیں ہے؟ میں پنجاب اسمبلی کی' اس معزز ایوان کی ایک رکن ہوں اور definitely اگر مجھے کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا مجھے کوئی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو اس کا

یہ مطلب ہے کہ اگر میرے خاندان کو پہنچائی جاتی ہے تو وہ مجھے پہنچائی گئی ہے تو definitely اس واقعے کا تعلق پنجاب اسمبلی سے بنتا ہے۔ میں آج یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں کہ میرے شوہر پیر مکرم الحق کی زندگی کو خطرہ ہے۔ آپ یقین کریں کہ پچھلے ایک مہینے میں جو فزیکل ریمانڈ ان کا لیا گیا اس کا کوئی جواز نہیں تھا۔ عجز حضرات جو بھی اس وقت ڈیوٹی پر تھے وہ prosecutor کو ڈانٹ ڈانٹ کر کہتے رہے ہیں کہ اگر یہ کیس ہے' یہ دلائل ہیں تو ہمارے پاس کوئی جواز نہیں ہے کہ ہم مزید اس پر فزیکل ریمانڈ دیں لیکن ہم آپ کو پانچ دن کا اور موقع دیتے ہیں' آٹھ دن بعد اور موقع دیتے ہیں' اس طرح سے کرتے کرتے ایک مہینے کا فزیکل ریمانڈ بغیر کسی ثبوت کے' بغیر کسی الزام کے' ابھی تک تو ریفرنس بھی تیار نہیں کیا گیا جو کہ ان کے خلاف پیش کیا جائے کیونکہ ان کو یہ معلوم ہے کہ اگر وہ reference پیش کر دیا جائے گا تو میرے خیال میں within no time ان کی ضمانت ہو جائے گی کیونکہ ان کے references میں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ اسی لئے پیش نہیں کئے جا رہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ تکلیف پہنچائی جا سکے۔ یہ تعلق بنتا ہے۔ ہمیں pressurize کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ان کو ایک مہینے کے اندر تنگ کیا گیا۔ ان کے کمرے کے سوئچ کو شارٹ سرکٹ کر دیا جاتا رہا تاکہ اگر وہ اس کو ہاتھ لگائیں تو ان کو کرنٹ لگے۔ پھر اس کے بعد ان کے کمرے میں جو کہ پہلے فلور کے اوپر ہے' جس کی 35 سیڑھیاں ہیں' پھر ایس ایچ او کا کمرہ ہے' پھر پولیس ڈیوٹی پر ہے' وہاں پر سانپ چھوڑا گیا۔ کیا وہ سانپ سیڑھیاں چڑھتا ہوا آیا؟ پولیس' ایس ایچ او کو چھوڑتا ہوا' ساری گارڈ کو چھوڑتا ہوا' اس کو صرف ایک ہی سیل میں جانا تھا' جس میں پیر مکرم الحق تھا یعنی کہ ایک عام فہم آدمی بھی اس چیز کو سوچ سکتا ہے کہ اس طرح کی جو حرکتیں کی جا رہی ہیں ان سے ان کی زندگی کو خطرہ ہے۔ میں ایوان میں یہ اس لئے لانا چاہتی ہوں' میں یہ نہیں چاہتی کہ آپ لوگ مجھ سے ہمدردی کریں یا مجھے ہمدردی کی کوئی بھیک دیں بلکہ میں یہ چاہتی ہوں کہ انصاف کے ساتھ اپنے دل کو بڑا کر کے اور انسانیت کے ناتے سے کیونکہ میں آپ کی ممبر ساتھی ہوں' اس ناتے سے آپ ضرور اس کے لئے اوپر جن

جنرلوں کو آپ نے پچھلے سالہا سال سے support کیا ان کو آپ ایک مشورہ تو دے سکتے ہیں کہ کسی کی زندگی لینے سے یا جان لینے سے آپ کے مسائل یا مقاصد حل نہیں ہوں گے بلکہ اپوزیشن جو آواز بلند کر رہی ہے اگر آپ اس کو دبانے کے لئے اتنے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کریں گے تو اس سے آپ کی حکومت کو بھی خطرہ ہے۔ میرے خیال میں یہ آپ کی بھلائی اور بہتری کے لئے بھی ہے کہ اس کو آگے تک پہنچایا جائے اور جو ایسا کر رہے ہیں' آپ کچھ اور نہیں کر سکتے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ ان کے خلاف بولیں گے تو آپ بھی وہاں نہیں بیٹھے ہوں گے' جہاں آپ تشریف فرما ہیں لیکن آپ صرف اپنے اندر اتنی اخلاقی جرأت پیدا کریں کہ آپ ان کو یہ مشورہ ضرور دیں کہ آپ ایسے کام نہ کریں اور ان پر جھوٹے cases نہ بنائیں اور صحیح معنوں میں صحیح جمہوریت کی روایت رکھیں اور اس کو چلائیں۔

میں آخر میں ایک چیز اور کہوں گی کہ یہاں پر کچھ حضرات ایسے بیٹھے ہیں جو اس وقت مجھے دیکھ بھی رہے ہیں۔ میں ان کے بارے میں بات کر رہی ہوں کہ وہ مجھے ٹیلیفون کر کے منسٹریوں کی offer کرتے ہیں کہ آپ ہم سے بات تو کرلیں۔ ہم نے آپ کے لئے منسٹری رکھی ہوئی ہے۔ آپ [illegible] کریں [illegible] مجھے تو ان پر شرمندگی ہو رہی تھی کہ وہ بےچاری ساری بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں جن غریبوں کو ابھی تک منسٹری نہیں ملی ہے۔ یہ مجھے یہاں سے بلا کر کیا منسٹری دیں گے۔ مجھے ان بہنوں سے ہمدردی ہے کہ وہ مجھے منسٹری دلا رہی ہیں۔ میں آپ بہنوں سے یہ کہوں گی کہ آپ ان بھائیوں سے جو مجھے call کر کے یہ کہہ رہے ہیں' جائیں اور ان کو گریبان سے پکڑیں کہ پہلے ہمیں منسٹری دو پھر کسی دوسرے کو offer کرنا۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! محترمہ نے بحیثیت ممبر پنجاب اسمبلی جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں ان کا احترام کرتا ہوں اور میں نے ہمیشہ انھیں اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی ہے

کہ جو بھی ان کے شوہر کے خلاف مقدمہ درج ہوا ہے اس کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور بعد کے جن واقعات کی نشاندہی کر رہی ہیں' وہ خود مانتی ہیں کہ ہم ان کی بات پہنچائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بات وہ پریس کے حوالے سے ' convey کرنا چاہتی تھیں وہ بات convey ہو چکی ہے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہم victimization پر یقین نہیں رکھتے اور انھیں اس بات کا یقین کرنا چاہیے لیکن اگر محترمہ یہ بات نہیں سمجھتیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنی بات ان کو سمجھانے سے قاصر ہوں۔ یہاں پر انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کچھ لوگ ان کو وزارت کے لئے ٹیلی فون کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہترین لوگ ہیں۔ جن لوگوں کے ساتھ آپ کا رابطہ ہے ان کے ذریعے تو بہتر بات پہنچائی جا سکتی ہے۔ میرے ضلع کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ میری دلی طور پر ان کے ساتھ ہمدردی ہے۔ یقین جانیے کہ مجھ سے جو کچھ ہو سکا انشاء اللہ ان کی آواز میں پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ اس سے پہلے بھی ایک دو معاملات تھے اور میں نے ان کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ میرے ساتھ رابطہ کریں جو خدمت میں کر سکتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کے لئے حاضر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب وقفۂ سوالات کا وقت شروع ہوتا ہے۔ بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ!

بیگم زینت خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' زینت خان! فرمائیے۔

بیگم زینت خان، بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب کی بات کا جواب دینے کا کوئی جواز نہیں بنتا لیکن میں ایک خاتون ہونے کے ناتے سے اس بات کا جواب دوں گی کہ ہمیں اپنی بہن کے ساتھ بہت ہمدردی بھی ہے لیکن بات یہ ہے کہ اگر انہوں نے جو پنکھے بھیجے ہیں اس میں شارٹ چھوڑ دیا جاتا ہے یا وہاں پر سانپ چھوڑ دیئے جاتے ہیں' ہم اخبارات میں بھی پڑھ رہے ہیں اور ملک کے ہر گوشے میں یہ بات پڑھی جا رہی ہے۔ میرے خیال میں ان کو یہ پتا نہیں کہ کوئی بھی گورنمنٹ اتنی بے وقوف نہیں ہو گی کیونکہ ان کے قائد محترم ذوالفقار علی بھٹو

صاحب اسی کی سزا پا چکے ہیں کہ انہوں نے ایک بے قصور بندے کو مارا تھا۔ خدا نہ کرے، میرے منہ میں خاک کہ اگر وہاں پر الیکٹرک شارٹ سے ان کے خاوند کی موت واقع ہو جاتی ہے تو گورنمنٹ اس کا الزام اپنے سر کیسے لے گی؟ میرے خیال میں یہ سراسر بناوٹی باتیں ہیں۔ وہاں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ باتیں کوئی ڈرا دینے والی نہیں ہیں۔ یہ جان بوجھ قسم کی باتیں ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پھر ماشاء اللہ ہماری پنجاب گورنمنٹ میں اتنی اکثریت ہے کہ اب مزید کسی منسٹر کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی کسی کو offer ہو رہی ہے بلکہ اب تو میرٹ والے لوگ بھی چپ کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ محترمہ فرزانہ راجہ کی وزیراعلیٰ صاحب کو اتنی ضرورت ہو کہ وہ آئے اور پوری جماعت بھی ان کے ساتھ آ جائے گی۔ ابھی ہمارے بھائی محترم رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ سچ اور جھوٹ پر بات ہو رہی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ اب کچھ سچ کی طرف بھی راغب ہوئے لیکن اگر مکمل جھوٹ کو چھوڑ دیں تو پھر کارروائی بھی اچھی چلے گی اور ہمارے آپس میں تعلقات بھی اچھے ہوں گے اور ہم ملک کی ویلفیئر کے لئے بھی کچھ کر سکیں گے۔ شکریہ

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات (محکمہ جات امور داخلہ و جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر، اب وقفۂ سوالات کا وقت شروع ہوتا ہے۔ راجہ صاحب! میں آپ کو ابھی قائم دیتا ہوں۔ تمام معاملے discuss ہو چکے ہیں۔۔۔ (قطع کلامی) پھر وقفۂ سوالات بند کر دیں؟ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ بیگم ریحانہ جمیل!

بیگم ریحانہ جمیل، سوال نمبر 76۔

ضلع لاہور میں پولیس مقابلے اور ان کی تمام تر تفصیلات

*76- بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں 12-اکتوبر 1999 سے آج تک کس کس تھانے کی پولیس کے ساتھ مقابلہ ملزمان کا ہوا؟ پولیس مقابلہ میں مارے جانے والے افراد کے نام، پتا، پولیس مقابلہ میں شامل ملازمین کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں۔

(ب) ہر پولیس مقابلے کی وجوہات اور مقابلہ میں مارے جانے یا زخمی ہونے والے ملزمان کے نام، جرم اور موجودہ کارروائی کی تفصیل بیان فرمائیں۔

(ج) پولیس مقابلہ میں جو ملازمین شریک ہوئے، ترقی پانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی و میرٹ بیان فرمائیں، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر قانون:

(الف) ضلع لاہور میں 12-اکتوبر 1999 سے لے کر جن تھانہ جات میں پولیس کے ساتھ ملزمان کے مقابلے ہوئے ان مقابلہ جات میں مارے جانے والے افراد کے نام و پتا جات، پولیس ملازمین کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہر پولیس مقابلہ کی وجہ اور مقابلہ میں مارے جانے یا زخمی ہونے والے ملزمان کے نام، جرم اور موجودہ کارروائی کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان پولیس مقابلہ میں شریک کسی پولیس ملازم کو out of turn ترقی نہیں دی گئی ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، سوال کے جواب کا جز (ج) پڑھ دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ پڑھ دیں۔

وزیر قانون، جز (ج) ان پولیس مقابلہ میں شریک کسی پولیس ملازم کو out of turn ترقی نہیں دی گئی ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ میں نے out of turn کی بات کی ہی نہیں۔ میں نے ترقی پانے والے ملازمین کے نام' عہدے اور موجودہ تعیناتی اور میرٹ کی بات کی ہے جو کہ ذکر نہیں کیا گیا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! انہوں نے پولیس مقابلہ کی بات کی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کسی ملازم کا gallantry کردار ہوتا ہے اگر اس کے صلہ میں اس کو ترقی دی جاتی ہے تو وہ میرٹ پر نہیں دی جاتی بلکہ out of turn دی جاتی ہے۔ میرٹ پر ترقی دینے کا ایک علیحدہ طریقہ کار ہے اور out of turn promotion کا ایک علیحدہ طریقہ کار ہے۔ جب gallantry efforts کی بنیاد پر ترقی دی جاتی ہے تو وہ out of turn ہوتی ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، پولیس مقابلہ کی بات نہیں ہو رہی یہ تو پہلا پوائنٹ ہے۔ دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ آپ ترقی پانے والے ملازمین کے نام' عہدے اور موجودہ تعیناتی و میرٹ بیان فرمائیں۔ اس کا ذکر جواب میں کہیں بھی موجود نہیں ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ذکر اس لئے نہیں ہے کہ ہم نے پولیس مقابلے میں شریک پولیس کے کسی ملازم کو ترقی دی ہی نہیں ہے۔ اس لئے ہم کیا بیان کر سکتے ہیں؟

بیگم ریحانہ جمیل، اس طرح سے ابھی تک کسی کی ترقی ہوئی ہی نہیں۔ جو جس میرٹ پر بھرتی ہوا تھا اسی پر کام کر رہا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ پولیس مقابلے میں جو ملازمین شریک ہوئے تھے کیا انہیں ترقی دی گئی؟ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو پولیس ملازمین پولیس مقابلے میں شریک ہوئے انہیں out of turn ترقی نہیں دی گئی۔ باقی پولیس میں عام routine میں میرٹ کی بنیاد پر ترقیوں کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، میں نے بھی یہی گزارش کی ہے کہ ترقی پانے والے ملازمین کے نام' عہدے وغیرہ کے بارے معلومات فراہم کی جائیں۔ میں نے آپ سے یہ گزارش نہیں کی کہ صرف پولیس مقابلے میں جو لوگ شامل تھے انہی کی ترقیوں کے بارے میں بتایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بی بی! اس کا جواب آپ کو مل چکا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں سوال کا جز (ج) بھی پڑھ دیتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ پولیس مقابلہ میں جو ملازمین شریک ہوئے' ترقی پانے والے ملازمین کے نام' عہدہ اور موجودہ تعیناتی و میرٹ بیان فرمائیں نہیں تو وجہ بیان فرمائیں۔ آپ نے پہلا لفظ ہی پولیس مقابلہ لکھا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، محترمہ! اس کی وضاحت تو ہو چکی ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، منسٹر صاحب! سوال کچھ کیا جاتا ہے اور آپ جواب کچھ دیتے ہیں لیکن اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے۔ آپ سوال کو تو سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جنہوں نے پولیس مقابلہ میں حصہ لیا کیا ان کو routine میں ترقی دی گئی؟

وزیر قانون، ان کو ترقی نہیں دی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 102۔

جیل خانہ جات کے وارڈنز کی تعداد اور سپیشل الاؤنس

*102۔ سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت پنجاب کی تمام جیلوں میں جو وارڈن ہیں ان کی ماہانہ تنخواہ میں پولیس کے کانسٹیبلوں کی طرح ایک ہزار روپے ماہانہ اضافہ نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی

وجوہات کیا ہیں؟

(ب) پنجاب کی تمام جیلوں میں کتنے وارڈن کام کر رہے ہیں؟

(ج) پنجاب کے محکمہ جیل خانہ جات میں کتنے افراد کی براہ راست ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی اسامیوں پر تقرری کی گئی ہے اور ان تقرریوں کا معیار اور طریقہ کار کیا تھا؟

وزیر جیل خانہ جات،

(الف) پنجاب کی جیلوں میں گارد کی تنخواہ میں ایک ہزار روپے کا اضافہ نہ کیا گیا ہے حالانکہ پولیس کانسٹیبلوں کی تنخواہ میں مورخہ 1-7-1999 سے ایک ہزار روپے کا اضافہ کیا گیا۔ اس سے قبل یکم جون 1993 میں پولیس کانسٹیبل سے لے کر انسپکٹر پولیس تک راشن الاؤنس میں مبلغ 80 187 روپے فی ماہ سے اضافہ کر کے مبلغ 390.00 روپے فی ماہ کر دیا گیا لیکن جیل وارڈر کو یہ اضافہ مورخہ یکم جولائی 1997 سے دیا گیا۔ محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو مذکورہ اضافہ کے لئے استدعا کی گئی تھی جو کہ منظور نہ ہوئی' اب معاملہ دوبارہ زیر غور ہے۔

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں وارڈر گارد کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد حسب ذیل ہے:-

I۔ چیف وارڈر سکیل نمبر 9	36
II۔ ہیڈ وارڈر سکیل نمبر 7	536
III۔ وارڈر سکیل نمبر 5	5435
کل تعداد	6007

مذکورہ تعداد میں 264 وارڈرز کی اسامیاں بھرتی پر پابندی کی وجہ سے خالی ہیں' جونہی بھرتی پر پابندی اٹھالی گئی' مذکورہ اسامیوں کو بھرتی قانون کے مطابق کر لیا جائے گا۔

(ج) محکمہ جیل خانہ جات میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل سکیل نمبر 16 کی منظور شدہ پچاس (50) اسامیاں ہیں جن میں سروس رولز کے مطابق 25% کوٹہ براہ راست پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کے لئے مقرر ہے۔ 25% کوٹہ کے مطابق 10 افسران کی سفارش برائے بھرتی کمیشن سے جولائی 2000 میں موصول ہوئی جن کی بھرتی کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے تقرری کے احکامات جاری کئے۔ ان 10 امیدواروں میں سے 6 نے ڈیوٹی کے لئے رپورٹ کی۔ ان میں سے ایک افسر سی۔ایس۔ایس گروپ میں بھرتی ہونے پر محکمہ چھوڑ گیا۔ بقایا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی 7 اسامیوں میں سے تین پر بھرتی کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو درخواست کی جا چکی ہے اور یہ اسامیاں اہل امیدواران سے درخواستوں کے لئے اخبار میں مشتہر کی جا چکی ہیں۔ براہ راست کوٹہ کی چار اسامیوں پر بھرتی کے لئے ضروری منظوری کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کو درخواست کر دی جائے گی۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کے براہ راست بھرتی کے لئے تعلیمی معیار گریجویشن اور عمر کی حد 21 تا 30 سال ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، میرا ضمنی سوال یہ ہے اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بتایا گیا ہے کہ جیل کے اندر وارڈر 5435 کے قریب ہیں جو سکیل نمبر 5 میں ہیں اور اسی سکیل میں پولیس کے کانسٹیبل اور ہیڈ کانسٹیبل کے لئے بھی پچھلی حکومت نے ایک ہزار روپے کی خصوصی امداد منظور کی تھی اور اس محکمے کی طرف سے جیل وارڈر کو یہ اضافہ دینے کے حوالے سے بھی اس محکمے نے درخواست کی تھی تو اس سے پہلے وہ درخواست reject ہو گئی تھی۔ اب انہوں نے دوبارہ درخواست پیش کی ہوئی ہے۔ میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس بارے میں وہ کوئی مہربانی فرمائیں تاکہ ان کا بھی کوئی بھلا ہو جائے۔ وہ لوگ بھی ایک ہی سکیل کے ہیں اور ایک ہی طرز کا کام کرتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب کے فیصلے کے مطابق یہ اضافہ کر دیا گیا ہے اور آٹھ سو

روپے فی وارڈن اضافہ ہوا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹس کا دس کا کوٹہ تھا اس میں چھ کی تقرری کی گئی اور ایک چھوڑ کر چلے گئے۔ جیسا کہ جز (ج) میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ ابھی تک اس کی چار اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ اس کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کب تک بھیج دیں گے؟ اس کے بارے میں کوئی یقین دہانی کرا دی جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ صوبے میں بھرتی پر پابندی تھی اب وہ پابندی اٹھالی گئی ہے اور تمام محکمہ جات کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ پہلے مرحلے میں خالی اسامیوں کا 25 فیصد بھرتی کر سکتے ہیں۔ محکمہ جیل خانہ جات نے بھی اس کے مطابق عمل درآمد شروع کیا ہے اور یہ بھرتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کرنے کے لئے کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، یہ کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر قانون، جناب والا! اس میں طریقہ کار یہ ہے کہ متعلقہ محکمہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیجتا ہے اور پنجاب پبلک سروس کمیشن اپنے وضع کردہ طریقہ کار کے تحت بھرتی کرتا ہے۔ ہمارا کام صرف requisition بھیجنا ہے باقی تمام معاملات اشتہار دینا، امتحان لینا اور انٹرویو پبلک سروس کمیشن کرتا ہے اور جو طریقہ کار وہ طے کریں گے وہ شیڈول میں اپنے معزز دوست کو بتا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال نمبر 105 بھی احسان اللہ وقاص کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 105

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور میں قتل، قتل کے جرم میں گرفتار اور خود کشی کرنے والے افراد کی تعداد

*105-سید احسان اللہ وقاص۔ کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور میں سال 2002 میں کتنے افراد قتل ہوئے اور کتنے افراد کو قتل کے جرم میں گرفتار کیا گیا۔ اس کا موازنہ 2001 سے بھی کر کے قتل ہونے والے افراد اور قاتلوں کی گرفتاری کی تعداد سے آگاہ فرمائیں۔ اس دوران کتنے افراد نے خود کشی کی؟

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں پولیس اور دیگر امن و امان قائم رکھنے کے لئے اداروں کے باوجود اندھے قتل کی تعداد بڑھ رہی ہے اور معاشی بدحالی کی وجہ سے خود کشیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کے تدارک کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر قانون:

(الف) ضلع لاہور میں سال 2002 کے دوران کل 498 افراد قتل ہوئے جب کہ سال 2001 میں قتل ہونے والے افراد کی تعداد 487 تھی۔ سال 2002 میں 377 افراد کو قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا جب کہ سال 2001 میں قتل میں ملوث کل 732 افراد کو گرفتار کیا گیا۔ سال 2002 میں اندھے قتل کے 103 مقدمات درج ہوئے جب کہ سال 2001 میں ان کی تعداد 70 تھی۔ سال 2002 میں خود کشی کے 44 واقعات ہوئے جب کہ سال 2001 میں ایسے واقعات کی تعداد 32 تھی۔

(ب) امن و امان قائم رکھنے کے لئے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ ایسے مقامات و علاقہ جات جہاں اندھے قتل کی وارداتیں وقوع پذیر ہوئیں وہاں گشت میں اضافہ کیا گیا ہے اور سفید پارچات میں نفری تعینات کی گئی ہے۔ پرانی دشمنیوں کو ختم کروانے کے لئے متحارب گروپوں کے درمیان مصالحت کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور جہاں

ضرورت محسوس کی گئی وہاں انسدادی قوانین کے تحت کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے یہ سوال اس حوالے سے کیا تھا کہ جو نیا پولیس آرڈیننس آیا ہے اس کے بعد جو اندھے قتل ہوتے ہیں اور جن کا کوئی سراغ نہیں ملتا' نئے پولیس آرڈیننس کے تحت تفتیش کا ایک الگ ڈیپارٹمنٹ بن گیا ہے تو اب اس صورتحال میں کوئی بہتری ہونی چاہئے کیونکہ اس آرڈیننس کے حوالے سے بہت دعوے اور اعلانات کئے گئے تھے کہ 50 سال کے بعد یہ ایک نیا پولیس آرڈیننس آیا ہے جس سے بڑی انقلابی تبدیلیاں ہوں گی لیکن اگر آپ میرے اس سوال کا جز (الف) ملاحظہ فرمائیں تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اندھے قتل یا ایسے قتل جن کا کوئی سراغ نہیں ملتا' قتل جیسا بہیمانہ جرم یعنی ایک انسان کی جان لے لی جائے اس سے بڑا جرم کیا ہو سکتا ہے؟ 2001 میں 70 اندھے قتل ہوئے اور 2002 میں ان کی تعداد بڑھ کر 103 ہو گئی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ تفتیش کا ڈیپارٹمنٹ الگ ہو جانے کے بعد اندھے قتل کی وارداتوں کا معلوم نہ ہونا انتہائی تشویشناک امر ہے اور اس کے لئے حکومت نے کیا اقدامات تجویز کئے ہیں کہ جن اندھے قتلوں کا سراغ نہیں ملتا ان کا سراغ لگانے کا بہتر طریقہ کار اختیار کیا جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن کا جو سوال تھا اس کا جواب ہم نے تحریری طور پر دے دیا ہے لیکن عمومی طور پر معزز رکن نے پوچھا ہے کہ ہم نے امن و امان کو بہتر بنانے کے لئے یا پولیس کو watch and ward اور investigation کو علیحدہ کرنے کے بعد ہم نے کیا خصوصی اقدامات اٹھائے ہیں کہ جس سے پولیس کی کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے تو اس سلسلے میں' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے بڑی بات جو حال ہی میں جناب وزیراعلیٰ صاحب نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کسی بھی تھانے کے اہلکاران یا افسران کی کارکردگی کو اس کی

promotion کے ساتھ link کیا گیا ہے اور جب کسی پولیس افسر کی کار کردگی investigation کے حوالے سے جس طرح معزز رکن نے فرمایا ہے کہ اندھے قتل یا ان کی تحقیقات کے حوالے سے، تفتیش کے حوالے سے، جرائم میں کمی لانے کے حوالے سے بہتر نہیں ہو گی تو اس کو promote نہیں کیا جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑا check جو پولیس کی کار کردگی پر آیا ہے کہ ہم نے ان کی promotion کو ان کی کار کردگی سے link-up کر دیا ہے اور ہم اس کی مانیٹرنگ بھی کر رہے ہیں۔ میں اپنے معزز رکن کو یقین بھی دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے صورتحال میں ضرور بہتری پیدا ہو گی۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ سال 2002 میں اندھے قتل کے 103 مقدمات درج ہوئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ان میں سے کتنے اندھے قتل trace ہوئے ہیں، ان کی تعداد بتا دیں اور ان میں کتنے ملزم پکڑے گئے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ تھوڑا سا انتظار کر لیں تو آگے ایک سوال ہے جس میں باقاعدہ تفصیل ہے تو وہ میں آپ کو بتا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال نمبر 154 محترمہ شہلا راٹھور کا ہے۔

محترمہ شہلا راٹھور، سوال نمبر 154

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سیالکوٹ میں خواتین پولیس اسٹیشن

*154-محترمہ شہلا راٹھور، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں چولہا پھٹنے یا کپڑوں میں آگ لگنے کی وجہ سے کتنے ایسے مقدمات کا اندراج ہوا، جس میں خواتین ہلاک یا زخمی ہوئیں۔ ان کے نام، ایڈریس اور ہسٹری بیان کی جائے؟

(ب) ضلع سیالکوٹ میں خواتین کے لئے علیحدہ کتنے تھانے ہیں اور کس کس تحصیل میں واقع ہیں۔ اگر نہیں تو کیا حکومت خواتین کے لئے علیحدہ تھانے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر رکھتی ہے تو کب اس کی تعمیر شروع ہو گی۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں تعینات خواتین پولیس عملہ کی تعداد کتنی ہے۔ کس کس جگہ' کب سے تعینات ہیں۔ ان کی رینکنگ پوزیشن کیا ہے' ان کی کارکردگی اور محکمہ کے لئے کیا کیا خدمات ہیں۔ جس سے ان کی کارکردگی کی بناء پر ان کو محکمانہ انعامات سے نوازا گیا ہے؟

وزیر قانون:

(الف) سیالکوٹ میں سال 2002 میں صرف ایک مقدمہ اس بابت درج ہوا۔ واقعات کے مطابق مدعیہ مسماۃ ممتاز بیگم نے بیان دیا کہ مورخہ 3-1-2002 کو بوقت 7:30 بجے صبح مٹی کے تیل والے چولہے پر وہ بچوں کے لئے کھانا پکا رہی تھی اس کے خاوند نے اس کے ساتھ گالی گلوچ کی۔ اس نے گالی گلوچ سے منع کیا تو وہ غصہ میں آ گیا اور جلتا ہوا تیل والا چولہا اٹھا کر اس کے اوپر پھینک دیا۔ جس کی وجہ سے اس کا جسم جھلس گیا۔ مدعیہ کے بیان پر مقدمہ نمبری 8 مورخہ10-1-2002 بجرم 324 ت۔پ تھانہ موترہ درج ہوا۔ بعد میں مدعیہ زخموں کی تاب نہ لا کر فوت ہو گئی۔ جس پر جرم 302 ت۔پ ایزاد ہوا۔ بعد از تکمیل تفتیش چالان عدالت میں دیا گیا۔ وجہ وقوعہ یہ تھی کہ خاوند کوئی کاروبار نہ کرتا تھا۔ متوفیہ کو کہتا تھا کہ مجھے اپنے والدین سے -/20,000 لے کر دو تاکہ وہ بیرون ملک چلا جائے۔ اس پر ان کے درمیان لڑائی جھگڑا رہتا تھا۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں خواتین کا کوئی پولیس اسٹیشن نہ ہے۔ نہ ہی سیالکوٹ پولیس نے حکومت سے خواتین کا پولیس اسٹیشن بنانے کی خاطر تحریک کیا ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں مندرجہ ذیل خواتین پولیس کا عملہ تعینات ہے۔

نمبر شمار	نام و رینکنگ پوزیشن	جائے تعیناتی و تاریخ
1۔	عطیہ ناہید لیڈی انسپکٹر نمبر GL/221	انچارج شکایت سیل 10-1-2003
2۔	سارہ فرخ 830/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ 1-1-2003
3۔	فرخندہ کوثر لیڈی انسپکٹر L/487	عارضی ریچ آفس گوجرانوالہ 14-6-2002
4۔	شازیہ پروین 1348/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ 1-1-2003
5۔	عابدہ کنول بٹ لیڈی T/ASI	A کورس پولیس لائن 27-11-2002
6۔	فرخ منیر 1816/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ 1-1-2003
7۔	نسرین اختر 1330/HC	پولیس لائن 27-11-2002
8۔	منزہ بتول 1447/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ 1-1-2003
9۔	ثروت پروین 1015/C	پولیس لائن 31-12-200
10۔	فوزیہ تبسم 1767/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ 1-1-2003
11۔	ریحانہ کوثر 825/C	پولیس لائن 1-11-2002
12۔	شکیلہ شہزادی 413/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ 1-1-2003
13۔	شازیہ نورین 754/C	پولیس لائن 15-11-2002
14۔	بشریٰ خانم 1649/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ 1-1-2003
15۔	بشریٰ بی بی 1612/C	پولیس لائن 1-11-2002
16۔	شہزادی 791/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ 1-1-2003
17۔	اقبال بانو 745/C	پولیس لائن 1-11-2002
18۔	شمسہ انور 989/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ 1-1-2003
19۔	شمیم اختر 1807/C	پولیس لائن 1-11-2002
20۔	زبیدہ بی بی 1678/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ 1-1-2003
21۔	نازیہ ناز 106/C	پولیس لائن 1-11-2002
22۔	لبنیٰ نصر اللہ 992/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ 1-1-2003

23۔	عطیہ بانو 1005/C	دفتر شکایت سیل	31-12-2002
24۔	روبینہ کوثر 1654/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ	1-1-2003
25۔	نسیمہ شہزادی 227/C	۔ایضاً۔	
26۔	صائمہ پروین 835/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ	1-1-2003
27۔	شاہدہ نوشی 575/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ	1-1-2003
28۔	رخسانہ کوثر 1047/C	ریکروٹی کورس PTS سہالہ	1-1-2003

29۔ نجف ریاض 818/C رخصت کلاں 2 سال بلا تنخواہ 20-6-2002 تا 21-6-2004

مذکورہ خواتین افسران خواتین ملزمان کی گرفتاری، جامہ تلاشی اور تفتیش کرتی ہیں اور خواتین ملزمان کو ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ سے حاصل کر کے متعلقہ عدالت ہائے میں پیش کرتی ہیں۔ تاہم ان کی کارکردگی کی بابت اب تک کسی کو محکمانہ انعامات سے نہ نوازا گیا ہے۔

محترمہ شہلا راٹھور، جناب سپیکر! سوال کا جز (ب) یہ ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں خواتین کے لئے علیحدہ کتنے تھانے ہیں اور کس کس تحصیل میں واقع ہیں۔ اگر نہیں تو کیا حکومت خواتین کے لئے علیحدہ تھانے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر رکھتی ہے تو کب اس کی تعمیر شروع ہو گی؟ جز(ب) کے لئے میرا ضمنی سوال ہے کہ خواتین کے خلاف بڑھتے ہوئے جرائم کی بناء پر کیا حکومت سمجھتی ہے کہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر خواتین کے لئے علیحدہ تھانے کا قیام عمل میں لایا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! ضلع سیالکوٹ میں خواتین کا کوئی پولیس اسٹیشن نہیں ہے اور نہ ہی سیالکوٹ پولیس نے حکومت سے خواتین کا پولیس اسٹیشن بنانے کا کوئی تحرک کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، انہوں نے ضمنی سوال یہ کیا ہے کہ "اور ضلعوں میں بنانے کا ارادہ ہے یا نہیں؟"

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ مقامی پولیس نے خواتین پولیس اسٹیشن قائم کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی ریفرنس نہیں بھیجا ہوا ہے۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن شہروں میں خواتین کے تھانے بنائے گئے ہیں یہ اس کا طریقہ کار بتا دیں کہ کس طریقہ کار کے تحت یہ تھانے بنائے جاتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا کوئی خاص طریقہ کار نہیں ہے۔ پولیس نے آزمائشی طور پر ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر خواتین کے تھانے بنائے تھے مگر ان میں بھی ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں یہ پولیس اسٹیشن نہیں ہیں۔ یہ پولیس اسٹیشن بڑے شہروں میں صرف تجرباتی طور پر قائم کئے گئے تھے اور جس طرح ہمیں وسائل میسر آئیں گے ہم اس معاملے کو مقامی پولیس کی recommendations پر آگے بڑھائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' اگلا سوال بھی محترمہ شہلا راٹھور کا ہے۔

محترمہ شہلا راٹھور، سوال نمبر 155۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع سیالکوٹ میں پولیس کی نفری اور جرائم

*155۔محترمہ شہلا راٹھور، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں 1997 سے 2002 تک کتنے پولیس ملازمین کی بھرتی کی گئی' بھرتی کے وقت میرٹ پالیسی کیا تھی' ان کے نام' ایڈریس اور موجودہ تعیناتی کس کس جگہ کس کس عہدے پر ہے؟

(ب) کیا ضلع سیالکوٹ میں پولیس نفری کی تعداد آبادی کے لحاظ سے مناسب ہے' اگر کم ہے تو 03-2002 کے دوران کتنے ملازمین بھرتی کرنے کی گنجائش ابھی باقی ہے اور وہ کب بھرتی ہو گی؟

(ج) ضلع سیالکوٹ میں کرائمز کا گراف 1997 سے 2001 تک کیا رہا ہے۔ اب سال 2002-03 میں ان کے تدارک کے لئے محکمہ نے کیا انقلابی اقدامات شروع کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ وضاحت فرمائی جائے۔

وزیر قانون:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سال 1997 سے لے کر سال 2002 تک کل 174 پولیس کانسٹیبل بھرتی کئے گئے۔ میرٹ پالیسی کے مطابق کانسٹیبل کی تعلیم کم از کم میٹرک، چھاتی 33X34-1/2 قد "5'-5" تھا۔ عمر 18سال سے 25سال ہونا ضروری تھی۔ بھرتی کئے گئے پولیس ملازمین کی فہرست "اے" مع نام و ایڈریس اور موجودہ تعیناتی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں پولیس نفری کی تعداد آبادی کے لحاظ سے مناسب نہ ہے۔ البتہ سال 2002-03 میں کل 5229 ملازمین بھرتی کرنے کی گنجائش ہے۔ بھرتی کی جب حکومت اجازت دے گی، کمی پوری کر لی جائے گی۔

آبادی کے لحاظ سے کل ضرورت نفری	7451
موجودہ نفری	2222
کمی نفری	5229

(ج) ضلع سیالکوٹ میں کرائمز کا گراف سال 1997 سے لے کر سال 2001 تک "Annexure"B ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ جب کہ سال 2002-03 میں جرائم کے انسداد کے لئے سیالکوٹ پولیس نے درج ذیل اقدامات کئے۔

1۔ مجرمانہ اشتہاری / نان گیبل مجرمانہ اور عدالتی اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے سپیشل مہم شروع کی ہے۔

2۔ مجرموں کا ریکارڈ ترتیب دیا گیا ہے۔

3۔ مجرموں کے گینگ اور جرائم کی آماجگاہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔
4۔ ضلع سیالکوٹ میں فلائینگ سکواڈ بنانے کو متحرک کیا گیا ہے۔
5۔ سنگین جرائم میں ملوث عادی مجرمان کے مقدمات کی سماعت کی بابت خاص توجہ دی جا رہی ہے۔
6۔ مجرموں کی بابت خفیہ معلومات کا حصول
7۔ مجرموں کے ریکارڈ کی مکمل چیکنگ
8 جیل میں بند مجرمان کی سخت نگرانی
9۔ بد کردار سابقہ ریکارڈ یافتگان کی نگرانی
10۔ جرائم کے وقوعہ جانے کی بابت اطلاع ملنے پر مکمل پیروی
11۔ مؤثر گشت اور ناکہ بندی
12۔ دیرینہ دشمنی رکھنے والی متحارب پارٹیوں کے درمیان صلح صفائی کی کوششیں
13۔ دیرینہ دشمنیاں رکھنے والی پارٹیوں کے خلاف انسدادی کارروائی

محترمہ شہلا راٹھور: اس سوال کا جز (ج) یہ ہے کہ "ضلع سیالکوٹ میں کرائمز کا گراف 1997 سے 2001 تک کیا رہا ہے؟ اب سال 2002-03 میں ان کے تدارک کے لئے محکمہ نے کیا انقلابی اقدامات شروع کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ وضاحت فرمائی جائے"۔ میں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کرتی ہوں جس میں ایک لمبی فہرست دی ہے جو کہ انقلابی اقدامات کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان اقدامات کے بعد مزید کن اقدامات کی ضرورت رہ گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنا سوال دہرا دیں۔ لاء منسٹر صاحب busy تھے۔

محترمہ شہلا راٹھور: ضلع سیالکوٹ میں کرائم کا گراف کم کرنے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں ان کی کافی تفصیل انہوں نے بتائی ہے۔ یہ 13 نکات پر مبنی ایک فہرست ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ان اقدامات کے بعد مزید کون سے اقدامات رہ گئے ہیں کہ جن سے کرائم کو کنٹرول کر سکتے ہیں کیونکہ جو اقدامات کئے گئے ہیں ان کے باوجود وہاں کرائم پر کنٹرول کچھ نہ ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ضلع سیالکوٹ میں کرائمز کے گراف کی تفصیل دی گئی ہے اور 1997 سے لے کر 2001 تک تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ جو اقدامات کئے گئے تھے ان کے بارے میں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ اتنے comprehensive ہیں کہ اس کے باوجود اگر مزید پوچھا جائے کہ کیا کیا جانا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد صرف ایک ہی بات رہ جاتی ہے کہ ہم نے جو یہ اقدامات کئے ہیں ان کو monitor کرنا ہے اور پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کرنے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ حکومت یہ اقدامات کر رہی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ اس کے نتیجے میں جرائم میں کمی واقع ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال نمبر 186 رانا آفتاب احمد خان کا ہے۔

راجہ ریاض احمد، سوال نمبر 186 (معزز رکن نے رانا آفتاب احمد خان کے ایماء پر دریافت کیا)

صوبے میں ٹریفک کی خلاف ورزیوں پر جرمانہ

*186۔رانا آفتاب احمد خان، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

صوبہ اور ضلع بھر میں مالی سال 1999-2000 سے لے کر رواں مالی سال تک ٹریفک کے مختلف قوانین کی خلاف ورزیوں کی مد میں کتنی کتنی رقوم بطور جرمانہ وصول کی گئیں اور وہ کن مدوں پر خرچ کی گئیں نیز ٹریفک پولیس کے صوبہ بھر کے سالانہ اخراجات کتنے ہیں اور متذکرہ عرصہ کے دوران کتنے افراد، کتنے حادثات میں کن کن مقامات پر ہلاک و زخمی ہوئے؛ تمام تفصیلات الگ الگ سال وار کے حساب سے ایوان کی میز پر رکھی جائیں۔

وزیر قانون،

مالی سال 1999-2000 سے لے کر رواں مالی سال 2002 تک ٹریفک قوانین کی خلاف ورزیوں کی مد میں سال وار کے حساب سے درج ذیل رقوم بطور جرمانہ وصول کی گئیں۔

مالی سال 1999-2000	جرمانہ -/167800836 روپے
مالی سال 2000-2001	جرمانہ -/297295745 روپے
مالی سال 2001-2002	جرمانہ -/268484517 روپے

کل جرمانہ -/733581098 روپے تمام رقوم جرمانہ بذریعہ بنک حکومت کے خزانہ میں جمع کروا دی گئی ہیں۔ ٹریفک پولیس پنجاب نے ان رقوم میں سے کسی قسم کا کوئی پیسا خرچ نہ کیا ہے اور نہ ہی وہ اس چیز کی مجاز ہے۔

ٹریفک پولیس کے سالانہ اخراجات سال وار درج ذیل ہیں۔

مالی سال 1999-2000	خرچہ -/22,4355702 روپے
مالی سال 2000-2001	خرچہ -/319699629 روپے
مالی سال 2001-2002	خرچہ -/351979264 روپے
کل	خرچہ -/896034595 روپے

عرصہ متذکرہ بالا کے دوران حادثات میں ہلاک و زخمی ہونے والوں کی تعداد ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ جرمانے کی مد میں کتنی رقم حاصل ہوئی ہے اور کہاں پر خرچ کی گئی ہے؟ اس کے جواب میں رقم بتائی گئی ہے اور ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ وہ رقم کسی مد میں خرچ نہیں کی گئی۔ میری وزیر قانون سے گزارش ہے کہ وہ اس بات کی وضاحت کر دیں کہ وہ رقم کہاں گئی ہے اور کس مد میں پڑی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ "صوبے میں ٹریفک پولیس کے چالان کے نتیجے میں کتنی رقم موصول ہوئی اور اس کو کہاں پر خرچ کیا گیا؟" میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ٹریفک کی مد میں جو چالان کا طریقہ کار ہے وہ یہ ہے کہ ٹریفک پولیس چالان کرتی ہے۔ اس کے بعد

چالان عدالت کو بھیجا جاتا ہے اور عدالت جرمانہ کر کے صوبائی خزانہ میں جمع کرواتی ہے۔ اس طرح وہ رقم پورے صوبے کے خزانے میں چلی جاتی ہے اور اس کی کوئی علیحدہ مد نہیں رکھی گئی کہ ٹریفک کی مد میں' چالان کی مد میں جو آمدن ہوئی تھی اس کو کہاں خرچ کیا گیا؟ یہ علیحدہ مد نہیں ہے بلکہ یہ Consolidated Fund ہے جس میں پورے پنجاب کی رقم جمع ہوتی ہے۔

راجہ ریاض احمد : جرمانے سے وصول ہونے والی رقم کو اگر پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لئے رکھا جائے تو زیادہ بہتر نہ ہوگا بجائے اس کے کہ پورے صوبے کے فنڈ میں شامل کر دیا جائے۔ اس بارے میں راجہ صاحب وضاحت فرما دیں۔

وزیر قانون : یہ معزز رکن کی تجویز ہے جسے وزیر خزانہ صاحب بھی سن رہے ہیں' اگر اس پر عمل کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی' وزیر خزانہ ! آپ نے یہ تجویز نوٹ کر لی ہے؟

وزیر خزانہ : جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر : اچھا' آگے سوال نمبر 194 رانا آفتاب احمد خان کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال نمبر 305 جناب بلال یاسین صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال نمبر 355 چودھری عبدالغفور خان صاحب کا ہے۔

نئے پولیس نظام کی مشکلات

*355۔چودھری عبدالغفور خان : کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس میں نیا نظام نافذ کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نظام کے تحت جس جگہ پرچہ درج ہوتا ہے وہ تھانہ تفتیش نہیں کر سکتا جبکہ تفتیش کے لئے علیحدہ تھانہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نظام کی وجہ سے پولیس کی کارکردگی صفر ہو گئی ہے اور لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے؟

(د) کیا حکومت اس نظام کی اصلاح کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) یہ درست ہے کہ نئے پولیس آرڈر 2002 میں شعبہ تفتیش کو شعبہ واچ اینڈ وارڈ سے الگ کرنا ہے۔ لہذا اس آرڈیننس کے مطابق لاہور میں یہ نظام نافذ کیا گیا ہے۔ نئے نظام کے تحت پولیس کو دو شعبوں واچ اینڈ وارڈ اور تفتیش میں تقسیم کیا گیا ہے۔ واچ اینڈ وارڈ شعبہ صرف مقدمات کا اندراج کرتا ہے اور معمولی نوعیت کے مقدمات جن کی سزا تین سال تک ہوتی ہے' کی تفتیش کرتا ہے علاقہ میں امن و امان برقرار رکھتا ہے۔ اس شعبہ کا سربراہ ایس ایس پی آپریشن ہے۔ دوسرا شعبہ صرف اور صرف مقدمات کی تفتیش کرتا ہے۔

(ب) نئے نظام کے تحت پرچہ کا اندراج تھانہ جات کی سطح پر ہوتا ہے جو فوری طور پر بعد اندراج مقدمہ آئندہ استغاثہ برائے تفتیش فوری طور پر تفتیشی ونگ کو دیا جاتا ہے کیونکہ تفتیشی سکواڈ علیحدہ تفتیشی سنٹر میں تکمیل تفتیش اچالان کرتے ہیں۔ تھانہ جات کے ملازمین ایس ایس پی آپریشن لاہور واچ اینڈ وارڈ اور تفتیشی سٹاف ایس ایس پی انوسٹی گیشن لاہور کی زیر نگرانی علیحدہ علیحدہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔اس سلسلہ میں کل 18 تفتیشی سنٹرز بنائے گئے ہیں۔ 5 تفتیشی سنٹرز پرائیویٹ عمارتوں کے قریب ہیں اور ان کی نشاندہی کے لئے جگہ جگہ سائن بورڈ آویزاں کئے گئے ہیں۔ بقیہ 13 تفتیشی سنٹرز تھانہ جات کی عمارتوں میں قائم ہیں۔ اس شعبہ کا سربراہ ایس ایس پی انوسٹی گیشن ہے۔

(ج) اس نظام کی اچھی بات یہ ہے کہ دونوں شعبے اپنی اپنی متعلقہ ڈیوٹی نہایت یکسوئی سے سرانجام دے رہے ہیں اور عوام کو دونوں شعبوں (وارڈ اینڈ وارڈ اور تفتیشی سٹاف) کے آفیسرز ان دفاتر اور تفتیشی آفس سنٹر ہائے تفتیش میں حاضر ملتے ہیں جس سے لاہور کے شہری اپنے مسائل زبانی یا تحریری ان کے نوٹس میں لاتے ہیں جس پر فوری طور پر عمل درآمد کرتے ہوئے' ان کو ہرممکن انصاف مہیا کیا جاتا ہے۔ ہر سرکل میں ایک انوسٹی گیشن سنٹر واقع ہے جس کا انچارج اور محرر لاہور کے شہریوں کی رہنمائی کے لئے ہر وقت سنٹر ہائے میں موجود ہوتا ہے۔ جن سے شہری اپنی تفتیش ہائے مقدمات کے بارے میں بلا جھجک بات چیت کرتے ہیں۔ اب تفتیشی افسر صرف تفتیش ہی کرتا ہے اور شہریوں کے ساتھ خوش گفتاری اور خوش خلقی عزت و احترام سے پیش آتا ہے۔ اس نظام کی بدولت پرائیویٹ کیسوں میں سزا کا ریٹ بہتر ہوا ہے کیونکہ نئے سسٹم سے قبل محکمہ پولیس کے افسران وتفتیشی عملہ کو تفتیش کے علاوہ لاء اینڈ آرڈر کی ڈیوٹیاں بھی کرنی پڑتی تھیں جس کی وجہ سے مقدمات کی تفتیش بروقت مکمل نہ ہونے پر جہاں مجرم سزا نہ ملنے کی وجہ سے بچ جاتے تھے وہاں مدعی مقدمات کو بروقت اور فوری انصاف مہیا نہیں ہوتا تھا۔ سسٹم کی وجہ سے تفتیشی افسران تفتیش ہائے مقدمات کو بروقت اور اپنے فرائض دل جمی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ لہذا اسمبلی سوال حقائق کے منافی ہے۔

(د) جب بھی کوئی نیا نظام نافذ کیا جاتا ہے تو ابتداء میں نظام سے ناواقفیت کی بناء پر کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا اس نظام کے نفاذ کے وقت ابتدا میں عوام کو مشکلات پیش آئیں لیکن ضابطہ کی آگاہی سے عوام کو درپیش مشکلات دور ہوئی ہیں۔ یہ نظام کامیابی سے چل رہا ہے اور اب نئے نظام کے تحت مقدمات کا اندراج فوری ہوتا ہے۔ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے مقدمہ درج کرنے والا مقدمہ کی تفتیش نہ کر رہا ہے جس سے مقدمات کی تفتیش میرٹ پر مکمل ہو رہی ہے۔ اس سے

لوگوں کا پولیس پر اعتماد بحال ہوا ہے اور عوام کی تفتیشی افسران تک رسائی آسان ہوئی ہے جس وجہ سے مقدمات کی سماعت فوری ہو رہی ہے۔

چودھری عبدالغفور خان، جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی، فرمائیں!

چودھری عبدالغفور خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! جواب سے almost میں مطمئن ہوں لیکن اس میں کچھ ضمنی سوالات کرنا چاہتا ہوں اور پولیس سسٹم کے بارے میں اپنی کچھ آراء بھی دینا چاہتا ہوں۔ پولیس کا نظام watch and ward اور investigation cell جو کہ علیحدہ کیا گیا ہے اس میں وقت کے ساتھ ساتھ بہتری آئی ہے۔ شروع میں لوگوں کو بہت زیادہ problems تھے لیکن اب بھی کچھ موجود ہیں کہ پرچہ کہیں درج ہوتا ہے اور investigation کے لئے لوگوں کو دور دراز جانا پڑتا ہے جس سے ان کی مشکلات میں یقیناً اضافہ ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسری بات جو کہ ڈیپارٹمنٹل ہے کہ ایس ایچ او پرچہ درج کر کے investigation والوں کو بھیجتا ہے جو کہ اس کی investigation کر کے واپس پھر ایس ایچ او کو بھجواتے ہیں۔ اب تفتیش صحیح ہو یا غلط مگر اس چالان پر دستخط پھر اسی ایس ایچ او کے ہوں گے جس کو اس تفتیش کے بارے میں علم ہی نہیں ہے اور اگر اس کا جواب کہیں چیلنج ہوتا ہے یا کورٹ میں چلا جاتا ہے تو اس کا جواب متعلقہ ایس ایچ او کو ہی دینا پڑتا ہے۔ اس طرح کی کچھ خرابیاں ہیں' اس کے علاوہ فنڈز کے مسائل بھی موجود ہیں لیکن خاص طور پر میں جناب کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گا کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ جو کہ ہمارے صوبے کا ایک اہم ڈیپارٹمنٹ ہے اس پر خصوصی طور پر توجہ دینی پڑے گی۔ بعض اوقات ہم پولیس کے خلاف بات کرتے ہیں' ان کے خلاف complaints بھی موجود ہوتی ہیں لیکن اگر اس کی background میں جائیں تو اس میں پولیس کی اپنی بھی کچھ مجبوریاں ہیں۔ نمبر 1۔ پولیس کو 24 گھنٹے ڈیوٹی دینا پڑتی ہے اور اس دوران عوام کو یہ problems ہوتی ہیں کہ

پولیس کا عوام کے ساتھ میل جول ٹھیک نہیں ہے یا وہ بدتمیزی کرتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک پولیس آفیسر اپنی ڈیوٹی کے دوران چاہے ساری رات جاگتا رہتا ہے یا raid کر کے آ کر بیٹھتا ہے جبکہ میں اپنے گھر سے تازہ دم گیا ہوں کہ جناب! مجھے یہ problem ہے تو اب وہ بندہ جو ساری رات سویا نہیں اپنی ڈیوٹی پر حاضر رہا اس کو نیند کی وجہ سے کتنے مسائل درپیش ہیں۔ اس لئے ہمیں اس نظام پر توجہ دینی پڑے گی۔ میری رائے یہ ہے کہ جیسے باہر کے ملکوں میں پولیس کا نظام چل رہا ہے کہ وہاں ڈیوٹیاں fix ہیں تو اسی طرح یہاں بھی پولیس کی ڈیوٹیاں fix کر دی جائیں۔ موٹر وے پولیس کا نظام جب سے شروع ہوا ہے اب تک کوئی complaint نہیں آئی اور اب تک کرپشن کی ایک بھی شکایت نہیں آئی۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ان کی تنخواہیں بڑی reasonable ہیں۔ مجھے بڑا فخر ہے کہ جب ہماری حکومت تھی تو ہم نے پولیس کی بڑی reasonable تنخواہیں بڑھائیں تھیں جس سے صورتحال بڑی بہتری کی طرف گئی تھی۔ ایک بندہ جو 24 گھنٹے کا ملازم ہے' اس کو پانچ ہزار تنخواہ ملتی ہے' اس کے بچے بھی ہیں وہ اس تنخواہ میں اپنا خرچ پورا کرے یا بچوں کو پالے' ایک دن کی چھٹی کے لئے اسے دس جگہ سے recommendation کروانا پڑتی ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ پولیس کے نظام پر توجہ دیئے' ان کی تنخواہوں اور دیگر مراعات پر غور کرنے اور پولیس ملازمین کو درپیش مسائل کے حل کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے۔ یہ ہمارا اہم ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اس کی بہتری کے لئے لازمی کام کرنا چاہیے۔ آج کل جگہ جگہ چوری' ڈکیتی اور دوسری وارداتوں کی وجہ سے لاء اینڈ آرڈر کے مسائل ہیں۔ ان کی کارکردگی اچھی کیوں نہیں ہے؟ اس کے لئے ہمیں نظام ٹھیک کرنا پڑے گا' ہمیں فنڈز دینے پڑیں گے اور ان کی ڈیوٹی fix کرنی پڑے گی۔ پولیس کے نظام کو درست کرنے کے لئے اگر ایک کمیٹی بنا دی جائے تو یہ بہت بہتر ہو گا۔ بہت' بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر ! میں معزز رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا کہ وہ جواب سے مطمئن ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے چند اچھی تجاویز دی ہیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان پر غور کیا جائے گا۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی، فرمائیے!

جناب سمیع اللہ خان: اس جواب کے جز (ج) میں ایک فقرہ ہے کہ اب تفتیشی آفیسر صرف تفتیش ہی کرتا ہے اور شہریوں کے ساتھ خوش گفتاری، خوش خلقی اور عزت و احترام سے پیش آتا ہے۔ یہ ٹھیک لکھا ہے؟

وزیر قانون، درست ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل درآمد بھی ہو رہا ہے اور ہم کروا رہے ہیں۔

رانا مشہود احمد خان: سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ ضمیمہ الف ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے لیکن یہاں تو کوئی نظر نہیں آ رہا ہے، تو وہ کہاں موجود ہے؟

وزیر قانون: میں اپنے بھائی رانا مشہود صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ ایوان کی میز پر رکھنے سے مراد ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔ اگر وہ اس کو consult کرنا چاہتے ہیں تو سیکرٹریٹ کے پاس موجود ہے وہ اسے وہاں سے consult کر سکتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد : اگر درج شدہ مقدمات کی تعداد یہاں بیان کر دی جاتی تو میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ راجہ صاحب تعداد بیان کر دیں کہ کتنے مقدمات درج ہوئے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ "یکم جنوری 1999 سے تاحال جھنگ میں چوری کے کتنے مقدمے درج ہوئے؟ ان کے نمبر کیا ہیں؟ نیز یہ مقدمات جن افراد نے درج کروائے، ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل بھی فراہم کی جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی ایک دو مقدمات ہوتے تو میں ضرور تفصیل بتاتا لیکن یہ تو پورے 6 سال کی تفصیل ہے۔ اگر آپ کو تعداد چاہئے تو کوئی fresh question کریں تو میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، next شیخ امجد عزیز صاحب!

شیخ امجد عزیز، سوال نمبر 398

تھانہ صدر جھنگ میں درج چوری کے مقدمات کی تفصیل

*398۔شیخ امجد عزیز: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1999 سے آج تک تھانہ صدر جھنگ میں چوری کے کتنے مقدمے درج ہوئے ان کے نمبر کیا ہیں' نیز یہ مقدمات جن افراد نے درج کروائے ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

(ب) کتنے مقدمات میں ملزمان نامزد کردہ تھے اور کتنے مقدمات میں ملزمان نامزد نہ کئے گئے تھے' ان کی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) کتنے مقدمات میں مال مسروقہ برآمد ہوا اور کن کن مالکان کو واپس کیا گیا؟

(د) کیا چوری کے مقدمات کی تفتیش صحیح خطوط پر نہ کرنے پر کسی پولیس ملازم کے خلاف کارروائی ہوئی تو ان کے نام' عہدہ' گریڈ اور جو کارروائی ہوئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر قانون:

(الف) یکم جنوری 1999 سے آج تک تھانہ صدر جھنگ میں چوری کے مقدمات' ان کے نام اور پتاجات کی مکمل تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 256 مقدمات میں ملزم نامزد تھے اور 22 مقدمات میں ملزمان نامزد نہ تھے۔

(ج) 256 مقدمات میں مال مسروقہ برآمد ہوا۔ تمام برآمد شدہ مال مسروقہ مدعی مقدمہ کے حوالے کیا گیا۔

(د) چوری کے مقدمات میں کسی پولیس ملازم کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! جو جواب آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جو سوال کا جواب ہے کیا واقعی درست حالت میں ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے؟ آپ اس کو چیک کر لیں۔ لاءمنسٹر صاحب جو کہہ رہے ہیں کیا ان کی بات ٹھیک ہے؟ [******************************] جب سے میں نے سوال پوچھنے شروع کئے ہیں کسی ایک کا جواب بھی مجھے مطمئن نہیں کر سکا ہے۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیں۔

وزیر قانون: I object to these remarks Sir اور یہ معزز رکن نے ایک عادت بنائی ہے لہذا یہ ریمارکس expunge کئے جائیں اور جس وقت یہ question take up ہو رہا تھا ان کی دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ اس وقت یہ ایوان میں موجود نہیں تھے۔

MR ACTING SPEAKER: The remarks are expunged

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! آپ نے ان الفاظ کو expunge تو کر دیا ہے۔ اب میرا موقف بھی سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے صرف لفظ "cheat" کو expunge کیا ہے۔ آپ کے سوال کو expunge نہیں کیا۔

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج اس اسمبلی کو معرض وجود میں آئے ہوئے تقریباً سات آٹھ ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اس دوران میرے کم از کم بیس پچیس سوال آئے

حکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہوں گے لیکن آج تک کسی ایک سوال پر بھی حکومت کے کسی نمائندے نے مجھے مطمئن نہیں کیا۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ میں نے اگر چنے کے متعلق پوچھا ہے تو انھوں نے گندم کا جواب دیا ہے۔ ابھی میرے سوال کے جواب میں انھوں نے جو تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی ہیں انھیں آپ ملاحظہ فرمالیں' جو کچھ میں نے پوچھا ہے کیا اس کا جواب اس تفصیل میں موجود ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب معزز رکن نے یہ تکلیف فرمائی ہے کہ چھ سال کا ریکارڈ انھوں نے مانگا ہے تو وہ مہربانی فرما کر یہ تکلیف بھی کر لیں کہ جو جواب ہم نے دیا ہے اسے پڑھ لیں۔ اس کے بعد جو ضمنی سوال وہ کرنا چاہتے ہیں کریں میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ صرف اتنی زحمت فرمالیں کہ ہمارے دیئے ہوئے جواب کو پڑھ لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس روش کو ختم ہونا چاہیے۔ جب بھی کوئی وزیر جواب دینے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو ان کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ وزراء تیاری کر کے نہیں آتے' جواب نہیں دیتے' غلط جواب دیتے ہیں۔ ہمیں ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اس سوال کا جو جواب ہم نے دیا ہے وہ اسے پڑھیں۔ ان کی ذمہ داری تھی کہ آج اجلاس میں آنے سے پہلے وہ اس جواب کو پڑھ کر آتے' اس حوالے سے ضمنی سوالات تیار کر کے آتے' ہم ان کا جواب دیتے یہ ان کا کام ہے کہ ہمارے جواب کو consult کریں اور پھر ضمنی سوالات کریں۔ ہم جواب دینے کے لئے حاضر ہیں۔

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب بالکل درست فرما رہے ہیں لیکن آپ مجھے فرمائیے کہ ہمیں کہاں موقع فراہم کیا جاتا ہے کہ ہم ایوان کی میز پر رکھے ہوئے جوابات یا تفصیلات کو پڑھیں؟ آپ نے مجھے سوال کا نمبر پکارنے کے لئے کہا' ابھی اسی وقت ہی میں نے ان تفصیلات یا جواب کو پڑھنا ہے اور اس پر ضمنی سوالات کرنے ہیں یا تو آپ یہ طے کر لیں کہ سوال کرنے والے ممبر کو دو دن پہلے سوالات کے جوابات گھر پر بھجوا دیا کریں تاکہ وہ ان کو پڑھ کر' تیاری کر کے اپنے ضمنی سوالات تیار کر لیں۔ جب آپ ایسا نہیں کرتے اور آخری وقت میں

ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا سوال شامل ہے تو اس موقعے پر ہم کیسے تیاری کریں؟ کس طریقے سے ضمنی سوالات پوچھیں؟ آپ ان معاملات کو دیکھیں اور ہماری مشکلات کو مدنظر رکھیں۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ رولنگ دیں کہ غلط جوابات ایوان میں نہ آنے پائیں۔ تمام محکموں کو ایسی ہدایات جاری ہونی چاہئیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں پھر اپنی اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ جواب غلط نہیں ہے' جو سوال کیا گیا تھا ہم نے اس کے مطابق صحیح جواب دیا ہے۔ معزز رکن کو چاہیے تھا کہ وہ پہلے ایوان میں آ کر ایوان کی میز پر رکھی گئی تفصیلات' جواب پڑھتے' اس میں سے اپنا ضمنی سوال تیار کرتے' میں جواب دینے کے لئے حاضر ہوں لیکن اگر محرک کوئی ضمنی سوال ہی نہ کرے' ہمارے دیئے ہوئے جواب کو پڑھے ہی نہ اور خود ہی سمجھ لے کہ یہاں پر سب کچھ غلط ہے اور صرف وہ صحیح فرما رہے ہیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔ معزز رکن نے چھ سال کا ریکارڈ مانگا ہے' ہم نے مہیا کر دیا ہے۔ میں تو آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جب کسی معزز ممبر کی طرف سے سوال آئے تو اسمبلی سیکرٹریٹ اسے غور سے دیکھے' چھ چھ سال پرانا ریکارڈ محکمے سے مانگنا' اکٹھا کروانا اور پھر جب سوال take up کیا جائے تو معزز رکن ایوان میں موجود بھی نہ ہوں تو پھر یہ ساری exercise کس کام کی ہوئی؟ اس طرح تو وقت اور وسائل ضائع ہوتے ہیں۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میں اپنے سوال کے لئے موجود ہوں' میں اگر ایک سیکنڈ کے لئے لیٹ ہو گیا ہوں تو یہ بات کتنی دفعہ کہی جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر : میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب نے وضاحت کر دی ہے' چھ سال کے ریکارڈ کے حوالے سے اگر آپ کو کوئی ابہام ہے تو آپ ان کے دفتر میں جا کر' ان کے ساتھ بیٹھ کر اس ابہام کو دور کر لیں۔

شیخ امجد عزیز : چلیں' ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگلا سوال بھی شیخ امجد عزیز صاحب کا ہے۔

شیخ امجد عزیز : سوال نمبر 500' اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تھانہ شمالی لاہور چھاؤنی میں درج قتل کے مقدمات کی تفصیل

*500-شیخ امجد عزیز : کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک تھانہ شمالی چھاؤنی لاہور میں قتل کے کتنے مقدمات درج ہوئے اور یہ کس کس نے درج کروائے؟

(ب) کتنے مقدمات میں ملزمان نامزد اور کتنے مقدمات میں نامزد نہ تھے؟

(ج) ان مقدمات میں کتنے ملزمان کو کس کس آفیسر اور اہلکار نے arrest کیا۔ کتنے ملزمان ابھی تک گرفتار نہ ہوئے؟

(د) جن مقدمات میں ملزمان نامزد نہ تھے' ان میں سے کتنے مقدمات میں ملزمان کا پولیس نے سراغ لگایا ہے؟ ان مقدمات کے نمبر اور ملزمان کا نام و پتا کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ر) جن مقدمات میں ابھی تک ملزمان کا پتا نہیں چلا' ان کے تفتیشی افسران کے نام اور اس نااہلی پر حکومت نے ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی ہے؟ اس کی تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر قانون :

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک تھانہ شمالی چھاؤنی لاہور میں 15 قتل کے مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 11 مقدمات میں ملزمان نامزد اور 4 مقدمات میں نامزد نہ تھے۔

(ج) 21 ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔ نام افسران و ملازمین کی تفصیل جز (الف) کے ضمیمہ میں بیان کی گئی ہے۔ 7 ملزمان ابھی تک گرفتار نہ ہوئے ہیں۔

(د) مقدمہ نمبر 78 مورخہ 10.02.2002 جرم 302 ت۔پ تھانہ شمالی چھاؤنی کا سراغ لگایا گیا ہے جس کا ملزم پرویز مسیح ولد غلام مسیح قوم عیسائی سکنہ نئی آبادی چونگی گجر پورہ لاہور ہے۔

(ر) 1۔ مقدمہ نمبر 336 مورخہ 23.05.2002 جرم 302/34 ت۔پ تھانہ شمالی چھاؤنی
تفتیشی افسر SI مظفر خان انوسٹی گیشن سیل (عدم پتا)

2۔ مقدمہ نمبر 455 مورخہ 17.07.2002 جرم 302/34 ت۔پ تھانہ شمالی چھاؤنی
تفتیشی افسر SI مظفر خان انوسٹی گیشن سیل (عدم پتا)

3۔ مقدمہ نمبر 697 مورخہ 16.10.2002 جرم 302/34 ت۔پ تھانہ شمالی چھاؤنی
تفتیشی افسر SI محمد اقبال انوسٹی گیشن سیل (زیر تفتیش)

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! یہ سوال میں نے اس لئے دیا تھا کہ وہاں پر جو لاقانونیت ہو رہی ہے اس جانب آپ کی توجہ مبذول کروائی جا سکے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا انھوں نے جو جواب دیا ہے وہ آج تک کے لئے درست ہے؟ کیا یہ اس سوال کے جواب کی درستی کو تسلیم کرتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! یقینی طور پر جو جواب دیا گیا ہے وہ درست ہے۔ اگر ان کا اس حوالے سے کوئی ضمنی سوال ہے تو وہ کریں۔

شیخ امجد عزیز: میں اپنا سوال پھر دہرا رہا ہوں۔ میں نے وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھا ہے کہ جو جواب آپ نے دیا ہے آج کی تاریخ تک یہ اس کی صحت کو تسلیم کرتے ہیں؟ یہ میرا ضمنی سوال ہے کہ جو جواب انھوں نے دیا ہے' آج اسمبلی میں پیش کیا ہے' کیا یہ اس کی صحت کو آج تک کے لئے تسلیم کرتے ہیں؟

وزیر قانون : جناب سپیکر! یہ سوال اسمبلی سیکرٹریٹ میں 10-01-03 کو موصول ہوا تھا' اس کی ترسیل 18-01-03 کو ہوئی ہے۔ اس سوال کا جواب ہم نے 31-01-03 کو دیا ہے۔ لہذا 31-01-03 تک میں اس کا جواب درست تسلیم کرتا ہوں۔

شیخ امجد عزیز : جناب سپیکر! آپ نے دیکھا کہ فرق نکل آیا۔ اس سوال کا جواب چھ مہینے بعد ہاؤس میں آ رہا ہے۔ وزیر قانون صاحب میرے بزرگ ہیں' ان کا یہ فرض تھا کہ آج ہاؤس میں آنے سے پہلے وہ ان سوالات کی بابت briefing لے کر آتے کہ آیا اس میں کوئی نئی بات شامل ہوئی ہے۔ اگر وزیر صاحبان بریفنگ نہیں لیتے تو یہ ان کی مرضی ہے۔ میں اس بات کو چھوڑتا ہوں۔ جواب کے جز(ر) میں مقدمہ نمبر 336 کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ "عدم پتا" ہے۔ ابھی تک اس کے قاتل پکڑے نہیں گئے جبکہ اس کی موجودہ صورت حال یہ ہے کہ اس کے ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔ میں نے یہ سوال لاقانونیت کے حوالے سے دیا تھا لیکن اس میں ایک بڑی اچھی بات سامنے آئی ہے۔ ہمیشہ مخالفت نہیں کرنی چاہئے' اچھی بات کی تعریف بھی کرنی چاہئے۔ ایک حوالدار سلطان ڈوگر قتل ہوا' جنھوں نے قتل کیا وہ ہیروئن فروش تھے۔ جب ملزمان پکڑے گئے تو انھوں نے دوران تفتیش اس بات کو تسلیم کیا کہ ہم نے اسے تین لاکھ روپے کی رشوت دینے کی کوشش کی اور کہا کہ ہمارا پیچھا چھوڑ دو۔ سلطان ڈوگر نے تین لاکھ روپے کی رشوت کو ٹھکرا دیا اور ہمیں گرفتار کرنے کے لئے ہمارے پیچھے پڑا رہا' چنانچہ ہم نے اسے قتل کر دیا۔ جناب والا! جو آدمی اپنے فرائض کی بجاآوری کے لئے رشوت کو ٹھکرا کر اس طرح کی موت قبول کرے تو وہ شہید ہوتا ہے۔ ڈیوٹی کے دوران وہ شہید ہوا لیکن آج تک اس کے محکمے نے اسے شہید کا رتبہ دلوانے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ جو کچھ میں نے ابھی بیان کیا ہے اگر یہ درست ہے تو اسے شہید کا رتبہ ملنا چاہئے' اس کے بچوں کو adjust کیا جانا چاہئے۔ محکمہ کی طرف سے اب تک ایسی کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اس کے ملزمان کو پولیس نے گرفتار نہیں کیا بلکہ ہم نے گرفتار کروایا۔ اس صورت حال کے حوالے سے وزیر قانون صاحب کیا فرمائیں گے؟

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں آپ کی judgement پر چھوڑتا ہوں کہ آیا یہ ضمنی سوال بنتا ہے یا نہیں' میں کس بات کا جواب دوں؟ میں سوال کو پڑھتا ہوں تاکہ بات واضح ہو سکے۔

جناب سپیکر! جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ " یکم جنوری 2002 سے آج تک تھانہ شالمی چھاؤنی لاہور میں قتل کے کتنے مقدمات درج ہوئے اور یہ کس نے درج کروائے؟" ہم نے اس کا جواب دے دیا۔ جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "کتنے مقدمات میں ملزمان نامزد اور کتنے مقدمات میں نامزد نہ تھے؟ "وہ بھی ہم نے بتا دیا ہے۔ جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ " ان مقدمات میں کتنے ملزمان کو کس کس آفیسر اور اہلکار نے arrest کیا۔ کتنے ملزمان ابھی تک گرفتار نہ ہوئے؟ " اس کا بھی ہم نے جواب دے دیا ہے۔ اب اگر معزز رکن کسی ایک خاص کیس کے حوالے سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں' مجھے بتائیں میں ان کی تسلی کروانے کے لئے تیار ہوں۔

شیخ امجد عزیز: ٹھیک بات ہے۔ اس سوال کے حوالے سے میرے پاس ضمنی سوالات تھے۔ میں سیدھے طریقے سے پوچھ لیتا کہ مقدمہ نمبر 336 کے ملزمان کہاں ہیں' ان کا کیا ہوا؟ اس کے علاوہ میں نے ایک ضمنی سوال مفرور ملزم کے بارے میں تیار کیا تھا جو کہ ہمارے علاقے کی بہت بڑی شخصیت' ایم این اے صاحب کے ساتھ پھرتا ہے۔ یہاں پر جواب میں لکھا ہوا ہے کہ وہ مفرور ہے حالانکہ روزانہ وہ تھانے پھرتا ہے۔ اس کے باوجود میں نے غلط طرف نشان دہی نہیں کی۔ میرے پاس ضمنی سوال تھا کہ وہ بندہ وہاں پر کیوں پھر رہا ہے اور روزانہ اس کی فوٹو اخبارات میں چھپتی ہے لیکن میں نے وہ سوال نہیں پوچھا۔ میں نے تو ایک نیک جذبے کے تحت اپنے ضمنی سوالات کو ختم کرتے ہوئے ایک صحیح مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ میرے پاس ضمنی سوالات بھی تھے لیکن میں نے کہا کہ ہر وقت مخالفت نہیں کرنی چاہئے کوئی نیک کام بھی کر لینا چاہئے۔ میں نے اس نیک کام کے جذبے کے تحت یہ بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب سے مل لیجئے، مسئلہ حل ہو جائے گا۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔ جناب والا! اس سے پہلے راجہ ریاض صاحب نے ضمنی سوال کیا تھا کہ عدم پتا یا گم نام پرچے تو میں نے ان سے کہا تھا کہ تفصیل آگے آ رہی ہے یہ تو صرف تھانہ شالی لاہور کی ہے، باقی تفصیل میں آپ کو فراہم کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پولیس ویلفیئر کے ادارے اور سکیمیں

*194-رانا آفتاب احمد خان، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

صوبے بھر کے کن اضلاع میں پولیس کی کس مجاز اتھارٹی نے کن قانونی اختیارات کے تحت مختلف ویلفیئر سکیموں کا اجراء کیا ہوا ہے اور ان سے حاصل ہونے والی آمدن کن مدوں پر خرچ کی جاتی ہے اور ان کا آڈٹ کس طرح کیا جاتا ہے۔ مزید برآں پولیس پٹرول پمپ کس قانون کے مطابق چلا رہی ہے۔ تمام تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر قانون،

کیپیٹل سٹی ڈسٹرکٹ لاہور،

پٹرول پمپ مغلپورہ پولیس ویلفیئر کے لئے بنایا گیا ہے جس سے لاہور پولیس کی سرکاری گاڑیوں کو پٹرول مہیا کیا جاتا ہے اور اس کی آمدنی پولیس پٹرول پمپ اور پولیس ملازمین کی ویلفیئر پر خرچ ہوتی ہے۔ پٹرول پمپ کا آڈٹ (internal) ہوتا ہے جو Range Auditor کرتا ہے۔ پولیس پٹرول پمپ D.C صاحب کی اجازت سے بنایا گیا ہے۔

فیصل آباد رینج،

ضلع فیصل آباد میں پولیس ویلفیئر قانون کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت سے درج ذیل ویلفیئر سکیموں کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔

1۔ پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ نمبر 1 لیاقت ٹاؤن
2۔ پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ نمبر 2 سرگودھا روڈ
3۔ پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ نمبر 3 کوتوالی روڈ
4۔ پولیس پبلک سکول پولیس لائن فیصل آباد

ضلع فیصل آباد میں پولیس ویلفیئر سکیموں سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ پولیس ملازمین پر درج ذیل مدات میں خرچ کی جاتی ہے اور اس کا آڈٹ محکمہ پولیس کا رینج آڈیٹر کرتا ہے۔ مزید برآں دوران سال 2002 میں زاہد جمیل اینڈ کمپنی (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس) فیصل آباد سے بھی آڈٹ کروایا گیا تھا۔

1۔ شہداء پولیس اور دوران سروس متوفی ملازمین کے لواحقین کو امداد دی جاتی ہے۔
2۔ پولیس مقابلہ جات اور حادثات میں زخمی ہونے والے ملازمین کے علاج معالجہ پر خرچ کی جاتی ہے۔
3۔ موذی امراض میں مبتلا ملازمین خصوصی طور پر دل کے امراض کے علاج کا مکمل خرچہ ویلفیئر فنڈ سے دیا جاتا ہے۔

4۔ پولیس ملازمین اور ان کے بچوں کے لئے ڈسٹرکٹ پولیس لائن میں فری ڈسپنسری قائم کی گئی ہے جہاں پر ڈاکٹر و لیڈی ڈاکٹر صاحبان کا انتظام کیا گیا ہے اور ادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

5۔ پولیس ملازمین کے ہونہار بچوں کو ویلفیئر فنڈ سے وظیفہ دیا جاتا ہے۔

6۔ پولیس ملازمین کے بچے جو پولیس پبلک سکول میں پڑھتے ہیں ان کی آدھی فیس ویلفیئر فنڈ سے دی جاتی ہے۔

7۔ پولیس mess پر ملازمین کو معیاری کھانا فراہم کرنے کے لئے ویلفیئر فنڈ سے اضافی رقم خرچ کی جاتی ہے۔

8۔ عیدین کے موقع پر شہداء پولیس کے لواحقین اور مستحق ملازمین کو خصوصی تحائف دیئے جاتے ہیں۔

9۔ پولیس ویلفیئر سکیموں کی ٹوٹل آمدنی کا 20 فیصد ڈائریکٹر پولیس ویلفیئر پنجاب لاہور کو بھجوایا جاتا ہے۔

ضلع جھنگ:

ضلع ہذا میں متعلقہ D.I.G صاحب کی اجازت سے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت سے پٹرول پمپ کا اجراء کیا گیا ہے۔ ان سے حاصل ہونے والی رقم شہداء کے ورثاء ریٹائرڈ پولیس ملازمین' بیوگان پولیس اور چھوٹے ملازمین کی ویلفیئر اور ان کے بچوں کے تعلیمی اخراجات پولیس مقابلہ میں زخمی ہونے والے ملازمین کے علاج پر ویلفیئر کمیٹی کی سفارش پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ ان کا آڈٹ ضلع کے اکاؤنٹنٹ اور رینج آڈیٹر کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ:

ضلع ہذا میں پولیس ویلفیئر سکیم کے تحت صرف ایک پٹرول پمپ کام کر رہا ہے جو کہ مجوزہ قانون کے مطابق اس وقت کی مجاز اتھارٹی جناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے اجازت لینے کے بعد لگایا گیا تھا۔ اس کی آمدن سے ضلع ہذا کے پولیس ریٹائرڈ/حاضر/فوت شدگان ملازمین کی بیوگان' ادنیٰ ملازمین کے بچوں کے تعلیمی اخراجات اور مہلک امراض میں مبتلا ہونے والے

ملازمین کی مالی امداد کی جاتی ہے جس کا باقاعدہ دفتر ہذا میں ریکارڈ ہوتا ہے اور مجاز اتھارٹی (رینج آفیسر) دفتر ذہنی انسپکٹر جنرل آف پولیس فیصل آباد رینج اس کا سالانہ آڈٹ کرتی ہے۔

گوجرانوالہ رینج:

ضلع گجرات حافظ آباد نارووال منڈی بہاؤالدین میں نہ کوئی ویلفیئر سکیم اور نہ ہی کوئی پٹرول پمپ چل رہا ہے۔

سیالکوٹ:

ضلع ہذا میں محکمہ پولیس نے کسی ویلفیئر سکیم کا اجراء نہ کیا ہوا ہے۔ مزید اس ضلع میں کوئی پولیس پٹرول پمپ بھی نہ ہے۔ ضلع میں ایک عدد کنٹین پولیس رجمنٹ فنڈ سے چل رہی ہے جس کی آمدن Police Receipt-123200 میں جمع ہوتی ہے جس کا باقاعدہ آڈٹ بذریعہ ڈسٹرکٹ آڈٹ آفیسر ہوتا ہے۔

گوجرانوالہ:

ضلع ہذا میں ایک پٹرول پمپ ہے جو پاکستان اسٹیٹ آئل ویلفیئر سکیم کے تحت بعد منظوری متعلقہ اتھارٹی و مطابق چٹھی نمبری 731-PWO مورخہ 15-01-1966 منجانب انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب پولیس لائن گوجرانوالہ میں بنایا گیا تھا جو پولیس لائن کے سامنے اوور ہیڈ برج بننے کی وجہ سے اس کی افادیت کم ہو گئی تھی چنانچہ اس کی شفٹنگ کے لئے پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گوجرانوالہ کو بحوالہ 1260-PA مورخہ 29-06-1995 تحریر کیا گیا تھا جنہوں نے مطابق رولز 1503 پٹرولیم رولز 137 بحوالہ چٹھی نمبری 0934-37/M/HC/G مورخہ 22-07-1997 کو پٹرول پمپ کو نئی جگہ پر شفٹ کر دیا تھا اور وہ اب وہاں پر کام کر رہا ہے۔ پولیس ویلفیئر پمپ سے حاصل شدہ آمدن ملازمین کی فلاح و بہبود کے لئے درج ذیل امور پر خرچ کی جاتی ہے۔

1۔ شہداء کے بچوں کی ہر ماہ مالی امداد کی جاتی ہے۔

2۔ شہداء کے بچوں کو کتابوں کے لئے رقم دی جاتی ہے۔

3۔ بیوگان کو بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کے لئے رقم دی جاتی ہے۔
4۔ پولیس ملازمین جو مقابلے کے دوران زخمی ہوں ان کے علاج معالجہ کے لئے رقم مستعمل ہوتی ہے۔
5۔ پولیس ملازمین کے والدین اور بچوں کے علاج و معالجہ کے لئے مالی امداد کی جاتی ہے۔
6۔ پولیس ملازمین کو اچھی کارکردگی کے صلے میں نقد انعام دیئے جاتے ہیں۔
7۔ ہر چھوٹی بڑی عید پر شہدا کی بیوگان کو نقد رقم ارسال کی جاتی ہے اور پولیس ملازمین کو بڑا کھانا دیا جاتا ہے۔
8۔ پولیس کی امداد کرنے والے سویلین دیہاتی اور شہریوں کی حوصلہ افزائی کے لئے مالی امداد کی جاتی ہے۔

پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ گوجرانوالہ کا آڈٹ ہر مالی سال کے اختتام پر 30 جون کو چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کے ذریعے کرایا جاتا ہے۔

ڈیرہ غازی خان رینج:

ڈیرہ غازی خان رینج کے دو اضلاع میں پولیس پٹرول پمپ قائم ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ضلع ڈیرہ غازی خان میں ملازمین کی فلاح و بہبود کے لئے ضلع کچہری کے نزدیک انسپکٹر جنرل آف پولیس صوبہ پنجاب لاہور کے نمبر 10251-103550/CW مورخہ 12 07 1987 ڈائریکٹر پولیس ویلفیئر پنجاب سے قرضہ حاصل کر کے پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ قائم کیا گیا۔ اس پمپ کی حاصل شدہ آمدنی سے حاصل شدہ قرضہ کی رقم اقساط میں واپس کی جارہی ہے۔ پٹرول پمپ کی آمدنی و اخراجات اور آڈٹ کے لئے بوقت قیام حکم ایس پی ڈیرہ غازی خان ایک سٹینڈنگ آرڈر جاری کیا گیا تھا جس کے تحت اس پمپ سے حاصل ہونے والی آمدنی کے اخراجات کی ذیل مدات ہیں:۔

1۔ حاضر سروس پولیس ملازمین کو تعمیر مکان کے لئے بلاسود قرضہ کی سہولت۔

II- اہم قومی تہوار مثلاً عیدین محرم الحرام کے موقع پر ملازمین پولیس کے لئے بڑے کھانے کا انتظام۔

III- غریب اور نادار بیمار ملازمین پولیس کو علاج و معالجہ کے اخراجات کی سہولت۔

IV- پولیس شہداء کے بچوں اور بیواؤں کی سالانہ مالی امداد و عیدین کے موقع پر ان کی خصوصی امداد۔

مالی اخراجات و آمدنی کے پڑتال کا طریقہ کار (آڈٹ سسٹم)

I- انچارج پٹرول پمپ روزانہ آمدنی و خرچ کی رپورٹ ڈی پی او ڈیرہ غازی خان کو بھجواتا ہے جس کی معرفت اکاؤنٹ کی پڑتال کی جاتی ہے۔

II- ماہانہ آڈٹ ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹرز، آفس سپرنٹنڈنٹ اور اکاؤنٹنٹ ضلعی معرفت کرایا جاتا ہے۔

III- سالانہ آڈٹ رینج آڈیٹر ڈی آئی جی ڈیرہ غازی خان رینج کی معرفت کرایا جاتا ہے۔

ڈیرہ غازی خان رینج کے ضلع مظفر گڑھ میں ڈائریکٹر پولیس ویلفیئر پنجاب لاہور کے حکم سے مورخہ 31.12.1989 کو پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ قائم کیا گیا جس کے منافع کی رقم ذیل مدات میں خرچ کی جاتی ہے۔

1- پولیس پمپ کے بل، بجلی اور فلنگ مین کی تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں اور کوپن بک، کیش میمو و سامان سٹیشنری خرید کیا جاتا ہے۔

2- مستحق طلباء کو جو پولیس ملازمین کے بچے ہیں، وظیفہ دیا جاتا ہے۔

3- اچانک موت کی صورت میں ملازمین پولیس کے کفن دفن کے لئے مناسب امداد دی جاتی ہے۔

4- مستحق پولیس ملازمین کو بوقت ضرورت قرضہ کی فراہمی۔

5- پولیس کے کام کے لئے کمپیوٹر مشین، فوٹو سٹیٹ کا سامان خرید کیا جاتا ہے۔

6- پولیس ملازمین کی حوصلہ افزائی کے لئے مناسب انعام دیا جاتا ہے۔

7۔ ملازمین کو پولیس لائنز کے کچن میں روزانہ جو کھانا فراہم کیا جاتا ہے اس کھانے کی قیمت میں سے کچھ رقم بطور امداد فراہم کی جاتی ہے۔

8۔ کچن میں استعمال ہونے والی سوئی گیس کا بل ادا کیا جاتا ہے۔

9۔ پولیس ملازمین کو رمضان المبارک میں سحری و افطاری کے وقت خصوصی اشیاء خورد و نوش مہیا کی جاتی ہیں۔

10۔ عیدین اور 14۔اگست کے موقع پر بڑے کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔

11۔ جناب ڈائریکٹر پولیس ویلفیئر پنجاب لاہور کو منافع کی رقم سے 20 فیصد رقم بھجوائی جاتی ہے۔ ڈیرہ غازی خان رینج کے ضلع لیہ میں پٹرول پمپ نہ ہے مزید ملازمین کی سہولت کے لئے پولیس لائن میں پولیس ویلفیئر شاپ مورخہ 03.09.2002 کو بنائی گئی جو کہ no loss/no profit کی بنیاد پر چل رہی ہے۔ پولیس ویلفیئر شاپ ملازمین اپر سب آرڈینیٹ -/720 روپے اور لوئر سب آرڈینیٹ -/300 روپے فی کس تنخواہ سے بطور سکیورٹی کاٹ کر شروع کی گئی ہے جو ملازمین کو ان کے تبادلہ پر واپس کر دی جاتی ہے۔ حساب کی جانچ پڑتال ہر ماہ ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر اور اکاؤنٹنٹ ڈی پی او آفس کرتے ہیں۔ ڈیرہ غازی خان رینج کے ضلع راجن پور میں پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ قائم نہ ہے اور نہ ہی کوئی دیگر ویلفیئر سکیم چل رہی ہے۔

بہاولپور رینج:

بہاولپور رینج میں ویلفیئر کی سکیموں میں صرف ضلع رحیم یار خان میں ایک پٹرول پمپ پولیس ویلفیئر پٹرولیم کے نام سے آئی جی پنجاب لاہور کی منظوری سے مورخہ 14.05.1991 کو گورنمنٹ آف پاکستان وزارت پٹرولیم و قدرتی گیس ٹیکنیکل ونگ اسلام آباد کی منظوری اور ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان کے NOC کے بعد قائم کیا گیا۔

اس کی سیل بعد از ضروری کارروائی مورخہ 25.02.1994 سے شروع ہوئی۔ یہ پٹرول پمپ شیل پاکستان لمیٹڈ کراچی کے تعاون سے بنایا گیا ہے۔ اس پٹرول پمپ کی آمدنی شہداء ملازمین

پولیس کی بیوگان، بچوں اور خطرناک بیماریوں میں مبتلا ملازمین پر خرچ کی جاتی ہے۔ ہر ماہ ریکارڈ کے مطابق آڈٹ کیا جاتا ہے اور پولیس پٹرول پمپ ویلفیئر کے قانون کے مطابق چلا رہی ہے۔

راولپنڈی رینج:

ضلع راولپنڈی میں ایک، ضلع اٹک میں دو اور ضلع جہلم میں تین پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ ہیں۔ جملہ پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ حسب اجازت انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب قائم کئے گئے تھے۔ پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ سے حاصل ہونے والی آمدن ملازمین پولیس کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جاتی ہے۔ جملہ پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ کا باقاعدہ آڈٹ رینج آڈیٹر کرتا ہے۔

شیخوپورہ رینج:

شیخوپورہ رینج میں ضلع شیخوپورہ میں پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ برماشیل کمپنی نے مورخہ 07-08-1993 کو بعد حاصل کرنے NOC از ان ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب شیخوپورہ لگایا ہے۔ جس کی آمدن ملازمین کی ویلفیئر پر خرچ کی جاتی ہے۔ جس کا باقاعدگی سے ہر سال آڈیٹر جنرل پنجاب کا آڈٹ آفیسر آڈٹ کرتا ہے۔

سرگودھا رینج:

پولیس ویلفیئر سکیمیں ناظم اعلیٰ پولیس پنجاب کے حکم سے جاری ہیں اور ان سے حاصل ہونے والی آمدن شہدائے پولیس کے ورثاء معذور پولیس افسران و ماتحتان بیوگان پولیس ملازمین اور پولیس ملازمین کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جاتی ہے۔ ان سکیموں کے حساب کتاب کا آڈٹ رینج آڈیٹر کرتا ہے۔ پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ ناظم اعلیٰ پولیس سرگودھا رینج کے سٹینڈنگ آرڈر کے مطابق پولیس کی ویلفیئر کی خاطر چل رہے ہیں۔

ملتان رینج:

ملتان، ضلع ملتان میں کوئی ویلفیئر سکیم نہ ہے۔ لیکن پولیس پٹرول پمپ 10.02.1961 ملازمین کے جمع کردہ چندے (رجمنٹل فنڈ) سے D.P.O کے حکم سے شروع ہوا۔ پٹرول پمپ

کا محکمانہ آڈٹ ہوتا ہے اور اس کی آمدنی سے پمپ کے اخراجات اور پمپ پر تعینات پرائیویٹ ملازمین کو تنخواہ دی جاتی ہے۔

ساہیوال:

ضلع ساہیوال میں پولیس ویلفیئر کنٹین کام کر رہی ہے جو عرصہ 15سال سے قائم ہے اور حکومت سے منظور شدہ ہے جس سے حاصل ہونے والی آمدن پولیس ملازمین کی ویلفیئر پر استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا باقاعدہ ہر سال ریجنل آڈیٹر آڈٹ کرتا ہے۔ مزید براں ضلع ساہیوال میں کوئی پولیس پٹرول پمپ نہ ہے۔

وہاڑی:

ضلع ہذا میں ایک پٹرول پمپ مورخہ 19.06.1997 سے انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب لاہور کی اجازت سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کی آمدن پولیس ملازمین کی ویلفیئر پر خرچ کی جاتی ہے جس کا محکمانہ طور پر آڈٹ کیا جاتا ہے۔

خانیوال:

ضلع خانیوال میں بحکم ڈی پی او خانیوال پولیس ویلفیئر سکیم میں صرف ایک پٹرول پمپ قائم ہوا ہے۔ اس سے موصول ہونے والی آمدنی سے ابھی تک پٹرول پمپ تعمیر کئے جانے والے اخراجات ادا کئے جا رہے ہیں۔ پٹرول پمپ کا آڈٹ محکمانہ طور پر کیا جاتا ہے۔

پاکپتن: ضلع ہذا میں پولیس ویلفیئر کی کوئی سکیم نہ ہے۔ کوئی پولیس پٹرول پمپ بھی نہ ہے۔ کوئی پلازہ وغیرہ بھی نہ ہے۔

لودھراں:

محکمہ پولیس ضلع لودھراں میں کوئی ویلفیئر سکیم نہ ہے جس سے محکمہ پولیس کو آمدنی وصول ہو اور نہ ہی پٹرول پمپ لگا ہوا ہے۔

بچوں کی گمشدگی

*305-جناب بلال یاسین: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) داتا دربار، پیر مکی، لوہاری اور اس سے ملحقہ علاقوں میں 1999 سے آج تک کتنے بچے اغوا ہوئے یا گم ہوئے ان بچوں کے نام اور پتا جات کیا ہیں نیز ان کی گمشدگی کی ایف۔ آئی۔ آر کس کس تھانہ میں کس کس تاریخ کو کن کن افراد نے درج کروائی ہے؟

(ب) ان میں سے کتنے بچے برآمد ہوئے اور کتنے بچے ابھی تک برآمد نہیں ہوئے اس سلسلہ میں کتنے ملزمان گرفتار کئے گئے۔ ان کے نام، ولدیت اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) جو بچے ابھی تک برآمد نہیں ہوئے ان کی برآمدگی میں سستی اور غفلت سے کام لینے والے پولیس ملازمین کے خلاف جو کارروائی کی گئی ہے اس کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

وزیر قانون:

(الف)

نام اغوا شدگان	نام مدعیان کی مقدمہ	مقدمہ و تاریخ تھانہ	نام و پتا ملزمان
مسماۃ نصرت	1- حمیدہ بی بی زوجہ محمد سراج قوم آرائیں سکنہ مکان نمبر 2653/F ترونڈی داخلہ اندرون مستی گیٹ لاہور	1- مقدمہ نمبر 200 مورخہ 6-10-02 جرم 363 ت۔پ تھانہ کبری گیٹ	1- سمراں بی بی زوجہ گھنا قوم مسلم شیخ 2- نذیراں بی بی زوجہ شیر علی 3- زہراں بی بی زوجہ محمد علی 4- بشیراں بی بی زوجہ گھنا سکنہ نے چک نمبر 731 گ۔ب کمالیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ
عبدالوحید	2- یاسمین فیاض ولد محمد فیاض قوم آرائیں سکنہ مکان نمبر 142/B محمد چوک اندرون بھاٹی گیٹ لاہور	2- مقدمہ نمبر 274 مورخہ 9.02 7 جرم 363 ت۔پ تھانہ بھاٹی گیٹ لاہور	1- سرفراز احمد ولد محمد صدیق قوم قریشی سکنہ بلاک نمبر 8 گلی نمبر 4 کوارٹر نمبر 16 پرانی کینال کالونی ضلع ملتان
عمیر حسین			
بلال عامر			
صدیق اللہ			
	3- یاسمین زوجہ محمد سلطان قوم آرائیں سکنہ 17 نیو سبزی منڈی راوی روڈ لاہور		
ابو بکر	4- ولی محمد ولد فیض محمد قوم افغانی پٹھان سکنہ گلی نمبر 2 مکان نمبر 4 سادات کالونی علی پور بلاک ای باغ لاہور	3- مقدمہ نمبر 293 مورخہ 11.8.03 جرم 363 ت۔پ تھانہ بی سٹی لاہور	1- اللہ نور عرف شیر خان ولد خدائے نور قوم پٹھان سکنہ مکان نمبر 9 گلی نمبر 120 صدیق کالونی راوی روڈ لاہور
عائشہ نسیم		4- مقدمہ نمبر 85 مورخہ 26-2-02	

5۔محمد اصغر اور رحمت اللہ قوم آرائیں سکنہ پرانا حاصل پور روڈ نائی میڈیکل سٹور ضلع بہاول پور	جرم 365/A ت۔پ تھانہ باغبانپورہ لاہور	1۔عبدالغفور ولد عبدالحمید خان قوم پٹھان سکنہ ناصر باغ صوابر کیمپ پشاور صوبہ سرحد۔
6۔راناغلام سعید ملہی انچیلی جنس GHQ	5۔مقدمہ نمبر 121 مورخہ 31.3.03 جرم 364 ت۔پ تھانہ لاری اڈا لاہور	1۔محمد ارشد ولد محمد حسین قوم گوندل سکنہ جج منڈی چک نمبر 102 فیصل آباد 2۔محمد اسحاق عرف بشیر احمد قوم بٹ سکنہ کزیل مورد شیخوپورہ
	6۔مقدمہ نمبر 313 مورخہ 13.8.02 جرم 364/511/34 ت۔پ تھانہ لاری اڈا لاہور	1۔محمد ایوب ولد محمد یعقوب قوم آرائیں سکنہ گلی نمبر 1 مکان نمبر 4 مصری شاہ لاہور 2۔گلزار احمد ولد محمد عظیم قوم آرائیں سکنہ 34 سلج روڈ مصری شاہ لاہور

(ر۔ہ) تمام اغواء شدگان بچے برآمد ہو چکے ہیں اور تمام گرفتار شدہ ملزمان کے نام و پتاجات جز نمبر الف میں تحریر کئے گئے ہیں۔

(ج) تمام اغواء شدگان کو برآمد کیا گیا ہے اور کسی بھی پولیس ملازم کی سستی یا غفلت نہ پائی گئی ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں اغواء برائے تاوان کے کیس

*527۔جناب ارشد محمود دبگو: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1999 سے آج تک ضلع سیالکوٹ میں اغواء برائے تاوان کے کتنے واقعات ہوئے۔ جن افراد کو اغواء کیا گیا ان کے نام، پتاجات اور پیشہ کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) اغواء ہونے والے کتنے افراد کو پولیس نے برآمد کروایا اور کتنے افراد خود تاوان دے کر آزاد ہوئے؟

(ج) اغواء برائے تاوان کے کتنے ملزمان کا پولیس نے سراغ لگایا ان کے نام، پتاجات اور کتنے ملزمان کو عدالتوں سے سزا ہوئی؟

(د) اغواء برائے تاوان کے کتنے مقدمات کی صحیح خطوط پر تفتیش نہ کرنے پر کتنے پولیس افسران کے خلاف کیا کیا قانونی کارروائی کی گئی؟

وزیر قانون:

(الف) یکم جنوری 1999 سے لے کر آج تک ضلع سیالکوٹ میں اغواء برائے تاوان کے کل 28 واقعات ہوئے جن افراد کو اغواء کیا گیا ان کے نام و پتاجات اور پیشہ کی تفصیلات علیحدہ طور پر "Annexure "A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) 10 افراد کو پولیس نے برآمد کرایا جب کہ 7 افراد خود تاوان دے کر آزاد ہوئے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران پولیس نے اغواء برائے تاوان کے مقدمات میں ملوث 133 افراد کا سراغ لگایا۔ ان ملزمان کے نام، پتاجات کی تفصیل علیحدہ طور پر "Annexure"B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور 23 ملزمان کو عدالتوں سے سزا ہوئی۔

(د) کوئی بھی پولیس افسر اغواء برائے تاوان کے مقدمات کی صحیح خطوط پر تفتیش نہ کرنے کا ذمہ دار نہ پایا گیا لہذا اس بناء پر کسی بھی پولیس افسر کے خلاف قانونی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

سیالکوٹ کے پولیس اسٹیشنوں میں درج مقدمات کی تفصیل

*528۔جناب ارشد محمود دبگو، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ شہر میں کتنے پولیس اسٹیشن ہیں؟ ان کے نام اور ان میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) 1999 سے آج تک ہر تھانے میں کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ج) ان میں سے کتنے مقدمات خارج ہوئے اور کتنے مقدمات عدالتوں میں مزید کارروائی کے لئے پیش کئے گئے؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنے پولیس ملازمین کے خلاف شکایات موصول ہوئیں؟ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر قانون:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل 26 پولیس اسٹیشن اور 3 چوکیاں ہیں۔ ان میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعیناتی کی تفصیل علیحدہ طور پر "Annexure"A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 1999 سے لے کر آج تک ضلع سیالکوٹ کے تمام تھانہ جات میں درج شدہ مقدمات کی تفصیل "Annexure "B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 1999 سے لے کر ان میں سے 1011 مقدمات خارج ہوئے اور 33098 مقدمات عدالتوں میں مزید کارروائی کے لئے پیش کئے گئے۔

(د) اس عرصہ کے دوران ضلع سیالکوٹ کے پولیس ملازمین کے خلاف موصول شدہ شکایات کی تفصیل مع ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی "Annexure"C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

D.G ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد کے خلاف انکوائری

*646۔ رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر ACE پنجاب نے ایک شہری کی درخواست مندرجہ ڈائریکٹر آفس ڈائری نمبر 1845 مورخہ 12۔دسمبر 2002 پر انکوائری رپورٹ اندر 7 یوم کے احکامات صادر کئے تھے جس میں غلام احمد، ڈائریکٹر جنرل ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد پر کروڑوں روپے کی مالی کرپشن، لوٹ مار، اقرباء پروری کے مخصوص الزامات (specifically mentioned allegations) عائد تھے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ درخواست و حکم متذکرہ لمبے ہاتھوں کی نذر ہو چکے ہیں اور آج تک ان پر کوئی پیش رفت نہ ہوئی ہے؟

(ج) کیا حکومت متذکرہ آفیسر پر عائد انتہائی سنگین نوعیت کی بدعنوانی کے الزامات کی انکوائری کروانے کو تیار ہے؟ اگر نہیں تو اس خصوصی رعایت کی وجوہات ایوان میں پیش کی جائیں۔

وزیر قانون:

(الف) یہ درست ہے کہ درخواست متذکرہ ڈائریکٹر انٹی کرپشن پنجاب کو مورخہ 12۔دسمبر 2002 کو پیش کی گئی اور آئندہ برائے کارروائی رپورٹ ایڈیشنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن فیصل آباد کو ارسال کی گئی۔

(ب) فاضل ممبر کا یہ گمان درست نہ ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ اسی درخواست دہندہ نے مورخہ 14 ستمبر 2002 کو ایک درخواست ایڈیشنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن فیصل آباد کے دفتر میں دی۔ چونکہ الزام علیہ گریڈ 20 کا آفیسر ہے اور ایڈیشنل ڈائریکٹر انکوائری کروانے کا مجاز نہ تھا بلکہ اس کے لئے مجاز اتھارٹی جناب چیف منسٹر پنجاب ہیں اور درخواست بھی مبہم الزامات پر مشتمل تھی لہذا درخواست متذکرہ پر سابق ایڈیشنل ڈائریکٹر مسٹر قمر الزمان چودھری نے ڈائریکٹر جنرل ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد سے رپورٹ منگوائی۔ ڈائریکٹر جنرل نے رپورٹ سیکرٹری زراعت، گورنمنٹ آف پنجاب کو بھجوا کر اس کی نقل ایڈیشنل ڈائریکٹر فیصل آباد کو ارسال کی جسے ناکافی سمجھتے ہوئے ایڈیشنل ڈائریکٹر نے متذکرہ آفیسر سے دوبارہ چند وضاحتیں طلب کیں۔ ابھی وضاحتیں وصول نہ ہوئی تھیں اور ڈائریکٹر جنرل کو یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جا رہے تھے کہ مورخہ 12۔دسمبر 2002 کو اسی درخواست دہندہ کی جانب سے درخواست متذکرہ پیرا (الف) موصول ہو گئی۔ ایڈیشنل ڈائریکٹر فیصل آباد کی طرف سے یاددہانی کے خطوط کے نتیجہ میں مورخہ 15-2-03 کو ڈائریکٹر جنرل کی طرف سے جواب وصول ہوا ہے جس پر ایڈیشنل ڈائریکٹر فیصل آباد نے اپنی رپورٹ 20-2-03 کو ارسال کی ہے کہ ڈائریکٹر جنرل کے جوابات تسلی بخش نہ ہیں اور الزامات کی نوعیت کے پیش نظر انٹی کرپشن رولز کے تحت انکوائری کرائی جانی مناسب ہے۔ رپورٹ موصول ہو گئی ہے اور اس کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ چونکہ گریڈ 20 کے افسران کے خلاف کارروائی کے لئے مجاز اتھارٹی جناب چیف منسٹر پنجاب ہیں لہذا درخواست متذکرہ پر انکوائری کی اجازت کے لئے ان کی خدمت میں تحریر کیا جا رہا ہے۔

(ج) مجاز اتھارٹی کی طرف سے اجازت موصول ہونے پر الزامات کی باقاعدہ تحقیقات کر کے معاملہ کو حقائق پر یکسو کیا جائے گا۔

فحاشی و عریانی کے خلاف حکومتی اقدامات کی ضرورت

*681-محترمہ سعدیہ ہمایوں، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں ابھی تک فحاشی کے خلاف کوئی اقدامات نہیں کئے گئے جس کی وجہ سے سینماؤں اور پبلک مقامات پر فحش اعریاں پوسٹروں کی بھرمار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ میں فحش قسم کے گانے لگائے جاتے ہیں اور ان کے خلاف کوئی اقدامات نہیں اٹھائے جا رہے؟

(ج) کیا حکومت صوبہ سرحد کی طرح صوبہ پنجاب میں بھی سینما ہالوں، پبلک مقامات پر پوسٹر آویزاں کرنے اور پبلک ٹرانسپورٹ میں گانے بجانے پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) صوبہ پنجاب میں فحاشی کی روک تھام کے لئے خصوصی اقدامات کئے جاتے ہیں۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 292 کے تحت جو شخص بھی فروخت کرے، کرایہ پر دے، عوام الناس میں نمائش کرے یا کرائے پر دے کر تقسیم کرے یا اپنے قبضہ میں رکھے، ایسی کوئی بھی عریاں اور فحش کتاب، پمفلٹ، کاغذ، ڈرائنگ، پینٹنگ پیش کرے یا الفاظ یا کسی دوسرے طریقے سے فحاشی کا اظہار کرے تو اس شخص کو تین ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ سینماؤں اور پبلک مقامات پر فحش اور عریاں پوسٹر چسپاں کرنے پر مالکان کے خلاف 18 موشن پکچر ایکٹ کے تحت مقدمات درج رجسٹر کئے جاتے ہیں۔ ضرورت کے تحت دفعہ 144 ض۔ف کا بھی نفاذ کیا جاتا ہے۔ ان مقدمات میں ملوث ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف چالان عدالت میں بھجوائے جاتے ہیں۔

(ب) چونکہ صوبہ ہذا میں پبلک ٹرانسپورٹ میں فحش گانے بجانے پر پابندی قانون میں پہلے سے موجود ہے۔ اگر کوئی شخص اس کی خلاف ورزی کرے تو زیر قانون ریگولیشن اینڈ کنٹرول آف لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر آرڈیننس 1965 اور ٹریفک رولز کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ج) صوبہ ہذا میں سینما ہالوں، پبلک مقامات پر پوسٹر لگانے اور پبلک ٹرانسپورٹ میں گانے بجانے کی خلاف ورزی کی صورت میں حسب ضابطہ کارروائی بمطابق قانون کی جاتی ہے۔ چونکہ ہر دو کے لئے پہلے سے واضح قانون موجود ہے اور ایسے ناسور اشخاص کی بیخ کنی کے لئے اور قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے تاکہ معاشرہ میں آئندہ ایسا جرم کرنے سے اجتناب کریں۔

پاکپتن شریف میں تھانوں اور عمارتوں کی تفصیل

*692-چودھری جاوید احمد، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت ضلع پاکپتن شریف میں کتنے تھانے ہیں۔ ان کی عمارات کی حالت کیسی ہے۔ کیا ان میں ملازمین اور حوالاتی قیدیوں کے لئے بنیادی سہولتیں میسر ہیں؟

(ب) ضلع پاکپتن شریف میں اس وقت کتنے تھانے اور پولیس چوکیاں کرائے کی عمارتوں میں کام کر رہی ہیں۔ ان کرائے کی عمارتوں کی حالت کیسی ہے اور حکومت کب تک، ان کے لئے محکمانہ عمارتیں تعمیر کرے گی؟

وزیر قانون:

(الف) ضلع پاکپتن میں کل دس تھانے ہیں۔ ان میں سے تین کی حالت اچھی ہے جبکہ چار کی حالت اچھی نہ ہے دو تھانہ جات دوسرے محکمہ جات کی عمارتوں میں ہیں۔ جبکہ ایک تھانہ کرایہ کی بلڈنگ میں ہے۔ ملازمین کی رہائش کی سہولتیں صرف دو تھانہ جات میں ہیں۔ جبکہ دو تھانہ جات میں کوارٹروں کی حالت مناسب ہے۔ بقایا چھ تھانہ جات میں رہائش کی سہولتیں موجود نہ ہیں۔ بنیادی ضروریات کی سہولتیں صرف چار تھانہ جات میں ہیں، بقایا میں موجود نہ ہیں۔ اس طرح حوالاتی

قیدیوں کے لئے چھ تھانہ جات میں بنیادی سہولتیں موجود ہیں جبکہ بقایا میں یہ سہولتیں میسر نہیں۔

(ب) اس وقت ضلع پاکپتن میں ایک تھانہ اور ایک چوکی کرایہ کی عمارت میں کام کر رہی ہے۔ تھانہ کی حالت مناسب ہے جبکہ چوکی کی عمارت خستہ ہے۔ تھانہ کی عمارت کے لئے رقبہ سرکار کی جانب سے مل گیا ہے جبکہ محکمہ بلڈنگ سے تخمینہ اخراجات بلڈنگ کے لئے خط و کتابت جاری ہے۔

فیصل آباد میں اشتہاری ملزمان کی تفصیل

*859۔چودھری خالد محمود (ایڈووکیٹ): کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
اس وقت ڈسٹرکٹ فیصل آباد میں اشتہاری ملزمان کی تعداد تھانہ وار کتنی ہے اور حکومت ان کو گرفتار کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر قانون:

اس وقت ڈسٹرکٹ فیصل آباد میں اشتہاری ملزمان کی کل تعداد 828 ہے جس کی تفصیل تھانہ وار درج ذیل ہے:۔

تھانہ	تعداد	تھانہ	تعداد
کوتوالی	3	سول لائن	25
سمر گودھا روڈ	15	نشاط آباد	42
وینس	2	گلبرگ	5
غلام محمد آباد	39	جھنگ بازار	21
پیپلز کالونی	46	جناح کالونی	14
تھانہ ڈی ٹائپ	6	تھانہ صدر	34
چک جھمرہ	53	ٹھیکریوالہ	41

ڈجکوٹ	44	جڑانوالہ	86
کھرڑیانوالہ	55	لنڈیانوالہ	46
ستیانہ	14	تاندلیانوالہ	72
بابلک	27	گڑھ	24
ماموں کانجن	7	صدر سمندری	40
سٹی سمندری	17	ترکھانی	13
فیکٹری ایریا	37	ٹوٹل:	828

اقدامات بسلسلہ گرفتاری مجرمان اشتہاری:

1- مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے لئے تھانہ کی سطح پر ایس۔ایچ۔او صاحبان کی زیر نگرانی خصوصی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔

2- تمام تھانہ جات کو ہر ماہ مجرمان اشتہاری کا ٹارگٹ دیا جاتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں مجرمان اشتہاری گرفتار کریں۔ جو پولیس آفیسر مقرر شدہ ٹارگٹ پورا کرنے میں ناکام رہتا ہے ان کے خلاف سخت محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔

3- مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے لئے ہر ماہ خصوصی مہم چلائی جاتی ہے جو آفیسر سب سے زیادہ تعداد میں مجرمان اشتہاری گرفتار کرتے ہیں ان کی حوصلہ افزائی کے لئے خصوصی انعامات دیئے جاتے ہیں۔

4- مورخہ 01-01-03 تا 19-02-03 تک مجرمان کے خلاف خصوصی مہم چلائی گئی ہے، جس کے نتیجہ میں 265 مجرمان اشتہاری کو گرفتار کیا گیا ہے۔ جن میں 42 مجرمان اشتہاری کیٹگری "A" اور 223 مجرمان اشتہاری کیٹگری "B" کے ہیں۔

سنٹرل جیل ساہیوال میں گنجائش اور قیدیوں کی تفصیل

*879-چودھری جاوید احمد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سنٹرل جیل ساہیوال میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے؟ گنجائش اور قیدیوں کی موجودہ تعداد سے آگاہ فرمائیں۔

(ب) کیا حکومت اس سلسلہ میں کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) حکومت قیدیوں کی اصلاح کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟ تفصیل سے آگاہ کریں۔

وزیر جیل خانہ جات،

(الف) یہ درست ہے کہ اس وقت گنجائش سے تین گنا زائد اسیران سنٹرل جیل ساہیوال میں مقید ہیں۔ منظور شدہ گنجائش 1184 اسیران کی ہے جبکہ اس وقت اسیران کی موجودہ تعداد 3700 ہے۔

(ب) گنجائش سے زائد اسیران ہونے کی وجہ سے جیل میں مقید اسیران کے مسائل حل کرنے کے سلسلے میں حکومت نے پنجاب بھر کی جیلوں میں اضافی بیرکیں، غسل خانے اور لیٹرین کی تعمیر کا منصوبہ منظور کیا ہے۔ جیسے ہی حکومت نے فنڈز مہیا کئے، ان کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ جبکہ سزائے موت کے اسیران کے لئے 32 عدد سیلوں کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے جس کے لئے حکومت نے فنڈز مہیا کر دیئے ہیں۔ مزید برآں نئی جیلوں کی تعمیر اور موجودہ جیلوں کی توسیع کے لئے خطیر رقم مختص کی ہے اور مرحلہ وار منصوبوں کی تکمیل جاری ہے۔

(ج) اسیران کو مفید شہری بنانے کے لئے اپنی مدد آپ کے تحت مختلف جیلوں میں ووکیشنل ٹریننگ پروگرام شروع کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ گورنر پنجاب کی خصوصی دلچسپی سے زنانہ جیل ملتان میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (VTI) کا منصوبہ تقریباً -/22,95,850 روپے کی لاگت سے مکمل کیا گیا ہے جس میں بیک وقت 100 خواتین اسیران کو ٹریننگ دی جا رہی ہے۔

نمبر شمار	نام ٹریڈ	تعداد اسیران
1-	سکن کیئر اینڈ ہیئر کٹنگ	20عدد
2-	لٹریسی پروگرام	40عدد
3-	ایمبرائیڈری کورس	20عدد
4-	ڈریس میکنگ	20 عدد

بورسٹل جیل فیصل آباد میں ووکیشنل ٹریننگ کے علاوہ میٹرک تک سکول کا قیام کیا گیا ہے۔ پینوٹ ایجوکیشن سکالر شپ اس سلسلے میں تمام اخراجات خود برداشت کرے گا۔ اس طرح ویمن ایڈ ٹرسٹ (W.A.T) نے سنٹرل جیل راولپنڈی میں ایک ٹیلرنگ ٹریننگ یونٹ قائم کیا ہے جہاں نوعمر قیدیوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔

دینی تعلیم جس میں ناظرہ قرآن، حفظ قرآن اور تعلیم القرآن جیسے کورسز پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اور جو اسیران ان میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں انہیں قوانین کے مطابق تعلیمی معافی دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں جنرل ایجوکیشن کے لئے بھی جیلوں میں بورڈ اور یونیورسٹی اپنے امتحانی سنٹر قائم کرتی ہے۔ جس سے اسیران کو امتحان دینے میں آسانی ہوتی ہے۔ اسیران کے علاج معالجہ کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی ہوئی ہیں۔

نمبر شمار	کل تعداد میڈیکل عملہ	کیفیت
1۔	40 میڈیکل آفیسر	بڑی جیلوں میں 2 اور چھوٹی جیلوں میں ایک میڈیکل آفیسر تعینات ہوتے ہیں۔
2۔	49 ڈسپنسرز	بڑی جیلوں میں 2/3 اور چھوٹی جیلوں میں ایک ڈسپنسر تعینات ہوتے ہیں۔
3۔	60 نرسنگ اردلی	ہر جیل میں 2 نرسنگ اردلی موجود ہیں
4۔	14 ٹیکنیشن	صرف بڑی جیلوں میں ٹیکنیشن تعینات ہیں۔

جیسا کہ جیلوں میں موجودہ تعداد مقررہ گنجائش سے تقریباً تین گنا زائد ہے اس لئے حفظان صحت اور صفائی کے سلسلے میں خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں جن میں جیل ہسپتال میں نالیاں اور کچن میں گھریلو نالیاں کی تنصیب شامل ہے۔ علاوہ ازیں تمام جیلوں میں وائٹ واشنگ مکمل کی گئی ہے۔

مندرجہ بالا اقدامات کے علاوہ غیر سرکاری فلاحی تنظیمیں بھی اسیران کی اصلاح کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ اس سلسلہ میں سپرنٹنڈنٹ صاحبان کو ہدایات دی جا چکی ہیں کہ وہ ان سے رابطہ کر کے تعاون حاصل کریں اور اسیران کی فلاح و بہبود کے سلسلہ میں ضروری سہولیات مہیا کریں۔ حال ہی میں غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے لاکھوں روپے ادا کر کے بہت سے اسیران رہا

کرائے گئے ہیں۔ سینکڑوں غریب اسیران کو کپڑے اور استعمال کی ضروری اشیاء مہیا کی گئی ہیں۔

کیمپ جیل اور کوٹ لکھپت جیل میں خواتین قیدیوں کے لئے سہولیات کی فراہمی

*901۔محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیمپ جیل اور کوٹ لکھپت جیل لاہور میں خواتین کی بیرکوں کے ساتھ غسل خانوں کی سہولت کتنی ہے یعنی اوسطاً کتنی قیدی خواتین کے لئے ایک غسل خانہ ہے؟

(ب) گنجائش سے زیادہ قیدی خواتین کی صورت میں حکومت ان جیلوں میں خواتین کی بیرکوں اور سہولیات میں اضافے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟ اس منصوبے کی تفصیلات دی جائیں۔

(ج) گزشتہ ایک برس میں ان جیلوں کے لئے کل کتنا فنڈ دیا گیا تھا؟

(د) اس مختص فنڈ کو کہاں اور کس مد میں استعمال کیا گیا۔ براہ کرم تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) خواتین اسیران کو کیمپ جیل لاہور میں مقید نہیں رکھا جاتا۔ سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں اس وقت 96 خواتین اسیران مقید ہیں۔ ان کی 2 بیرکوں اور 8 عدد سیلوں سے ملحقہ باتھ رومز کی کل تعداد 11 ہے۔ اس طرح 9 خواتین کے لئے ایک غسل خانہ کی سہولت موجود ہے۔ یہ سہولت صرف رات کے لئے ہے۔ اس کے علاوہ دن کے وقت مزید 10 عدد غسل خانے بھی خواتین اسیران کے زیر استعمال ہیں۔

(ب) خواتین وارڈ میں توسیع کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ خواتین اسیران کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر کیمپ جیل لاہور اور سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں دو دو اضافی بیرکوں کی تعمیر کے منصوبے پر کام ہو رہا ہے جن کی لاگت تخمینہ حسب ذیل ہے۔

I- کیمپ جیل لاہور تخمینہ لاگت

دو اضافی بیرکس برائے 60 خواتین اسیران 2.396 ملین

II- سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور

دو اضافی بیرکس برائے 60 خواتین اسیران 1.683 ملین

فنڈز کی دستیابی پر ان کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ نیز جیل کے قوانین کے مطابق انہیں خوراک، ادویات کے علاوہ مندرجہ ذیل سہولیات میسر ہیں۔

I-	سوتی قمیض	ایک سال میں دو مرتبہ دی جاتی ہے۔
II-	سوتی شلوار	ایک سال میں دو مرتبہ استعمال کے لئے دی جاتی ہے۔
III-	دوپٹہ	-
IV-	تولیہ	سال میں ایک مرتبہ
V-	کمربند	سال میں دو مرتبہ
VI-	چادر بستر	سال میں دو مرتبہ
VII-	سوتی چادر	سال میں ایک مرتبہ
VIII-	سینیٹری پیڈ	-
IX-	دری	ایک عدد
X-	کمبل	ایضاً۔
XI-	مچ میٹ	ایضاً۔
XII-	گدا (روئی / فوم)	ایضاً۔
XIII-	تکیہ	ایک عدد
XIV-	تکیہ غلاف	2 عدد
XV-	المونیم کپ	ایک عدد
XVI-	المونیم پلیٹ	ایک عدد
XVII-	المونیم مگ	ایک عدد

XVIII۔	چارپائی / بیڈ	ایک عدد
XIX۔	صابن کپڑے دھونے والا	125 گرام فی ہفتہ
XX۔	صابن منہ دھونے والا	ایک ٹکیہ پندرہ دنوں کے لئے
XXI۔	سرسوں کا تیل	140 گرام فی ہفتہ
XXII۔	بال صفا پوڈر	ایک وقت میں ایک پیکٹ ہفتہ میں ایک مرتبہ
XXIII۔	بریزیئر	سال میں تین مرتبہ
XXIV۔	پراندہ	سال میں دو مرتبہ
XXV۔	کنگھی	سال میں دو مرتبہ
XXVI۔	بنیان	سال میں دو مرتبہ

مزید برآں باتھ روم میں حفظان صحت کو بہتر بنانے کے لئے ٹائلوں کی فٹنگ کی گئی ہے۔ دیگر سہولیات میں مذہبی تعلیم کے علاوہ سلائی کڑھائی بھی سکھائی جاتی ہے تاکہ بعد از رہائی وہ معاشرے کی مفید شہری بن سکیں۔

(ج) گزشتہ ایک برس میں کیمپ جیل اور کوٹ لکھپت جیل لاہور کو حسب ذیل فنڈز مختص کئے گئے تھے:۔

نمبر شمار	نام جیل	کل فنڈز جو سال 2001-2002 مختص ہوئے۔	سال 2001-2002 میں جو اخراجات ہوئے۔
I۔	کیمپ جیل لاہور	4,32,83;217/- روپے	4,32,83,217/- روپے
II۔	سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور	4,55,48,530/- روپے	4,55,48,530/- روپے

(د) فنڈز کو کہاں اور کس مد میں استعمال کیا گیا؟ اس کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈومیسائل کے لئے فیس میں اضافے کا مسئلہ

*905۔ راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں ڈومیسائل بنوانے کی فیس 40 روپے سے بڑھا کر 250 روپے کر دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ فیس بڑھانے سے صوبہ بھر کے عوام میں پریشانی اور حکومت سے مایوسی کا اظہار پایا جاتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فیس کو کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) یہ درست ہے کہ ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کی فیس میں اضافہ کیا گیا ہے۔ وفاقی حکومت نے ڈومیسائل فیس 40 روپے سے بڑھا کر 200 روپے کر دی ہے جو کہ پاکستان میں لاگو کی گئی ہے۔

(ب) متذکرہ بالا فیس میں اضافہ صوبے کی عوام میں پریشانی اور حکومت سے مایوسی کا باعث نہ ہے۔

(ج) متذکرہ بالا اضافہ وفاقی حکومت نے کیا ہے اور اس میں تبدیلی یا ترمیم کی مجاز بھی صرف وفاقی حکومت ہی ہے۔

گزشتہ 5 سالوں میں پنجاب میں ہونے والی تمام وارداتوں کی تفصیل

*906۔ راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گزشتہ 5 سالوں میں صوبہ پنجاب میں اغوا، ڈکیتیاں، زنا بالجبر، گینگ ریپ اور قتل کے کل کتنے واقعات ہوئے اور ان واقعات میں اب تک کل کتنے ملزمان گرفتار ہوئے۔ کتنے ملزموں کو سزا ہوئی اور کتنے ملزموں کے مقدمات اب تک عدالتوں میں زیر سماعت ہیں؟

(ب) اسی طرح پنجاب بھر میں پچھلے 5 سالوں میں کل کتنے پولیس مقابلے ہوئے اور مقابلوں میں ہلاک ہونے والے ملزموں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) حکومت پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کیا مزید اقدامات کر رہی ہے تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر قانون:

(الف) گزشتہ پانچ سالوں میں صوبہ بھر میں 23471 قتل کے مقدمات درج ہوئے' 40973 ملزمان گرفتار ہوئے' 10316 کو سزا ہوئی۔ 13240 بری ہوئے جبکہ 14020 مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

اسی طرح گزشتہ پانچ سالوں میں صوبہ بھر میں 3980 مقدمات ڈکیتی کے ہوئے' 11088 ملزمان گرفتار' 2741 سزا' 2343 بری جب کہ 4656 مقدمات زیر سماعت ہیں۔

زنا بالجبر کے 7443 مقدمات درج ہوئے۔ 8707 ملزم گرفتار' 1964 کو سزا' 3082 بری جبکہ 3332 مقدمات زیر سماعت ہیں۔

25529 اغواء کے مقدمات درج ہوئے جن میں سے 38101 ملزم گرفتار' 5314 کو سزا' 1991 بری جبکہ 12884 مقدمات زیر سماعت ہیں۔

گینگ ریپ کے 517 مقدمات درج ہوئے۔ 1137 ملزم گرفتار' 279 سزا 386 بری جبکہ 421 مقدمات زیر سماعت ہیں۔

(ب) صوبہ بھر میں 1167 پولیس مقابلے ہوئے جن میں 966 ملزمان ہلاک ہوئے۔

(ج) حکومت پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے درج ذیل اقدامات کر رہی ہے۔

1۔ پولیس کی کارکردگی پر نظر رکھنے اور پولیس کے خلاف عوام کی شکایات کو کم کرنے کی غرض سے پولیس آرڈر 2002 کے تحت ضلعی سطح پر پبلک سیفٹی کمیشن قائم کیا گیا ہے جس میں عوامی نمائندوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ پولیس عوام رابطہ کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

2۔ پولیس ملازمین جو فرائض کی انجام دہی کے دوران شہید ہو جاتے ہیں ان کے خاندان کی کفالت اور مالی امداد کے طور پر ضلعی پولیس اور حکومت پنجاب ایک معقول رقم شہید کے ورثاء کو دیتی ہے۔

3۔ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ان کی چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹی کو کم کر کے 8 یا 12 گھنٹے کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔

4۔ پولیس نفری کی کمی کو دور کرنے کی غرض سے حکومت نے نئی بھرتی کی منظوری دی ہے جس سے پولیس کی کارکردگی میں بہتری کے امکانات ہیں۔

5۔ محکمہ پولیس میں بہتری لانے کے لئے پولیس آرڈر 2002 کے تحت فیڈرل کمپلینٹ اتھارٹی اور صوبائی کمپلینٹ اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

6۔ تھانہ جات کی پرانی اور بوسیدہ عمارتوں کی جگہ نئی عمارتوں کی تعمیر کے لئے فنڈز مہیا کئے جا رہے ہیں۔

پولیس ویلفیئر کے سکولوں کی پرائیویٹائزیشن کی شرائط

*950: جناب فیض اللہ کموکہ: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس ویلفیئر کے تمام سکول ایک پرائیویٹ ادارہ کو دے دیئے گئے ہیں؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کن شرائط معاہدہ کے تحت یہ سکول اس ادارہ کو دیئے گئے ہیں اور وہاں کیا فیس وصول کی جا رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ سارا کام چند مخصوص افراد کو نوازنے کے لئے کیا گیا ہے؟

وزیر قانون:

(الف) پولیس ویلفیئر پنجاب کا اپنا کوئی سکول نہ ہے۔ ایک سکول فیصل آباد پولیس اپنی زیر نگرانی چلا رہی ہے۔

(ب) پنجاب پولیس کے ملازمین کے بچوں کو اچھی معیاری تعلیم دینے کے لئے ماہرین تعلیم نہ ہیں۔ اس سلسلے میں بیکن ہاؤس سکول سسٹم سے 10 سالہ معاہدہ کیا گیا ہے جس کے تحت راولپنڈی، سرگودھا، جھنگ، ڈیرہ غازی خان، گوجرانوالہ، ملتان، رحیم یار خان اور لاہور اضلاع میں آئندہ پولیس اپنی زمین پر بلڈنگ سکولز تعمیر کرے گی اور بیکن ہاؤس سکول سسٹم کے ایجوکیٹرز / ماہرین

پولیس ملازمین کے غریب بچے اور پبلک کے بچوں کو معیاری اور سستی تعلیم دیں گے۔ ملازمین پولیس کے بچے پانچ صد روپیہ ماہوار اور پبلک کے بچے ایک ہزار روپیہ ماہوار فیس ادا کریں گے۔ شہداء پولیس کے بچے مفت تعلیم حاصل کریں گے اور یہ خالصتاً پولیس ملازمین کی ویلفیئر کا پراجیکٹ ہے۔

(ج) یہ بات حقیقت پر مبنی نہ ہے۔

کینٹ کچہری لاہور میں بخشی خانہ کی تعمیر

*967۔چودھری عبدالغفور خان: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صدر کینٹ کچہری لاہور میں قیدیوں کے لئے کوئی بخشی خانہ نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی عدم دلچسپی کے باعث مذکورہ کچہری کی تعمیر کے لئے ابھی تک کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کینٹ کچہری لاہور میں بخشی خانہ کی تعمیر کے لئے تیار ہے؟ اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے کینٹ کچہری لاہور کی تعمیر کے لئے 22.88 ملین روپے کے نقشے اور تخمینہ جات تیار کرلئے ہیں اور ضلعی ڈویلپمنٹ کمیٹی کے زیر غور ہیں۔

(ج) جونہی اس منصوبہ کے لئے فنڈز مہیا ہونگے تو اس منصوبہ پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

رشوت میں وصول کی گئی رقم کی بازیابی

*1003۔جناب محمد وقاص: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ صدر شیخوپورہ کے انسپکٹر شیخ ارشد لطیف اور سب انسپکٹر احمد یار نے محمد اقبال ولد غلام محمد سے -/5,73,000 روپے بطور رشوت وصول کئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقوعہ کی F.I.R مورخہ 15-9-2002 تھانہ صدر شیخوپورہ میں درج ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تاحال ملزمان گرفتار نہیں ہوئے نہ ہی رشوت کی رقم برآمد ہوئی؟

وزیر قانون:

(الف) اس سلسلہ میں مقدمہ نمبر 392 مورخہ 17.06.2002 جرم 161-ACA5-2/47 ت۔پ تھانہ صدر شیخوپورہ برخلاف شیخ ارشد لطیف، انسپکٹر اور احمد یار سب انسپکٹر درج ہے۔ دوران تفتیش دونوں کے خلاف رشوت لینا ثابت نہ ہوا۔ انسپکٹر کے خلاف محکمانہ کارروائی جاری ہے اور معطل ہے۔ جب کہ سب انسپکٹر کو محکمانہ سخت سزا دی جا چکی ہے۔ S.I عہدہ سے تنزل کر کے A.S.I بنا دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس وقوعہ کی F.I.R نمبر 392 مورخہ 17-06-2002 جرم 161-ACA5-2/47 ت۔پ تھانہ صدر شیخوپورہ درج ہے۔

(ج) چونکہ دوران تفتیش الزام علیہان کے خلاف کوئی ٹھوس شہادت یا ثبوت مدعی پیش نہ کر سکا ہے اور نہ ہی کوئی بیان 161 ض۔ف الزام علیہان کے خلاف صفحہ مثل پر آیا ہے۔ اس لئے گرفتار نہ کیا گیا ہے۔

شیخوپورہ میں 2000 میں پولیس مقابلوں کی تفصیل

*1029: جناب علی عباس: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 2000 سے آج تک ضلع شیخوپورہ میں کن کن مقامات پر پولیس مقابلے ہوئے اور ان میں پولیس کے کتنے جوان شہید ہوئے اور کتنے جرائم پیشہ افراد ہلاک ہوئے تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر قانون:

سال 2000 سے آج تک (فروری 2003 تک) ضلع شیخوپورہ میں 35 پولیس مقابلے ہوئے۔ ان میں 11 پولیس ملازم شہید ہوئے اور 36 ملزمان ہلاک ہوئے تفصیل درج ذیل ہے:۔

مقام جہاں پولیس مقابلہ ہوا	کتنے ملازم شہید ہوئے	کتنے ملزم ہلاک ہوئے
گلوریا کالونی تھانہ بل ڈویژن شیخوپورہ	_	1
چک نمبر 39 چکو کروڑ تھانہ فیروزوالہ	1	_
چک نمبر 31 تھانہ صدر مریدکے	_	1
رتی پیڑی تھانہ فیروزوالہ	1	_
گوجرپورہ تھانہ فیروزوالہ	_	2
رکھباڈلی تھانہ فیروزوالہ	_	1
ابلنیانوالی تھانہ صدر سانگلہ ہل	_	1
جیون گورایہ تھانہ نارنگ	_	1
ناگہ ملت ٹریکٹر تھانہ فیکٹری ایریا	1	_
کوٹ راجپوت تھانہ نارنگ	1	_
رقبہ شرقپور تھانہ شرقپور	_	1
ریلوے پھاٹک کچہری چوک تھانہ سٹی ننکانہ	_	1
لدھیکی ملیاں تھانہ صدر شیخوپورہ	_	2
کیلے تھانہ خانقاہ ڈوگراں	1	_
جیون پورہ تھانہ بھکھی	_	1
ڈھیر تھانہ صدر سانگلہ ہل	_	3
بھول چک تھانہ نارنگ	2	_
بھاگیاں تھانہ نارنگ	_	1

مانانوالہ بار تھانہ مانانوالہ	_	1
چوکیریاں تھانہ شاہ کوٹ	1	_
کینال پارک تھانہ سٹی مریدکے	1	_
ترپڑے والی تھانہ شرقپور	_	1
چک نمبر 39 تھانہ فیروزوالہ	_	1
موتہ سوجا تھانہ نارنگ	_	1
چک نمبر 84 تھانہ شاہکوٹ	_	1
چکوک روڈ رتن پور تھانہ فیروزوالہ	_	1
بھاگوڈیال تھانہ نارنگ	_	2
ناظر لبانہ تھانہ شرقپور	1	_
ریلوے سٹیشن باؤمان تھانہ بھکھی	1	4
چک نمبر 39 تھانہ فیروزوالہ	_	1
بھلروان تھانہ صدر فاروق آباد	_	1
ریلوے پھاٹک نارووال روڈ تھانہ سٹی مریدکے	_	1
چک حیدر آباد تھانہ سیدوالہ	_	2
ننگیاں جھگیاں تھانہ فیکٹری ایریا	_	2
بوڑے اوٹھ تھانہ نارنگ	_	1
میزان	11	36

2000سے فروری 2003تک شیخوپورہ میں پولیس مقابلوں کی تفصیل

*1030۔جناب علی عباس: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 2000 سے فروری 2003 تک ضلع شیخوپورہ میں کن کن مقامات پر پولیس مقابلے ہوئے اور ان میں پولیس کے کتنے افراد شہید ہوئے اور کتنے جرائم پیشہ افراد ہلاک ہوئے۔ تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر قانون:

سال 2000 سے فروری 2003 تک ضلع شیخوپورہ میں پولیس مقابلوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مقام جہاں پولیس مقابلہ ہوا	کتنے ملازم شہید ہوئے	کتنے ملزم ہلاک ہوئے
گلوریا کالونی تھانہ بی ڈویژن شیخوپورہ	_	1
چک نمبر 39 چھو کروڑ تھانہ فیروزوالہ	1	_
چک نمبر 31 تھانہ صدر مرید کے	_	1
رتی پیڑی تھانہ فیروزوالہ	1	_
گوجرپورہ تھانہ فیروزوالہ	_	2
رکھ باؤلی تھانہ فیروزوالہ	_	1
اہلنیانوالی تھانہ صدر سانگلہ ہل	_	1
جیون گورایہ تھانہ نارنگ	_	1
ناگہ ملت ٹریکٹر تھانہ فیکٹری ایریا	1	_
کوٹ راجپوت تھانہ نارنگ	1	_
رقبہ شرقپور تھانہ شرقپور	_	1
ریلوے پھاٹک کچہری چوک تھانہ سٹی ننکانہ	_	1
لدھیکی ملیاں تھانہ صدر شیخوپورہ	_	2
کیلے تھانہ فاروقاباد	1	_
جیون پورہ تھانہ بھکھی	_	1

ڈھیر تھانہ صدر سانگلہ ہل	_	3
بھول چک تھانہ نارنگ	2	_
بھاگیاں تھانہ نارنگ	_	1
مانانوالہ بار تھانہ مانانوالہ	_	1
چوکیریاں تھانہ شاہ کوٹ	1	_
کینال پارک تھانہ مٹی مریدکے	1	_
تریڈے والی تھانہ شرقپور	_	1
چک نمبر 39 تھانہ فیروزوالہ	_	1
موتہ سوجا تھانہ نارنگ	_	1
چک نمبر 84 تھانہ شاہکوٹ	_	1
چکوک روڈ رتن پور تھانہ فیروزوالہ	_	1
بھاگوڈیال تھانہ نارنگ	_	2
ناظر بابا تھانہ شرقپور	1	_
ریلوے اسٹیشن باڈمان تھانہ بھکھی	1	4
چک نمبر 39 تھانہ فیروزوالہ	_	1
پھلروان تھانہ صدر فاروق آباد	_	1
ریلوے پھاٹک نارووال روڈ تھانہ مریدکے	_	1
چک حیدر آباد تھانہ سیدوالہ	_	2
لنگیاں جھگیاں تھانہ ٹیکسلی ایریا	_	2
بوڑے اوڈھ تھانہ نارنگ	_	1
میزان	11	36

صوبہ میں سنگین جرائم (قتل، ڈکیتی، زنا بالجبر) کی تفصیل

*1071۔میاں یاور زمان، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گزشتہ دو سالوں میں صوبہ بھر میں سنگین جرائم یعنی قتل، ڈکیتی، زنا، بالجبر کے کل کتنے واقعات ہوئے؟ ضلع وار تفصیل بیان کی جائے۔

(ب) ان اقدامات سے بھی آگاہ کیا جائے جو ان جرائم کے سدباب کے لئے کئے گئے یا زیر تجویز ہیں؟

وزیر قانون،

(الف) گزشتہ دو سالوں میں صوبہ بھر میں سنگین جرائم یعنی قتل، ڈکیتی، زنا، بالجبر کے مقدمات کی تفصیل رینج وار درج ذیل ہے:۔

رینج	قتل	ڈکیتی	زنا، بالجبر
لاہور	992	403	76
شیخوپورہ	1597	340	421
فیصل آباد	785	69	197
گوجرانوالہ	1032	204	357
راولپنڈی	765	53	111
ملتان	1232	292	411
سرگودھا	711	41	202
بہاولپور	811	228	378
ڈی۔جی۔خان	515	45	238

(ب) جرائم کے سدباب کے لئے کئے گئے اقدامات،

(I)ڈکیتی

I۔ افسران کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ زیر تفتیش مقدمات کو جلد trace کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

II۔ گشت کے نظام کو موثر بنایا گیا ہے اور پولیس کی گاڑیاں 24 گھنٹے شہر میں گشت کرتی ہیں تا کہ ڈکیتی کے ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کیا جا سکے۔

III۔ ڈکیتی میں ملوث ملزمان کا سابقہ پنج سالہ ریکارڈ چیک کر کے انہیں مقدمات میں ملوث تفتیش کیا جا رہا ہے۔

IV۔ ڈکیتی کی وارداتوں میں ملوث ملزمان کی تفتیش کے لئے علیحدہ سکواڈ بنائے گئے ہیں۔

V۔ ڈکیتی کے مقدمات میں ملوث ملزمان کا C.R.O برانچ میں مکمل ریکارڈ کمپیوٹر میں feed کیا گیا ہے۔ اس ریکارڈ سے بوقت ضرورت مدد بھی لی جاتی ہے۔

VI۔ ریسکیو 15 بھی ڈکیتی کی وارداتوں کو کنٹرول کرنے میں موثر کردار ادا کرتا ہے۔ ڈکیتی کی اطلاع موصول ہونے پر ریسکیو 15 کا سکواڈ فوری طور پر موقع واردات پر پہنچ جاتا ہے اور ملزمان کی گرفتاری کے سلسلہ میں مقامی پولیس کی ہر ممکن مدد کرتا ہے۔

2۔ قتل:

I۔ قتل کے مقدمات میں ملوث پارٹیوں کے خلاف وسیع پیمانہ پر انسدادی کارروائی کی جاتی ہے۔

II۔ جن علاقوں میں فریقین کے درمیان قتل کی خاندانی دشمنیاں ہیں وہاں فریقین کے درمیان صلح کروانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔

3۔ زنا بالجبر

I۔ زنا جیسے گھناؤنے جرم کی روک تھام کے لئے ویڈیو شاپس اور سینما ہاؤس کی وقتاً فوقتاً چیکنگ کی جاتی ہے تاکہ نوجوان نسل کی بیوپرنٹ تک رسائی نہ ہو سکے۔

II۔ فوری اندراج مقدمات کر کے ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کی سعی کی جا رہی ہے۔

III۔ سکول / کالج کی سطح پر محکمہ تعلیم کے افسران کی وساطت سے کھیلوں اور تعمیری سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اقدامات کروائے جاتے ہیں تاکہ نوجوان نسل منفی سوچ کی طرف راغب نہ ہو سکے۔

پولیس پراسیکیوشن برانچ اور پبلک سیفٹی کمیشن کو اختیارات کی منتقلی

*1075۔لالہ شکیل الرحمان (ایڈووکیٹ)، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پولیس ریفارمز 2002 میں پولیس کو بہت زیادہ اختیارات دے دیئے گئے ہیں۔ جب چاہے جہاں چاہے بلا اجازت داخل ہو جانے اور کسی بھی شریف شہری کو بلاوجہ حراست میں رکھے جس سے کسی بھی شریف شہری کی عزت محفوظ نہ رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پولیس ریفارمز 2002 میں محکمہ پولیس کو تین شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے؟

1۔واچ اینڈ وارڈ سیل 2۔انوسٹی گیشن سیل 3۔پراسیکیوشن سیل

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ واچ اینڈ وارڈ اور انوسٹی گیشن سیل کو کاغذی طور پر تو علیحدہ علیحدہ کر دیا گیا ہے لیکن عملی طور پر سوائے لاہور کے کہیں بھی علیحدہ نہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ پراسیکیوشن سیل کے عملہ کو ابھی تک اس بارے میں کوئی بریفنگ یا ہدایات نہ دی گئی ہیں اور نہ ہی ان کی تقرری کی گئی ہے باوجود اس کے یہ پولیس کا سب سے اہم شعبہ ہے جس نے عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کرنا ہے اور ملزمان کو سزا دلوانا ہے؟

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پولیس کو اتنے زیادہ اختیارات دینے پر محکمہ پولیس پر چیک اینڈ بیلنس رکھنے کے لئے تمام اضلاع میں پبلک سیفٹی کمیشن قائم کئے اور تقریباً ایک سال قبل پبلک سیفٹی کمیشن کے انتخابات اور نامزد گیاں ہونے کے باوجود نہ تو ان کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور نہ ہی اس کمیشن کو اختیارات دیئے گئے ہیں تاکہ شریف شہریوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ ہو سکے اور اگر اس کمیشن کو اختیارات نہ دینے تھے تو ان پر قوم کا اتنا پیسا کیوں ضائع کیا گیا؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب پراسیکیوشن برانچ اور پبلک سیفٹی کمیشن کو کب تک اختیارات دینے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر قانون:

(الف) یہ حقیقت نہ ہے۔ پولیس آرڈر 2002 میں پولیس کو بہت زیادہ اختیارات نہیں دیئے گئے۔ البتہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ جو کوئی پولیس آفیسر قانون کی خلاف ورزی کرے گا اس کو دفعہ 155 پولیس آرڈر 2002 کے تحت تین سال تک قید اور جرمانہ کی سزا دی جاسکے گی۔ اسی طرح جو پولیس آفیسر بغیر کسی قانونی جواز کے کسی کے گھر میں داخل ہو گا تلاشی لے گا اور غیر قانونی طور پر اپنی حراست میں رکھے گا یا تشدد کرے گا تو اس کو پانچ سال تک قید اور جرمانہ کی سزا دی جاسکے گی اور یہ دونوں جرائم قابل دست اندازی پولیس بنا دیئے گئے ہیں۔

(ب) پولیس کا نیا قانون پولیس آرڈر 2002 مورخہ 14۔ اگست 2002 سے پورے ملک میں لاگو ہو چکا ہے جس میں پولیس کو بلحاظ کارکردگی مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں تفتیش اور واچ اینڈ وارڈ دو علیحدہ شعبے رکھے گئے ہیں۔ البتہ عدالت میں مقدمات کی پیروی کا شعبہ پولیس سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اس بارے علیحدہ علیحدہ مسودات قانون وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے مرتب کئے ہیں جو زیر غور ہیں اور متعلقہ حکومت کی منظوری کے بعد لاگو کر دیئے جائیں گے۔ البتہ عدالتوں میں مقدمات کی پیروی محکمہ پولیس کے شعبہ پراسیکیوشن سے لے لی گئی ہے۔

(ج) یہ حقیقت نہ ہے بلکہ پنجاب کے تمام اضلاع میں واچ اینڈ وارڈ اور انوسٹی گیشن ونگ کو مکمل طور پر علیحدہ کر دیا گیا ہے اور ضلعی سطح پر انوسٹی گیشن سیل کام کر رہا ہے جس کے ذریعے تھانہ کی سطح پر ہر مقدمہ کی تفتیش کو مانیٹر کیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے تھانہ کی سطح پر بھی تفتیشی عملہ الگ تعینات ہے۔ جہاں تک پراسیکیوشن اور پبلک سیفٹی کا تعلق ہے تو اس وقت تمام اضلاع میں پولیس کی لیگل برانچ ماتحت عدلیہ میں پراسیکیوشن کے فرائض انجام دے رہی ہے جبکہ عدالت ہائے سیشن و ایڈیشنل سیشن جج صاحبان میں محکمہ قانون کے افسران پیروی مقدمات کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ علیحدہ پراسیکیوشن سیل کے قیام کے بارے میں فیصلہ حکومت

وقت کے دائرہ اختیار میں ہے جس کے بارے میں ابھی تک کوئی تحریری احکامات موصول نہ ہوئے ہیں۔

(د) محکمہ پولیس پر چیک اینڈ بیلنس رکھنے کے لئے اضلاع میں پبلک سیفٹی کمیشن قائم کئے گئے ہیں جنہوں نے ابتدائی طور پر کام شروع کیا ہوا ہے اور پولیس کے حوالے سے شریف شہریوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے ازالے کے لئے بھرپور اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

(ہ) پولیس ریفارمز 2002 کے تحت ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کی تشکیل ہو چکی ہے اور بتدریج اختیارات دیئے جا رہے ہیں۔

گوجرانوالہ میں ایلیٹ فورس کے اہلکاران کا اختیارات سے تجاوز

*1076: لالہ شکیل الرحمان (ایڈووکیٹ)، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ پولیس میں ایلیٹ فورس کا کیا کردار ہے اور اس کی قانونی حیثیت کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایلیٹ فورس کے اہلکاران کو بلا اجازت اور بلاوجہ تلاشی کے وسیع تر اختیارات حاصل ہیں اور یہ جب چاہیں، جہاں چاہیں نا کہ لگا کر کسی بھی شریف شہری کی تلاشی لے سکتے ہیں اور تلاشی نہ دینے پر انہیں حبس بیجا میں رکھ سکتے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ خالد جاوید نامی سب انسپکٹر ایلیٹ فورس کو D.I.G اور S.S.P گوجرانوالہ نے خصوصی اختیارات دے رکھے ہیں کہ وہ شہر میں کسی بھی جگہ کسی بھی شریف آدمی کی تلاشی لے سکتا ہے۔ اس بہانے شہریوں کو حبس بیجا میں رکھ کر ان کی جیبوں سے رقوم بھی نکال سکتا ہے جبکہ ایسا وہ متعدد بار مدنی چکوک نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ میں کر چکا ہے۔ اس کے اس فعل کے بارے متعدد بار افسران بالا کو کہا گیا لیکن اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکی ہے؟

(د) خالد جاوید نامی سب انسپکٹر ایلیٹ فورس میں کب اور کس حیثیت سے بھرتی ہوا۔ کہاں کہاں اور کس کس حیثیت سے فرائض سرانجام دے چکا ہے۔ اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے اور گوجرانوالہ میں کتنے عرصہ سے ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے اور کہاں کا رہائشی ہے؟

(ہ) کیا آج تک مذکورہ بالا سب انسپکٹر کے خلاف کوئی انکوائری ہوئی۔ اگر ہوئی تو اس کو گنہگار ہونے پر کب سزا دی گئی یا ایلیٹ فورس کے اہلکاران انکوائریوں سے بری الذمہ ہیں جس کی وضاحت فرمائی جائے؟

وزیر قانون:

(الف) ایلیٹ فورس محکمہ پولیس کا حصہ ہے اور جس کا قیام حکومت پنجاب کی منظوری کے بعد عمل میں آیا ہے۔ ایلیٹ فورس کی کمان آئی۔جی پنجاب کے پاس ہے۔ ایلیٹ فورس کا پورے صوبہ کے لئے علیحدہ ڈی۔آئی۔جی ہے۔ جس کے پاس اس کا انتظامی کنٹرول ہے۔ اضلاع میں ایلیٹ فورس کو متعلقہ D.P.O کے زیر کمان رکھا گیا ہے۔

(ب) صورت حال یہ ہے کہ ایلیٹ فورس کے اہلکاران نہ تو از خود کسی جگہ ناکہ لگاتے ہیں اور نہ ہی کسی جگہ ریڈ کرتے ہیں بلکہ ایلیٹ فورس براہ راست D.P.O ضلع کے حکم کے مطابق کارسرکار سرانجام دیتی ہے اور ضلع بذا میں ایلیٹ فورس سے ذیل ڈیوٹی حاصل کی جاتی ہے۔

I۔ پانی وسے گشت

II۔ مجرمان اشتہاری و مفروران کی گرفتاری

III۔ مقدمات سنگین میں ملوث ملزمان کی گرفتاری

IV۔ سرقہ شدہ موٹر سائیکل، کاروں و دیگر کی برآمدگی کے لئے ملزمان پر ریڈ کے لئے ضلعی پولیس کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے۔

V۔ بیدجات میں مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے لئے ایلیٹ فورس کا استعمال۔

VI۔ کسی بھی سنگین وقوعہ کی صورت میں ایلیٹ فورس کو مجرمان کی گرفتاری کے لئے مامور کیا جاتا ہے۔

(ج) بیدرست نہ ہے۔ خالد جاوید نامی سب انسپکٹر ایلیٹ فورس کو ڈی۔آئی۔جی گوجرانوالہ نے کوئی خصوصی اختیارات نہ دے رکھے ہیں اور نہ ہی وہ از خود کسی جگہ ناکہ لگانے کا مجاز ہے۔ مذکورہ S.I کے مطابق رپورٹ انچارج ایلیٹ فورس گوجرانوالہ اپنے فرائض منصبی نہایت ایمانداری اور محنت سے

سر انجام دے رہا ہے اور اس کے خلاف کوئی ایسی شکایت موصول نہ ہوئی ہے کہ اس نے کسی شریف شہری کو تنگ کیا ہو۔ کسی کو حبس بیجا میں رکھا ہو یا کسی سے رشوت لی ہو۔ تاہم سرقہ شدہ گاڑیوں کی برآمدگی مجرمان اشتہاری کی گرفتاری اور ناجائز اسلحہ کی برآمدگی کے لئے خصوصی ناکہ جات کے لئے ایلیٹ فورس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایلیٹ فورس کی کارکردگی نمایاں رہی ہے۔ ایلیٹ فورس کے جوانوں اور افسروں کو خاص طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کسی بھی شریف شہری کو ہرگز تنگ نہ کریں۔

(د) خالد جاوید ایس۔ آئی ایلیٹ فورس گوجرانوالہ کے سروس کوائف ذیل ہیں۔

مذکورہ سب انسپکٹر مورخہ 27-2-92 کو بطور T/A.S.I محکمہ پولیس میں بھرتی ہوا۔

مذکورہ سب انسپکٹر مندرجہ ذیل جگہ پر تعینات رہا ہے۔

1۔	انٹرمیڈیٹ کلاس کورس سہالہ	13-5-92 تا 26-5-93
2۔	اے۔ پی۔ سی۔ ڈی کورس	27-5-93 تا 10-5-94
3۔	پولیس لائن گوجرانوالہ	14-5-95 تا 8-7-95
4۔	تھانہ کوتوالی	9-7-95 تا 26-12-95
5۔	تھانہ سٹی صدر	27-12-95 تا 6-7-96
6۔	پولیس لائن	7-7-96 تا 20-7-96
7۔	جوڈیشل حوالات	21-7-96 تا 17-11-96
8۔	تھانہ سٹیلائٹ ٹاؤن	18-11-96 تا 4-5-97
9۔	معطل پولیس لائن	5-5-97 تا 14-5-97
10۔	بحال پولیس لائن	15-5-97 تا 21-5-97
11۔	تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن	22-5-97 تا 30-7-97
12۔	تبادلہ سیالکوٹ ضلع	31-5-97 تا 15-11-98
13۔	ضلع سیالکوٹ سے واپس ضلع گوجرانوالہ	پولیس لائن 16-11-98
14۔	تھانہ قلعہ دیدار سنگھ	11-3-99 تا 27-5-99
15۔	ایلیٹ کورس لاہور	28-5-99 تا 20-2-2000
16	ایلیٹ فورس گوجرانوالہ	20-2-2000 تا حال

مذکورہ ایس۔ آئی کی تعلیمی قابلیت بی۔ اے ہے۔ مذکورہ ایس۔ آئی 16-11-98 سے تاحال ضلع گوجرانوالہ میں ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

مذکورہ ایس۔ آئی موضع چڈیالہ خورد تھانہ تلے عالی ضلع گوجرانوالہ کا رہائشی ہے۔

(ہ) ایس۔ آئی خالد جاوید ایلیٹ فورس گوجرانوالہ کے سروس ریکارڈ کے مطابق دوران سروس اس کے خلاف کوئی انکوائری عمل میں نہ لائی گئی ہے۔ البتہ کوئی بھی سرکاری ملازم اپنے غلط اور غیر قانونی فعل کی وجہ سے انکوائری و قانون سے بالاتر نہ ہے اور اگر کوئی اہلکار کسی غلط کام میں ملوث پایا جائے تو اس کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

موجودہ جیلوں میں توسیع اور نئی جیلوں کی تعمیر کے لئے حکومتی اقدامات

*1086۔ میاں یاور زمان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں قیدیوں کی تعداد جیلوں میں مقررہ گنجائش سے کہیں زیادہ ہے

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت اس مسئلہ کے حل کے لئے کن اقدامات پر غور کر رہی ہے۔ کیا موجودہ جیلوں میں توسیع کا ارادہ ہے۔ اگر نئی جیلیں تعمیر کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے تو اس کی نشاندہی کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں۔ پنجاب کی 30 جیلوں میں اس وقت 48686 اسیران مقید ہیں جبکہ مجوزہ گنجائش 17637 (authorised accommodation) اسیران کے لئے ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ 31293 اسیران گنجائش سے زائد مقید ہیں جس کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب کی 30 جیلوں میں اسیران کی بڑھتی ہوئی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے ان کی توسیع کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ سزائے موت کے اسیران کے لئے 32 اضافی سیلوں کی تعمیر 11 جیلوں میں شروع ہے جبکہ دو اضافی بیرکوں (60 اسیران کے لئے فی بیرک) کی تعمیر کے لئے فنڈز جاری ہونا باقی ہیں۔ جیسے ہی یہ رقم مختص ہو گی 11 جیلوں میں ان کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

اس وقت 11 نئے اضلاع ایسے ہیں جن میں نئی جیلیں مرحلہ وار تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔ اس وقت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور وہاڑی میں جیلیں زیر تعمیر ہیں اور جن ضلعوں میں تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

I۔ اوکاڑہ II۔ پاکپتن III۔ لیہ IV۔ بھکر V۔ حافظ آباد

VI۔ خوشاب VII۔ خانیوال VIII۔ لودھراں IX۔ نارووال

چودھری خالد ہمایوں اور دیگر افراد کے مقدمہ قتل کی تفصیلات

*1121۔ چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 25 نومبر 2002 کو پیپلز پارٹی سٹی گوجرانوالہ کے صدر چودھری خالد ہمایوں کو دو ساتھیوں اور ایک راہگیر سمیت بھرے بازار میں دن دیہاڑے کلاشنکوفوں سے اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ تین راہگیر مضروب بھی ہوئے جبکہ ملزمان فرار ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایف۔ آئی۔ آر میں نامزد تمام ملزمان میں سے تاحال کسی کو بھی گرفتار نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی ان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چودھری خالد ہمایوں کا قتل ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا ہے۔ اس واقعہ کے بعد گوجرانوالہ کے عوام اور خصوصاً چودھری خالد ہمایوں کے خاندان کے افراد اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں کیوں کہ ان کو بھی متعدد بار دھمکیاں دی گئی ہیں جس کی وجہ سے ان میں خوف وہراس اور اضطراب پایا جاتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چودھری خالد ہمایوں اور دیگر افراد کے قتل کا مقدمہ دہشت گردی ایکٹ کے تحت درج کیا گیا ہے اور دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ کا چالان سات یوم کے اندر عدالت میں دیا جانا ضروری ہے لیکن دو ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود تاحال مقدمہ کا چالان عدالت میں پیش نہ کیا گیا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مفرور قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک نیز اب تک عمل میں لائی گئی کارروائی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون:

(الف) یہ درست ہے کہ مطابق ایف۔ آئی۔ آر مقدمہ نمبر 459 مورخہ 25-11-02 جرم 302/324/427/148/149/109 ت۔ پ ATA-6/7 تھانہ سبزی منڈی مورخہ 25 نومبر 2002 کو پیپلز پارٹی سٹی گوجرانوالہ کے صدر چودھری خالد ہمایوں اور ان کے دو ساتھیوں کو شیخوپورہ روڈ پر جب وہ اپنی پجارو گاڑی پر سوار تھے اس کے مخالف فریق جو ان کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ سابقہ دشمنی قتل کی بناء پر بذریعہ اسلحہ آتشیں قتل کر دیا۔ ملزمان کی اندھا دھند فائرنگ سے ایک راہگیر بھی لقمہ اجل بن گیا اور اس کے علاوہ تین راہگیر مضروب ہوئے۔ ملزمان وقوعہ کے فوری بعد موقع سے فرار ہو گئے تھے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ اصل حالات اس طرح ہیں کہ ایف۔ آئی۔ آر مقدمہ میں 1۔ آصف صدیق، 2۔ ثاقب صدیق، 3۔ کاشف صدیق، 4۔ فیصل صدیق، 5۔ طاہر حسین پسران حاجی صدیق، 6۔ محمد شفیق ولد عطا محمد، 7۔ محمد ریاض ولد معراج دین، 8۔ حاجی محمد صدیق ولد عطاء محمد اور 9۔ مہر محمد سلیم ولد محمد رمضان اقوام آرائیں سکنہ محلہ بختے والہ گوجرانوالہ ملزمان نامزد ہیں اور پانچ کس ملزمان نامعلوم ہیں۔ نامزد ملزمان میں سے 1۔ آصف صدیق 2۔ کاشف صدیق پسران محمد صدیق قوم آرائیں سکنہ محلہ مہر نور والہ محلہ اسلام پورہ گوجرانوالہ گرفتار کئے گئے ہیں۔ جبکہ نامعلوم ملزمان میں سے 1۔ محمد شفیع ولد احمد بخش، 2۔ حافظ کمال مصطفےٰ ولد محمد یونس اقوام لڑکا سکنہ چک نمبر 71

گ۔ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد 3۔ صابر عرف بھولا ولد محمد حسین قوم کشمیری سکنہ کھیالی دروازہ گوجرانوالہ گرفتار کئے گئے ہیں۔

(ج) چودھری خالد ہمایوں کا قتل واقعی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سابقہ دشمنی کی بناء پر ہوا ہے کیونکہ مورخہ 14-1-02 کو ملزم فریق کا بھائی خرم شہزاد علاقہ تھانہ صدر گوجرانوالہ میں قتل ہوا تھا جس میں خالد ہمایوں (متوفی) طارق ہمایوں اور ان کے والد محمد اسحاق اس مقدمہ میں نامزد ایف۔آئی۔آر ملزم تھے۔ افراد خانہ کو دھمکیوں کے بارے میں پولیس تک کوئی اطلاع نہیں اور ان کے پاس اپنی حفاظت کے لئے کافی تعداد میں مسلح گن مین موجود ہیں۔ تاہم مقامی پولیس ان کو ہر ممکن جانی تحفظ فراہم کر رہی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ خالد ہمایوں کے مقدمہ قتل میں دفعہ 1997-ATA-6/7 کا اطلاق کیا گیا ہے اور مقدمہ ہذا قابل سماعت A.T.A کورٹ گوجرانوالہ ہے۔ ملزمان کی گرفتاری کے بعد چالان مکمل مورخہ 7-2-03 مرتب کر کے بعدالت جناب محمد حسین میکن صاحب انسداد دہشت گردی نمبر 2 گوجرانوالہ میں دیا گیا ہے اور آئندہ تاریخ پیشی مورخہ 20-3-03 مقرر ہے۔

(ہ) مقدمہ ہذا میں پانچ کس ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا جا چکا ہے جبکہ بقایا ملزمان کی گرفتاری کے لئے ایس۔پی سٹی ڈویژن گوجرانوالہ کی زیر نگرانی سپیشل ٹیم ہائے مقرر کی گئی ہیں جو کہ ملزمان کی گرفتاری کے لئے دن رات کوشش کر رہی ہے۔ ملزمان کو گرفتار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے اور اس کے لئے تمام وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں اور ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کئے جانے کی قوی امید ہے نیز پولیس ملزمان کو قرار واقعی سزا دلوانے کے لئے مقدمہ کی پیروی میں کوئی کسر نہ اٹھائے گی۔

تھانہ چوچک ضلع اوکاڑہ میں درج چوری کے مقدمات اور تھانہ انچارج کے خلاف کارروائی

*1122۔ رانے فاروق عمر خان کھرل: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ چوچک ضلع اوکاڑہ میں پچھلے دو ماہ میں چوری کے جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان کے متعلق کوئی کارروائی اب تک عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس تھانہ کا انچارج انتہائی بدعنوان اور کرپٹ ہے۔ عوام الناس کے ساتھ بدتمیزی کے ساتھ پیش آتا ہے؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چوری کے مقدمات اور انچارج کے خلاف ضروری کارروائی عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) تھانہ چوچک میں گزشتہ دو ماہ کے دوران چوری کے 24 مقدمات درج ہوئے۔ درج شدہ مقدمات میں سے 2 مقدمات دوران تفتیش جھوٹے پائے گئے جن میں اخراج رپورٹ مرتب ہو چکی ہے جبکہ 5 مقدمات کے چالان بعد تفتیش عدالت میں دیئے گئے ہیں جو کہ زیر سماعت ہیں جبکہ بقایا مقدمات مختلف تفتیشی افسران کے پاس زیر تفتیش ہیں۔

(ب) اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔ مزید برآں جب بھی کسی پولیس افسر کے خلاف کسی بدعنوانی یا کرپشن کی شکایت موصول ہوتی ہے تو اس کے خلاف فوری طور پر محکمانہ کارروائی کے علاوہ قانونی کارروائی بھی کی جاتی ہے۔

(ج) انچارج کے خلاف ثبوت فراہم ہونے کی صورت میں اس کے خلاف فوری طور پر کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

تھانہ چوچک میں درج ہونے والے فوجداری مقدمات کی کارروائی کی تفصیل

*1123: رانے فاروق عمر خان کھرل، کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تھانہ چوچک ضلع اوکاڑہ میں پچھلے دو ماہ میں اب تک کتنے فوجداری مقدمات درج ہوئے ہیں۔ ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) جو فوجداری مقدمات درج ہوئے ہیں ان کے بارے میں کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت التوا میں رکھے مقدمات کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو کیا وجوہ ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) تھانہ چوچک ضلع اوکاڑہ میں ماہ جنوری اور فروری 2003 میں کل 59 مقدمات درج ہوئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

2۔ مقدمات قتل' 15 ضرر' 25 سرقہ' 5 ناجائز اسلحہ جب کہ دیگر 12 مقدمات مختلف دفعات کے تحت درج کئے گئے ہیں۔

(ب) درج شدہ 59 مقدمات میں سے 17 مقدمات کے چالان مرتب کر کے بغرض سماعت عدالتوں میں بھجوائے جا چکے ہیں جبکہ 37 مقدمات زیر تفتیش ہیں جن میں سے 2 مقدمات D.S.P انوسٹی گیشن جب کہ 35 مقدمات دیگر تفتیشی افسران کے پاس زیر تفتیش ہیں۔ 5 مقدمات خارج ہو چکے ہیں۔

(ج) حکومت جلد از جلد زیر التوا مقدمات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا مصمم ارادہ رکھتی ہے۔

پولیس اسٹیشن اسلام پورہ کی عمارت کی تعمیر

*1135۔ جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور شہر میں واقع تھانہ اسلام پورہ کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلڈنگ کے مالک نے تھانہ والوں سے اپنی بلڈنگ خالی کروالی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب تھانہ اسلام پورہ کا تمام عملہ صرف ایک کرایہ کے کمرہ میں کام کر رہا ہے جو کہ ناکافی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب درست ہے تو کیا حکومت تھانہ اسلام پورہ کے لئے بلڈنگ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون:

(الف) تھانہ اسلام پورہ کبھی بھی کرایہ کی بلڈنگ میں واقع نہ تھا۔ اصل حقائق اس طرح سے ہیں کہ کرشن نگر میں ایک ہندو دینا ناتھ کا کارخانہ تھا۔ جس کے ایک حصہ میں قیام پاکستان کے بعد ایک پولیس چوکی قائم کر دی گئی تا کہ جرائم پر قابو پایا جاسکے۔ بعد ازاں جائیداد متنازعہ کرہ محمود مظفر نامی ایک شخص جو کہ عطا محمد وغیرہ کا وارث تھا کو Settlement Scheme کے تحت الاٹ کر دی گئی۔ محکمہ پولیس نے اس الاٹمنٹ کے خلاف دیوانی دعویٰ دائر کیا جو کہ خارج ہو گیا اور سیشن کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں دائر کردہ اپیلیں بھی خارج ہو گئیں۔ سال 1993 میں رینٹ کنٹرولر نے دعویٰ بیدخلی کے نتیجہ میں محکمہ پولیس کو متنازعہ کرہ جگہ خالی کرنے کا حکم دیا۔ محکمہ پولیس نے رینٹ کنٹرولر کے حکم کے خلاف سیشن کورٹ میں دوبارہ اپیل کی جو کہ مورخہ 03-07-1996 کو خارج ہو گئی۔ بعد ازاں محکمہ پولیس کی طرف سے دائر کردہ رٹ پٹیشن نمبر 14039/96 بھی خارج کر دی گئی۔ لہذا محکمہ پولیس کو تھانہ کی بلڈنگ خالی کرنا پڑی۔

(ب) یہ درست ہے کہ تھانہ اسلام پورہ کی سابقہ عمارت عدالتی حکم کے تحت بلڈنگ کے مالک نے خالی کروائی تھی۔

(ج) یہ درست ہے کہ اب تھانہ اسلام پورہ ایک چھوٹی سی پرائیویٹ بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔ جو کہ تھانہ کے سٹاف کے لئے ناکافی ہے۔

(د) تھانہ کی بلڈنگ تعمیر نہ ہونے کی وجہ زمین کی عدم دستیابی ہے۔ تاہم تحصیل ناظم داتا گنج بخش ٹاؤن نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ تھانہ ہذا کو دفتر ایجوکیشن جو کہ سلامہ روڈ پر واقع ہے میں شفٹ کر دیا جائے کیونکہ محکمہ ایجوکیشن کا دفتر ہال روڈ پر تبدیل ہونے کی وجہ سے

بلڈنگ خالی پڑی ہے۔ یہ تجویز زیر غور ہے۔

خواتین پولیس اسٹیشن، سٹاف اور درج مقدمات کی تفصیل

*1233۔ محترمہ صبا صادق: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت صوبہ میں کتنے خواتین پولیس اسٹیشن کس کس جگہ کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے کتنے کرایہ کی اور کتنے سرکاری بلڈنگز میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) خواتین پولیس سٹیشن میں تعینات ملازمین کی تعداد، عہدہ وار بیان کی جائے۔

(ج) یکم جنوری 2001 سے آج تک خواتین پولیس اسٹیشن میں کتنی ایف۔ آئی۔ آر درج کی گئیں۔ ان کی ماہانہ تفصیل تھانہ وار پیش کی جائے۔

(د) کیا پولیس اسٹیشنز میں تعینات سٹاف کو ایف۔ آئی۔ آر درج کرنے کا اختیار ہے، تو کس گریڈ کے ملازم کو یہ اختیار حاصل ہے؟

وزیر قانون:

(الف) اس وقت صوبہ میں تین خواتین پولیس اسٹیشن کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ ویمن پولیس اسٹیشن، ریس کورس لاہور سرکاری بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔

2۔ ویمن پولیس اسٹیشن، کوتوالی فیصل آباد سرکاری بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔

3۔ ویمن پولیس اسٹیشن، مول لائن، راولپنڈی سرکاری بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔

(ب) خواتین پولیس اسٹیشن میں تعینات ملازمین کی تعداد مع عہدہ درج ذیل ہے:۔

1۔ ویمن پولیس اسٹیشن، ریس کورس لاہور

IP	SI	ASI	HC	C
3	2	8	8	41

2۔ ویمن پولیس اسٹیشن کوتوالی فیصل آباد

C	IP
10	1

3۔ ویمن پولیس اسٹیشن سول لائن راولپنڈی

C	HC	ASI	IP
27	2	1	1

(ج) خواتین پولیس اسٹیشن میں درج مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ ویمن پولیس اسٹیشن ٹریفک کورس لاہور

1۔ سال 2001 72 مقدمات

2۔ سال 2002 68 مقدمات

3۔ 17 مارچ 2003 تک 11 مقدمات

2۔ ویمن پولیس اسٹیشن کوتوالی فیصل آباد

مہینہ	2001	2002	2003
جنوری	2	4	1
فروری	_	1	1
مارچ	3	3	1
اپریل	1	6	_
مئی	_	3	_
جون	1	3	_
جولائی	3	3	_
اگست	1	4	_
ستمبر	2	3	_
اکتوبر	2	1	_

نومبر	-	2	-
دسمبر	5	-	-
ٹوٹل	20	33	3

3۔ ویمن پولیس اسٹیشن سول لائن راولپنڈی

مہینہ	2001	2002	2003
جنوری	2	-	-
فروری	1	2	1
مارچ	1	1	1
اپریل	3	1	_
مئی	2	_	_
جون	_	1	_
جولائی	_	1	_
اگست	3	2	_
ستمبر	3	_	_
اکتوبر	_	1	_
نومبر	_	1	_
دسمبر	_	_	_
ٹوٹل	15	10	2

(د) ویمن پولیس اسٹیشن میں تعینات ایس۔ایچ۔او اور محرر ہیڈ کانسٹیبل کو F.I.R درج کرنے کا اختیار ہے۔ S.H.O گریڈ 14/16 اور محرر ہیڈ کانسٹیبل گریڈ 7 کا ہوتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ پولیس میں ہونے والے تبادلوں کی تفصیل

38-شیخ تنویر احمد: کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم دسمبر 2012 سے آج تک محکمہ پولیس پنجاب میں کتنے سب انسپکٹر اور اس سے اوپر کے رینک کے ملازمین کے تبادلے کئے گئے ہیں؟ ان کے نام، عہدہ، گریڈ، مستقل پتا، ولدیت، سابقہ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کے تبادلے ان کی request پر اور کتنے request کے بغیر کئے گئے اور کتنے تبادلے سیاسی بنیادوں پر کئے گئے؟

(ج) ان تبادلہ جات میں سے کتنے تبادلے وزیر اعلیٰ و وزراء کرام، مشیران اور M.P.A اور M.N.A کی سفارشات پر کئے گئے؟

(د) کتنے ملازمین کے تبادلے تین سال کا عرصہ مکمل نہ ہونے کے باوجود کئے گئے ہیں؟

وزیر قانون:

(الف) یکم دسمبر 2012 سے آج تک محکمہ پولیس میں درج ذیل افسران کا تبادلہ کیا گیا۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ، مستقل پتا، ولدیت، سابقہ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رینج	DSP	IP	SI
سی۔سی۔پی۔او لاہور	—	20	03
شیخوپورہ رینج	—	24	92
گوجرانوالہ رینج	—	14	29
راولپنڈی رینج	4	55	83
فیصل آباد رینج	—	56	152
سرگودھا رینج	—	18	42

ملتان رینج	—	4	18
بہاولپور رینج	—	9	8
ڈی جی خان رینج	—	13	19

(ب) سی۔سی۔پی۔او لاہور، راولپنڈی رینج، سرگودھا رینج اور ملتان رینج میں تمام تبادلہ جات میرٹ پر کئے گئے۔ گوجرانوالہ رینج میں 8 انسپکٹر اور 21 سب انسپکٹروں کو ان کی request پر، جبکہ 6 انسپکٹر اور 8 سب انسپکٹروں کو ان کی request کے بغیر تبادلہ کیا گیا۔

فیصل آباد رینج میں 49 انسپکٹروں کا تبادلہ ان کی request پر کیا گیا جبکہ 29 سب انسپکٹروں کا تبادلہ ان کی request کے بغیر کیا گیا۔

بہاولپور رینج میں 1 انسپکٹر اور 5 سب انسپکٹروں کا تبادلہ ان کی request پر کیا گیا جب کہ 8 انسپکٹر اور 3 سب انسپکٹروں کا تبادلہ ان کی request کے بغیر کیا گیا۔

ڈی۔جی۔خان رینج میں 1 انسپکٹر اور 6 سب انسپکٹروں کا تبادلہ ان کی request پر کیا گیا جبکہ 18 انسپکٹر اور 7 سب انسپکٹروں کا تبادلہ ان کی request کے بغیر کیا گیا۔

(ج) کوئی بھی تبادلہ وزیراعلیٰ، وزرائے کرام، مشیران، M.P.A اور M.N.A کی سفارش پر نہ کیا گیا ہے۔

(د) 1۔ شیخوپورہ رینج کے ملازمین کے تبادلے تین سال کا عرصہ مکمل نہ ہونے کے باوجود انتظامی بنیادوں پر کئے گئے۔

2۔ گوجرانوالہ رینج میں 2 انسپکٹر اور 4 سب انسپکٹروں کے تبادلہ جات تین سال کا عرصہ مکمل نہ ہونے کے باوجود انتظامی بنیادوں پر کئے گئے۔

3۔ راولپنڈی رینج میں 35 انسپکٹر اور 70 سب انسپکٹروں کے تبادلہ جات تین سال کا عرصہ مکمل نہ ہونے کے باوجود انتظامی بنیادوں پر کئے گئے۔

4۔ سرگودھا رینج میں 60 پولیس ملازمین کے تبادلہ جات ہوئے جن میں 18 انسپکٹر اور 42 سب انسپکٹر شامل ہیں۔

5۔ ملتان رینج کے 6افسران کا تبادلہ تین سال کا عرصہ مکمل ہونے سے پہلے کیا گیا۔

6۔ ڈی۔جی۔خان رینج کے اضلاع میں انتظامی امور کی بنیاد پر تین سال کا عرصہ مکمل نہ ہونے پر 11سب انسپکٹر اور 16انسپکٹروں کے تبادلے کئے گئے۔

قوانین کے مطابق قیدیوں کی درجہ بندی اور بااثر قیدیوں کے لئے سہولیات

55سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جیل میں قیدیوں کی درجہ بندی کیا ہے؟ نیز کیا یہ درجہ بندی قوانین کے مطابق کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ تین سالوں کے دوران بااثر قیدیوں نے اپنے لئے جیلوں میں خصوصی کمرے بنوائے ہیں تو کس کس جیل میں اور ان میں کیا سہولیات میسر ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات،

(الف) جیلوں میں قیدیوں کی درجہ بندی مختلف نوعیت کی ہوتی ہے۔

یعنی۔ A۔حوالاتی

B۔سزا یافتہ قیدی

C۔دیوانی قیدی، نظر بند وغیرہ

اس سلسلہ میں جیل قواعد کے ضابطہ نمبر 24 میں تفصیلات درج ہیں۔ ایسے تمام اسیران کو علیحدہ علیحدہ رکھا جاتا ہے۔

سزا یافتہ اسیران کی درجہ بندی کی مندرجہ ذیل اشکال ہیں۔

1۔ Superior Class

2۔ Ordinary Class

3۔ Political Class

Superior Class اسیران میں A اور B کلاس شامل ہوتی ہے لیکن Ordinary Class سی کلاس کہلاتی ہے۔ مندرجہ بالا اسیران کی درجہ بندی کے سلسلہ میں تفصیلی طریق کار پاکستان پریزن رولز 1978 کے قاعدہ نمبر 224 تا نمبر 249 میں درج کیا گیا ہے۔ یہ درجہ بندی قواعد وضوابط کے مطابق کی جاتی ہے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے کہ گزشتہ تین سالوں کے دوران بااثر قیدیوں نے جیلوں میں اپنے لئے خصوصی کمرے بنوائے ہیں۔ تمام اسیران کو جیل رولز کے تحت ہر قسم کی ضروری سہولت حاصل ہے۔ حکومت کی طرف سے یا عدالت کی طرف سے دی گئی بہتر کلاس کے حامل اسیران کو صرف قواعد وضوابط کے مطابق سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! عدالت نے جناب آصف علی زرداری صاحب کے بچوں کو اجازت دی ہوئی تھی کہ وہ اپنے باپ کے پاس رہ سکتے ہیں لیکن آج رات تقریباً 12:00 بجے پولیس اور انتظامیہ نے ہسپتال میں جا کر ان کے بچوں کو حراست میں لے کر صبح کے جہاز میں زبردستی دبئی بھیج دیا ہے۔ جناب والا! اس معزز ہاؤس میں ہم اس واقعہ کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ جس طرح پہلے شہباز شریف صاحب کی اہلیہ اور ان کے خاندان کی دوسری عورتوں کو زبردستی ملک سے باہر بھیجا گیا اسی طرح آج رات کو آصف علی زرداری کے بچوں کو جنہیں عدالت نے اجازت دی ہوئی تھی کہ یہ اتنے عرصے تک اپنے باپ کے ساتھ رہ سکتے ہیں وہ دبئی سے آ کر اپنے باپ کے ساتھ رہ رہے تھے۔ وہ وہاں پر کسی قسم کا کوئی ہنگامہ نہیں کر رہے تھے۔ وہ وہاں پر کسی قسم کی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال خراب نہیں کر رہے تھے لیکن ہمارے حکمرانوں کی زبردستی ہے کہ رات بارہ بجے ان تینوں بچوں کو پولیس کی حراست میں لیا گیا اور صبح کے جہاز میں زبردستی انھیں دبئی بھیجا گیا۔ ہم اس واقعہ کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب والا! کس شہر سے؟

راجہ ریاض احمد، کراچی سے۔

وزیر قانون، چونکہ اس وقت میں رانا صاحب سے بات کر رہا تھا اس لئے شہر کا نام نہیں سن سکا تھا۔ اگر اسلام آباد سے ہوتا تو پھر بھی صوبہ پنجاب سے متعلقہ نہیں تھا اور کراچی میں بھی صوبہ پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے لیکن اگر معزز رکن چاہتے ہیں کہ ہم ریکارڈ کے حوالے سے ان کی خدمت میں کوئی بات پیش کر سکیں تو میں اس میں تھوڑی سے مہلت چاہوں گا تاکہ میں ان کی تسلی کرا سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! مجھے اس سلسلے میں ریکارڈ کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ جو ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے----

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس کا جواب سو موار کو دیا جا سکتا ہے۔

راجہ ریاض احمد، ٹھیک ہے۔

تحاریک استحقاق

پنجاب بیت المال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 86 ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ "دی پنجاب بیت المال ایکٹ 1991 کے سیکشن 11" کے تحت حکومت سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کرنے کی پابند ہے۔ اسمبلی کو قائم ہوئے آٹھ ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ متذکرہ رپورٹ ایوان میں پیش نہ کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس

استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب والا! اس کا وزیر خزانہ صاحب جواب دیں گے۔ احسان اللہ وقاص صاحب آپ کی تحریک استحقاق نمبر 86 ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جی نمبر 86 ہے۔ میں اس پر short statement بھی دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں "دی پنجاب بیت المال ایکٹ 1991 کی دفعہ 11" پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ:

"11 **Laying of Annual Report before the Assembly:**

(1) The Council shall, not later than 15th day of March in each year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor

(2) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly "

اس میں بالکل واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ پنجاب بیت المال ایکٹ کے تحت یہ لازمی ہے کہ اس کی رپورٹ 15th day of March تک تیار کی جائے اور یہ رپورٹ گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کی جائے اور اس کے بعد گورنر صاحب اس رپورٹ کو اسمبلی کے سامنے پیش کریں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 15th day of March ہی نہیں بلکہ اسمبلی تین سال نہیں رہی۔ بیت المال کی رپورٹیں یہاں پر آنی چاہئیں تھیں اور اب تو جولائی کا مہینہ بھی ختم ہونے والا ہے لیکن ابھی تک یہ رپورٹ یہاں پر پیش نہیں کی گئی، جس سے میں سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ ادارے پنجاب اسمبلی کے قائم کردہ ہیں۔ پنجاب اسمبلی ان کے بارے میں جو قوانین طے کرتی ہے اور ایکٹ میں جو چیزیں شامل کی جاتی ہیں ان پر

عمل کرنا اور اس عمل کی نگرانی کرنا بھی پنجاب اسمبلی کی ذمہ داری ہے اور حکومت کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اس معاملے میں پنجاب اسمبلی کی معاونت کرے۔ پنجاب بیت المال کی جو بھی صورت حال ہے اچھی ہے یا بُری۔ میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی رپورٹ اسمبلی میں آنی چاہئے۔ میں تو اصل استحقاق یہی سمجھتا ہوں۔ میں اس سے اختلاف نہیں کرتا۔ میرے فاضل دوست کسی سب انسپکٹر یا کسی اور سے کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو وہ اسمبلی میں لے آتے ہیں لیکن ہمارا اصل استحقاق تو یہ ہے کہ جو قانون اور ضابطے کے تحت یہ اسمبلی بنی ہے' اس اسمبلی کو چلنا ہے اور اس نے معاملات کی نگرانی کرنی ہے۔ اگر ان معاملات کی نگرانی نہ کی جائے اور ان پر کنٹرول نہ کیا جائے تو اصل میں وہ استحقاق مجروح ہونے کے مترادف ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ رپورٹ اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی اس لئے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں معزز ایوان کے معزز ممبران سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس میں نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کے معزز ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کیا جائے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز رکن نے نہ صرف پنجاب بیت المال کے متعلق بات کی ہے بلکہ ان کی تین اور تحاریک استحقاق ہیں۔ ایک principles of policy کے متعلق ہے' ایک Provincial Ombudsman کے متعلق ہے اور ایک نیشنل فنانس کمیشن سے متعلق ہے۔ نیشنل فنانس کمیشن سے متعلقہ جو ہے اس کا جواب آ گیا ہے' باقی کا نہیں آیا۔ اس لئے میں جناب سے درخواست کروں گا کہ بروز سوموار میں تینوں کا اکٹھا جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو پھر اس کو pending کر دیں؟

وزیر قانون: جی' اسے سوموار تک pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک استحقاق کو سوموار تک pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 87 رانا ثناء اللہ خان صاحب!

پولیس کے اراکین اسمبلی کے خلاف بلاجواز توہین آمیز کلمات

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 28-6-2003 کے اخبارات میں یہ خبر جلی حروف سے شائع ہوئی ہے کہ پولیس نے میاں محمد شہباز شریف صدر پاکستان مسلم لیگ (ن) و سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے گھر واقع ماڈل ٹاؤن کا محاصرہ کر رکھا ہے اور ان کی اہلیہ محترمہ نصرت شہباز اور دختران محترمہ جویریہ شہباز، سعدیہ شہباز کو زبردستی جلاوطن کرنے کے لئے گرفتار کرنا چاہتی ہے۔ اس خبر سے ملک بھر کے عوام میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ میں اور میرے ہمراہ دستخطی اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب موقع پر گئے۔ تو پولیس نے متذکرہ گھر کو گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ ہم نے پولیس کے حکام کو اپنا تعارف کروایا اور اس کارروائی کے قانونی جواز سے متعلق پوچھا۔ کافی دیر بیت و لعل سے کام لینے کے بعد جواب ملا کہ ہم حکومت کے زبانی احکامات کی تعمیل کر رہے ہیں۔ ہم اراکین اسمبلی شیخ امجد عزیز، جناب بلال یاسین، جناب محمد افضل کھوکھر، جناب مجتبیٰ شجاع الرحمان، رانا تجمل حسین، جناب احد ملک، مہر اشتیاق احمد، جناب محمد نواز ملک نے متذکرہ گھر میں غیر قانونی طور پر محبوس افراد خانہ میاں حمزہ شہباز، سلمان شہباز سے ملنا چاہا تو پولیس نے ہمیں زبردستی روک دیا اور دھکے دیئے۔ ہم نے پوچھا کہ ہمیں کس قانون کے تحت روکا جا رہا ہے اور پولیس حکام کو باور کرایا کہ وہ اس غیر قانونی، غیر اخلاقی اقدام سے باز آئیں لیکن وہ اپنی اس غیر قانونی روش پر بضد رہے اور ہمارے ساتھ بد تمیزی اور بد اخلاقی پر اتر آئے اور منتخب نمائندوں، اسمبلیوں کے خلاف بلاجواز، بے بنیاد، توہین آمیز ریمارکس کئے۔ جس سے نہ صرف ہمارا بلکہ اس معزز ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا۔ لہذا ہماری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! اس کے متعلق جو short statement ہے وہ ہم آپ سے اس بارے میں گزارش کریں گے کہ یہ short statement بھی جو ہے وہ اتنی short نہیں ہو گی۔ چونکہ یہ واقعہ بہت اہم ہے اس میں بہت ساری complications ہیں۔ وزیر قانون صاحب نے تھوڑی دیر پہلے یہ فرمایا ہے

کہ اس کا ہمیں جواب موصول نہیں ہوا۔ تو میں چاہوں گا کہ اس سلسلے میں وہ پہلے بات کر لیں تو اس کے بعد پھر اگر short statement کا وقت آیا تو پھر اس وقت میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں رولز کو معطل کر کے اس انتہائی اہمیت کے مسئلے پر پوری debate کرنے کی اور اپنا پورا مؤقف اس ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ زاہدہ سرفراز!

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب سپیکر! جہاں تک میرے علم میں یہ بات ہے کہ بات commitment کی ہوتی ہے۔ میاں شہباز شریف نے خود استدعا نہیں کی تھی ان کی اہلیہ نے اپنی بچیوں کے نام سے جناب صدر جنرل مشرف صاحب سے استدعا کی تھی کہ ان کی شادیوں کے لئے مجھے پاکستان آنے کی اجازت دی جائے اور بچیوں کو بھی اجازت دی جائے۔ ہمارے لیڈر چودھری شجاعت حسین نے اس بات کی favour کی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ بچیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں تو اس مسئلے پر غور کرتے ہوئے انہیں پاکستان آنے کی اجازت دی جانی چاہئے۔ چنانچہ انہیں ایک commitment کے تحت اجازت دی گئی کہ وہ ایک ماہ کے لئے آئیں گی اور اپنی بچیوں کے فرض ادا کر کے واپس چلی جائیں گی مگر جب ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا اور انہوں نے بچیوں کے فرض بھی ادا نہیں کئے تو انہیں بار بار remind کرایا گیا کہ آپ commitment پر پورا نہیں اتر رہے۔ ایک ماہ بھی گزر گیا' دو ماہ بھی گزر گئے' تین ماہ بھی گزر گئے۔ آخر کار حکومت نے جو کچھ کیا میرے خیال میں مناسب کیا۔

رانا ثناء اللہ خان: میں محترمہ سے کہوں گا کہ جنرل مشرف کون ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں کسی ایسے فرد کو خواہ وہ male ہو یا female ہو' جو اس ملک میں پیدا ہوا' جو اس ملک کا باشندہ ہے' اسے دو مہینے کے لئے یا دو مہینے کے لئے اجازت دے؟ وزیر قانون صاحب بات کر لیں۔ اس کے بعد ہم آپ کو بتائیں گے کہ بچیاں سانجھی ہوتی ہیں۔ پھر ہم آپ کو یہ بھی بتائیں گے کہ آپ کا اس میں کیا کردار رہا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ وزیر قانون جواب دیں گے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب والا! میں عرض کروں گی کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ ایک اچھا ماحول شروع ہو گیا ہے۔ اس کو اب بگاڑیں مت۔ وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ تحریک میں تقریباً 9 محرکین ہیں جنہوں نے یہ تحریک پیش کی ہے اور رانا ثناء اللہ صاحب نے یہ درست فرمایا ہے کہ اس میں یقینی طور پر سارے دوست جنہوں نے یہ تحریک پیش کی ہے وہ اظہار خیال کرنا چاہیں گے اور معاملہ ایسا sensitive ہے کہ جب ادھر سے بات ہو گی تو ظاہری بات ہے کہ ادھر سے بھی کچھ اراکین نے اظہار خیال کے لئے آپ سے اجازت مانگنی ہے۔ اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ سوموار تک کے لئے اس کو موخر کر دیں۔ سوموار کو اس پر بات کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سوموار کو رکھیں یا جس دن عام بحث ہو گی اس دن رکھیں؟

وزیر قانون: جناب والا جیسے جناب کی مرضی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیونکہ عام بحث تو ہونی ہے اگر اس میں رکھ لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں۔ جناب والا یہ تحریک استحقاق ہے۔ اس کو عام بحث میں شامل نہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ پھر سوموار کو رکھ لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے۔ آپ سوموار کو رکھ لیں۔ [*********†]

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ رانا صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ صدر مملکت کے خلاف اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا نامناسب ہے۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ پریس سے بھی request کی جائے کہ ان الفاظ کو شائع نہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! محترم وزیر قانون صاحب نے جو فرمایا ہے کہ رانا صاحب نے صدر مملکت کے متعلق جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ مناسب نہیں ہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ جنرل مشرف کو یہ اختیار نہیں پہنچتا کہ وہ پاکستان کے کسی شہری کو جو by birth پاکستان کا شہری ہے اسے یہ اجازت دیں کہ وہ ایک مہینے کے لئے آسکتے ہیں' دو مہینے کے لئے آسکتے ہیں' تین مہینے نہیں رہ سکتے۔ دوسرا میں نے یہ کہا ہے کہ جنرل مشرف کا نام تو آپ کی طرف سے آیا ہے کہ انہوں نے یہ کہا' انہوں نے کہا کہ سانجھیاں بچیاں' انہوں نے مہینے کا نام دیا۔ انہوں نے فرض ادا نہیں کیا تو پھر ٹھیک ہے وہ اگر آنا چاہتے ہیں یا آپ کو کوئی instruction پاس کرنا چاہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔ وہ دیں جواب۔ ان کے اختیار کا آپ کیا جواب دیں گے؟ اختیار تو ان کا آپ کہتے ہیں کہ ان کا اختیار ہے لیکن ان کے اختیار کا جواب آپ کیا دیں گے؟ اس لئے میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! اس پر اب بحث سوموار کو کی جائے گی۔

وزیر قانون: جناب والا! میں اتنی ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم آج اگر افہام و تفہیم سے بات آگے چلانا چاہتے ہیں تو اس کو چلنے دیں۔ رانا صاحب بار بار اس طرح کی بات کرتے ہیں کہ شاید یہ سارا معاملہ یک طرفہ طور پر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پرویز مشرف صاحب کو کسی نے یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ کسی کو زبردستی باہر بھیجیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس ملک کا شہری خود درخواست لکھ کر یہ کیوں کہتا ہے کہ میں باہر جانا چاہتا ہوں؟ یہ بات بھی تو قابل غور ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ ساری باتیں اس دن ہوں گی اور کھل کر بات کر لیں گے۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو pend فرمایا جائے۔ سوموار کو اس پر بات ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کو سوموار تک کے لئے موخر کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 88 سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ میری تینوں جو مختلف تحاریک ہیں یہ ساری اکٹھی سوموار کو take up کی جائیں گی۔ ویسے بھی اس کی routine یہ ہوتی ہے کہ ایک دن میں ایک تحریک استحقاق ایک ممبر کی take up کی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ سوموار کو ہی take up کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ سوموار کو take up کر لیں گے۔ اس کو بھی سوموار تک کے لئے مؤخر کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 92 جناب محمد قمر حیات کاٹھیا!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب والا! ایک انتہائی اہم مسئلہ جو آج کل زیر بحث ہے۔ اس کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔ آج کل پاکستانی فوج کو عراق میں بھیجنے کی باتیں ہو رہی ہیں جسے غالباً جنرل پرویز مشرف نے تسلیم بھی کر لیا ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اس پر ہاؤس میں پوری discussion کی جائے اور اس معاملے کو زیر بحث لایا جائے کیونکہ اس میں اسلام کا معاملہ بھی درپیش ہے۔ ہمارے ملک کے اسلامی ملکوں کے ساتھ جو تعلقات ہیں وہ بھی اس سے متاثر ہوں گے۔ اس لئے یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اسے اسمبلی کے forum پر سوموار کے دن زیر بحث لایا جائے کیونکہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب اس کے بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! جو ہمارے متعلقہ معاملات ہیں کل بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اجلاس میں یکم تاریخ تک کا ایجنڈا طے کر لیا ہے۔ اگر معزز رکن اس قسم کا مسئلہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں تو یہ معاملہ قائد حزب اختلاف کی خدمت میں پیش کریں اور ہم قائد حزب اختلاف کے ساتھ بیٹھ کر معاملہ طے کر سکتے ہیں لیکن انہیں چاہئے کہ پہلے یہ قائد حزب اختلاف کے نوٹس میں لائیں۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): یہ اسمبلی سے related معاملہ ہے اور اسمبلی کا ہر ممبر جو سوال چاہے اٹھا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، actually یہ ایجنڈا آپ کے لیڈر آف دی اپوزیشن کے through طے ہوا تھا۔ اس میں کئی dates fix کی گئی ہیں جس میں آپ کو اس پر بحث کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ اگلی تحریک جناب محمد قمر حیات کاٹھیا کی ہے۔

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا معاملہ ہیلتھ منسٹر صاحب کے متعلق ہے۔ اگر اسے پیر تک pending کر دیا جائے تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کی تحریک pend کی جاتی ہے۔ Now we come up to the Adjournment Motions

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ مہربانی کر کے اس چیز پر رولنگ دیں کہ جب تحریک استحقاق پیش کی جاتی ہے تو اس دوران متعلقہ منسٹر کا ہونا ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضروری نہیں ہے۔

راجہ ریاض احمد: پھر اس وجہ سے اس تحریک کو pending نہیں کیا جا سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محرک نے اگر خود کہا ہے کہ اسے pend کر دیا جائے تو اسے محرک کی request پر pend کیا گیا ہے۔

جناب غلام محی الدین چشتی: جناب سپیکر! ایک میری بھی تحریک استحقاق ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 94۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!

نیشنل ہائی وے کے انسپکٹر نعمان کے ایم پی ایز کے متعلق توہین اور ہتک آمیز کلمات

جناب غلام محی الدین چشتی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 27 جون 2003 کو شام 6.30 بجے میں اپنی کار میں ملتان روڈ پر بورے والا جا رہا تھا۔ شاکے بھٹیاں کے قریب نیشنل ہائی وے پولیس کے انسپکٹر نعمان نے رکنے کا اشارہ دیا۔ میں نے گاڑی رکوائی اور روکنے کی وجہ دریافت کی۔ معلوم ہوا کہ میری گاڑی کی رفتار زیادہ تھی۔ میں نے انسپکٹر سے کہا کہ

میں ہمیشہ محتاط انداز میں گاڑی چلواتا ہوں لیکن اتفاق سے میرے ڈرائیور کو حد رفتار والا بورڈ نظر نہ آیا' بہرحال میں نے جرمانہ نکال کر انسپکٹر کے حوالے کیا۔ اس دوران میرے ڈرائیور نے انسپکٹر سے میرا تعارف کروایا کہ چشتی صاحب M P A ہیں۔ (میں نے خود اپنا تعارف بھی نہ کروایا تھا۔) اتنا سنتے ہی نعمان انسپکٹر آگ بگولہ ہو گیا اور کہا" ایم۔پی۔اے "My foot' میں ایم۔پی۔اے کو نہیں مانتا میں جنرل کا بیٹا ہوں۔" اس پر میں نے کہا کہ میں جرمانہ ادا کر رہا ہوں لہذا آپ کو عوامی نمائندوں کے متعلق ایسے ہتک آمیز اور توہین آمیز کلمات نہیں کہنے چاہییں۔ بہرحال میں نے دو سو روپے جرمانہ ادا کیا اور رسید وصول کر لی۔

انسپکٹر نعمان کے اس رویئے سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ منشر!

وزیر قانون: جناب سپیکر! مجھے تو ابھی اس کی کاپی ملی ہے' وہ بھی میں نے ایڈیشنل سیکرٹری صاحب سے ابھی لی ہے۔ اسے Monday کے لئے pend فرمالیں۔ میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے Monday تک pend کیا جاتا ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! اس انسپکٹر کو نوکری سے نکالیں' جو عوامی نمائندوں کا خیال نہیں رکھتا اسے سروس میں رہنے کا حق بھی نہیں ہے کیونکہ وہ اخلاق سے پیش بھی نہیں آتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: Monday کو جب اس پر بحث ہو گی تو اس کے بعد دیکھیں گے کہ اس کا کیا کرنا ہے؟

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! ایک ایم۔پی۔اے صاحب یہاں پر بیان دے رہے ہیں کہ اس نے یہ کہا۔ آپ نے اس کے جواب کو کیا کرنا ہے؟ اسے منظور کیا جائے اور کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس نے کوئی پھانسی لگ جانا ہے؟ لیکن اسے احساس تو ہو۔ ایک ایم۔پی۔اے تین چار سو ایم۔پی۔ایز کے سامنے جھوٹ تو نہیں بولتا۔ اس نے ایک بات کی ہے۔ انہوں نے سب کو بتا دیا ہے کہ وہ ہم سب کو یہ کہتا ہے تو اس میں کون سا جواب آنا ہے یا کون سی رائے ہے؟ اسے pend کرنے والی کوئی بات نہیں۔ راجہ صاحب! اسے

accept کریں۔

چودھری عبدالغفور خان: جناب سپیکر! آپ حکم جاری کریں کہ ایسے انسپکٹر کو suspend کیا جائے۔ بعد میں انکوائری ہوتی رہے گی۔ وہ معافی کے قابل بالکل نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب چونکہ انہوں نے خود Monday کے لئے request کی ہے تو اسے Monday کو take up کر لیا جائے گا۔

تحاریک التوائے کار

قاعدہ 83(E) کے تحت (امن عامہ، تعلیم اور زراعت سے متعلقہ تحاریک التوائے کار پیش نہ ہوئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: اب تحاریک التوائے کار شروع ہوتی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں۔ میں اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 83-E کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن پر بحث کے لئے پہلے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو، وہ اسمبلی میں پیش نہیں کی جا سکتیں۔ چونکہ امن عامہ، تعلیم اور زراعت پر بحث کے لئے پہلے سے تواریخ مقرر کی جا چکی ہیں لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ تحریک نمبر 565۔ ملک محمد اقبال چنڑ، 570۔ ملک محمد اقبال چنڑ، 575۔ رانا ثناء اللہ خان، 576۔ شیخ امجد عزیز اور بیگم ریحانہ جمیل، 581۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر، 585۔ ملک محمد اقبال چنڑ، جناب ارشد محمود بگو اور بیگم ریحانہ جمیل، 586۔ رانا ثناء اللہ خان، شیخ امجد عزیز، جناب بلال یسین، جناب محمد افضل کھوکھر، جناب مجتبیٰ شجاع الرحمن، رانا تجمل حسین، ڈاکٹر اسد اشرف، میر اشتیاق احمد، چودھری محمد اکرم گجر، جناب محمد آجاسم شریف، رانا مشہود احمد خان، بیگم ریحانہ جمیل، چودھری عبدالغفور، جناب احمد ملک، محترمہ صبا صادق، محترمہ عابدہ جاوید اور محترم کامران مائیکل، 588۔ شیخ امجد عزیز، بیگم ریحانہ جمیل اور ملک محمد اقبال چنڑ، 592۔ سید احسان اللہ وقاص، 595۔ جناب ارشد محمود بگو اور بیگم ریحانہ جمیل، 597۔ جناب محمد وقاص، 598۔ شیخ امجد عزیز، 600۔ جناب سمیع اللہ خان، 601۔ بیگم ریحانہ جمیل، 602۔ بیگم ریحانہ جمیل اور ملک محمد اقبال چنڑ، 605۔ راجہ

ریاض احمد' رانا آفتاب احمد خان' جناب طاہر اختر ملک اور چودھری اعجاز احمد سماں' 606۔ راجہ ریاض احمد' 607۔ رانا آفتاب احمد خان اور راجہ ریاض احمد' 609۔ رانا ثناء اللہ خان' 620۔ سید احسان اللہ وقاص' جناب ارشد محمود بگو اور چودھری محمد شوکت' 627۔ سید احسان اللہ وقاص' چودھری اصغر علی گجر اور ڈاکٹر سید وسیم اختر' 628۔ سید احسان اللہ وقاص' چودھری محمد شوکت اور ڈاکٹر سید وسیم اختر' 631۔ ملک محمد اقبال چنڑ' 632۔ شیخ امجد عزیز' 633۔ سید احسان اللہ وقاص' جناب ارشد محمود بگو اور چودھری محمد شوکت' 637۔ ملک محمد اقبال چنڑ' 638۔ جناب محمد وقاص' 640۔ حاجی محمد اعجاز' 641۔ حاجی محمد اعجاز' 644۔ جناب محمد وقاص' 648۔ جناب محمد وقاص' 650۔ شیخ امجد عزیز۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے تحاریک التوائے کار کو dispose of کیا ہے کیا ان کا تعلق لاء اینڈ آرڈر سے ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی ہیں نے dispose of کر دی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: ان کا تعلق لاء اینڈ آرڈر سے ہے اور لاء اینڈ آرڈر پر سوموار کو بحث ہے۔ ان میں میری جو تحریک التوائے کار نمبر 586 ہے اس کا امن و امان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ ایک مختلف معاملہ ہے۔ جس کو ہم نے تحریک استحقاق میں take up کیا تھا۔ وہ پرسوں بحث کے لئے ہے اور یہ تحریک التوائے کار میاں شہباز شریف کی family کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے' اس کے متعلق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ لاء اینڈ آرڈر میں آجائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: اس کا لاء اینڈ آرڈر سے کیا تعلق ہے؟ بات یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر سے کسی بھی معاملے کو link کرنے کے لئے --- نہ تو وہ کسی جرم میں مطلوب تھیں۔ ان کو بیرون ملک بھیجا گیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اس معاملے سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس میں پنجاب پولیس نے operate کیا ہے۔ پنجاب پولیس نے بیس ماڈل ٹاؤن دو دن تک ناکہ بندی کی اور operate کیا۔ کیا اس میں کوئی لاء اینڈ آرڈر کا معاملہ involve تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! اس پر پہلے ہی وزیر قانون کہہ چکے ہیں کہ اس پر سوموار کو بحث ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔ discussion کی اجازت ہے لیکن یہ بات technically and legally

ایسی نہیں بنتی۔ آپ اس تحریک التوائے کار کو اس کے ساتھ attach کر دیں کیونکہ اس کا تعلق لاء اینڈ آرڈر سے نہیں بنتا۔ یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہی نہیں تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! اگر معزز رکن تھوڑی سی توجہ فرمائیں۔ اگر اس تحریک التوائے کار کو پڑھا جائے تو یہ ساری پولیس اور محکمہ داخلہ سے ہی متعلقہ ہے۔ اگر یہ صرف یہی issue discuss کرنا چاہتے ہیں تو یہ تسلیم کر لیں کہ اس میں پولیس کا کوئی رول نہیں ہے' ہوم ڈیپارٹمنٹ کا کوئی رول نہیں ہے۔ یہ تحریک میں صرف ایک situation کو discuss کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کیوں گئے اور اس کے محرکات کو discuss کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان کی privilege motion نہیں بنتی۔ یہ اس وقت بنتی ہے' اسی واقعے سے متعلقہ ہے۔ جہاں پولیس نے انھیں وہاں جانے سے روکا' پولیس وہاں موجود تھی اور پولیس کے کردار کے متعلق ہی انھوں نے privilege motion دی ہے۔ جب یہ privilege motion کو اس واقعے سے relate کرتے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ جناب نے رولز کے مطابق درست فیصلہ فرمایا ہے کہ یہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلق تھی اور لاء اینڈ آرڈر کے لئے ایک دن مقرر کیا جا چکا ہے اور اس دن محرک جتنی مرضی بات کر لیں اور اس پر بھی بات کر لیں۔ اس issue پر اس دن عام بحث کرنے سے انھیں کسی نے نہیں روکا۔ معزز رکن کو آزادی حاصل ہے کہ اس دن جتنی مرضی بات کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! مجھے اس تحریک کی کاپی فراہم کی جائے۔ میں اس واقعے کو پڑھ دیتا ہوں۔ آپ اس واقعے کا لاء اینڈ آرڈر کے ساتھ کسی طرح سے تعلق جوڑ دیں کہ اس واقعے کا لاء اینڈ آرڈر سے کس طرح سے تعلق بنتا ہے۔ پولیس جرائم کے خلاف کارروائی کرے گی تو اس کا لاء اینڈ آرڈر سے تعلق بنتا ہے۔ لیکن اگر پولیس لوگوں کے گھروں میں گھسے' لوگوں کو بیرون ملک بھیجنے کے لئے ائیر پورٹ لے جا کر جہازوں میں سوار کروائے تو اس کا لاء اینڈ آرڈر سے کیا تعلق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سلسلے میں آپ نے سوموار کا ٹائم خود مانگا ہے۔ اسی پر تو بحث ہونی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جب آپ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس پر بحث ہونی ہے' اس پر بات ہونی ہے۔ آپ نے اس کی اجازت دی ہے لیکن بات یہ ہے کہ وہ تحریک استحقاق ہے۔ اس میں وہ متعلقہ حصہ ہے کہ

معزز اراکین اسمبلی سے وہاں پر misbehave ہوا ہے لیکن جو پورا واقعہ ہے، جس واقعے نے پورے ملک میں خوف و ہراس پھیلایا، جس واقعے سے پورے صوبے کے عوام مضطرب ہوئے اس واقعے کو ہم under adjournment motion discuss کر سکتے ہیں۔ مجھے اس کی کاپی فراہم کی جائے میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔ آپ کسی طرح سے اس کی irrelevancy ثابت کر دیں۔ بات یہ ہے کہ جب اس پر بات بھی ہونی ہے تو اس کو اس کے ساتھ attach کرنے میں کیا ابہام ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں جب آپ سوموار کا وقت لے چکے ہیں۔ اس میں تفصیل سے بحث ہو سکتی ہے۔ That will cover up the entire thing آپ اس میں پوری وضاحت کر سکتے ہیں۔ ہر بات کو discuss کر سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ حالت یہ دیکھیں کہ آپ کے سیکرٹریٹ کے پاس مجھے فراہم کرنے کے لئے کاپی نہیں ہے اور آپ نے اس کو dispose of کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں عرض کر رہا ہوں کہ I already it is related to that اگر آج آپ بحث کریں اور پرسوں پھر بحث کریں It is a matter of repetition

رانا ثناء اللہ خان، وہ تو آپ کی فائل پر ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ ٹھیک ہے۔ اس کا نمبر کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، اس کا نمبر 586 ہے۔ اس کی کاپی مجھے فراہم کر دیں۔ اس کا جو متعلقہ حصہ ہے۔ آپ فرمائیں تو میں یہ پڑھ دیتا ہوں کہ اس کا اس سے کیا تعلق بنتا ہے۔

سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے گھر کے گرد پولیس کا بلاجواز محاصرہ

رانا ثناء اللہ خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 28-6-03 کو اخبارات میں یہ خبر جلی حروف میں شائع ہوئی کہ صدر پاکستان مسلم لیگ (ن) و سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں

شہباز شریف کی زوجہ محترمہ نصرت شہباز اور دختران محترمہ جویریہ شہباز، محترمہ سعدیہ شہباز کو گرفتار کر کے زبردستی بیرون ملک بھیجنے کے مقصد کے تحت ان کے گھر واقع ماڈل ٹاؤن لاہور جہاں وہ رہائش پذیر ہیں پولیس نے گھیرے میں لے رکھا ہے اس خبر سے پورے ملک میں غم و غصہ اور خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں کارکن اور اراکین اسمبلی موقع پر پہنچے جن میں زیر دستخطی اراکین بھی شامل تھے اور سب نے خود دیکھا کہ پولیس نے بلاجواز غیر قانونی طور پر متذکرہ گھر اور اس سے ملحقہ گھروں کو محاصرہ میں لے رکھا ہے۔ بیریئرز لگا کر راستے بلاک کئے ہوئے تھے اور کسی کو آنے جانے کی اجازت نہ تھی۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق میاں محمد شہباز شریف کے اہل خانہ اور گھر میں موجود عزیز و اقارب سے توہین آمیز سلوک کیا جاتا رہا ان کے دونوں بیٹوں حمزہ شہباز، سلمان شہباز کو زبردستی ایک کمرہ میں بند کر کے خوفزدہ کیا جاتا رہا اور رات 10:00 بجے کے قریب حمزہ شہباز کو گرفتار کر کے لے جایا گیا۔ موقع پر کارروائی میں مصروف پولیس حکام سے جب اس کارروائی کے قانونی، اخلاقی جواز سے متعلق استفسار کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ حکومت کے زبانی احکامات کی تعمیل میں کارروائی کر رہے ہیں۔ حکومت کے ایما پر پولیس جو حکومت پنجاب کا ماتحت ادارہ ہے کے اس غیر قانونی اور بلاجواز کارروائی سے پورے صوبہ پنجاب کے عوام میں سخت غم و غصہ اور احساس عدم تحفظ پایا جاتا ہے۔ اس غیر معمولی واقعہ پر اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث ضروری ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی جائے۔

اس میں میری استدعا ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اب اس میں دو تین relevant باتیں ہیں کہ انھیں زبردستی گرفتار کر کے، زبردستی بیرون ملک بھیجنے کی بات ہے۔ پورے ملک میں خوف و ہراس کی لہر دوڑ جانے کی بات ہے۔ اس کا امن و امان سے کیا تعلق ہے؟ کیا وہاں پر کوئی جرم ہوا اور پولیس وہاں سے کوئی مال مسروقہ برآمد کرنے گئی تھی؟ کیا پولیس وہاں پر کوئی ملزم پکڑنے کے لئے گئی تھی؟ امن و امان میں جتنے بھی معاملے ہیں، میری ایک تحریک ہے اور آپ نے تحاریک پڑھی ہیں، کسی میں بھی یہ ذکر ہو کہ زبردستی پکڑ کر بیرون ملک بھیجنے کی بات ہے؟ کسی میں بھی نہیں ہے۔ ویسے بھی میرا خیال ہے کہ ہاؤس میں یہ پیش کی جا چکی ہے۔ آپ اسے بھی پرسوں کے لئے pending فرمالیں۔ اب اس کی relevancy and legal position یہی بنتی ہے۔

رانا محمد قاسم نون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی نون صاحب!

رانا محمد قاسم نون: We appreciate the dedication and devotion of hon'able Member towards his leadership لیکن افسوس کا پہلو یہ ہے کہ پندرہ کروڑ عوام کا یہ ملک ہے۔ حکومت نے کسی کو باہر زبردستی نہیں بھیجا۔ صرف ایک معاہدے کے تحت جو لوگ باہر گئے تھے اور مشروط طور پر کچھ عرصے کے لئے یہاں پر تشریف لانے اور اس کے بعد ان کو واپس بھیج دیا گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس ایوان کا استحقاق بھی مجروح نہیں ہوتا اور نہ پندرہ کروڑ عوام کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس ملک میں اگر جنگل کا قانون ہے تو پھر تو کوئی بات نہیں۔ ورنہ یہ Contract Act, Pakistan Penal Code, Constitution of Pakistan ان کے پاس ہے یہ مجھے دکھادیں کہ کیا کسی شخص کو بیرون ملک بھیجنے کے لئے حکومت کوئی ایسا معاہدہ کر سکتی ہے؟ کیا حکومت اس کی مجاز ہے کہ وہ کسی کے ساتھ یہ معاہدہ کرے کہ آپ ملک سے باہر چلے جائیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کسی illegal act کے متعلق کوئی معاہدہ کرنا ویسے ہی crime ہے۔ اگر یہ کہیں کہ حکومت نے یہ معاہدہ کیا ہے تو حکومت نے ایک crime commit کیا ہے۔ یہ بات تفصیل سے اس دن ہو جائے گی لیکن بات یہ ہے کہ اب اس بات کو جو کہ ہاؤس میں یہ معاملہ discuss ہونا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے راہِ فرار اختیار کرنے والی کون سی بات ہے۔ یہ تحریک میں نے ہاؤس میں پیش کر دی ہے۔ اب legal position یہی بنتی ہے کہ آپ اس کو سوموار کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!

وزیر قانون: جناب سپیکر! آپ یہ فیصلہ دے چکے ہیں اور آپ کا فیصلہ بالکل درست ہے کہ یہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلق مسئلہ ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ اس دن کا جو پولیس کا کردار ہے یا تو وہ آپ نے under discussion لانا ہے یا جن لوگوں کے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں ان کے باہر جانے سے متعلق آپ نے

بات کرنی ہے۔ اب اگر ان کے جانے سے متعلق یہ کسی کا کردار ثابت کرنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زبردستی پولیس کا کردار ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے پھر ہوم ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ بات آتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو لاء اینڈ آرڈر کے مطابق ہمیں deal کرنا پڑے گا اور آپ نے یہ درست فیصلہ کیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے کہ جناب رانا صاحب فرماتے ہیں کہ باہر بھیجنے کا کس کو اختیار حاصل ہے۔ جناب سپیکر! اس ملک کا بچہ بچہ واقف ہے کہ کون کیسے باہر گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اسمبلی میں دس دن بحث کرتے رہیں تب بھی یقین کیجئے کہ انہوں نے واپس نہیں آنا۔ اگر اس ملک کا کوئی شہری اپنی مرضی سے باہر جاتا ہے اور اپنی مرضی سے واپس آتا ہے تو اس پر ہمیں کیا اعتراض ہے؟ جناب سپیکر! وہ نہ ہم سے پوچھ کر گئے ہیں اور نہ ہمارے کہنے پر انہوں نے واپس آنا ہے۔ رانا صاحب مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ ان کی اپنی ترجیحات ہیں۔ انہی ترجیحات کے تحت وہ باہر گئے ہیں اور انہی ترجیحات کے تحت وہ واپس آئیں گے۔ نہ ہمارے کہنے پر گئے ہیں اور نہ ہمارے کہنے پر واپس آئیں گے۔ اس لئے اس کو pending کر لیا جائے۔ اس پر بحث کریں گے، وہ بھی بات کریں گے اور ہم بھی جواب دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس پر مزید وقت ضائع نہ کیا جائے اور اس ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلایا جائے۔

محترمہ سعدیہ ہمایوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ فرمائیے۔

محترمہ سعدیہ ہمایوں: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ سیاستدانوں کا یہ شعار رہا ہے کہ وہ جیلیں بھی کاٹتے ہیں اور مقدمے بھی face کرتے ہیں۔ نواز فیملی پر کچھ مقدمات تھے۔ وہ ملک میں رہ کر ان مقدمات اور عدالتی کارروائی کو face کرتے اور لڑتے۔ ان کے آگے choice پیش کی گئی کہ آپ کے اوپر جو مقدمے ہیں ان کو face کریں یا پھر آپ ملک چھوڑ دیں۔ انہوں نے خود پسند کیا کہ ہم یہ ملک چھوڑ دیں گے ہم جیلیں نہیں کاٹ سکتے۔ ان کو کسی حکومت نے بھی باہر نہیں بھیجا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ محترمہ نے یہ فرمایا کہ کچھ لوگ جیلیں نہیں کاٹ سکتے اور وہ خود ہی باہر چلے جاتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ چلو انہوں نے تو ایک سال جیل کاٹی اور

اس کے بعد ہم ان کو بتائیں گے کہ ان کو زبردستی باہر بھیجا گیا یا وہ اپنی مرضی سے باہر گئے۔ یہ ان لوگوں کے متعلق کیا کہیں گے جو جیلیں نہیں کاٹ سکتے ہیں اور اپنا ضمیر بیچ دیتے ہیں۔ وہ ان سے تو بہتر ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر میرا خیال ہے کہ کافی بحث ہو چکی ہے۔ And the matter has been disposed of for the time being اب آگے چلتے ہیں----

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تحریک ہاؤس میں پڑھی جا چکی ہے آپ اس کو rule out نہیں کر سکتے۔ اس کو آپ سوموار کے لئے pending کریں۔ وزیر قانون آپ کو misguide کر رہے ہیں کہ آپ نے صحیح فیصلہ کیا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! میں آپ کا احترام کرتا ہوں---

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ پڑھی جا چکی ہے۔ یہ اس وقت پڑھی گئی ہے جس وقت آپ اس کو dispose of کر چکے ہیں اور انہوں نے during arguments for acceptance اس کو پڑھا ہے۔ آپ کے حکم پر انہوں نے نہیں پڑھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے اس کو dispose of ہونے کے بعد پڑھا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں نے آپ کی اجازت سے پڑھی ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے ضرور پڑھی ہے لیکن اس صورت میں پڑھی ہے کہ آپ از خود پڑھ رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے پڑھنے کی اجازت نہیں لی تھی۔ اگر آپ اجازت لیتے تو میں آپ کو اجازت دیتا۔ یہاں already ایک فیصلہ ہو چکا ہے۔ I think it is in the interest of the House Let's go to discuss it on Monday

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس فیصلے کو درست تصور نہیں کرتا اور ہم آپ کے اس فیصلے اور وزیر قانون کے اس رویے پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی وقاص صاحب! فرمائیے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ آج کا اجلاس بڑے اچھے ماحول میں شروع ہوا ہے تو میں معزز وزیر قانون سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ باہر جا کر اپوزیشن کے ساتھیوں کو لے آئیں۔ اس اچھے ماحول کو برقرار رکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی فرمائیے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں انتہائی دل کی گہرائیوں سے جناب احسان اللہ وقاص کا احترام کرتا ہوں اور آج ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے واک آؤٹ نہیں کیا۔ لیکن میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اور ہمارے وزیر خوراک اور وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن جائیں گے کیونکہ یہ میرے سینئر رکن اور بڑے بھائی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری اقبال صاحب اور وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن جائیں۔ جناب وقاص صاحب بھی ساتھ جائیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ان کا واک آؤٹ کرنا کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ صبح سے وہی بات، وہی راگ الاپ رہے ہیں کہ "ایل ایف او غلط، کلاں غلط" یہ ریکارڈ پر لکھ لیجئے کہ LFO کے تحت ہی یہاں آ کر۔۔۔ اب احتجاج ہو رہا ہے۔ اس ایوان کے معاملات ان کے لئے کوئی ترجیح نہیں رکھتے۔ اس اسمبلی میں بل پاس کرنے یا گورنمنٹ بزنس کے اوپر discussion کرنا اپوزیشن کے لئے کوئی ترجیح نہیں۔ ایک joke ہے کہ،

ایک آدمی تھا اس نے اپنی بھینسیں ایک گھری کے حوالے کیں اور کہا کہ ان کا خیال رکھنا اور خود شہر چلا گیا۔ جب وہ شہر سے واپس آیا تو کہا کہ بھینسیں کہاں گئیں تو گھری نے کہا کہ "مجھاں نوں

چھڈ میریاں آنیاں جانیاں تے ویکھ" تو اپوزیشن کی بھی یہی بات ہے کہ "عوام نوں چھڈ میریاں آنیاں جانیاں تے ویکھ" اس لئے میری یہ استدعا ہے اور میں اپنے گورنمنٹ بنچ سے انتہائی دکھ کا اظہار کرتی ہوں کہ آج بھی باوجود ہر منت سماجت ہر بھائی چارے کے اپوزیشن کے رویے میں کوئی فرق نہیں۔ ہم نے ان کو اتنا کہا کہ آئیے اور سکون سے بیٹھیے، عوام کے کام کیجئے۔ آپ آج کے لیڈر ہیں، سابقہ لیڈروں کے پٹھو نہیں ہیں۔ آپ کو اس ایوان میں اس لئے بھیجا گیا تھا کہ آپ اس ایوان کے لیڈر بنیں، اپوزیشن کا کردار ادا کریں، عوام کو تحفظ دیں۔ آج تک یہ یہی چاہتے ہیں کہ پچھلے سابقہ قائدین کی کہانیاں ختم نہ ہوں۔ یہ آئیں اور جائیں، پھر آئیں اور پھر چلے جائیں۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی کیانی صاحب!

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ معاملہ بالکل ذاتی نوعیت کا معاملہ ہے۔ ARY چینل پر چودھری شجاعت صاحب نے، جو ہماری جماعت کے لیڈر ہیں، بڑا صاف کہا تھا کہ بچیوں کے معاملے یا فیملی کو ڈھال بنا کر ہمیں سیاست نہیں کرنی چاہئے، نہ ہم کریں گے۔ ہم یہی درخواست کرتے ہیں کہ ان کی بیوی ہے، بیٹیاں ہیں۔ Why should we discuss them here? یہ کوئی اپنا بہتر کام ہمیں بتائیں۔ کسی کی بچیوں کو ڈھال بنا کر یہ اپنے آپ کو چمکانا چاہتے ہیں تو I think this is not fair.

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون، عوامی نمائندوں کے مشاہروں پر نظر ثانی، پنجاب مصدرہ 2003

MR ACTING SPEAKER: Now, I give the floor to Minister for Law

MINISTER FOR LAW: Sir, I introduce

"The Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2003 "

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2003 has been introduced in the House under rule 91 (5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs for report within three days

قواعدانضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کا نوٹس

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 Law Minister has given notice of the motion for leave to amend the Rules 148, 176 and 180 of Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 The proposed amendments are as under

(1) In Rule 148, in sub rule (1), in the Table of Standing Committees -

(i) after serial No 1, the following new Committee shall be added at Sr No. 1-A -

"1-A Standing Committee on Colonies".

Colonies

(ii) after serial No 3, the following new Committee shall be added at Sr No 3-A:-

"3-A. Standing Committee on Culture and Youth Affairs;"

on Culture and Youth Affairs

(iii) at serial No 13, in the second column, under the heading "Name of the Committee", and in the third column, under the heading "Department", the words "Mines and Minerals"shall be substituted by the words "Commerce and Investment";

(iv) at serial No 14, in the second column, under the heading "Name of the Committee", and in the third column, under the heading "Department", the comma and words, " Culture and Youth Affairs" shall be deleted.

(v) at serial No 17, in the second column, under the heading "Name of the Committee", and in the third column, under the heading "Department", the word "Manpower" shall be substituted by the words "Human Resource".

(vi) after serial No 21, the following new Committee shall be added at serial No 21-A -

"21-A Standing Committee on Mines and Minerals".and

Mines and Minerals

(vii) at serial No 25, in the second column, under the heading "Name of the Committee", after the word "Revenue" the comma and words, "Relief and Consolidation", shall be added

(2) In Rule 176, in sub-rule (2), the word "ten" shall be substituted by the word "thirteen"

(3) In Rule 180, in sub-rule (2), the word "ten" shall be substituted by the word "thirteen"

Law Minister may move the motion for leave in the Assembly'

MINISTER FOR LAW: Sir, I move

"That leave be granted to move the proposed amendments in rules 148, 176 and 180 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is

"That leave be granted to move the proposed amendments in Rules 148, 176 and 180 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997"

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: The Law Minister may move the second motion Minister for Law'

MINISTER FOR LAW: Sir, I move.

"That the proposed amendments be referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs"

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is

"That the proposed amendments be referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs"

(The motion was carried)

The Committee shall submit the report within three days

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری اقبال صاحب! آپ کی کیا رپورٹ ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں نے اور میرے بھائی ڈاکٹر شفیق صاحب نے ان سے بڑی پرزور درخواست کی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ جناب احسان اللہ وقاص کی خواہش ہے اور انہوں نے بھی کہا ہے کہ آپ کو منایا جائے۔ ہم دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ ایوان میں تشریف لے چلیں لیکن وہ ضد پر اڑے ضد کر رہے ہیں کہ ہماری Adjournment Motion کو اگر آپ admit کرتے ہیں تو پھر ہم آتے ہیں ورنہ ہم آج کے لئے بائیکاٹ کرتے ہیں۔ انہوں نے آئندہ اجلاس میں آنے کا وعدہ کیا ہے۔ آج وہ ضد کر گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو صحیح حالات بتانے ضروری تھے۔

MR ACTING SPEAKER: The House is adjourned till Monday at 3.00 p.m.

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 28 -جولائی 2003

1- سوالات (محکمہ آبپاشی و قوت برقی)

(i) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(ii) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2- توجہ دلاؤ نوٹس

3- سرکاری کارروائی

امن عامہ پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس)

پیر' 28۔ جولائی 2003

(یوم الاثنین' 27۔ جمادی الاوّل 1424ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں سہ پہر 3 بجکر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ
زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ
مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیْتُہَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ
لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ
یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○

سورۃ النور آیت، 35

اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے' اس کے نور (ہدایت) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں ایک چراغ ہے' چراغ قندیل میں ہے۔ قندیل گویا ایک چمکدار ستارہ ہے' چراغ روشن کیا جاتا ہے ایک نہایت مبارک درخت زیتون سے جو نہ مشرق رُخ ہے نہ مغرب رخ ہے' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا اگرچہ آگ اسے نہ بھی چھوئے' نور ہی نور ہے' اللہ اپنے اسی نور کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے یہ مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے ○ وما علینا الاالبلاغ

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! جب سے معزز ایوان چل رہا ہے یہ ہمارے ایمان کا جز ہے کہ تلاوت قرآن حکیم کے ساتھ ہم اپنے معاملات کا آغاز کرتے ہیں۔ میری ایک تجویز ہے اور میرا خیال ہے کہ سبھی دوست اس سے اتفاق کریں گے کہ آپ کوئی بھی function دیکھ لیں، گورنمنٹ کی سطح پر ہو یا پرائیویٹ سطح پر ہو یا کسی بھی جگہ پر ہو وہ بات بھی عین اسی طرح ہمارے ایمان کا حصہ ہے جس طرح تلاوت قرآن حکیم ہے کہ تلاوت قرآن پاک کے بعد وجہ تخلیق کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور نذرانہ عقیدت ضرور پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ آئندہ سے جب بھی تلاوت قرآن حکیم ہو تو اس کے بعد نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایوان میں پڑھی جانی چاہئے۔ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اس لئے میں تمام معزز ایوان سے آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ آج کے بعد جب بھی تلاوت قرآن حکیم ہو اس کے بعد نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہاں پر انتظام کیا جائے۔ بہت شکریہ

سانحہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کے شہداء کے لئے دعائے مغفرت

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، فرمائیے!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہوں گا کہ سانحہ سیالکوٹ جس پر پورا ملک سوگوار ہے اور ہر شہری، ماسوائے حکومت کے، امن و امان کی اس صورت حال پر انتہائی فکرمند ہے۔ اس دن جمعہ کے روز یہاں پر اجلاس ہو رہا تھا تو اس کی اہمیت اور سنگینی کے مطابق اس معاملے کو ہاؤس میں take up نہ کیا جا سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہے اور محترم وزیر قانون پر ہے کیونکہ یہ بات ہم تک ایک خبر کے ذریعے پہنچی لیکن اس خبر کی اتنی سنگینی تھی اور بڑی بات تھی کہ without confirmation یہاں پر بات کرنا مناسب نہیں تھا۔ جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ایک دوست

نے فون پر یہ اطلاع دی ہے کہ تھوڑی دیر پہلے جھنگ میں ایک بم بلاسٹ ہوا ہے جس میں کچھ لوگ ہلاک اور بہت سے لوگ زخمی ہو گئے ہیں لیکن یہ ایک خبر یا اطلاع کی حد تک ہے لیکن اس روز کے واقعے سے اور آج بھی میں یہ نہیں سمجھتا کہ حکومت پوری طرح سے آگاہ نہیں تھی۔ یہ اس معزز ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا کہ جب یہ ہاؤس in session تھا تو حکومت کو یہ چاہئے تھا کہ اس سانحہ سیالکوٹ سے متعلق جو بھی تازہ ترین اطلاع ان کے پاس تھی اس کے متعلق ہاؤس کی معمول کی کارروائی کو روک کر اس معزز ایوان کو اعتماد میں لیا جاتا اور آگاہ کیا جاتا۔ یہ بات نہ ہو سکی اور اسی وجہ سے یہ معاملہ صحیح طور پر take up نہ ہوا اور میڈیا میں یہ بات تنقید کا باعث بھی بنی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت کی ذمہ داری ہے' اس میں ہماری بھی ذمہ داری ہے لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہمارے پاس' اپوزیشن کے پاس تو کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے کہ جس سے ہم کسی بات کو confirm کر سکیں اور without confirmation اتنے بڑے واقعے پر بات کرنی مشکل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! آج میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان اور وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ آج کی اس معزز ہاؤس کی جو معمول کی کارروائی ہے اس کو ایک طرف رکھتے ہوئے رولز کو معطل کیا جائے۔ ویسے بھی آج امن و امان کے معاملے پر بحث ہے۔ اس لئے سانحہ سیالکوٹ پر آج بات ہونی چاہئے اور اس سے پہلے ان شہداء کے لئے جو اس واقعہ میں شہید ہوئے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر سانحہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کے شہداء کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

شیخ امجد عزیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی!

شیخ امجد عزیز، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پورے ایوان کی توجہ سانحہ سیالکوٹ کی سنگینی کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ یہ نشاندہی بھی کرنا چاہتا ہوں کہ اتنے سنگین واقعات کے باوجود آج بھی قائد ایوان ہم میں موجود نہیں ہیں۔ آج قائد ایوان کو ہر صورت میں واقعے کی سنگینی کے حوالے سے ہم میں موجود ہونا چاہئے تھا۔

محترمہ نور النساء ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' بی بی فرمائیے!

محترمہ نور النساء ملک: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ سیالکوٹ' ہمارے وزیر اعلیٰ کے گھر کے قریب یہ واقعہ ہوا ہے اور قومی اسمبلی میں جو سپیکر صاحب بیٹھے ہیں یہ ان کا آبائی شہر ہے۔ حال یہ ہے کہ جب ہمارے ججوں کو تحفظ حاصل نہیں ہے تو یہ عوام کو تحفظ کہاں سے فراہم کر سکتے ہیں۔ یہ حکومت کی نااہلی ہے اور اس پر میں یہی کہوں گی کہ حکومت کو خود ہی یہاں سے دستبردار ہونا چاہئے اور اہل بندوں کو جو کہ ہمارے منتخب نمائندے ہیں ان کو لانا چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ کے دو پہلو ہیں' جس طرح اس واقعہ کو ایوان میں اٹھایا جا رہا ہے' پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ اتنی سنگینی اور اہمیت کے لحاظ سے یہ واقعہ اپنی اہمیت کا خود حامل ہے اور ہم اس سے قطعی طور پر انکار نہیں کرتے لیکن ساتھ ہی میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعض ہمارے معاملات ایسے ہوتے ہیں جو national issues ہوتے ہیں کہ جہاں پر ہمیں معاملے کی سنگینی کے پیش نظر تھوڑا سا سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اب یہاں پر یہ کہہ دینا کہ ایک واقعہ ہوا اور اس کی ساری ذمہ داری حکومت پر ہے اور پھر وزیر قانون پر ہے' میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ رانا صاحب نے فرمایا کہ اس دن ہاؤس کی کارروائی کو روک کر ہاؤس کو مطلع کرنا چاہئے تھا کہ اصل صورت حال کیا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جس دن یہ واقعہ ہوا اپوزیشن کے ایک معزز رکن نے یہ point out کیا اور میں نے اسی وقت اس کے جواب میں یہ گزارش کی تھی کہ جو واقعہ ہوا ہے وہ بالکل درست ہے لیکن ابھی تک وہاں پر معاملات چل رہے ہیں۔ میرا مقامی انتظامیہ کے ساتھ رابطہ بھی ہے اور جیسے ہی ہمیں کوئی حتمی صورت حال معلوم ہوگی میں معزز ایوان میں اس کی اطلاع کروں گا اور ساتھ ہی میں نے آج کے متعلق یہ بھی گزارش کی تھی کہ چونکہ حکومت لاء اینڈ آرڈر پر general discussion کے لئے آج کا دن مختص کر چکی ہے تو میں اس واقعہ سے متعلق تفصیلی بیان سوموار والے دن پوری تفصیلات حاصل کرنے کے بعد دوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ہم نے چشم پوشی کی یا جان بوجھ کر حقائق کو چھپانے کی کوشش کی۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب discussion ہو گی تو میں تفصیل کے ساتھ گزارش کروں گا کہ حکومت اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے کس وقت کیا اقدامات کرنے ہیں؛ جہاں تک وزیر اعلیٰ صاحب کا تعلق ہے تو جس دن یہ واقعہ ہوا تو یہاں سات بجے اسمبلی کا اجلاس ختم ہوا اور میں سیدھا رات کو سیالکوٹ چلا گیا تھا' ہم رات بھی سیالکوٹ میں رہے۔ اس دن آئی جی' ہوم سیکرٹری اور ایڈیشنل آئی جی جیل خانہ جات موجود تھے' تو میں ساری تفصیلات اس ایوان میں بتاؤں گا۔ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔ اس کے مطابق میں ایوان میں statement بھی دوں گا اور وزیراعلیٰ صاحب کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ اس وقت صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی جو صورت حال ہے اس کو بہتر کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا وہ تو ہمارے انتہائی معزز طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد تھے' اس صوبے میں ایک عام شہری بھی ہماری نظر میں اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ حکومت کی ذمہ داری میں شامل ہے کہ ہم نے اس کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ اس لئے میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ جب general discussion ہو گی تو اس وقت کھل کر ہمارے بھائی اپنے خیالات کا اظہار کریں اور ہم اس کا جواب دیں گے۔ جس طرح میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ انتہائی حساس معاملہ ہے اس پر ہمیں سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک سنجیدہ طریقے سے آگے بڑھنا چاہئے اور اس مسئلے کو ختم کرنے کے لئے اور آئندہ اس قسم کے واقعات کے انسداد کے لئے ہمارے نئے اپوزیشن کی طرف سے تجاویز آنی چاہئیں تاکہ ہم ان کی اچھی بات کو adopt کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایجنڈے کے مطابق اجلاس کی جو باقاعدہ کارروائی ہے آپ اس کو شروع کریں۔ جتنا جلد یہ نمٹ جائے گی اتنا ہی جلد ہم اس issue پر بات کر سکیں گے۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی' فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان : شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمیں بھی اسمبلی میں آئے ہوئے عرصہ گزر گیا ہے۔ راجہ صاحب وہی طوطا کہانی سناتے ہیں۔ اس وقت سب سے اہم بات امن عامہ کی ہے۔ اس معاشرے میں آپ کے جج بھی محفوظ نہیں ہیں اور آپ ان questions کی بات کرتے ہیں' یہ کس law کی بات

کرتے ہیں؟ اس law کی بات کرتے ہیں کہ عام آدمی اپنے آپ الیکشن ہار جاتا ہے' اس کے بعد ایڈوائزر بن سکتا ہے۔ وہ ایڈوائزر الیکشن لڑتا ہے چونکہ قانون میں نہیں ہے۔ میرا سوال تھا کہ Who rules Punjab? ان کو ابھی تک یہ نہیں پتا چلا۔ آپ موقع کی نزاکت دیکھیں کہ اس وقت آپ کی آفیشل گیلری میں حکومت کی' پنجاب کی ایجنسیاں' آئی جی پولیس' چیف سیکرٹری یا ہوم سیکرٹری موجود نہیں ہیں۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے' آپ اس کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے رولز معطل کریں۔ question دوبارہ آتے رہتے ہیں۔ آگے آٹھ ماہ باقی ہیں 'Heavens are not going to fall' آپ رولز معطل کر کے لاء اینڈ آرڈر پر discussion کریں۔ ہم آپ کو تجاویز دیں گے اور آپ کی نااہلی کو بھی point out کریں گے۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کوئی عام مسئلہ نہیں ہے کہ ہم اس کو overlook کریں یا اس معاملے پر جناب کی رولنگ نہ آئے۔ میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ تلاوت قرآن پاک کے بعد یہاں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایک نعت خوان کا انتظام کیا جائے اور باقاعدہ نعت خوانی کروائی جائے۔ اس پر میں جناب کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے یہ پوائنٹ اٹھایا ہے تو اس بات سے کسی کو نااتفاقی نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کافی اہم بات ہے لیکن اس سے پیشتر کہ میں کوئی جواب دیتا' رانا ثناء اللہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا۔ اصولاً ان کو پہلے میرا فیصلہ سن لینا چاہئے تھا اور اس کے بعد پوائنٹ raise کرتے۔ نبی پاک کے بارے میں انسان کچھ نہیں کہہ سکتا' میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ ہم سب مسلمان ہیں اور اس سلسلے میں ہم کمیٹی constitute کر دیتے ہیں اور اس کے بارے میں جو بھی نعت خواں مقرر ہو گا اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ اس پر کسی مسلمان کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس پر تو آپ کمیٹی constitute کر دیں گے۔ جو پہلے فیصلے ہوئے ہیں' آخری تحریک استحقاق جو آپ نے ممبر کی admit کی تھی' دو ماہ میں اس کی میٹنگ نہیں ہوئی۔ convenor غیر ملک میں تشریف لے گئے تھے ان کی وجہ سے کمیٹی meet نہیں کر سکی ہے۔ kindly آپ رولز معطل کر کے لاء اینڈ آرڈر پر discussion شروع کروائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے!

وزیر مواصلات و تعمیرات ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے پہلے یہ فرمایا ہے کہ routine میں جو question hour ہوتا ہے' یہ questions بھی صوبے کے تمام عوام کی امانت ہیں جو ممبروں نے دیئے ہوئے ہیں۔ یہ تو ایک گھنٹے کی بات ہے ' اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر ہی بات ہو گی' جب تک مرضی چاہیں بولیں کوئی حرج نہیں ہے۔

رانا مشہود احمد خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب یہ سیشن شروع ہوا تھا تو ہم نے کوشش کی تھی کہ ہم بیٹھ کر اس ہاؤس کو افہام و تفہیم سے چلا سکیں لیکن افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ اتنا اہم مسئلہ ہے اور اس کے اوپر حکومت کا رویہ یہ ہے۔ پرسوں جب ہاؤس in session تھا تو اگر اس وقت اس واقعے کی اطلاع مل گئی تھی اور ہمارے ایک معزز ممبر نے point out کیا بھی تھا تو ہمارے پاس تو وہاں سے خبریں آئی تھیں لیکن ان کے پاس تو پوری information موجود تھی کہ وہاں پر کیا ہوا اور کیا صورتحال ہے؟ اگر ان کو تھوڑا بھی کچھ صوبے کے امن و امان کے بارے میں خیال ہوتا تو وہ خود بخود ہاؤس کی کارروائی کو معطل فرماتے اور اس کے اوپر بحث ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک اتنا بڑا واقعہ ہو گیا۔ میں پنجاب کی تاریخ کی بات نہیں کر رہا' پاکستان کی تاریخ میں Judiciary کے اوپر direct attack ہوا ہے اور اس attack کو انہوں نے اتنے آسان انداز سے جواب دے دیا کہ ایک گھنٹے کے بعد اس کو take up کر لیا جائے گا۔ آج تو حکومت کو یہ پالیسی بنا کر آنی چاہئے تھی کہ یہاں پر اگر بات ہو گی تو اس واقعے پر ہو گی کیونکہ یہ حملہ Judiciary کے اوپر ہوا ہے' ایک ادارے کے اوپر ہوا ہے۔ آپ ایک ادارے کے اوپر حملے کا مطلب بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اس کے اندر اخباری خبروں کے مطابق جو مجھ کو نظر آ رہا ہے ایک جج صاحب نے خود اپنا بیان دیا اور انہوں نے کہا اگر پولیس جلد بازی نہ کرتی اور اغوا کنندگان قیدیوں کے ساتھ جو مذاکرات چل رہے تھے اگر وہ ٹھیک طریقے سے چلتے رہتے تو بغیر کسی خون خرابے کے سب نے باہر آ جانا تھا۔ میرے کہنے کا

مقصد یہ ہے کہ Judiciary کی وقعت اس جیل کے اندر یہ رکھی گئی کہ وہاں پر انہوں نے اپنی مرضی سے' بغیر کوئی آرڈر لئے فائرنگ کر دی اور اب اس کو cover کرنے کے لئے ان ججوں کا جن کو گولیاں مار کر شہید کیا گیا' پوسٹ مارٹم نہیں کروایا گیا جو کہ بڑا اہم ہوتا ہے۔ پوسٹ مارٹم کیوں نہیں کروایا گیا؟ وہ اس لئے نہیں کروایا گیا کیونکہ اگر ان کا پوسٹ مارٹم ہو جاتا تو جو گولیاں ان کے جسموں میں لگی تھیں ان سے پتا چل جاتا کہ گولیاں پولیس کی چلائی ہوئی ہیں یا گولیاں جنہوں نے اغواء کیا ان کی چلائی ہوئی ہیں۔ یہ اتنے core issues ہیں' آج ہمارے سر شرم سے جھکے ہونے چاہئیں تھے کہ ہماری Judiciary پر حملہ ہو گیا اور ہم بات کر رہے ہیں کہ ہم رولز کو suspend نہیں کر سکتے۔ ہمارے چیف منسٹر صاحب جو ہمارے قائد ایوان بھی ہیں' اتنے بڑے مسئلے پر وہ آج بیٹھے چین کی بانسری بج رہے ہیں۔ ان کو خود یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا اور یہاں پر آ کر ان کو اس بات کی وضاحت کرنی چاہئے تھی۔ لاء منسٹر صاحب یہ بات کر رہے ہیں کہ یہ بات چیف منسٹر کے نوٹس میں ہے۔ مگر اس مسئلے پر ان کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا کیونکہ یہ ایک ادارے کا مسئلہ ہے۔ آج جس طرح باقی اداروں کو ذلیل کیا جا رہا ہے اس طرح ہم یہاں پر Judiciary کو ذلیل نہیں ہونے دیں گے اور ہم آج یہ بات اس floor پر کہتے ہیں کہ اگر ہاؤس کے رولز کو suspend کر کے اس مسئلے پر بات نہیں کی جاتی تو اپوزیشن آج اجلاس میں نہیں بیٹھے گی اور یہ فیصلہ ہماری قیادت کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ شاید بعض دوستوں کو جلدی ہو گی اور انہوں نے کہیں جانا ہو گا اس لئے وہ جلد از جلد سارے معاملات کو نمٹانا چاہتے ہیں کیونکہ یہ روایت رہی ہے کہ جو شروع میں بہت تیزی کے ساتھ بولتے ہیں جب ہاؤس کی کارروائی اختتام پذیر ہو رہی ہوتی ہے تو اس وقت وہ موجود نہیں ہوتے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی حساس معاملہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس بحث میں نہیں جانا چاہئے کہ اس وقت کوشش کیا کی جا رہی ہے اس ملک کا کوئی بھی ادارہ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ادارہ ہے اور خدارا! یہ اپنی روش چھوڑ دیں کیونکہ اداروں کو اداروں کے ساتھ لڑانا ماضی کی بات تھی اب کوئی اداروں کو اداروں کے ساتھ نہیں لڑانا چاہتا۔ ہم اداروں کے درمیان افہام و تفہیم پیدا کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں انتہائی وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہاں پر کوشش اس بات کی ہو رہی ہے کہ اداروں کو

اداروں کے ساتھ لڑایا جائے۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا ہے کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے اور ہم اس پر ذمہ داری کے ساتھ بات کریں گے اور ایوان کو اعتماد میں لیں گے لیکن یہاں پر افہام و تفہیم کی بات کی گئی ہے۔ کیا افہام و تفہیم سے مراد یہ ہے کہ جو بات اقلیت کہے اس کو مان لیا جائے؟ افہام و تفہیم کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اقلیت اور اکثریت مل کر ایک راستہ نکالے۔ اگر یہ کہیں کہ بحث ہونی چاہئے' اگر نہیں ہو گی تو افہام و تفہیم نہیں ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس روش کو ختم کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو رانا صاحب نے کہی ہے کہ پوسٹ مارٹم نہیں کروایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ان کو حقائق سے آگاہی ہی نہیں ہے--- کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ کس کے کہنے پر پوسٹ مارٹم نہیں ہوا؟ کیا یہ اس کا جواب دے سکتے ہیں؟ میں ان سے سوال کرتا ہوں۔ جب ان کو پتا ہی نہیں ہے' صرف بات کرنے کی خاطر اور جذبات میں آ کر بات مت کیجئے۔ ان کے لواحقین اور Judiciary کے اپنے آرڈرز ہیں کہ پوسٹ مارٹم نہیں ہونا چاہئے۔ یہ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے کہ ان کی خود اپنی استدعا پر جوڈیشل مجسٹریٹ نے احکامات جاری کئے ہیں کہ پوسٹ مارٹم نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن خدا کے لئے حقائق کو سامنے آنے دیجئے۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب بات آگے چلے گی تو سارے حقائق میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ یہ صرف موقع کی بات ہے ہم اس ایشو پر خود بات کرنا چاہتے ہیں اور کہہ بھی رہے ہیں کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے آپ وقفہ سوالات کے بعد اس کو لیجئے اور جتنی مرضی اس پر بحث کریں ہم جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ راجہ صاحب نے بات کو دوسری طرف لے جانے کی کوشش کی ہے کہ اداروں کو کوئی لڑا نہیں رہا اور یہ کہ اداروں کو پہلے لڑایا جاتا تھا۔ راجہ صاحب! ٹھیک ہے ہمیں بھی معلوم ہے کہ اب اداروں کو لڑانے کی کوشش نہیں کی جا رہی بلکہ اب اداروں کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میری گزارش یہ ہے کہ پوسٹ مارٹم نہیں ہوا ہے۔ میرے معزز رکن رانا مشہود صاحب نے یہ کہا ہے کہ اگر رولز معطل نہ ہوئے تو ہم بحث میں حصہ نہیں لیں گے۔ آج ہم اس معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر

اس بحث میں ضرور حصہ لیں گے اور یہ بات کرنا کہ ان کے لواحقین نے لکھ کر دے دیا ہے۔ یہ متعلقہ law تو دیکھیں کہ کیا لواحقین کے لکھ کر دینے سے اس قسم کے اہم واقعے میں پوسٹ مارٹم کو dispense کیا جا سکتا ہے؟ لیکن ٹھیک ہے' جب discussion ہو گی تو یہ ساری باتیں ہم اس وقت کریں گے۔ میں راجہ صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر تو اس ایوان کی یہ روایات نہ رہی ہوں کہ کسی اہمیت کے حامل واقعے پر رولز معطل کر کے بحث نہ کی جاتی رہی ہو تو پھر تو ٹھیک ہے لیکن یہاں پر ایسے واقعات بھی گزرے ہیں کہ ایک معزز ممبر کو مال روڈ پر ایک اے ایس آئی نے روک لیا اور اس کا ٹریفک چالان کر دیا۔ اس معزز ممبر نے یہاں پر آ کر یہ معاملہ اٹھا دیا اور تمام معمول کی کارروائی روک کر اس پر ڈیڑھ گھنٹہ بحث ہوتی رہی اور اس کے بعد چیف منسٹر بھی یہاں پر ایوان میں آئے اور انہوں نے اس معاملہ کو دیکھا اور جو بھی ایکشن لینا تھا وہ لیا۔ راجہ صاحب! اس قسم کی روایات اس ایوان کی ہیں کہ انتہائی کم اہمیت کے حامل معاملہ پر بھی رولز کو معطل کر کے بحث ہوتی رہی ہے۔ یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اس معاملے پر پورا ملک سوگوار ہے اور پوری قوم سوگوار ہے۔ 11 کروڑ عوام میں سے چند لوگ جو حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو نکال کر پوری قوم فکر مند ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ پوری قوم کی فکر کا سوچیں اور رولز معطل کرنے سے کوئی آفت نہیں آ جائے گی اور اگر آپ ایک گھنٹہ بعد بحث شروع کریں گے تو بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس معاملے پر بحث کریں گے اور اس معاملے کے تمام پہلوؤں پر اپنا اظہار خیال کریں گے ان کو analyse کریں گے لیکن رولز کو معطل کرنے کا مقصد صرف اور صرف اس معاملے کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے اور پوری قوم کو یہ پیغام دینا ہے کہ ہمارا اس واقعے سے کتنا concern ہے۔ اگر حکومت کا concern نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

وزیر خوراک ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیں!

وزیر خوراک ، جناب سپیکر! میں نہایت افسوس سے اپنے فاضل رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ انہوں نے بڑا عجیب بیان دے دیا ہے کہ حکومت اس مسئلے کو concerned نہیں سمجھتی۔ انہوں نے یہ بڑا افسوسناک فقرہ استعمال کیا ہے۔ پوری حکومت سوگوار ہے اور اس واقعے کی ہم سب

مذمت کرتے ہیں اور کس کو اس افسوسناک واقعے پر دکھ نہیں ہے؟ وہ ادارہ جو غریب عوام کو قانون فراہم کرتا ہے اس غریب عوام کی کہ جس کی کہیں اور رسائی نہیں ہوتی اس کو انصاف فراہم کرتا ہے۔ ان کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ مسئلہ یہاں سے شروع ہوا کہ وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا کہ آپ ایک گھنٹہ وقفہ سوالات کر لیں اور اس کے بعد آپ اس مسئلہ پر بحث کر لیں۔ اب ایک گھنٹہ پہلے اور بعد میں کیا بات ہے اور اس بات کو اختلافی بنانا' میری قائد حزب اختلاف اور ان کے تمام دوستوں سے یہ گزارش ہے کہ کوئی تو مسئلہ ایسا ہو کہ جس پر اتفاق رائے سے بات ہو سکے۔ ہم اس میں کیوں اختلاف کر رہے ہیں؟ اس میں کوئی ایسی بات ہے ہی نہیں۔ ہمیں بھی افسوس ہے اور ان کو بھی افسوس ہے اور ہمیں چاہئے کہ ہم سب اس پر کھل کر بات کریں۔ جب اس مسئلے پر وقت مقرر ہو گیا ہے تو ایک گھنٹہ پہلے یا بعد والی بات کو اختلافی نہ بنایا جائے۔ شکریہ

راجہ محمد طارق کیانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیں۔

راجہ محمد طارق کیانی، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم بنیادی بات سے ہٹ کر اس پارلیمان کا قیمتی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اس ساری بحث میں ایک بنیادی بات یہ ہے کہ ہمارے 'Rules of Business' کیا ہماری روایات کے مطابق' ہماری پارلیمان کے مطابق اور اسمبلی کے قانون کے مطابق ایسا ہونا ممکن ہے یا نہیں؟ میری ناقص فہم قانون کے مطابق نہ صرف ہماری روایات کے مطابق' ہماری اس اسمبلی کے قوانین کے مطابق' بلکہ ساڑھے تین سو پارلیمان کی جو تاریخ ہے جو کہ محفوظ و مامون ہے اور جن کی بنیادوں پر ہمارے پارلیمان معرض وجود میں آئے' اس میں یہ بات بڑی واضح موجود ہے کہ کسی بھی حساس' کسی بھی اہم اور المناک واقعہ پر Rules of Business کو suspend کر کے اس واقعہ کے لئے پورے کا پورا پارلیمان اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کون سے اسباب ہوں گے' وہ کون سے واقعات ہوں گے' وہ کون سی وجوہات ہوں گی کہ جن کی بنیادوں پر پارلیمان کی جو روایات بنی تھیں کہ rules suspend کر کے اس واقعہ کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوتا تھا۔ دوسری بات جو ابھی منسٹر صاحب نے کہی کہ ایک گھنٹے کی بات ہے۔ ایک گھنٹے کی بات نہیں ہوتی' دراصل Rules of Business کو suspend کرنے کی جو logic تھی وہ کیا تھی؟ وہ logic

صرف اور صرف یہ تھی کہ Rules of Business' جیسا کہ Mother of Parliaments' برطانوی کہتے ہیں' کو suspend کر کے کسی واقعے کو پوری کی پوری پارلیمان کی توجہ کا انہماک بنایا جائے اس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اس واقعہ یا اس سنگین صورتحال پر' جو جنم لے چکی ہے' اس قوم کے نمائندے' اس قوم کی اسمبلیاں' اس قوم کی حکومت اور اپوزیشن کس حد تک اس کے ساتھ منضبط ہونا چاہتی ہے۔ بات گھنٹے یا دو گھنٹے کی نہیں ہے۔ بات اس واقعہ کی اہمیت' پس منظر کی ہے اور اپنی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ Rules of Business کو suspend کر کے ہمیں اس چیز کا اظہار کرنا چاہئے کہ یہ واقعہ اپنی occurrence کے اندر یہ چیز warrant کرتا ہے کہ پورا ایوان بشمول ٹریژری بنچز اور اپوزیشن بنچز اپنی دانست کے مطابق اپنے دلائل اور اپنی تجاویز کے مطابق اس واقعہ کے ساتھ منضبط ہو کر آئندہ کے لئے ایسے واقعات سے بچنے کا راستہ اختیار کریں۔

محترمہ فرزانہ راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیں!

محترمہ فرزانہ راجہ، ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس سانحہ پر بڑا دکھ ہے اور ہم سب بحیثیت پاکستانی اس ملک کا حصہ ہیں۔ یقیناً ہم سب کو اس واقعہ کا دکھ ہوا ہے لیکن میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں کہ رانا نذیر صاحب جو کہ وزیر اعظم صاحب کے مشیر بنے ہیں تو ان کے قریبی علاقوں میں جس وقت ایک طرف یہ خبریں چل رہی تھیں کہ المناک واقعہ کے نتیجے میں اتنے بچے شہید ہو چکے ہیں اور ان کی لاشیں آ رہی ہیں تو دوسری طرف شادیانے بج رہے تھے' گھوڑوں کے ناچ ہو رہے تھے' ڈھول بج رہے تھے اور پٹاخے چل رہے تھے۔ جس سے ایک جشن کا سا سماں تھا جس سے یہ لگ رہا تھا کہ وہ واقعی ایک فاتحانہ جشن منا رہے ہیں۔ وہ لوگ جو ان کے سپورٹرز تھے' جمالی صاحب کے مشیر بننے پر خوشیاں اور جشن منا رہے تھے جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ انہیں مرنے والوں سے کتنی ہمدردی اور افسوس تھا کیا یہ لوگ اس واقعہ کی مذمت کر رہے تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی' لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! بات پھر وہیں پر آ جاتی ہے کہ ہم بلا وجہ اس معاملے کو الجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں اس ایشو کو ختم کرنے کی خاطر صرف آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ یہ

جو ہم oppose کر رہے ہیں کہ اس کو ایک گھنٹے کے بعد لیا جائے صرف اور صرف اس لئے کہ اس پر پہلے ہی discussion کے لئے وقت طے کیا جا چکا ہے اور اس نے take up ہونا ہے۔ دوسری بات کیانی صاحب اور رانا صاحب نے جیسا کہ ابھی فرمایا ہے کہ واقعتاً اس ہاؤس کی روایات رہی ہیں کہ روٹین کے بزنس کو چھوڑ کر آپ نے معاملات کو take up کیا ہے لیکن وہ اس وقت جب اس معاملے کو اس دن take up کرنے کے کوئی امکانات نہ ہوں یا کوئی موقع موجود نہ ہو۔ میں یہاں بات ختم کرتے ہوئے کہوں گا کہ ہمیں بھی اس کی سنگینی کا احساس ہے کہ یہ ایک سنگین معاملہ ہے جس کا اپوزیشن کو بھی احساس ہے۔

جناب سپیکر! میں نے ابھی اسمبلی کا ریکارڈ چیک کیا ہے تو اپوزیشن نے اس پر ایک بھی تحریک التوائے کار جمع نہیں کروائی کیونکہ انہیں پتا تھا کہ اس معاملے نے take up ہونا ہے اور رولز اینڈ آرڈر اور اس معاملے پر general discussion ہونی ہے۔ اس لئے میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہماری اپوزیشن اس حوالے سے بہت زیادہ insist کرتی ہے کہ معاملہ sensitive ہے تو ہم خود چاہ رہے ہیں کہ اس معاملہ پر آپ کی طرف سے اچھی رائے آئے لیکن میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ کچھ لوگ تقریر کریں گے اور اس کے بعد چلے جائیں گے تو میری ان سے استدعا ہو گی کہ دل کھول کر بات کریں، بیٹھیں اور پھر جو جوابات آئیں ان کو بھی سنیں۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ بے شک اس کو take up کیا جائے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

عام بحث

قواعد کی معطلی اور سانحہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ پر بحث

MR ACTING SPEAKER: I think the issue has been resolved from both sides I after hearing the opposition and treasury benches, suspend the rules now and start discussion over Sialkot issue. At the same time I would make a request to every body

کہ جب آپ اپنی طرف سے تقریر کریں گے تو دوسروں کا جواب بھی سن کر جائیں۔

and let the House sit till the end of the decision and it should be a collective decision from both sides

اور جنہوں نے بولنا ہے وہ اپنی لسٹ بھی مجھے دے دیں۔

Sir, I suspend all the rules. The discussion is open on this issue today. Leader of the Opposition. (Interruptions) Order please. Order Please.

قائد حزب اختلاف: میں راجہ صاحب کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے فرمایا کہ اپوزیشن کی طرف سے آنے والی suggestions کے پیش نظر اور اس واقعے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے رولز کو suspend کر کے اس پر بحث شروع کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم پوری قوم تک آج ایک پیغام ہمارے اس ایوان سے ضرور جائے گا کہ ہم سب کے سب شاید اب اداروں کو محفوظ کرنے اور ان کی sanctity کو بحال کرنے کے لئے آئندہ آنے والے دنوں میں مل کر کام کریں گے لیکن میں جب لاء اینڈ آرڈر پر بات شروع کروں گا تو نہایت افسوس سے کہوں گا کہ یہ ایجنڈا پہلے طے ہوا تھا لیکن اسی دوران یہ واقعہ ہوا اور اس واقعے پر نہ صرف حکومت بلکہ پوری قوم کو افسوس اس لئے ہے کہ جب سے یہ ہاؤس وجود میں آیا ہے تو یہ بات ہم بارہا کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہہ رہے ہیں جبکہ وزیراعلیٰ صاحب کو بھی بارہا یہ بات باور کروا چکے ہیں کہ جب تک آپ اس ہاؤس کے اختیارات، اپنے اختیارات، آئینی اختیارات اور آئین کا تحفظ نہیں کریں گے، جب تک اس ملک کو آئین کے مطابق نہیں چلائیں گے، اپنے صوبے کے اختیارات اپنے پاس نہیں لیں گے تب تک شاید اسی طرح کے واقعات رونما ہوتے رہیں گے۔ یہی ہمارا رونا رہا ہے اور یہی ہماری تجاویز رہی ہیں۔ اسی بات پر ہم نے جب احتجاج کیا تو آپ نے اسی پولیس کو، جس کی custody میں یہ واقعہ رونما ہوا، ان سے آپ نے اپوزیشن ارکان کو تو سڑکوں سے اٹھوایا اور پٹوایا تو ظاہری بات ہے کہ اگر حکومت پولیس کو صرف اور صرف اپنے سیاسی مخالفین کو دبانے اور ان کی آواز دبانے کے لئے استعمال کرے گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر یہ کسی بھی صورت میں انہیں کنٹرول نہیں کر سکیں گے اور کر بھی کیسے سکتے ہیں، تو ایل۔ایف۔او کا احساس آج ہوتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ ایل۔ایف۔او کے تحت ہی پولیس ایکٹ میں ترمیم کرنے کا اختیار تو ہمارے پاس نہیں ہے، اسی لئے آج یہاں نہ تو آئی جی بیٹھے ہیں اور نہ وہ افسران بیٹھے ہیں جن کو آج ہماری باتیں اور تجاویز سن کر اس پر عمل درآمد کرنا چاہئے۔ راجہ صاحب نے معارشات کے حوالے سے بات کی ہے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ معارشات اور تجاویز بھی دیں گے لیکن ان تجاویز کا فائدہ تو تب ہو گا جب یہ ہاؤس ان پر عمل کرنے کے لئے با اختیار ہو گا۔

جناب والا! بات تھوڑے دن پیچھے لے جاؤں تو ان کی جو میٹنگز ہوتی رہیں ہیں' وزیراعلیٰ صاحب خود میٹنگ لیتے رہے ہیں اور اخبارات میں ہم دیکھتے رہے ہیں' جن میں آئی جی نے کہا کہ ہنی مون پیریڈ over ہو گیا ہے۔ پہلی بات تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ "ہنی مون پیریڈ" کیا تھا' کس نے یہ پیریڈ پولیس کو دیا تھا اور آج جب وہ ختم ہونے کی باری آئی تو کس کے کہنے پر پھر پولیس نے بات نہیں مانی؟ میں کس طرح مان لوں کہ جب غیر قانونی اسلحہ کی صفائی کی بات کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم اسلحہ واپس لے لیں گے اور صوبہ میں امن و امان ہوگا۔ کیا آج سڑک پر چلتا ہوا راہگیر محفوظ ہے؟ کیا آج وزراء محفوظ ہیں؟ ان کے گھروں پر فائرنگ نہیں ہوئی؟ کیا ان کے اپنے عزیز و اقارب کو اغوا نہیں کیا گیا؟ کیا یہ بتا سکیں گے کہ آج قتل و غارت کا بازار کیوں گرم ہے؟ بتا سکیں گے کہ ہماری مائیں بہنیں اس صوبے میں محفوظ ہیں؟ صرف اس لئے کہ ان کے پاس اختیارات نہیں ہیں۔ جس دن سے یہ ہاؤس بنا ہے ہمارا تمام تر احتجاج صرف اس بات پر ہے کہ اس ایوان کو با اختیار بنایا جائے' وزیراعلیٰ اپنے اختیارات ان لوگوں سے لیں جو غیرمنتخب نمائندے ہیں جو کہ آرڈیننسز اور ایل۔ایف۔او کے ذریعے صوبے اور وزیراعلیٰ کے اختیارات سلب کر چکے ہیں۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ایسے واقعات اور خاص طور پر judiciary کے ساتھ جو واقعہ ہوا ہے اور جیسا میرے دوست نے نشاندہی کی کہ پوسٹارٹم تک نہیں کروایا گیا اور جیسے رانا صاحب نے بھی کہا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں یہ رپورٹ پیش کی جانی چاہئے۔ میں یہ بھی کہوں گا اور اپوزیشن بھی یہ چاہے گی کہ آپ نے جو پارلیمانی کمیٹی constitute کر دی ہے جس کا علم ہمیں اخبارات کے ذریعے ہوا تو اس کمیٹی کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کرکے اسے ایوان میں discuss کیا جائے تاکہ جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں انہیں کیفرکردار تک پہنچایا جا سکے۔ آپ کی وساطت سے میں حکومت کو یہ تجویز بھی پیش کروں گا کہ ایوان کے اندر بھی امن و امان پرمستقل طور پر ایک کمیٹی قائم کی جائے جو حکومت پر اور صوبے میں امن و امان کو یقینی بنانے کے لئے خاص طور پر postings & transfers جو آپ اپنے pet لوگوں کی کرتے ہیں اس پر بھی نظر رکھے' اس کے لئے merit کو بنیاد بنایا جائے' اس کے لئے عزیز داری اور رشتہ داری نہ دیکھی جائے۔ میں وزیر قانون صاحب کو تجویز دوں گا کہ امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے' حکومت اور اپوزیشن کے ممبران پر مشتمل ایک مستقل بنیادوں پر کمیٹی بنائی جائے جو امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے حکومت کو

تجاویز دیتی رہے۔ ہم معاملات کو بہتر کرنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ مل کر اس صوبے کے امن و امان کو بہتر بنائیں۔ ہمیں افسوس اس وقت ہوتا ہے جب حزب اقتدار کے ممبران عوام کے مفاد کے لئے' امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے کی خاطر کوئی قرار داد اس ہاؤس میں لانے کی بجائے وردی اور L.F.O کی حمایت میں قرار داد لاتے ہیں۔ اس عمل سے ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ یہی وہ باتیں ہیں جو ہم ہر دفعہ آپ کو باور کراتے ہیں کہ جناب! ایسی قرار دادیں' ایسے قوانین لے کر آئیں جو عوامی مفاد میں ہوں تو ہم آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ بات ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں' آج بھی کہتے ہیں کہ اس صوبے میں امن و امان کی صورت حال بہتر کرنے کے لئے آپ جو قوانین بھی اس ہاؤس میں لائیں گے ہم ان میں آپ کا ساتھ دیں گے۔ ایسے کام کریں جس سے اس ایوان کی بالادستی قائم ہو' قائد ایوان کی بالا دستی قائم ہو' آئین میں دیئے ہوئے تمام اختیارات قائد ایوان کو ملیں' اس حوالے سے ہم آپ کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ معاملات کو ٹالتے رہیں گے تو پھر بات آگے کیسے بڑھے گی؟ میں وزیر قانون سے پوچھتا ہوں کہ کیا آج ہمارے پاس اس بات کا اختیار ہے کہ ہم پولیس ایکٹ میں ترمیم کر سکیں؟ اگر ہمارے پاس ایسا اختیار نہیں ہے تو پھر ہم پولیس کو کس ذریعے سے کنٹرول کریں گے۔ اس افسر کو آپ کیسے کنٹرول کریں گے جسے ہٹانے یا way of working change کرنے کا آپ کے پاس اختیار ہی نہیں ہوگا۔ ان حالات میں آپ اس صوبے کی صورت حال میں کس طرح بہتری لائیں گے؟ میری تمام حکومتی بنچز سے یہ درخواست ہو گی کہ خدارا! اس ملک کے اداروں کی sanctity کو بحال کرنے کے لئے' آئین' قانون اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے لئے کام کریں۔ جب تک ہم ایسا نہیں کریں گے اس وقت تک آپ اور ہم اسی طرح بے بس نظر آئیں گے۔ ہمارا بنیادی مسئلہ یہی ہے' اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ اس L.F.O نے ہمارے پنجاب کے حقوق سلب کر لئے ہیں لہذا اس کو ختم کیا جائے' اس پنجاب کے ایوان کو طاقت دی جائے۔ چونکہ آپ منتخب نمائندے ہیں' ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک کے نظام' کاروبار کو منتخب نمائندوں کے تابع کر کے چلایا جائے۔ آرڈیننس کے ذریعے کوئی ہمیں dictate نہ کرے۔ میں یہ بات بانگ دہل کہوں گا کہ اگر آپ پہلے کی طرح dictation لینا چھوڑ دیں اور اپنے فیصلے عوام کی مرضی کے مطابق' آئین اور قانون کے تابع کریں گے تو پھر ہم آپ کا ہر طرح سے ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہ ایوان نہ چلیں' ہم تو چاہتے ہیں کہ ایوان چلیں' اس دن بھی کہا تھا آج بھی کہتا

ہوں کہ اگر آپ اور ہم مل کر اس بات پر عمل پیرا ہو جائیں کہ ہم نے آئین اور قانون کی بالادستی قائم کرنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر کسی کی جرأت نہیں ہو گی کہ ان اسمبلیوں کی طرف دیکھے۔ شاید اخبارات کے تراشے اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ چند قوتیں ایسی ہیں جو چاہتی ہیں کہ ان اسمبلیوں کو ختم کیا جائے لیکن یقین کیجئے گا کہ آپ جیسے بھی آئے ہیں، جس نے بھی آپ کو یہاں بٹھایا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ایک حکومت قائم ہو چکی ہے۔ یہ جس طرح کا بھی جمہوری نظام چلا ہے ہم اسے چلانا چاہتے ہیں۔ آئیں! قانون اور آئین کی بالادستی کے لئے کام شروع کریں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ہر طرح سے آپ کا ساتھ دیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب محمد طاہر محمود : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی، فرمائیے!

جناب محمد طاہر محمود : جناب سپیکر! آپ نے قائد حزب اختلاف کو بہت زیادہ وقت دیا ہے، میری گزارش ہو گی کہ باقی ممبران کے لئے وقت مقرر فرما دیں تاکہ سارے ممبران بات کر سکیں۔ ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ قائد حزب اختلاف نے امن و امان کے حوالے سے بڑی اچھی تجاویز دی ہیں، ہم ان کے ممنون ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر کوئی وقت مقرر نہیں کیا جا سکتا، آپ بیٹھ کر تجاویز سنیں اور دیں۔ جی، رانا آفتاب صاحب!

جناب محمد وارث کلو : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جناب وارث کلو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، فرمائیے!

جناب محمد وارث کلو : جناب سپیکر! اس عادتے، سامنے میں تین جج صاحبان اللہ کو پیارے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انھیں غریقِ رحمت کرے۔ جناب والا! چوتھے جج شہر یار بخاری صاحب اس وقت پنجاب کارڈیالوجی میں انتہائی critical condition میں ہیں۔ میں سارے ہاؤس سے التجا کروں گا کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر : بہتر ہے۔ دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ انھیں صحت دے۔

(اس مرحلے پر زخمی جج صاحب کے لئے دعائے صحت کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! مجھے اس ممبر کا تعارف تو نہیں ہے، میں انھیں صرف اتنا کہوں گا کہ،

Common sense is a sense which is very uncommon in common people. I hope he follows it now

جناب محمد طاہر محمود: اگر آپ کہتے ہیں تو میں اپنا تعارف کروا دیتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: ضرورت نہیں، اگر آپ کو میری بات سمجھ آ گئی ہے تو یہی کافی ہے۔ آج نہایت دکھ کے ساتھ امن و امان کی بات کر رہا ہوں۔ جب پہلے امن و امان کے حوالے سے بحث ہوئی تھی تو راجہ بشارت صاحب نے بڑے بیانگِ دہل وعدے کئے تھے۔ میں ان کے لئے یہی کہوں گا کہ

تم نے تو یہ کہا تھا اُجالا کریں گے ہم

راجہ صاحب!

تم نے تو سب چراغ دلوں کے بجھا دیئے

جناب سپیکر! کسی بھی معاشرے میں، کسی بھی society میں دو چیزیں بڑی اہم ہوتی ہیں۔ one is the Police and the other is Judiciary. معاشرے میں انصاف اور امن و امان کے لئے جس ملک میں انصاف ہو گا وہ society flourish کرے گی، جہاں انصاف نہیں ہو گا وہاں کچھ نہیں ہوگا۔ جب آپ انصاف مہیا کرنے والے لوگوں کو تحفظ فراہم نہیں کر سکتے تو پھر آپ کبھی بھی law and order maintain نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ معاشرے میں اس وقت آپ کے بجز محفوظ نہیں ہیں تو پھر آپ انصاف کی کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔ راجہ صاحب! میری بات سنیں، میں جیل کے حوالے سے آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔ میں 24 تاریخ کو انگلینڈ گیا، وہاں مجھے Lord Mayor of Rugby نے ایک invitation پر کہا آپ ایک جیل visit کر لیں۔ جب میں Leicester جیل کے visit پر گیا، although I was official guest لیکن انھوں نے لارڈ میئر اور مجھے proper screening and search کے بعد اندر جانے کی اجازت دی تھی۔ جبکہ یہاں جیل کے معاملات میں اس کے اُلٹ ہوتا ہے۔ میں متفق ہوں کہ پاکستان میں جیل کا عملہ ایک ایسا طبقہ ہے کہ بے شک راجہ

بشارت صاحب جیل کے اندر کسی سے ملاقات کے لئے جائیں' یہ اگر کسی کے لئے چیزیں لے کر جائیں گے تو جیل کا عملہ ان میں سے بھی رکھ لیں گے۔ جیل میں categories یہ ہیں کہ جو آدمی جیل سے باہر بدمعاش ہے وہ جیل کے اندر بھی بدمعاش ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ جیل میں یہ واقعہ کیوں رونما ہوا؟ یہ سب غور طلب باتیں ہیں۔ جھنگ میں 21 جولائی کو ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں جب فائرنگ ہوئی' وہاں پر تین آدمی مارے گئے تو سیشن جج نے کہا کہ میں نے D.P.O کو لکھا تھا کہ امن و امان کی صورت حال ٹھیک نہیں ہے۔ تو کیا اس پر کوئی کارروائی کی گئی؟ نہیں کی گئی۔ آپ اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں پولیس میں بہت زیادہ custodial killings ہو رہی ہیں۔ یہ کیوں ہو رہی ہیں؟ آپ اندازہ لگائیں کہ فیصل آباد میں حکومت وقت کا ایک پسندیدہ افسر posted تھا' اس نے وہاں پر رشوت کا بازار گرم کیا' اس نے moral and financial corruption کی' حتیٰ کہ اس نے وہاں پر اپنا کاروبار کرنے کے ساتھ ساتھ ممبران کی تضحیک بھی شروع کر دی' اس میں (ق) لیگ کے ممبران بھی شامل تھے۔ اس کا تبادلہ کیا گیا لیکن تبادلہ ہونے کے باوجود وہ کل تک اپنے دفتر میں بیٹھا تھا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؟ یہی کہ اعلیٰ حکام ان افسران کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ وزیراعلیٰ نے ایک directive جاری کیا' اس کی انکوائری کرنے والے افسران' دو ڈی آئی جی حضرات اور ایک ایڈیشنل آئی جی کے لئے لکھا گیا کہ they should be sent to the Federal Government just for the reason because they were relatives of those people. جب آپ upright officers کو ٹرانسفر کریں گے تو پھر کبھی انصاف نہیں ہوگا۔ آپ D.P.O گجرات کو دیکھ لیں' he is just a grade 17officer. He cannot be posted as D.P.O.When you have upright officers why don't you post them? آپ کے پاس 20 گریڈ کے آفیسرز بیٹھے ہیں۔ اس کے باوجود آپ دیکھیں کہ جونیئر گریڈ کے کتنے آفیسر ہیں جو آپ نے سینئر گریڈ میں لگائے ہوئے ہیں۔

ملک نذر فرید کھوکھر : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی' فرمائیں !

ملک نذر فرید کھوکھر : جناب سپیکر ! رانا صاحب سے درخواست ہے کہ وہ موضوع سے نہ ہٹیں۔ وہ سیالکوٹ کے واقعہ کے بارے میں بات کریں' اپنی grievances یہاں بیان نہ کریں۔

رانا آفتاب احمد خان، 'I think harsh sense shall prevail on you. جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر کی بات ہی کر رہا ہوں کہ آپ وہ افسر لگا رہے ہیں جو نہیں لگ سکتے۔ جب آپ اپنے مخصوص مقاصد کے لئے ان کو استعمال کریں گے تو کھوکھر صاحب! آپ وقت کا انتظار کریں' یہ آپ کے دیپالپور بھی پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں کہ تھانہ صدر فیصل آباد میں ایس ایچ او کے کمرے میں ایک ملزم نے خود کشی کر لی۔ قانون یہ ہے کہ جب بھی کوئی ملزم پکڑا جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کی جامہ تلاشی ہوتی ہے لیکن اس کو ایس۔ایچ۔او کے کمرے میں قتل کر دیا گیا۔ میں یہ ساری تفصیل لے کر آیا ہوں' اس کے بعد تھانہ گلشتاں میں ایک بندے کو مارنے کے بعد یہ کہا گیا کہ اس نے خود کشی کی ہے۔ آپ پوسٹ مارٹم کہتے ہیں' جس متوفی کا پوسٹ مارٹم نہیں ہو گا تو کل اس کے ملزموں کو سزا کیا ہو سکتی ہے؟ آپ 109 میں کس کو لا سکتے ہیں؟ راجہ صاحب کہتے ہیں کہ وہ پولیس کے انچارج ہیں۔ جناب سپیکر! now I draw your attention to the Police Order 2002. آپ نے پولیس کو کیا طاقت دے دی ہے' یہ آرٹیکل 4 ہے۔ اب پولیس اتنی منہ زور ہو جائے گی،

> "The police can enter and inspect without a warrant any public place, shop or gaming-house where alcoholic drinks or narcotics are sold or weapons are illegally stored and other public places of resort of loose and disorderly characters."

ایک وقت تھا جب آپ کے پاس اختیار ہوتا تھا' there was a District Magistrate جو cognizance لے لیتا تھا لیکن اب پولیس والے کسی بھی گھر کی تلاشی لے سکتے ہیں۔ کسی بھی گھر میں داخل ہو سکتے ہیں اور اس کے بعد with new Police Order 2002 جناب راجہ صاحب! میں ذرا آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ آپ کے وزراء کی فوج ظفر موج ہے---

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں وزراء صاحبان سے یہ گزارش کر رہا تھا کہ رانا صاحب نے جو quote کیا ہے پھر پڑھ لیں کہ یہ فرما رہے ہیں کہ جہاں شراب بک رہی ہو وہاں پولیس کو نہیں جانا چاہئے۔

MR ACTING SPEAKER: Let's be restricted to the Sialkot issue because the rules have been suspended for that and it was on your request that the rules have been suspended.

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ جنرل بحث لاء اینڈ آرڈر پر ہی ہے۔ Sialkot is not the only issue آپ دیکھیں کہ There are other issues as well

MR ACTING SPEAKER: Let's come back to the general discussion. Basic issue is law and order today. The main issue is of Sialkot. Otherwise we can take up another general discussion.

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، فرمائیے!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ رانا صاحب نے تین منٹ کی تقریر کے دوران راجہ صاحب کو دو دفعہ بڑے غصے سے متوجہ ہونے کے لئے کہا ہے۔ جتنے غصے سے یہ حکومت چلاتے رہے ہیں یہ اب اتنے غصے اور دھمکی سے اپوزیشن تو نہ چلائیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! غصے کی بات نہیں ہے لیکن جب آپ کا صوبہ، آپ کی عوام پس رہے ہوں، انھیں انصاف نہ ملے اور قتل و غارت ہو تو آپ کیا سمجھیں گے کہ we have not come here to listen music ہم یہی بات کہنے آتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ نے کہا ہے کہ یہ سیالکوٹ سے متعلق نہیں ہے۔ یہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی بات ہے، اس کی relevancy یہ ہے کہ جب آپ کے آئی جی پولیس تین دفعہ آرڈر کرتے ہیں کہ کوئی Pickets نہیں ہوں گی لیکن ہر جگہ آپ کی Pickets لگی ہوئی ہیں۔ جناب آپ پولیس کی functioning regulate کرتے ہیں۔ اب پولیس ان کے کنٹرول میں نہیں ہے کیونکہ 2002 ایکٹ کے بعد یہ فیڈرل سبجیکٹ بن گیا ہے۔ یہ اب اس میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتے، now they are under the direct command of the Federal Government. Now this is Federal subject. جناب والا! سیالکوٹ کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ یہ جیلوں میں اسلحہ کیسے پہنچ جاتا ہے؟ کیا جب سے انھوں نے حکومت سنبھالی ہے انھوں

نے اس سلسلے میں کوئی اقدامات کئے ہیں؟ کیا یہ صرف یہی سوچ رہے تھے کہ وہاں پر واقعہ ہو؟ یہ اسلحہ جیل کے اندر کیسے گیا؟ آپ دیکھیں اتنے اہم مجرم تھے' ان کے ساتھ جیل کے اندر کیا escort دی گئی؟ اور جو لوگ hardened criminals ہیں They are always kept in secured custody وہ اس جگہ کیسے آ گئے؟ اس کے بعد Why the Police took an action? سیشن جج صاحب نے جیو کے پروگرام میں کہا ہے کہ 'we said you should take time' ابھی یہ نہ کریں' against that انھوں نے یہ ایکشن لیا ہے۔ جن لوگوں نے ایکشن لیا ہے ان کے خلاف حکومت وقت یا آئی جی پولیس they should also be charged on that in 109 کہ ان کے غلط مشورے سے مجرم قتل ہوئے ہیں۔ جناب والا! آپ پولیس کو کیسے discuss نہیں کریں گے۔ جب آپ پولیس میں shoulder promotions دیں گے' جب آپ پولیس میں جونیئر آفیسرز کو سینئر پر لگائیں گے۔ جب آپ پولیس کو اصل ڈیوٹی کی بجائے دوسرے کاموں پر لگائیں گے تو how can you deliver the goods?

جناب سپیکر! یہاں پر پولیس ایکٹ میں ایک بہت ہی important چیز آرٹیکل 14 میں آئی تھی کہ the Government would appoint experts on criminology تاکہ یہ کیا جا سکے۔ اگر یہ آ گیا تھا تو why that has not yet taken place? پھر اس کے بعد ڈسٹرکٹ سیفٹی کمیشن' پروونشل سیفٹی کمیشن' this is Article 92 or something پھر District Nazim will go for a District policing Commission بنے گا جو پلان بنائیں گے and with the approval of the Nazim اس کو implement کیا جائے گا۔ وہ District policing plan پر implement کیوں نہیں کیا گیا What are the reasons? کہ devolution کے بعد وہ بھی نہیں ہوا۔ then what about the Punjab Public Safety Commission? اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ جو حکومت 9 ماہ میں اپنی سٹینڈنگ کمیٹیاں نہیں بنا سکتی do you think that they can deliver these goods?

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس وقت جتنے بھی پولیس آفیسرز ہیں ان کے گھروں کے اخراجات' بجلی اور ٹیلی فونز کے بلز ہیں one of the reasons that they are paid by the Government وہ کیمپ آفسز بنا لیتے ہیں Why Sir? Who checks them? جناب سپیکر! وزیر

صاحب اس کا بھی جواب دے دیں۔ آپ سیالکوٹ کا واقعہ دیکھیں کہ 'جز' They feel insecure کہ اب ہم نے جیل میں جا کر عدالتوں میں کام کرنا چھوڑ Do you think they have refused دیا ہے؟ جو واقعہ ہوا ہے 'who are the people responsible for it? جیل میں اسلحہ کیسے گیا؟ اور ایلیٹ فورس نے کس کے کہنے پر فائرنگ کی ہے؟ We should take cognizance of that جو ذمہ دار لوگ ہیں اور جو پولیس ذمہ دار ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔

MR ACTING SPEAKER: Now I give the floor to Raja Riaz Ahmad.

راجہ ریاض احمد ، شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح سب دوستوں نے کہا کہ سیالکوٹ کا جو واقعہ ہوا ہے یہ پورے پنجاب کے لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث ہے۔ میں جناب راجہ بشارت صاحب کا بھی شکریہ ادا کروں گا کہ انھوں نے رولز معطل کر کے یہ موقع دیا ہے کہ ہم اس اہم مسئلے پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں اور پوری قوم کو یہ پیغام دے سکیں کہ اس اہم مسئلے پر حکومت اور اپوزیشن اکٹھی ہیں۔ ہماری طرف سے صوبہ پنجاب اور پاکستان کی عوام کے لئے ایک ایسا پیغام جانے گا جو ہم نے، پچھلے دنوں حکومت نے اور اپوزیشن نے اکٹھے چلنے کا اعلان کیا تھا اس کا ایک ثبوت ہو گا۔ اس سے یہ بات واضح ہو گی کہ اس صوبے کے مفاد میں جو بات بھی ہو گی حکومت اور اپوزیشن مل کر اس پر کام کرے گی۔

جناب سپیکر! جہاں تک سیالکوٹ کے واقعہ کا تعلق ہے، یہ واقعہ کیوں ہوا؟ کس طرح ہوا؟ اس کی تفصیل میں جانے کے لئے حکومت اپنی طرف سے کوشش کر رہی ہو گی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس واقعے کے بارے میں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ یہ کیوں ہوا؟ یہ کس کی نااہلی کی وجہ سے ہوا؟ جیل کے اندر کس نے اسلحہ پہنچایا؟ کس نے یہ پلان کیا؟ اور جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو اس وقت جیل کی انتظامیہ وقت سے پہلے یہ ساری چیز سامنے کیوں نہ لائی؟ اگر وہاں پر جیل کی انتظامیہ proper طریقے سے کام کر رہی ہوتی، proper افسران کو وہاں پر تعینات کیا ہوتا۔ ان لوگوں کو تعینات نہ کیا گیا ہوتا جو چار چار دفعہ معطل ہو چکے ہیں اور اسلحہ اندر پہنچانے کے جرم میں معطل ہو چکے ہیں۔ وہاں پر جو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل تھا وہ پہلے بھی اس جرم میں کہ جیل کے اندر اس نے اسلحہ پہنچایا اور اسی جرم میں وہ معطل بھی رہا ہے۔ اس حکومت نے اس کو بحال کر کے سیالکوٹ میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل لگایا۔ اس نے یا اس کے ساتھیوں نے سب سے بڑا جرم یہ کیا کہ اس نے اسلحہ اندر پہنچایا اور جب جج صاحبان

visit پر وہاں تشریف لے گئے تو حکومتی اہل کاروں کے لئے بڑے افسوس اور دکھ کا مقام ہے کہ پانچ لوگوں نے تمام جج صاحبان کو kidnap کرنے کی کوشش کی اور ان پر فائرنگ کی۔ اس کے بعد ان میں سے تین جج صاحبان انہوں نے kidnap کر لئے۔ یہ ہمارے لئے اور پوری حکومت کے لئے باعث شرم ہے کہ دنیا میں کبھی اس طرح کا کوئی کمانڈو ایکشن نہیں ہوا کہ ہماری اپنی پولیس نے ہی ان جج صاحبان پر فائرنگ کر دی۔ یہ لمحہ فکریہ ہے کہ جس پولیس نے ہمارے جج صاحبان کو آزاد کرانا تھا جن کو اس لئے وہاں پر بھیجا گیا تھا کہ آپ ایسے tactics استعمال کر کے' ایسا کمانڈو ایکشن کر کے ان جج صاحبان کو آزاد کرائیں لیکن ان پولیس والوں نے کارنامہ کیا سرانجام دیا انہوں نے ججوں پر فائر کھول دیا۔ انہوں نے کہا سب سے آسان کام یہ ہے کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ انہوں نے یہ حرکت کی کہ جج صاحبان پر فائرنگ کر دی۔ آج مجھے راجہ بشارت صاحب کی بات پر انتہائی دکھ ہوا ہے کہ ان کے لواحقین نے اور ان کی جوڈیشری نے لکھ کر دے دیا ہے کہ پوسٹ مارٹم نہیں کرنا۔ میں یہاں پر یہ بات چیلنج سے کہنے لگا ہوں کہ پنجاب میں کسی جگہ قتل ہو جائے' لواحقین لکھ کر بھی دے دیں' اچانک گولی چل کر فائر ہو جائے تو پولیس والے کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو دفن نہیں کرنے دینا' پہلے اس کا پوسٹ مارٹم کرائیں۔ اب اتنا بڑا واقعہ ہو گیا پولیس والوں کی نااہلی کی وجہ سے جج صاحبان کی جان چلی گئی اور انتہائی دکھ کی بات ہے کہ ہمارے وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کے پوسٹ مارٹم کی ضرورت نہیں۔ تو میں وزیر قانون صاحب سے ---

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر۔ میں راجہ ریاض صاحب سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ میں نے انہیں interrupt کیا ہے۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو میں نے کہا تھا۔ میں نے یہ کہا تھا کہ ان کی درخواست پر' جوڈیشل مجسٹریٹ کے آرڈرز پر پوسٹ مارٹم نہیں کیا گیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کیس میں complainants جو ہیں وہ سینئر سول جج ہیں اور انہوں نے ڈیوٹی مجسٹریٹ جو کہ سول جج ہیں مسٹر طارق ان کا نام ہے' ان کو درخواست دی تھی اور جنہوں نے یہ آرڈر پاس کئے ہیں اور ان orders کی نقل بھی میرے پاس موجود ہے کہ MS is directed to conduct external postmortem of the martyres اور اس کے مطابق ایم ایس نے external postmortem کیا ہے اور تفصیلی پوسٹ مارٹم جو تھا وہ جوڈیشل مجسٹریٹ کے judicial order پر نہیں کیا گیا۔ یہ کوئی انتظامی فیصلہ نہیں تھا بلکہ یہ ایک عدالتی فیصلہ تھا اور یہ باقاعدہ ایک مروجہ طریقہ کار کے مطابق تھا۔

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں اور میں اسی حوالے سے راجہ بشارت صاحب سے گزارش کروں گا کہ ٹھیک ہے وہاں پر یہ فیصلہ کیا گیا ہوگا کہ جج صاحبان کی باڈیز کو زیادہ نہ کھولا جائے اور ان کا طبی معائنہ جیسے کہتے ہیں وہ کر لیا جائے۔ یہ ایک فیصلہ ہوا ہوگا لیکن میرا یہ سوال ہے کہ جب کورٹ میں یہ کیس جائے گا' جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ طبی معائنہ کر کے' جس کی بھی request پر کیا گیا' یہ طبی معائنہ ہونے کے بعد کیا یہ کیس کورٹ میں جا کر اس قابل ہوگا کہ ملزموں کو سزا ہو سکے۔ جب تک تفصیلی پوسٹ مارٹم نہ ہو' جب تک پوری طرح یہ نہ پتا چلے کہ یہ زخم اندر سے اتنا گہرا ہے' گولی کہاں سے لگی اور کہاں سے نکلی اس نے جسم کتنا چیرا؟ اس وقت تک کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ملزموں کو سزا مل سکے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان ملزموں کو نہیں بلکہ ان پولیس والوں کو بچانے کے لئے ایک سازش تیار کی گئی ہے اور ان پولیس والوں کو جن کی نااہلی کی وجہ سے' میں یہ بھی نہیں کہتا کہ راجہ بشارت صاحب نے کہا ہوگا کہ جا کر سارے جج مار دیں' لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس پولیس کی نااہلی کی وجہ سے جن کو اس کام کے لئے بھیجا گیا تھا کہ جا کر جج صاحبان کی جان چھڑائیں' انہیں kidnapers سے آزاد کرائیں' اس پولیس نے ان کو آزاد کرانے کی بجائے' کیونکہ اس پولیس کو کوئی پوچھنے والا نہیں' وہ پولیس اگر چاہے تو اراکین اسمبلی کو اٹھا کر ٹرکوں میں پھینکے' وہی پولیس اگر چاہے تو ناظمین کے خلاف عدم اعتماد لانے کے لئے ناظموں کو رات کو گھروں سے بھی اٹھا کر لے جائے۔ اگر وہی پولیس چاہے تو ہمارے جو اپوزیشن کے اراکین ہیں ان پر ڈنڈے برسائے' اگر یہی ایل۔ایف۔او ملک میں موجود ہوگا' اگر اسی طرح آپ' راجہ بشارت صاحب اور وزیراعلیٰ صاحب بے بس ہوں گے' اگر آپ کے کہنے سے نہ ہوم سیکرٹری نہ آئی جی نہ کوئی اور ذمہ دار افسر یہاں پر آ کر ہماری باتوں کو سنے گا' ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ آپ کی بات کوئی نہیں سنتا آپ میں یہ حوصلہ نہیں ہے کہ کھل کر ان کے ساتھ بات کر سکیں لیکن خدا کے لئے ان کو یہاں لائیں تو سہی! ہم ان کا پوسٹ مارٹم کریں' ہم ان کو بتائیں کہ صوبے میں کیا ہو رہا ہے' ہم ان کو بتائیں کہ آئی جی صاحب! آپ کہاں بین بجا رہے ہیں؟ کہاں اس صوبے میں لوگوں کو انصاف مل رہا ہے؟ جھنگ میں سیشن کورٹ میں فائرنگ ہو رہی ہے' لاہور میں سیشن کورٹ میں فائرنگ ہو رہی ہے' فیصل آباد سیشن کورٹ میں قتل ہو رہے ہیں۔ جیلوں میں عام آدمی کو نہیں ججوں کو مارا جا رہا ہے اور میرے بھائی راجہ بشارت صاحب اور حکومتی اہلکار

کہہ رہے ہیں کہ جناب کوئی بات نہیں یہ ہوتا رہتا ہے' یہ سب اچھا ہے جناب! تو اگر یہ سب اچھا ہے اگر یہ ان کے لئے قابل فکر نہیں' اگر یہ ان کے لئے لمحہ فکریہ نہیں تو پھر میں آپ سے اتنا کہہ کر آپ سے اجازت لوں گا کہ ان کو اتنی اخلاقی جرأت ہونی چاہئے' اگر یہ اس پر کچھ نہیں کر سکتے تو میں راجہ بشارت صاحب سے خاص طور پر امید کروں گا وہ اس واقعہ پر اپنا استعفیٰ ضرور پیش کریں گے۔۔(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر مظفر علی شیخ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیں!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی جناب راجہ ریاض صاحب کی خدمت میں تھوڑی سی correction کے لئے یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ جج صاحبان کا تفصیلی پوسٹ مارٹم نہیں کیا گیا۔ 'Since this is very obvious incident' جو deep postmortem کیا جاتا ہے اس میں طب شرعی forensic medicine کے لحاظ سے اس میں dead body کی evisceration بھی کی جاتی ہے جو اندر ہمارے حصے ہوتے ہیں ان کو باہر نکالا جاتا ہے تاکہ یہ دیکھا جائے کہ جو obvious cause of death نظر آ رہی ہے اس کے علاوہ کہیں اور کوئی cause تو نہیں ہے' جس کے لئے کیمیکل ایگزامینر پنجاب کے پاس evisceery بھیجے جاتے ہیں۔ اب چونکہ یہ incident بالکل obvious تھا superficial postmartem جو کہ ہمارے مقاصد پورے کرتا ہے کہ کہاں سے track بنا؟ کہاں سے bullet گئی؟ اگر bullet برآمد ہو گئی ہیں تو ان کی ساخت کیسی ہے؟ وہ ساری کی ساری کیمیکل ایگزامینر پنجاب کے پاس بھیجی جاتیں گی۔ اس کے بغیر چاہے وہ superficial postmortem ہو یا deep-postmortem ہو وہ مکمل نہیں ہوتا۔ تو اس میں' میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں نہ تو گورنمنٹ کی کوئی بد دیانتی شامل ہے۔۔۔ incident ضرور ہوا ہے جو سب کے لئے قابل افسوس ہے' ہمارے لئے بھی دوسروں کے لئے بھی' یہ نہیں ہونا چاہئے تھا' لیکن ہونے کے بعد اس میں کسی قسم کی کوئی گورنمنٹ کی کوتاہی یا ہماری کوئی بدنیتی شامل ہو' ایسا بالکل نہیں ہے۔ سارا کچھ according to law ہوا ہے اور rules and regulations کے مطابق ہوا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

ڈاکٹر اسد معظم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، فرمائیے!

ڈاکٹر اسد معظم ، ڈاکٹر صاحب میرے سینئر دوست اور بھائی ہیں۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے ایک سوال کرنا چاہوں گا اور خاص طور پر راجہ بشارت صاحب سے بھی سوال کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے کہا کہ cause of death evident تھی' اس لئے پوسٹ مارٹم کی ضرورت نہیں تھی۔ اس بات سے میں ان سے متفق ہوں کہ ان مجز صاحبان کی cause of death کا سب کو پتا تھا۔ مگر پوسٹ مارٹم کی ضرورت اس لئے تھی کہ پتا یہ چلے کہ آیا کہ ان کی شہادت جس گولی سے ہوئی وہ گولی پولیس کی بندوق سے نکلی تھی یا مجرموں کے پستول سے' اس لئے پوسٹ مارٹم ضروری تھا۔ چلیے' ہم یہ تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں detailed postmortem کی ضرورت نہیں تھی' کیمیکل ایگزامینیشن کی ضرورت نہیں تھی مگر ہمیں اس گولی کے ایگزامینیشن کی ضرورت تھی۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ یہ بعد میں اپنی بات کر لیں۔ جس ہڈی میں گولی ہے۔ جب تک اس کی dissection نہیں ہو گی تو میں آپ کے توسط سے پوچھوں گا کہ وہ گولی باہر کیسے آئے گی اور اس کا ایگزامینیشن کیسے ہو گا؟ میں راجہ بشارت صاحب سے پوچھوں گا کہ انہوں نے ان کا مکمل پوسٹ مارٹم یا ایگزامینیشن کیوں نہیں کروایا اور وہ اس بات کی گہرائی تک کیوں نہیں گئے کہ وہ گولی کس کی چلائی ہوئی تھی؟ (قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: Let the doctor reply first

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ سوال و جواب کا سلسلہ نہ کیا جائے۔ جس معزز رکن نے بات کرنی ہے وہ اپنی باری پر بات کرے۔ آخر میں ہم جواب دیں گے لیکن میں اتنی گزارش ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ تاثر یہ دیا جا رہا ہے کہ شاید ہم بالکل آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمیں کچھ پتا نہیں۔ یہ بھی نہیں ہوا' وہ بھی نہیں ہوا۔ کم از کم میری بات سن لیں۔ اس کے بعد آپ کی تسلی ہو جائے گی کہ ہم نے کیا اقدامات کئے ہیں اور کس حد تک کئے ہیں؟ اس میں آپ کی طرف سے اس وقت تک جو قیمتی آراء آئی ہیں اس کے متعلق ہم نے دیکھنا ہے کہ اس پر کس حد تک عمل درآمد ہو سکتا ہے۔ میں نے یقین دلایا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ عمل درآمد بھی کریں گے لیکن آپ پہلے اپنی بات کو مکمل کر لیں اور یہ سوال و جواب کا سلسلہ بند کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو بات کرنے کا

موقع مل سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاء منسٹر صاحب کی یہ تجویز بہتر ہے کہ اس پر اگر سیر حاصل بحث کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس سانحہ کے حوالے سے جو بات ہو رہی ہے اس پر راجہ صاحب بعد میں پالیسی سٹیٹمنٹ دیں کہ وہ اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لئے کیا کر رہے ہیں یا اس بارے میں ان کی کیا efforts ہیں؛ لیکن اس واقعہ کے facts سے متعلق وہ ایک مختصر سی بات پہلے کر دیں تاکہ مقررین کو اپنی بات کرنے میں' سمجھانے میں اور اس ایوان کو اپنا نقطہ نظر بیان کرنے میں ذرا آسانی رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں پہلے بھی یہی بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن چونکہ معزز لیڈر آف دی اپوزیشن نے بات کی ہے۔ اس کے بعد چونکہ یہ عام بحث ہو گئی ہے' نہیں تو میں پالیسی سٹیٹمنٹ دے دیتا اور اس پر بحث کی جاتی۔ چونکہ آپ نے اس وقت یہ فرمایا تھا کہ ہم نے ایک incident کے حوالے سے بات کرنی ہے تو چونکہ اب بات چل نکلی ہے اس لئے میری صرف یہ استدعا ہے کہ بجائے اس کے ہم ایک دوسرے کو interrupt کریں ہمیں اپنی بات کرنی چاہئے اور اس کے بعد میں سارا wind up کر جاؤں گا۔ اس میں میں آپ کو ساری details دوں گا اور اگر آپ سمجھیں گے کہ اس میں کہیں مزید وضاحت کی ضرورت ہے تو اس کے لئے بھی میں حاضر ہوں انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی کر دی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس واقعے کے حوالے سے حکومت نے اب تک جو اقدامات اٹھائے ہیں انہی سے متعلق اس incident پر بحث کرتے ہوئے معزز اراکین نے تجاویز دینی ہیں ناں' تو جب ہمیں یہ ہی نہیں پتا کہ انہوں نے وہاں پر اب تک کیا کیا ہے' یہ تھوڑی سی بات کریں گے تو پتا چل جائے گا۔ میری نظر میں تو اس واقعے کے ملزم وہ لوگ ہیں جنہوں نے

جیل کے اندر اسلحہ پہنچایا۔ جیل کے اندر اگر اسلحہ نہ پہنچتا تو یہ واقعہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ جیل کے اندر جب اسلحہ پہنچا تو یہ واقعہ ہوا۔ جن کے پاس اسلحہ پہنچا اور انہوں نے یہ اسلحہ operate کیا تو انہوں نے ان پانچوں میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑا۔ انہوں نے اسی وقت وہ سب کے سب فارغ کر دیئے تاکہ ان میں سے کوئی یہ نہ بتا دے کہ میں نے اسلحہ کہاں سے لیا اور کس کے ذریعے لیا۔ اس اسلحہ کو چلانے والوں کا معاملہ تو انہوں نے وہیں پر ختم کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی گھناؤنی سازش ہے اور اس طرح کے مافیا نے پورے ملک کو ہر طرح سے اپنی grip میں لیا ہوا ہے۔ بات یہ ہے کہ مجرز کے بیان کے مطابق انہوں نے وقت سے پہلے ہی آپریشن شروع کر دیا۔ ہم نے انہیں کہا تھا کہ آپ ہمیں ٹائم دیں، ہم ان سے مذاکرات کر رہے ہیں، ہم نے انہیں رضامند کر لیا ہے اور وہ ہتھیار ڈالنے والے ہیں۔ تو یہ وقوعہ کتنے بجے ہوا؟ کیسے ہوا؟ اس کے بعد آپریشن کے لئے انہوں نے کن لوگوں کی ڈیوٹی لگائی؟ اس میں سے کس آدمی نے نااہلی کی، اور یہ کن کن لائنوں پر investigation کر رہے ہیں؟ اس کے اوپر یہ 5/10 منٹ میں بات کر لیں تاکہ اس پر جو تجاویز آئیں گی کہ یہاں پر آپ غلط کر رہے ہیں اسے اس طرح سے کریں یا یہ صحیح ہو رہا ہے یا یہ صحیح نہیں ہو رہا تو وہی بحث fruitful ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بات سے انحراف نہیں کرنا چاہئے۔ وہاں پر جو واقعات ہوئے ہیں یہ ان کے متعلق بتا دیں اور کیا یہ سیالکوٹ گئے ہیں؟ اس سے پہلے انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم سیالکوٹ گئے، رات وہاں پر رہے اور اس کے بعد ہم واپس آئے ہیں اور پھر کہا کہ ہم اس بحث کو rules suspend کرنے کے لئے اس لئے روک رہے ہیں کہ ہمارے پاس ابھی information نہیں پہنچی، تاکہ information پہنچ جائے جیسے سیالکوٹ سے information گدھا گاڑی پر بیٹھ کر آ رہی ہے۔ تو یہ ساری باتیں---

MINISTER FOR LAW: Sorry for interruption sir!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے کب کہا ہے کہ ہمارے پاس رپورٹ نہیں ہے۔ میں نے کب کہا ہے کہ ہم general discussion اس لئے نہیں کرنا چاہتے کہ ہمارے پاس فی الحال information نہیں ہے۔ misquote مت کیا جائے اور پھر میں استدعا کروں گا کہ خدارا! اسے politicize نہ کیا جائے۔ آپ ایک واقعہ کو واقعے کے طور پر لیں، اس کی

سنگینی اور اس کی نزاکت کو مدنظر رکھیں اور اپنی تجاویز دیں۔ میں پھر بار بار اسی لئے استدعا کر رہا ہوں کہ اگر اسے politicize کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے اور بہت ساری چیزیں ہیں جن کے ساتھ ہم political game کھیلتے رہتے ہیں تو میں آپ سے استدعا کروں گا کہ یہ cross talk کا سلسلہ بند کروا کر اس بحث کو آگے بڑھایا جائے تاکہ ہم بھی اپنا point of view دے سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب! فرمائیے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! تمام معزز ممبران اس سانحہ کے حوالے سے اپنی اپنی تجاویز دینا چاہتے ہیں لیکن ضروری بات یہ ہے اور جیسے رانا صاحب نے بھی کہا کہ اصل معاملہ کیا ہوا۔ میں ابھی تک confuse ہوں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ پوسٹ مارٹم نہیں ہوا یا ٹھیک نہیں ہوا۔ منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ لواحقین نے منع کر دیا۔ میں چاہوں گا کہ لا منسٹر سے کہیں کہ کس مقتول کے لواحقین نے درخواست دی کہ جناب! ہم اس کا پوسٹ مارٹم نہیں کرانا چاہتے۔ اس کے حوالے سے اگر کوئی اقدامات ہوئے ہیں تو اس میں شرمانے کی کیا بات ہے؟ آپ بتا دیں تاکہ ہم اس کے مطابق اپنی تجاویز دیں اور اس بات کی وضاحت ہو جائے کہ جوڈیشل مجسٹریٹ نے کہا کہ پوسٹ مارٹم نہیں ہونا چاہئے۔ ضابطہ فوجداری میں قصاص اور دیت کے آنے کے بعد پولیس، سرکار اور نہ ہی مدعی کی کوئی حیثیت ہے۔ اگر کسی کی کوئی حیثیت ہوتی ہے تو اس کے لواحقین یا ورثا کی ہوا کرتی ہے کہ وہ compromise کرتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کا بیان ہے تو وہ بیان کیا جائے۔ اس کے بعد ہم تجاویز دیں گے۔ ابھی تک کیا معاملات ہوئے ہیں؟ ان پر تھوڑی سی 5 منٹ کے لئے briefing دے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! لا منسٹر صاحب فرما چکے ہیں اور جیسا کہ ابھی لیڈر آف دی اپوزیشن نے اپنی بات شروع کر دی ہے اور تسلسل کے ساتھ دوسرے اصحاب اپنی اپنی بات فرما رہے ہیں تو اب یہ سلسلہ چلنا چاہئے۔ جس طرح عباسی صاحب کہہ رہے ہیں کہ پہلے یہ بات کر لیں جیسے یہ شاید راجہ صاحب کا trial کرنا چاہتے ہیں۔ راجہ صاحب نے پہلے بتا دیا ہے اور انہوں نے صرف ایک نکتے پر بات کی تھی کہ جوڈیشل مجسٹریٹ کے حکم پر پوسٹ مارٹم نہیں ہوا۔ وہ ساری کی ساری تفصیل

بیان کریں گے۔ آپ کو لاء اینڈ آرڈر کی situation پر اپنی تجاویز دینے میں کوئی چیز مانع نہیں۔ ابھی رانا صاحب نے فرمایا کہ یہ وہاں پر گئے تھے یا شاید نہیں گئے تھے۔ یہ میرے بھائی ہیں میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ راجہ صاحب وہاں پر گئے تھے اور جب ایوان عدل میں ہمارے محترم اور بہت ہی معزز اور انصاف دینے والے تین ججوں کی غائبانہ نماز جنازہ ہوئی ہے تو وہاں پر ہماری آدھی کابینہ موجود تھی اور رانا مشہود صاحب کے علاوہ وہاں پر آپ میں سے کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ ہماری طرف سے تمام کی تمام گزارشات کر دی جائیں گی۔ اب ایک چیز چل رہی ہے آپ اپنی تجاویز دیجئے اور ہم آپ کی تجاویز کی روشنی میں اس سانحہ کو thrash out کرنا چاہتے ہیں لہذا اس سلسلے کو چلنے دیں اور دیگر صاحبان کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے ارشادات فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار امجد حمید خان دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں دو وجہ سے آپ کا شکر گزار ہوں۔ ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ ایسے صدمے پر' ایسے واقعے پر آپ نے بحث کی اجازت دی۔ جس کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میں دوسرا آپ کا یہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت دی کہ اس پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔

جناب والا! یہ بحث چل رہی ہے تو ہماری پارٹی نے اپوزیشن کو سرنگوں کرنے کی کوشش کی ہے اور اپوزیشن نے ہماری پارٹی کو سرنگوں کرنے کی کوشش کی ہے۔ سیالکوٹ کا شہر حضرت علامہ اقبال مرحوم کا شہر ہے۔ یہ کتنی شرمناک' دردناک اور اندوہناک بات ہے کہ اس شہر میں یہ واقعہ ہوا ہے۔ جہاں پاکستان کا تخیل دینے والا پیدا ہوا۔ میں کسی لگی لپٹی کے بغیر گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں۔ کبھی وہ پیپلز پارٹی میں تھے' کبھی (ن) لیگ میں تھے اور (ن) لیگ سے پیٹریاٹ میں آ گئے' اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، پلیز ان کو بات کرنے دیں۔ آپ نے بات کی ہے' اب ان کو بات کرنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں اس ذہین آدمی کی بات کرتا ہوں کہ جس کے سر پر بال

نہیں ہیں۔ میں اس کی امداد کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے اس میں ہم سب ملوث ہیں' ہمارے بزرگ ملوث رہے ہیں۔ ساری پارٹیاں اس بات میں ملوث رہی ہیں کہ جیل خانہ جات میں جو جرائم ہوتے رہے ہیں کسی نے ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی' بیرون بھی پہنچتی رہی ہے' اسلحہ بھی پہنچتا رہا ہے اور 370 کے واقعات بھی ہوتے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں دی اور پیپلزپارٹی کے ایک صاحب جناب حاکمین صاحب تھے' یہ آج سے 40 سال پہلے کا واقعہ ہے' وہ پہلی دفعہ وزیر جیل خانہ جات بنے تو انھوں نے اس فلور پر یہ جاں فزا مژدہ سنایا کہ ہم جیلوں کی قطاریں لگا دیں گے۔ اگر کوئی پرانا آدمی موجود ہو تو اس کو یاد ہو گا۔۔۔ (قہقہہ)

جناب قائم مقام سپیکر: میں گواہ ہوں۔ یہ سینئر ترین ممبر ہیں' ہمیں ان کی عزت کرنی چاہئے۔

سردار امجد حمید خان دستی: ملک حاکمین نے کہا تھا کہ ہم جیلوں کے جال بچھا دیں گے۔ لیکن جیلوں کے جال تو نہ بچھائے بلکہ جیل خانہ جات مجرموں کی پرورش کے مقامات بن گئے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ ہم سنجیدگی سے سوچیں۔ آپ پولیس پر جو الزامات لگا رہے ہیں' میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں' میں آپ کی ہاں میں ہاں ملاتا ہوں کہ پولیس ہمیشہ پورس کے ہاتھیوں کی طرح اپنوں پر چڑھ دوڑتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ حالیہ واقعہ ہے کہ جناب شریف الدین پیرزادہ صاحب' جو ایڈووکیٹ جنرل بھی رہے ہیں' لاء منسٹر بھی رہے ہیں اور ہر حکومت میں سب سے پسندیدہ وزیر رہتے ہیں۔ انھوں نے یہ انکشاف کیا کہ محترمہ فاطمہ جناح جب فوت ہوئیں تو سب سے پہلے میں گیا اور میں نے دیکھا کہ ان کے جسم پر زخموں کے نشانات تھے' وہ طبعی موت نہیں مری تھیں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ اے شریف الدین پیرزادہ! تو تو ہر حکومت میں مزے لوٹتا رہا ہے اور تجھے خدا نے ایسی زبان دی ہے کہ ہر کوئی تجھے لاء منسٹر بھی بنا دیتا ہے۔ تجھے کیا ہو گیا تھا کہ تو چالیس سال گنگ رہا۔ اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ پولیس بھی موقع پر پہنچی ہو گی۔ اگر پیرزادہ نے دیکھا تھا تو پولیس اندھی تو نہیں تھی۔ پولیس نے بھی ضرور دیکھا ہو گا کہ محترمہ فاطمہ جناح کی میت پر زخموں کے نشانات تھے۔ یہ ہمارے لئے اتنا شرمناک واقعہ ہے کہ ہم نے اپنے محسن کی بہن' ہماری محسن' پاکستان کی محسن کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ یہ پولیس کی مہربانی ہے کہ یہ اپنوں پر چڑھ دوڑتی ہے' یہ پورس کے ہاتھی ہیں۔

ہماری حکومت نے' جناب چیف منسٹر نے اس سلسلے میں بڑی سختی سے نوٹس لیا ہے۔ انھوں

نے کہا ہے کہ ہم پولیس کی ازسرنو تنظیم کریں گے۔ ان کو اپنے طور طریقوں سے علیحدہ کریں گے۔ ان کو سکاٹ لینڈ یارڈ کی طرز کی تربیت دیں گے۔ ان کو یہ اجازت نہیں دیں گے کہ ڈنڈوں سے' جوتوں سے یا کسی کی بھنویں اتاریں۔ ہم یہ برداشت نہیں کریں گے۔ یہ ہمارے ساتھ بھی یہ کر سکتے ہیں۔ اپنی پارٹی کے ساتھ بھی یہ کر سکتے ہیں۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ یہ پورس کے ہاتھی ہیں--- (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ایک بننے والے تھانیدار نے اپنی ماں سے کہا کہ اسے اماں تو دعا کر کہ میں تھانیدار بن جاؤں۔ ماں نے کہا کہ تو تھانیدار بن گیا تو کیا کرے گا۔ کہنے لگا کہ اماں سب سے پہلے میں تیری ناک کاٹوں گا' تو یہ اپنوں کی ناک کاٹنے والے ہیں۔ یہ راجن پور کے ساتھ کا بیٹ میر ہزار کا علاقہ ہے۔ آپ کو پتا ہو گا' بہت دیر کی بات ہے لیکن آپ نے سن رکھا ہوگا۔ ہمارے ہاں اللہ وسایا خان عرف چنوں خان کے جد امجد' ان کے بزرگوں میں سے ایک صاحب ولی خان لغاری تھے۔ اس کو ولی ابلیس کہتے تھے۔ پولیس اس کے ڈیرے پر مہمان ہوئی تو پولیس نے کہا کہ اے ولی ابلیس تیرا کیا حال ہے تو برجستہ ولی ابلیس نے جواب دیا آؤ' میری پولیس! یعنی ابلیس کی پولیس۔ انہوں نے کہا آؤ سائیں ابلیس اور ولی ابلیس نے کہا کہ آؤ میری پولیس۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ لمحہ فکریہ آپ کے لئے بھی ہے' ہمارے لئے بھی ہے کہ ہم ان کو ٹھیک کریں۔ ہم ان کو بتائیں کہ یہ طور طریقے نہیں ہیں کہ اپنے ہی ملک کے باشندوں کو جوتے اور ڈنڈے مارے جائیں اور اپنے ہی ملک میں یہ ہوا ہے کہ مختلف وزیراعظم جو آج دل بہلا رہے ہیں' کل رو رہے ہیں۔ ان کو یہ یاد نہیں تھا کہ جیل خانوں میں کیا ہوتا ہے؟ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور میں ذاتی طور پر جناب وزیراعلیٰ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا اور وہ اس معاملے میں بہت جاگ رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ پولیس بھی ٹھیک ہو' یہ ابلیس کی پولیس نہ بنے' یہ پاکستان کی پولیس بنے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کی اصلاح ہو' وہ چاہتے ہیں کہ جیل خانوں کی اصلاح ہو۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر جیلوں کا جال حاکمین نے نہیں بچھایا تھا تو آپ خدا کے لئے بچھا دیں' اس لئے کہ ہمیں ضرورت ہے۔ پچاس ہزار قیدی اس وقت جیلوں میں سڑ رہے ہیں اور ہمیں رو رہے ہیں کہ یہ ہمارے نمائندے کیسے ہیں؟ یہ وزیر بنتے ہیں' وزیر اعظم بنتے ہیں' صدر بنتے ہیں' جیلوں میں بھی آتے ہیں لیکن ان کو شرم و حیا نہیں آتی کہ جیلوں میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو ختم کریں--- (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں آپ سے اپنے وزراء صاحبان اور ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ میری ہمنوائی کریں۔ وزیراعلیٰ صاحب کو میری گزارش کی تائید کریں کہ جیل خانوں کے لئے ان میں جو اصلاحات ہیں اس کو جلد سے جلد لائیں اور زیادہ سے زیادہ جیل خانوں کی ضرورت کو پورا کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا کہ آج 53 سال میں یہ اپوزیشن والے کوستے رہتے ہیں لیکن یہ مزے لوٹ رہے ہیں۔ [********] (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ خواتین کی تعداد کے مطابق ان کو حصہ دیا کریں اور [**********] میں یہ آپ سے گزارش کروں گا کہ اپوزیشن کی خواتین اور ہماری طرف کی خواتین کو موقع دیں تاکہ وہ بھی اپنا موقف آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔

محترمہ شگفتہ انور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی بی بی! فرمائیں۔

محترمہ شگفتہ انور: دستی صاحب نے خواتین کے متعلق جو ریمارکس pass کئے ہیں ان کو اس ایوان کی کارروائی سے حذف فرما دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: It is expunged from the record۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ نہیں تھا لیکن پھر بھی حذف کئے جاتے ہیں۔ Now I call upon Mr Qasim Noon to take the floor

محترمہ صغیرہ اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب! آپ نے ہفتے والے دن بھی نماز کا وقفہ بالکل نہیں کرایا تھا اور ابھی بھی آپ نے نماز کے لئے وقفہ نہیں دیا' آپ پلیز نماز کا وقفہ کروایا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جن ممبروں نے نماز پڑھنی ہے ان کو اجازت ہے اور وہ جا سکتے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا اہم معاملہ ہے جس پر discussion ہونی چاہئے۔ اس کے بارے میں کمیٹی قائم کی جائے گی' آئندہ نماز کے لئے ٹائم مقرر کئے جائیں گے۔۔۔(قطع کلامیاں)

بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے!

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! ہمیشہ نماز کا وقفہ ہوتا ہے۔ نماز کا وقفہ ہونا چاہئے اور نماز باجماعت پڑھنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس پر کسی کو اعتراض تو نہیں ہے۔ اگر آپ نے نماز پڑھنی ہے تو آپ تشریف لے جائیں۔ جنہوں نے پڑھنی ہے وہ بھی چلے جائیں گے' کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اگر اس کے لئے ٹائم مقرر کرنا ہے تو سارا ہاؤس ٹائم fix کر لے۔ آئندہ جو اجلاس ہوگا تو پھر باقاعدہ یہاں اذان ہوگی اور ٹائم مقرر کر دیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص، آپ ٹائم مقرر کریں کیونکہ قومی اسمبلی میں اس کے لئے وقفہ ہوتا ہے' یہاں پر بھی وقفہ ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں پورے ہاؤس سے پوچھ لیتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص، آپ نماز کے لئے پندرہ منٹ کا وقفہ کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پندرہ منٹ کے لئے نماز کا وقفہ دیا جاتا ہے۔

(اس موقع پر نماز عصر کے لئے پندرہ منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد 6:06 پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین، جناب سمیع اللہ خان صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب نوید عامر صاحب۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ سب سے پہلے تو میں آپ کو اس کرسی صدارت پر تشریف رکھنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! گزارش ہے کہ آج ہم سیالکوٹ کے واقعے پر بحث کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس واقعہ نے ہمیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ اتنا بڑا اور اتنا اہم واقعہ ہے کہ اس کے نتیجے میں ہماری جیلوں کی صورت حال بالکل ایک ناوے کی طرح پھٹ پڑی ہے کہ وہاں پر یہ حالات ہیں۔ میرا خیال ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک

جیلوں کی اصلاحات کے لئے تقریباً 17 کمیشن قائم ہوئے لیکن کسی بھی کمیشن کی کسی بھی رپورٹ پر نہ عمل در آمد ہوا نہ وہ کبھی اسمبلیوں میں آئیں' نہ ان پر غور و خوض کیا گیا اور نہ ہی ان کے نتیجے میں کوئی اصلاحات کی گئیں۔ آج بھی 1884 کے جیل مینوئل کے تحت ہماری جیلوں کا انتظام و انصرام کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس واقعے نے' جس نے ہمیں جھنجھوڑا ہے' اسے دیکھتے ہوئے جیلوں کے حالات پر بالتفصیل غور و خوض کریں اور ان کا جائزہ لیں۔ الحمد للہ مجھے یہ موقع ملتا رہتا ہے اور میں 8/10 سالوں سے جیلوں کا NOV ہوں اور وہاں خدمت خلق کے کام بھی کرتا ہوں۔ جیلوں میں قیدیوں کی جو بہت زیادہ تعداد ہے اس سے سب لوگ آگاہ ہیں لیکن وہاں پر جو کرپشن کا عنصر ہے اس نے جیلوں کے قیدیوں کا جینا حرام کر رکھا ہے اور یہ جتنی کرپشن ہے وہ وہاں کی انتظامیہ کی نگرانی میں' ان کی سربراہی میں' ان کے مشورے سے ہوتی ہے۔ وہاں پر تلاشی کے مسئلے پر یہ بات ہوئی ہے۔ میرے فاضل دوستوں نے یہاں پر بات کی ہے کہ کوئلے گئے اور وہاں پر کوئلوں میں اسلحہ رکھ کر لے جایا گیا۔ گزارش یہ ہے کہ میں خود اس وقت یعنی گزشتہ دور حکومت میں جیل میں تھا اور وہاں پر میرے سامنے یہ واقعہ ہوا۔ پتا چلا کہ سپرنٹنڈنٹ جیل کے ساتھ کچھ لوگوں نے لڑنا شروع کر دیا ہے اور جیل کے ملازمین لڑ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ جیل کی تلاشی کی نیلامی ہوئی تھی یعنی سپرنٹنڈنٹ جیل نے جیل کی تلاشی کا ٹھیکہ کچھ ملازمین کو دیا ہوا تھا' 90 ہزار کا ٹھیکہ تھا آج اس کے ابھی تین دن باقی رہتے تھے اور انہوں نے دوسرے ملازمین کو نیا ٹھیکہ الاٹ کر دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں یہ لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں کہ ہمارے تین دن ابھی رہتے ہیں اور ہمارے ٹھیکے کی مدت ایک ماہ ہے اس کو پورا کرنے دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 90 ہزار روپے انہوں نے سپرنٹنڈنٹ کو دینا ہوتا ہے باقی وہ خود جو کمائی کرتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہے۔ اس سے کئی گنا زیادہ وہ خود کما لیتے ہیں۔ جناب والا! جہاں پر تلاشی کا بھی باقاعدہ ٹھیکہ دیا جاتا ہو' کنٹین جو جیلوں کے اندر سامان بیچنے کے لئے آتی ہے اس کا بھی باقاعدہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے۔ کھانے کے سامان کی سپلائی کے لئے مختلف لوگ ٹھیکیدار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس ایوان کے floor پر یہ کہہ رہا ہوں کہ جیلوں کے اندر جو گوشت دیا جاتا ہے وہ اگر آپ کتوں کو بھی ڈالیں گے تو وہ بھی نہیں کھائیں گے۔ اس کے علاوہ مردار جانوروں کا گوشت بھی جیلوں کے اندر سپلائی کر دیا جاتا ہے۔ اس بارے میں میں نے کئی بار مختلف تجاویز جیلوں کے بارے میں دی ہیں اور اس سلسلے میں میں نے ایک سابقہ

آئی جی صاحب سے گزارش کی کہ یہ ہمارے ملک کے اندر مختلف گورنمنٹ کے ادارے موجود ہیں لیکن جیل کے اندر ایسی کنٹینیں ہیں جہاں پر نمک بھی خالص نہیں ملتا وہ بھی دو نمبر ملتا ہے۔ سبزی گلی سڑی ملتی ہے اور اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ وہاں پر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی نہ کوئی ادارے قائم کئے جائیں۔ وہاں پر proper دکانیں بنا کر دیں۔ ٹیلی فون کا سن لیں اگر کسی عام قیدی نے ٹیلی فون کرنا ہو تو اس سے سو روپے رشوت کے لئے جاتے ہیں اور وہ اس ٹیلی فون کے ذریعے اس کا پیغام دیتا ہے۔ جناب والا! اس میں ایسی کون سی بات ہے اگر جیلوں کے اندر پی۔سی۔او بنا دیا جائے۔ ایک دفعہ امریکہ کے اندر ایک قیدی تھا میں اس کو میگزین کے لئے کچھ کتابیں بھیجتا تھا۔ اس نے امریکہ کی جیل سے مجھے ٹیلی فون کر کے کچھ باتیں اس کے بارے میں مجھ سے پوچھیں۔ اب جیل کے اندر ساری کی ساری رکاوٹیں جو ہیں لوگوں کو جیل کے اندر سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے جیل کی انتظامیہ نے کھڑی کی ہوئی ہیں تاکہ اس کے ذریعے وہ پیسے کمائیں۔ اگر سو روپے دے کر ٹیلی فون کیا جا سکتا ہے تو دو روپے یا پانچ روپے دے کر پی۔سی۔او سے ٹیلی فون کرنے کی آپ ان کو اجازت کیوں نہیں دے سکتے۔ وہاں پر کنٹینیں سرکاری سطح پر بنانے کی اجازت کیوں نہیں دے سکتے۔ اس سلسلے میں میں خاص طور پر یہ کہوں گا کہ ہمارے پاس مختلف ادارے موجود ہیں۔ ان کے وہاں پر دفتر کھولے جائیں۔ وہاں پر ان کو مفت لیبر بھی مہیا ہو سکتی ہے اور کھانے کی جو وہاں پر کوالٹی ہے' اس سے پہلے بھی مختلف سوالات کے ضمن میں جوابات میں یہاں بتایا گیا تھا کہ 25 قیدیوں کے لئے جو کھانا پکتا ہے' اس کے لئے ایک پیاز مہیا کیا جاتا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ 25 قیدیوں کے لئے جو کھانا پکے اور اس کے لئے آپ ان کو ایک پیاز مہیا کریں گے تو وہ کیا کھانا ہوگا؟ اس کھانے کی آپ وہاں جا کر حالت دیکھیے کہ قیدی کس طرح کی زندگی گزارتے ہیں؟ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیلوں کے اندر یہ حالت ہے کہ وہ بیچارے قیدی جو دوسرے شہروں سے آئے ہوئے ہوتے ہیں چھ چھ ماہ تک ان کو گوشت کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ بدقسمتی سے اگر کسی کا کوئی رشتہ دار کبھی گوشت پکا کر ان کے لئے لے آتا ہے تو جیل کے عملے کے لوگ اس میں سے بوٹیاں نکال کر شوربا ان کو بھیج دیتے ہیں۔ اس گھٹیا طریقے سے جیلوں کے اندر یہ سارے معاملات چلائے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا مجھے اس پر شدید دکھ ہے اور رنج ہے کہ وہاں پر جیل کے اندر ہمارے معزز جج صاحبان کو شہید کیا گیا لیکن ہمارے عدالتی نظام کا بھی آپ جائزہ لیں کہ یہاں پر کیا

ہوتا ہے۔ دس دس سال لوگ پھانسی کی کوٹھڑی میں پڑے رہتے ہیں لیکن ان کی عدالتوں سے تاریخیں بھی نہیں نکلتی ہیں۔ لوگ depression کے مریض ہو جاتے ہیں' وہ سنکی بن جاتے ہیں' وہ ذہنی توازن کھو بیٹھتے ہیں۔ جو آدمی پھانسی کی کوٹھڑی میں آٹھ دس سال سے پڑا ہے اور اس کی کوئی تاریخ تک باہر نہیں آ رہی ہے اس کو پتا نہیں چل رہا کہ عدالت میں کب اس کی شنوائی ہوگی۔ اس وجہ سے لوگوں کے اندر اس طرح کے رجحانات پیدا ہوتے ہیں کہ وہ مزید جرائم کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے قانون میں ایسی ترامیم ہونی چاہئیں' وہاں پر دو قسم کے مجرم ہوتے ہیں ایک وہ مجرم ہیں جو عادی مجرم ہیں جو ہر دفعہ جرم کرتے ہیں ان کے لئے ایک الگ معیار ہونا چاہئے۔ ایک وہ مجرم ہے جس سے غلطی سے جرم ہو گیا ہے یا اس سے پہلی دفعہ جرم ہوا ہے اور اس کو نہیں پتا تھا کہ اس جرم کی یہ نوعیت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عرب کے اندر قحط پڑا تھا تو انہوں نے ہاتھ کاٹنے کی سزا کو ساقط کر دیا تھا کہ لوگ بھوکے مر رہے ہیں اگر کوئی چوری کر لیں گے تو اس پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اپنے عدالتی نظام کے اندر بھی یہ تبدیلیاں لائیں' وہاں پر قانون کے اندر بھی یہ تبدیلیاں لائیں کہ عادی مجرموں میں اور اگر کسی سے اتفاقاً غلطی ہو جائے تو ان دونوں کے متعلق عدالتوں کو بھی فیصلہ کرتے وقت دیکھنا چاہئے کہ ان میں سے کون عادی مجرم ہے اور کون ایک ایسا آدمی ہے جس سے ناگہانی طور پر کوئی غلطی ہوئی ہے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری پولیس کے بارے میں میرے بہت سے دوستوں نے بہت ساری باتیں کی ہیں لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس کے اندر چند گنے چنے افراد ہیں جو ایماندار لوگ ہیں۔ ورنہ وہاں پر جو ان کے کمائی کے ذرائع ہیں ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ لاہور میں جب گزشتہ دور حکومت میں ٹریفک پولیس کی اصلاح کے لئے کوئی کوششیں کی گئیں اور اڈے جو ہیں وہ شہر سے باہر شفٹ کئے گئے' یہ خود گورنمنٹ کی طرف سے کہا گیا کہ تقریباً دس کروڑ روپے کی ماہانہ رشوت اڈوں سے اکٹھی ہوتی تھی اور ٹریفک پولیس وہ اکٹھی کرتی تھی جس کا اب موجودہ دور میں خاتمہ ہوا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پولیس کو ایک ذمہ دار محکمہ بنائیے' ذمہ دار محکمہ بنانے کے لئے ان کی ٹریننگ' ان کی تربیت کا اس طرح کا اہتمام ہونا چاہئے کہ انہیں اس ملک کے محافظ کی شکل میں سامنے آنا چاہئے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر انتظامیہ کا بھی failure ہے وہاں پر جو کچھ ہوا ہے یہ انتظامی failure بھی ہے۔ وہاں پر ڈسٹرکٹ ناظم وہاں کے

لوکل کمانڈر کے کہنے پر، سیالکوٹ کے جو ڈسٹرکٹ ناظم ہیں ان کے والد کا تعلق جماعت اسلامی کے ساتھ ہے لیکن وہ صاحب، میں یہ یہاں پر on the floor of the House یہ کہہ رہا ہوں، ان کو صرف اور صرف ڈسٹرکٹ ناظم اس لئے بنایا گیا کہ ان کے وہاں کے ایک نمایاں فوجی افسر کے ساتھ ذاتی تعلقات تھے۔ جو لوگ اس طرح کے تعلقات کی بناء پر اس طرح کے عوامی عہدوں پر فائز ہوں گے، جب اس طرح کا آزمائش کا وقت آئے گا تو وہ غلط فیصلے کریں گے، ان سے درست فیصلے نہیں ہوں گے۔ جن کو کوئی تجربہ نہ ہو، جنہیں کسی commitment کی بجائے، جنہیں کسی تجربہ کی بجائے، معیار کی بجائے صرف اور صرف ذاتی تعلقات کی بنیاد پر ڈسٹرکٹ ناظم، جس کے سپرد آپ نے پورے کا پورا ضلع کر رکھا ہے، ایسے لوگوں کو اگر آپ بنا دیں گے اور دھکے سے بنا دیں گے اور لوگوں کو جیلوں سے رہا کروا کر ان کی الیکشن campaign پر لگا دیں گے تو پھر یہی کچھ ہوگا۔ اس طرح کے لوگوں کو اگر آپ ڈسٹرکٹ ناظم لگا دیں گے اور اسی طرح کے فیصلے کریں گے تو اس کے نتیجے میں اسی طرح کے اندوہناک واقعات ہوں گے۔ اس لئے میں آخر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کے واقعات کو اگر روکنا ہے تو یہ جو سولہ سترہ جیلوں کی اصلاحات کے لئے پہلے کمیشن بنائے گئے ہیں براہ مہربانی ان سب کا جائزہ لیجئے۔ ان میں جتنی اچھی تجاویز ہیں ان سب کو مدنظر رکھتے ہوئے جیلوں کے اندر اصلاحات کا ایک نظام قائم کیا جائے۔ عدالتی نظام کی بھی اصلاح کیجئے، جیلیں اس وقت مجرموں کی پناہ گاہیں بن چکی ہیں، ان کی تربیت گاہیں بن چکی ہیں۔ وہاں پر وہ مجرم جن کو باہر کی چیزوں کا پتا نہیں ہوتا جیل میں جا کر اس کی پوری ٹریننگ حاصل کر کے پورے تجربہ کار ہو کر جرائم کے بارے میں پورے ماہر بن کر باہر آتے ہیں، اس لئے اس کی روک تھام کے لئے ہمیں اس کا انتظام کرنا چاہئے۔ یہ بنیادی مسائل جو ہیں، ان کو بھی حل کریں۔ اس موقع پر آپ نے اگر پھر کنویں سے پانی نکالنے پر اکتفا کیا اور تحقیقاتی کمیٹی نے صرف اس بات پر اکتفا کیا کہ کنویں کے اندر جو کتا گرا ہوا ہے اس کو نکالنے کی بجائے پانی نکالتے رہیں گے تو بات نہیں بنے گی۔ آج اس طرح کا واقعہ ہوا ہے، کبھی خدا نخواستہ پھر کوئی اور واقعہ ہو جائے گا۔ جتنے جیلوں کے اندر اس طرح کے واقعات اب ہونے شروع ہوئے ہیں، اس کی کوئی ماضی میں مثال نہیں ملتی۔ کیونکہ اب ان سب معاملات کی بھی آخیر ہو چکی ہے۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کے بارے میں سفارشات تیار کر کے دیں۔ جب تک عدالتوں اور جیلوں کے نظام میں بنیادی تبدیلیاں نہیں کی جائیں گی تو اس طرح کے واقعات کسی نہ

کسی شکل میں رونا ہوتے رہیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، محترمہ صغیرہ اسلام!

محترمہ صغیرہ اسلام، میں رانے اعجاز صاحب کو سپیکر کی کرسی پر بیٹھنے پر دلی مبارک باد دیتی ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین، یہ عارضی ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام، یہ عارضی ہے' چلیں بیٹھے تو ہیں ناں! جب عارضی مل جائے تو مستقل بھی ہو جاتی ہے۔ آج جس اہم موضوع پر یہاں پر بحث ہو رہی ہے وہ تو سیالکوٹ کا واقعہ ہے لیکن میں سب سے پہلے اپنے ہی ضلع سے شروع کروں گی۔ سب سے پہلا قتل جو 1960 میں ہوا وہ ضلع شیخوپورہ کی جیل کے اندر ہی ہوا۔ جناب والا! اگر کسی موذی مرض کو جڑ پکڑنے سے پہلے ختم کر دیا جائے تو وہ آگے نہیں پھیلتا لیکن اگر اسے صرف اوپر سے کاٹ دیا جائے تو زہر پورے جسم میں پھیلتا چلا جاتا ہے۔ جناب عالی! یہ پولیس بھی اس زہر کی طرح معاشرے کے اندر جرائم کو پھیلا رہی ہے۔ ہر وہ جرم جو اس معاشرے میں واقع ہوتا ہے' ہر وہ برائی جو اس معاشرے میں جنم لیتی ہے اس کے پس پردہ ایک ہاتھ ہے اور میرے خیال میں وہ ہاتھ پولیس سے بڑھ کر کسی اور کا نہیں ہے۔ کوئی criminal کام ہو' کوئی قتل ہو' جب تک پولیس اس میں involve نہ ہو' کسی مجرم کو اتنی جرأت نہیں کہ وہ قتل کر سکے۔ منشیات کے کام میں بھی پولیس کی پشت پناہی شامل ہوتی ہے۔ جناب عالی! میرا تعلق اس رورل ایریا سے ہے جہاں پر صرف پولیس کی حکمرانی ہے۔ پولیس جسے چاہتی ہے جس کیس میں مرضی پکڑ لیتی ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے سپیکر کی کرسی پر رانے اعجاز صاحب بیٹھے ہوئے ہیں' ان کے خاندان کے ساتھ ضلع شیخوپورہ میں پولیس نے جو کچھ کیا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے تو حکومت اور انتظامیہ نے پولیس کے ساتھ کیا کیا؟ قاتل تو اسی طرح دندناتے پھر رہے ہیں۔ ان کے بھائی کو قتل کیا گیا' ان کے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی' ان کی والدہ کی قبر کا نام و نشان تک ختم کر دیا گیا۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ میری بات رہنے دیں۔ وہ الزام آئے گا تو پھر رانا ثناء اللہ صاحب کو جواب دینا پڑے گا۔ آپ کی مہربانی' آپ اس بات کو نہ چھیڑیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب عالی! میں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اگر پولیس کو کوئی آدمی نکیل ڈال

سکتا ہوتا تو پولیس اس حد تک آگے نہ بڑھتی۔ جیلوں میں اسلحہ پولیس ہی کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اسمبلی کے اندر آتے وقت اس بات کی نشاندہی کی جاتی ہے کہ پرس چیک کروا کر اندر جائیں۔ یہ ایک اچھا طریقہ کار ہے ایسا ہونا چاہئے۔ اسی طرح اگر جیلوں کے دروازوں پر چیکنگ سخت کر دی جائے تو جیلوں کے اندر اسلحہ' منشیات اور شراب وغیرہ جانا بند ہو جائے اور میرا خیال ہے کہ کرائمز اور بدمعاشی کے اڈے اس سے بڑھ کر کہیں بھی نہیں ہیں جتنے جیلوں کے اندر ہیں۔

جناب عالی! دکھ اور حیرت کی بات ہے کہ جج خود فیصلے اور انصاف کرتے ہیں' مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے انہوں نے بھی کسی مجرم کے خلاف کوئی فیصلہ کیا تھا جو انہیں وہاں پر بلا کر اس بے دردی کے ساتھ یہ آپریشن کر کے مروایا گیا۔ جہاں تک میرے بھائی کی اس بات کا تعلق ہے کہ ان کا پوسٹ مارٹم نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اگر پوسٹ مارٹم ہی نہیں ہوگا تو وہ کیس آگے کیسے چلے گا؟ میں لاءمنسٹر صاحب سے یہ عرض کروں گی کہ انہیں صرف معطل کر دینا ہی کافی نہیں ہے۔ معطل تو بہت سارے لوگ ہو جاتے ہیں لیکن وہ بحال ہونے کے بعد اس سے زیادہ بڑے جرم کرتے ہیں۔ راجہ صاحب سے میری یہ درخواست ہے کہ ان آدمیوں کو ملازمت سے برطرف کیا جائے اور انہیں کڑی سے کڑی سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی آدمی اتنی بڑی جرأت نہ کر سکے کہ وہ جیلوں کے اندر اسلحہ لے کر جائے یا جیلوں کے اندر اسلحہ لے کر جانے والوں کو سپورٹ کرے۔ جب تک ان تمام چیزوں کی سختی نہ کی جائے گی اس وقت تک جرائم اسی طرح چلتے اور بڑھتے رہیں گے۔ ایک دفعہ جیلوں کی اصلاح کے لئے جیل کمیشن بنا تھا۔ انہوں نے بہت سی کارآمد رپورٹیں شائع کی تھیں اور کچھ عرصے کے بعد وہ رپورٹیں foot path پر پرانی کتابیں بیچنے والوں کے پاس پہنچ گئیں۔ مجھے اس بات کی حیرت ہے کہ اس جیل کمیشن کی رپورٹیں foot paths تک کیسے پہنچیں اور کس نے پہنچائیں؟ ان تمام چیزوں میں بھی جیل کا عملہ ملوث ہے۔

میں پھر ایک دفعہ لاءمنسٹر صاحب سے اور ویسے لگتا بھی ایسے ہی ہے کہ یہاں پر صرف لاءمنسٹر ہی ہر بات کا جواب دینے کے لئے موجود ہیں باقی منسٹر تو شاید صرف منسٹر ہیں اور انہیں صرف کارروائی کے لئے بٹھایا گیا ہے کیونکہ ان کا کوئی کام نہیں ہے اور نہ ہی انہیں اپنے محکموں کے بارے میں کوئی علم ہے اور نہ ہی انہیں یہ پتا ہے کہ کیا کرنا ہے۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہ صرف جی سر کے لئے بٹھائے گئے ہیں تو میں لاء منسٹر کی خدمت میں یہ درخواست کروں گی کہ سیالکوٹ کے سانحہ میں ان مجرموں کو کڑی سے کڑی سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی آدمی اتنی بڑی غیر اخلاقی جرأت نہ کر سکے اور لاء منسٹر سے یہ بھی درخواست ہے کہ اپنے ساتھیوں سے کہیں کہ وہ بھی آپ کی کوئی مدد کریں۔ اس کے علاوہ گیلری میں تمام متعلقہ افسروں کو بٹھایا جائے جن کا تعلق پولیس کے محکمے سے ہے کیونکہ جب لاء اینڈ آرڈر کی بات ہوتی ہے تو اس وقت آئی۔جی، ڈی۔آئی۔جی اور جتنے بھی پولیس کے متعلقہ افسر ہیں ان کا گیلری میں موجود ہونا ضروری ہے۔۔۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب عالی! میں نے محترمہ کو کچھ نہیں کہا، میں نے منسٹروں کو کہا ہے۔ یہ تو منسٹر بنی ہی نہیں ہیں، یہ کیوں اتنی تڑپ رہی ہیں؟ اور نہ ہی انہوں نے کبھی منسٹر بننا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں شکریہ ادا کرتی ہوں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی بی بی!

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے فلور دیا۔ میں اپنی اس بہن کی ایک بات کا جواب دینا چاہتی ہوں مگر اس سے پہلے مجھے ان سب کے رویے پر نہایت افسوس ہے کہ سیالکوٹ کے اس سانحہ کے حوالے سے انہوں نے شروع شروع میں ہر بات پہ پورے زور کے ساتھ ڈیسک بجائے۔ انہیں ان گھرانوں کا احساس ہی نہیں ہے جن میں اس وقت آہ و بکا جاری ہے۔ یہ آرام اور نہایت دھیمی آواز میں بات کرتے تو ہمیں پتا چلتا کہ واقعی ان کے سینوں میں آہ و بکا جاری ہے۔ انہیں کوئی افسوس نہیں ہے، یہ صرف نعشوں پر سیاست کر رہے ہیں۔ میری وہ بہن ابھی نماز کے وقفے میں لاء منسٹر صاحب کے پاس نہایت request سے پولیس کے کسی مسئلے کے بارے میں بات کر رہی تھیں اور راجہ صاحب کہہ رہے تھے کہ ایس۔ایس۔پی صاحب آپ کے مسئلے کے لئے 4 بجے تک میرے پاس بیٹھ کر گئے ہیں اور یہ موجود نہیں تھیں۔ یہ کہتی ہیں مجھے پتا نہیں تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ زاہدہ سرفراز! آپ تشریف رکھیں۔ آپ بیٹھ جائیں پلیز!

محترمہ صغیرہ اسلام، میری بات سنیں۔ مجھے بتائیں میں لاء منسٹر کے پاس کس کام کے لئے گئی تھی۔

میں وہاں نوکری لینے نہیں گئی تھی۔ میں لاء منسٹر سے کوئی ٹھیکہ لینے کے لئے request کرنے نہیں گئی تھی۔ سات مہینے پہلے میرا بھانجا قتل ہو گیا تھا میں اس حوالے سے راجہ صاحب کے پاس گئی تھی۔ میری راجہ صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس کی وضاحت کریں اگر وہ اس کی وضاحت نہیں کرتے تو پھر میں واک آؤٹ کر جاؤں گی۔

جناب چیئرمین، محترمہ صغیرہ اسلام! بیٹھ جائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب میں قاسم نون صاحب کو floor دیتا ہوں۔۔۔ محترمہ! تشریف رکھیں۔ اب میں قاسم نون صاحب کو فلور دیتا ہوں۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ ہاؤس کے اندر ذاتی معاملات کو اٹھایا جا رہا ہے۔ جب (ق) لیگ کی ٹکٹیں دی گئی تھیں۔ مجھے نہیں پتا کیا criteria تھا۔ [**********]

جناب چیئرمین، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جناب قاسم نون!

رانا محمد قاسم نون، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج سانحہ سیالکوٹ پر سیر حاصل گفتگو کرنے کے لئے ہاؤس نے رولز معطل کئے۔ ہم بہت شرمندہ ہیں' افسردہ ہیں۔ قوموں کی زندگی میں اس طرح کا واقعہ ایک کلنک کے ٹیکے کے برابر ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک معصوم جج جب کسی جیل کی انسپیکشن کرنے جاتا ہے تو نیتاً اور اصاتاً یہ intension ہوا کرتی ہے کہ اس نے قیدیوں کو ریلیف دینا ہوتا ہے' بیڑیاں اتارنی ہوتی ہیں' ان کی سزائیں معاف کرنا ہوتی ہیں۔ اس قابل افسوس واقعے پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

جناب سپیکر! ایک جج صاحب ابھی پندرہ دن پہلے' بدقسمتی کہہ لیں کہ تین سال میرے علاقے میں رہے۔ جب وہ الوداعی تقریب میں شجاع آباد سے رخصت ہو رہے تھے تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ چلے گئے' موت ان کو کھینچ کر لے گئی۔ اس واقعے کو کسی ایک گورننٹ کے کھاتے میں ڈالنا ہم سمجھتے ہیں کہ ناانصافی ہو گی۔ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ آئندہ ایسے واقعات کو discourage کرنا چاہئے۔

بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! میرے فاضل دوست رانا مشہود صاحب نے کہا کہ پاکستان کی تاریخ میں جوڈیشری پر حملہ پہلی دفعہ ہوا۔ میں ان کی تصحیح کر دوں کہ یہ تو کچھ جام شہادت نوش کر گئے، اس کو lapse کہہ سکتے ہیں، سکیورٹی کے lapses کہہ سکتے ہیں۔ [**********] قطع کلامیاں)

رانا مشہود احمد خان، قاسم نون صاحب یہ بتا دیں کہ حملہ کس نے کروایا تھا۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ حملہ جنھوں نے کروایا تھا، وہ سب کو پتا ہے۔

رانا محمد قاسم نون، چلیں! اس چیز کا بھی فیصلہ کر لیتے ہیں، میں بدقسمتی سے وہاں موجود تھا۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، راجہ ریاض صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ ابھی یہاں پر بات ہوئی تھی [**********] مجھے نہیں پتا ذرا مہربانی کر کے بتا دیں۔

جناب چیئرمین، بتا دیں گے۔ جی، قاسم نون صاحب!

رانا محمد قاسم نون، جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ میں جہاں اندوہناک واقعات ہوئے وہاں پر قوموں کی تاریخ میں، ملکوں میں civilized countries میں بلکہ لاطینی امریکہ میں Third World میں چلے جائیں۔ [**********]

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! بات دراصل یہ ہے، کیونکہ یہ معاملہ ایسا ہے، آپ کو بھی علم ہے اور لا منسٹر صاحب بھی جانتے ہیں۔ جو لوگ اس واقعے میں convict ہوئے ہیں، سزا یافتہ ہیں، کیا یہ ان کے نام بتا سکتے ہیں؟ آج یہ کن لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہیں؟

بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 195 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: یہ رانا آفتاب کو بھی پتا ہے اور آپ سب کو پتا ہے۔ راجہ بشارت کیوں بتائیں؟ آپ بتائیں' آپ وہاں موجود تھے۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر! میں اس وقت ملک میں نہیں تھا۔ جب یہ نام آئے تھے اور سزا ہوئی تھی۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ نام آ جائیں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! جو مدعہ ہوا تھا اس بات کو چھوڑیں اور سیالکوٹ کی بات کریں اور بحث جاری رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ) ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے تین دفعہ عدالت عالیہ کا نام لیا اور جو الفاظ استعمال کئے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ عدلیہ کے ساتھ مذاق ہے' ان کی توہین کے زمرے میں یہ بات آتی ہے' ان کو یہ حق نہیں ہے۔ انھوں نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں' انھیں حذف ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: میں وہ تمام الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ) : [**********]*

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ personal attack سے احتراز کریں۔ یہ الفاظ بھی کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا محمد قاسم نون: جب لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر بحث ہوتی ہے تو اس آٹھ مہینے کے تھوڑے سے عرصے میں کوئی بھی واقعہ موجودہ حکومت کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سراسر ناانصافی کی بات ہے۔ جب ہم پیچھے دیکھتے ہیں کہ عارف اقبال بھٹی ہائی کورٹ کے جج تھے ان کو شہید کر دیا گیا' کمشنر سرگودھا تجمل عباس کو شہید کر دیا گیا' علی رضا ڈی۔سی خانیوال کو شہید کر دیا گیا' جسٹس منیر محتسب اعلیٰ کو مار دیا گیا' میرا مطلب ہے کہ تاریخ ان چیزوں سے بھری ہوئی ہے۔ یہ ایک تسلسل ہے اس رویئے کا' اس general frustration کا جو ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہے۔ یہ پرویز الہیٰ کے کھاتے میں ڈالنے سے نمبرسکور نہیں کر سکیں گے۔ جب ہم حقائق کی طرف دیکھتے ہیں

---

*بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

تو ہمیں ڈی۔جی۔خان جیل کو توڑنے والے واقعات کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ ہمیں ڈی۔آئی۔جی بہاولپور کا قتل بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ جب پولیس ایکشن ہوتا ہے' چودہ ہمارے معصوم سینئر جج جیل کی انسپیکشن کرنے جاتے ہیں تو ان جیل کے قیدیوں کے لئے ان کے بیوی بچے لائے جاتے ہیں' ان سے منت سماجت کروائی جاتی ہے' ڈائیلاگ کئے جاتے ہیں کہ یکدم ان میں سے ایک اٹھتا ہے اور ایک جج کو شہید کر دیتا ہے۔ جب immediate reactions ہوں گے تو اس میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آئندہ کم از کم ہماری جیلوں کی اصلاحات ہونی چاہئیں اور ایسے واقعات کا تدارک ہونا چاہئے۔ چیف منسٹر پنجاب نے immediate action لیا تو ہم سمجھتے ہیں کہ کسی بھی واقعے کے لئے ایک تاریخ ہے' پارلیمانی روایات ہیں' ملک کی تاریخ ہے۔ انکوائری کمیٹی بنائی گئی جس میں C M I.T کے چیئرمین' ممبر انکوائری C M I T اور ایڈیشنل سیکرٹری جیل خانہ جات پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی' دس دس لاکھ روپیہ ان جج کی فیملی کو دیا گیا' ان کے بچوں کے لئے تاعمر مفت تعلیم کا اعلان کیا گیا' ان کے لئے تا عمر پنشن allow کی گئی۔ جس جیل کے وارڈن نے سیشن جج پر گر کر ان کی جان بچائی اس کے لئے بھی وزیراعلیٰ نے دو لاکھ روپے کا اعلان کیا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آئین اور قانون کی بالادستی ہونی چاہئے۔ آئین اور قانون کی بالادستی اس وقت ہو گی کہ جب ہم خود law breakers کو discourage کریں گے۔ آج اس ایک واقعے کو سامنے رکھتے ہوئے' ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ آئندہ ایسے واقعات نہیں ہوں گے' تمام serious minded لوگ سر جوڑ کر بیٹھیں' اس پارلیمنٹ میں ایک کمیٹی بنا دیں کہ ہم نے اچھائی کیا کرنی ہے؟ اور جیل ریفارمز کی صورت میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انگریز کے دور کا جو Jail Manual ہے اس میں amendments کرنی چاہئیں تاکہ ایسے معاملات آئندہ نہ ہوں۔ after 9/11 scenario پوری دنیا کا نقشہ ہی تبدیل ہو گیا ہے' ہم بھی اس دنیا کا حصہ ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انٹرنیشنل دہشت گردی یا لوکل دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے ہمیں ان چیزوں پر توجہ دینی چاہئے جو grass root پر criminal produce کرتی ہیں۔ بے روزگاری ختم کرنی چاہئے' rate of literacy کو بڑھانا چاہئے۔ سیالکوٹ کے واقعہ پر غالباً کل ہمارے قائد ایوان تشریف فرما ہوں گے۔ گزارش صرف یہ ہے کہ کسی کی اچھائی کو برائی میں نہیں ڈالنا چاہئے اور ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ there is always room for the improvement in every segment of society اور یہ ہمارے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ شکریہ۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' فرمائیں!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے یہ کرسی سنبھالی۔ حکومت جتنی لاء اینڈ آرڈر میں interested ہے' آپ اس بات سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ کابینہ کے کتنے ارکان موجود ہیں؟

جناب چیئرمین، کابینہ بیٹھی ہے' لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ آپ بات کریں' نوٹ بھی ہو رہا ہے اور ایکشن بھی لیں گے۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب والا! سانحہ سیالکوٹ میں پوسٹ مارٹم کرنے کے لئے بات ہو رہی تھی تو گزارش یہ ہے کہ جس طرح خان لیاقت علی خان قتل کیس میں مجرم کو قتل کر دیا گیا تاکہ حقائق سامنے نہ آسکیں۔ اسی طرح ان ملزموں کو' جنہوں نے یہ قتل کیا' ان تمام کو ختم کر دیا گیا۔ اس میں حقائق جاننے کے لئے یہ ضروری ہے کیونکہ پولیس یہ plea دے چکی ہے کہ پہلے ایک ملزم نے ایک جج صاحب کو قتل کیا۔

جناب چیئرمین، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا لاء اینڈ آرڈر پر تقریر کر رہے ہیں؟

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب والا! بات یہ ہے کہ کیونکہ پولیس کی plea یہ مل چکی ہے کہ ایک ملزم نے پہلے قتل کیا' اس plea کو غلط ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم صرف ایک جج کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے' جس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اس کو مجرم نے گولی ماری تاکہ حقائق سامنے آسکیں کہ اس میں کوئی بلیک میلنگ ہے یا نہیں ہے۔ کارتوس یا کون سی گولی استعمال کی گئی ہے؟ کیا یہ پولیس کی gun تھی یا کسی پرائیویٹ پستول کی گولی تھی۔ اس لئے ضروری ہے کہ کم از کم ایک جج کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے۔ تاکہ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے اور جو پولیس والے غلط plea دے رہے ہیں ان کی تردید ہو سکے۔

جناب چیئرمین، انکوائری کمیٹی کی رپورٹ آئے گی۔ اگر آپ کو اعتراض ہوگا تو پھر آپ دوبارہ کرنا۔ جو وہاں بیٹھے ہیں اور انکوائری کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔ ہمیں کسی سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ جناب حسن اختر مؤکل صاحب!

سردار حسن اختر موکل، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کے تمام قابل احترام اراکین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ۔

محفلیں چاند ستاروں پہ سجانے والو
کرۂ ارض پہ بجھے جاتے ہیں چراغ

میں بڑا حیران تھا کہ ایک بڑے سنجیدہ مسئلے پر بات ہو رہی ہے لیکن افسوس کا پہلو یہ ہے کہ دونوں طرف سے بات کو موڑ کر کہیں نہ کہیں ایسے رخ پر لایا جا رہا ہے جہاں قہقہے بھی ابلتے ہیں' جہاں تضحیک آمیز باتیں بھی کی جاتی ہیں اور پھر یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر ہماری بات سنجیدگی سے سنی بھی جائے اور اس کو کوئی جامہ بھی پہنایا جائے۔ جناب والا! امن و امان کسی ایک واقعے کا نام نہیں ہے کہ جیل میں تین بجز مر گئے اور امن و امان ختم ہو گیا۔ کہیں ایک جلوس نکل آیا تو امن و امان ختم ہو گیا۔ امن و امان کا مطلب یہ ہے کہ اس ملک' اس صوبے میں ہر شہری کو تحفظ کا احساس ہو' ہر شہری کی جان و مال اور اس کی عزت و ناموس کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ یہ نہ کہا جائے کہ آج یہ حکومت کہہ رہی ہے کل سابقہ حکومت بھی کہتی تھی کہ ہم سستا انصاف لوگوں کے دروازوں پر پہنچائیں گے۔ یہ سستے انصاف کی بات سمجھ نہیں آئی' کوئی یہ تو کہے کہ ہم مفت انصاف لوگوں کے گھروں تک پہنچائیں گے۔ ہم نے تو ہر دور میں شرفاء کے دروازوں پر پولیس پہنچتی دیکھی ہے' انصاف پہنچتا نہیں دیکھا۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! افسوس ہے کہ عدلیہ کے اوپر بھی اب یہ وقت آ گیا' لیکن کیا میں آپ کی وساطت سے پوچھ سکتا ہوں کرسی پر بیٹھنے والے عدلیہ کے تین جج جب قتل ہوتے ہیں' جیسے یہ طوفان اٹھا' یہ طوفان اس وقت کیوں نہیں اٹھتا جب کسی غریب کی عزت کو تار تار کیا جاتا ہے؟ یہ طوفان اس وقت کیوں نہیں اٹھتا جب کسی ریڑھی فروش کی بیٹیوں کو سرعام ننگا نچایا جاتا ہے؟ مر گئے' قتل ہو گئے' بات ختم ہوئی۔ جناب والا! آپ نے کبھی ان خاندانوں کے متعلق' ان بیٹیوں کے متعلق' ان بیوؤں کے متعلق' ان ماؤں بہنوں کے متعلق' اس خاندان کے سربراہوں کے متعلق جو ایک ایک لمحہ مرتے ہیں اور ہر لمحہ مرتے ہیں' ہر روز مرتے ہیں اور ساری زندگی مر مر کر جیتے ہیں ان کے متعلق کبھی غور فرمایا؟ یہ امن و امان کی بات ہوتی ہے؟ ایک طرف سے آواز آ جاتی ہے کہ سابقہ حکومت نے یہ کیا' دوسری طرف سے آواز آتی ہے کہ موجودہ حکومت یہ کر رہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے پوچھنا

چاہتا ہوں کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ جو بات گئی وہ گئی' جو ہے وہ ہے' جو کل آنے گی ہم اس کے متعلق کیا کر رہے ہیں؟ کیا ہم قوم کو یہ وعدہ دے رہے ہیں؟ کیا ہم اس صوبہ پنجاب کو' اس پاکستان کے شریف شہریوں سے یہ وعدہ کر رہے ہیں کہ آنے والا کل ان کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے گا؟ مائیں' بہنیں' بیٹیاں بغیر کسی باڈی گارڈ کے سرِشام باہر نکل سکیں گی؟ میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جتنے میرے معزز دوست بیٹھے ہیں کیا کسی کے پاس یہ یقین ہے کہ جب وہ گھر جائیں گے تو ان کا گھر سلامت ہوگا؟ کیا ان کو یقین ہے کہ وہ سڑک پر نکلیں گے تو آگے کہیں سے ان کو گولی نہیں مار دی جائے گی؟ غریب شہریوں کی بات ہو رہی ہے کہ۔

ہم غریبوں کی بستی میں تو وقت بھی رک رک کر چلتا ہے
کبھی صبحیں نہیں ہوتیں کبھی شامیں نہیں ہوتیں

ان میں سے کوئی بتائے کہ کس کو یہ یقین ہے کہ جب وہ سڑک پر جائے گا تو کوئی آ کر کرپشن کی لپیٹ میں اسے نہیں لے لے گا؟ کوئی کاغذات دیکھنے کے بہانے' کوئی گاڑی کے کالے شیشے چیک کرنے کے بہانے' کوئی ٹیکس لینے کے بہانے' کوئی ایکسائز ڈیوٹی کے بہانے اور کچھ نہیں تو یہی بہانہ کر کے کہ جناب! آپ گاڑی میں بیٹھے ہوئے کیوں ہیں؟ ان باتوں کو کون روکے گا' ان باتوں کا تحفظ کون کرے گا؟ کل والی حکومت نے نہیں کیا' اس سے پچھلی حکومت نے نہیں کیا آج ہم بیٹھے ہیں تو اس ایوان میں ہم یہ تھیک اڑا رہے ہیں' ہم مذاق بنا رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ عوام نے ہمیں اس وعدے پر منتخب کیا ہے' آپ بھی یاد کریں اور یہ میرے دوست بھی یاد کریں' اپنے انتخابی جلسوں کی تقریروں کو یاد کریں' جہاں پر ہم سٹیج پر کھڑے ہو کر دھواں دار تقریریں کرتے تھے کہ لوگو! رات ہو دن ہو' صبح ہو شام ہو' آندھی ہو مینہ ہو۔ آپ ہمارے دروازے پر آئیں' دروازے کھلے ہیں اور آپ کو انصاف مہیا کیا جائے گا۔ کیا ہم یہاں وہ باتیں کر رہے ہیں؟ کیا ہم انصاف مہیا کرنے کے متعلق سوچ رہے ہیں؟ جناب چیئرمین! بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم گزرے وقت کو یاد کرتے ہیں اور آنے والے وقت کے متعلق بات نہیں کرتے۔ میں آپ سے ایک بات عرض کر دوں کہ بات صرف پولیس کی نہیں ہے۔ امن و امان صرف پولیس سے خراب نہیں ہوتا' امن و امان میں ہر اس محکمہ سے' ہر اس فرد سے' ہر اس شہری سے' ہر اس ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے سے اس وقت خلل پڑتا ہے جب انصاف کے تقاضوں کے خلاف کوئی بات ہو گی۔ بجلی کے بل آتے ہیں' گھر میں بیٹھے ہوئے

ایس۔ڈی۔او لکھ دیتے ہیں۔ ایک غریب آدمی جس کی ساری پونجی یا ملکیت صرف ایک کمرے پر مشتمل ہے۔ جہاں پر ایک بلب جلتا ہے' جہاں پر ایک پنکھا چلتا ہے تو اس کو بیس ہزار روپے کا بل آ جاتا ہے تو کیا وہاں پر لاء اینڈ آرڈر نہیں ہے؟ کیا وہاں پر امن و امان ہے؟ جب پوچھا جاتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ یہ سنٹرل محکمہ ہے اس کو آپ کیسے پوچھیں گے؟ جب یہ نہیں ہو گا تو امن و امان کیسا ہو گا؟ جب اس کو دس ہزار' بیس ہزار روپے کا بل پڑے گا تو وہ اپنا بل پورا کرنے کے لئے جیل جانے کی بجائے وہ جرم کی طرف راغب ہو گا۔ کبھی اس پر آپ نے غور کیا ہے؟ کبھی آپ نے اس پر غور کیا کہ جن بیٹیوں کی عزتیں لوٹ لی جاتی ہیں اور جب ان کو اہل اقتدار اغوا کر کے لے جاتے ہیں' جب ان کو انصاف نہیں ملے گا تو وہ کس طرف جائیں گی؟ یہ ایک محکمہ کی بات نہیں ہے۔

جناب والا! میں محکمہ صحت کے حوالے سے بھی بات کروں گا کہ جب ایک بچی' جس کا ریکارڈ یہ میرے پاس ہے اور میں نے وزیر قانون صاحب سے بھی بات کی ہے اور انہوں نے وعدہ بھی کیا ہے اور خدا کرے کہ وہ بات ہو جائے' جب ایک بچی پر لوگ تشدد کرتے ہیں اور اس کا چار ماہ کا بچہ ضائع ہو جاتا ہے' وہ اپنے ضائع شدہ بچے کو ہاتھ میں پکڑ کر روتی پھرتی ہے کہ مجھے کوئی انصاف دے۔ جب وہ ہسپتال میں جاتی ہے تو ڈاکٹر اسے ٹھڈے مار کر نکال دیتے ہیں۔ تین مہینے کے بعد پولیس کہتی ہے کہ تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ امن و امان ہے؟ یہ بات نہیں۔ بات ہر محکمہ کی چلتی ہے اور اس میں تجاویز کیا ہیں؟ میں یہاں پر ایک بات بلا خوف و خطر کہتا چلوں کہ devolution نظام کے اثرات کیا ہیں یہ تو وقت کے ساتھ ہی ظاہر ہوں گے لیکن مجسٹریسی نظام جس دن سے ختم ہوا ہے آپ دیکھ لیجئے کہ امن و امان کا سلسلہ اس دن سے زیادہ خراب ہو گیا ہے۔ جب آپ اختیارات فورسز کو دیں گے تو ان کے پاس سوائے ڈنڈے کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ negotiation نہیں کریں گے' وہ مذاکرات نہیں کریں گے۔ یہیں پر جب جلوس نکلتے تھے' یہیں پر جب ایم۔پی۔ایز اور ایم۔این۔ایز پر کوئی بات بنتی تھی' مجسٹریٹ جاتے تھے' اسسٹنٹ کمشنر جاتے تھے وہ ان سے گفت و شنید کرتے تھے تو اس کے نتیجہ میں بات کہیں نہ کہیں' کسی نہ کسی سرے پر پہنچتی تھی۔ لیکن وہ نظام ختم ہوا۔ مجسٹریٹ کے اختیارات بھی ان کو مل گئے جن کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے' عدلیہ کے اختیارات ان کو مل گئے جن کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے۔ ان کے لئے تو ہر نظام کا' ہر انصاف کا' ہر چیز کا ایک ہی مطلب ہو گا "ڈنڈا"۔ جب تک اس ڈنڈے پر آپ چیک نہیں بٹھائیں گے یہ امن و امان نہیں رہے گا۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہاں پر پولیس کے متعلق کہا گیا کہ ان کی تنخواہیں بہت کم ہیں۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ جناب! ان کی تنخواہیں ضرور کم ہیں اور ان کو زیادہ ہونا چاہئے' ان کو مراعات ملنی چاہئیں' ان کے بچوں کی تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے' ان کو سب کچھ ملنا چاہئے لیکن اگر ایمانداری سے یہ بات کی جائے تو ان کو آج کل بھی بڑی مراعات حاصل ہیں اور ان کو ماضی میں بھی ہمیشہ ہر حکومت کے دور میں مراعات حاصل رہی ہیں' کبھی ناکوں کی شکل میں اور کبھی ڈاکوں کی شکل میں' ان کو مراعات حاصل رہی ہیں اور کبھی ریکارڈ یافتہ لوگوں کو پکڑنے کی شکل میں۔ میں ایک تھانے میں گیا وہاں پر میں نے دیکھا کہ ایک شریف آدمی کو پکڑا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس بے چارے نے تو کبھی اونچی سانس بھی نہیں لی تو انہوں نے جواب دیا کہ جناب یہ بھی ریکارڈ یافتہ ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس کا ریکارڈ کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس نے آج تک پولیس کو نذرانہ نہیں دیا۔

جناب والا! جن لوگوں کے خلاف دو دو کیس ہیں' تین تین کیس ہیں ان کو کوئی نہیں پکڑتا۔ جن کے خلاف ایک کیس ہے ان کو پکڑ لیا جاتا ہے اور ریکارڈ کے مطابق جن کے ساتھ ساتھ کیس ہیں قتل کے' ڈکیتی کے' اغوا کے اور بدمعاشی کے ان کو اس لئے نہیں پکڑا جاتا کہ یہ بہت بڑے باس کے کچھ لگتے ہیں اگر ہم ان کو پکڑیں گے تو پتا نہیں کیا ہو جائے گا!

جناب والا! یہ امن و امان اس طرح نہیں رہے گا۔ یہ بات ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ آج ہم باتیں کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ لیکن ایک دوسرے پر انگلیاں اٹھانے والو! میری بات یاد رکھیں کہ جب آپ کسی کی طرف انگلی اٹھاتے ہیں تو تین انگلیاں آپ کی اپنی طرف اشارہ کر رہی ہوتی ہیں۔ یہ باتیں ایسے نہیں چلیں گی۔ اگر اس قوم کو' اس صوبے کو' اس عوام کو تحفظ فراہم کرنا ہے تو مل جل کر کرنا ہو گا۔ اپوزیشن کی بات نہیں کہ یہ حکومت کی پالیسی ہے اور اس کو oppose کرنا ہے خواہ کچھ ہو۔ اس طرح بات نہیں چلے گی اور اس طرح بھی بات نہیں چلے گی کہ ہم اقتدار میں ہیں اور اپوزیشن جو اچھا کام بھی کرے تو اس پر ضرور سزا تجویز ہونی چاہئے۔ امن و امان کے سلسلے میں ہمیں مل جل کر چلنا پڑے گا۔ ایک قوم کی طرح چلنا پڑے گا۔ پھر آپ ان لوگوں کے تحفظ کی بات کر سکتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ جناب کبھی آپ نے کسی پلازہ کو بھی گرتے دیکھا ہے کہ یہ غیر قانونی طور پر بنا ہے۔ ہمیشہ شامت چھابڑی والوں کی آتی ہے۔ شامت آتی ہے ریڑھی والوں کی' شامت آتی ہے کھوکھے والوں کی' کبھی ان کے متعلق کسی

نے سوچا' کیا وہاں پر لاء اینڈ آرڈر نہیں آتا؟

جناب والا! یہاں پر میں ایک اور بات کرتا چلوں کہ میرے گاؤں کنگن پور میں 1985 میں چار سو گھرانوں پر مشتمل ایک آبادی کو کچی آبادی declare کیا گیا۔ وہاں پر صوبائی حکومت نے 70 لاکھ روپے بھی خرچ کر دیئے۔ لیکن آج اس آبادی کو اس بنیاد پر ختم کیا جا رہا ہے کہ تم لوگوں نے اپنے گھروں کے آگے دکانیں کیوں بنائی ہیں؟ یہ تو کمرشل ایریا ہے۔ ہمیں پیسے دو ورنہ یہاں سے چلے جاؤ۔ جناب! کسی پلازہ والے کو تو نہیں پوچھا گیا۔ آپ لاہور میں ہی دیکھ لیجئے کہ کتنے پلازے ہیں جو غیر قانونی ہیں۔ ان پلازوں کو اس لئے کوئی نہیں چھیڑتا کہ یہ کسی حسن اختر موکل کے ہوں گے یا کسی بہت بڑے صحافی کے ہوں گے یا کسی بہت بڑے انجینئر کے ہوں گے۔ بجلی گرتی ہے تو بیچارے غریبوں پر گرتی ہے۔ ہر حکومت جو آتی ہے وہ یہ کہتی ہے کہ ہم امن و امان کو درست کر دیں گے' غریبوں کو انصاف ان کے گھروں تک پہنچائیں گے لیکن وہ تو آج بھی چشم براہ ہیں کہ کون آئے جو ہماری عزت و ناموس کے تحفظ کی بات کرے۔ جناب والا! میں غالباً بہت وقت لے گیا ہوں۔ میرے پاس کہنے کو تو بہت کچھ ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرے دوسرے بے شمار دوست جو مجھ سے زیادہ اچھی باتیں کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ مجھ سے زیادہ خوبصورت تجاویز دینے کے لئے بیٹھے ہیں۔ میں بہرحال یہ کہتے ہوئے اجازت چاہوں گا کیا صرف خالی باتوں سے' خالی نعروں سے یہ کہہ دیا جائے کہ آج امن و امان ہے۔ میں بات آج کی کرتا ہوں کل کی نہیں کرتا' میں بات آنے والے کل کی کرتا ہوں۔ میں صرف یہ کہہ کر اجازت چاہوں گا اور مجھے علم نہیں کہ میری ان باتوں کے بعد کیا ہوتا ہے لیکن میں شعر ضرور کہوں گا کہ:۔

پھول شاخوں پر کھلنے لگے تم کہو
جام رندوں کو ملنے لگے تم کہو
زخم سینے کے سلنے لگے تم کہو
اس کھلے جھوٹ کو' ذہن کی لوٹ کو
میں نہیں مانتا' میں نہیں مانتا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب جہانزیب راؤ صاحب!

جناب جہاں زیب راؤ، شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں ایوان میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ میں حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے اراکین سے سوال کرنا پسند کروں گا کہ جو سانحہ ہوا ہے حکومت اس کی ذمہ داری قبول کیوں نہیں کرتی؟ اور اگر قبول کرتی ہے تو اسے استعفیٰ دے دینا چاہئے کہ اس ملک میں اتنا بڑا فلم judiciary اور جج کے ساتھ ہو رہا ہے تو عام آدمی کو کیا protection ہے اور اس کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے؟ جیلوں کی صورت حال سب کے سامنے ہے کہ وہاں پر منشیات فروخت ہوتی ہیں اور وہاں گنجائش سے زیادہ قیدی بند ہیں اور قیدیوں کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ہسپتال میں داخل ہو جائیں کیونکہ جیلوں میں سونے کی جگہ نہیں ہے۔

محترمہ شمیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' محترمہ فرمائیں!

محترمہ شمیم اختر، معزز ممبر فرما رہے ہیں کہ یہ سانحہ حکومت نے کروایا ہے تو مجھے یہ جواب دیں کہ ہر عمل کا کوئی نہ کوئی ثبوت ہوتا ہے تو کیا ان کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ یہ سانحہ حکومت نے کروایا ہے یا اس کا اس میں کوئی ہاتھ ہے؟ اور میں اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے ارکان سے یہ بھی پوچھوں گی کہ کیا ان کے سینے میں گوشت کا لوتھڑا ہے اور ہمارے سینے میں پتھر ہیں کہ ہمیں اس سانحہ کا غم نہیں ہے؟ ہم اس المناک سانحہ میں متاثر ہونے والوں کے لواحقین کے غم اور دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ ہمارے لئے بھی یہ واقعہ بہت افسوسناک ہے۔ اس واقعہ کی ذمہ داری اور الزام صرف حکومت پر تھوپ دینا کہاں کی دانشمندی ہے؟ کیا ان کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت ہے؟

جناب چیئرمین، بہت شکریہ محترمہ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ فائزہ احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' محترمہ فرمائیے!

محترمہ فائزہ احمد، میری بہن باتیں سن کر کچھ زیادہ جوش میں آ گئی ہیں تو میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر ہم حکومت پر اس واقعہ کا الزام لگا رہے ہیں تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی لگا رہے ہوں گے۔ آپ اس بات کا ثبوت دیکھیں کہ جس محکمے کے بارے میں باتیں ہو رہی ہیں اس محکمے کے کتنے اعلیٰ افسران یہاں جواب دینے کے لئے موجود ہیں۔ یہ حکومت کے ملوث ہونے اور اس کے role کے لئے

کافی نہیں ہے؟ اس سلسلے میں حکومت کیا کر رہی ہے اور اس نے کیا کردار ادا کیا ہے؟

جناب چیئرمین، محترمہ! تشریف رکھیں۔ میں نے floor راؤ صاحب کو دیا ہے۔

جناب جہاں زیب راؤ، میں اپنی بہن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کے علم میں ہونا چاہئے کہ محکمے کے وزیر کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ لہذا ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کے محکمے میں جو بھی غلط کام ہوگا اس کی ذمہ داری انہیں قبول کرنا ہوگی جیسے بلوچستان کے وزیر داخلہ نے ذمہ داری قبول کی ہے۔ اگر یہ کہتی ہیں کہ اس کی ذمہ داری حکومت نے قبول نہیں کرنی تو پھر اس کی تمام تر ذمہ داری اپوزیشن کو تو قبول نہیں کرنی۔ حکومتی بنچوں نے ہی اس کی ذمہ داری قبول کرنی ہے اور ان میں اتنا بھی حوصلہ نہیں کہ وہ سچ بات کو سن سکیں۔ ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس سانحہ کے ذمہ دار لوگوں کو سامنے لا کر سزا دی جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ اس کے بعد floor آپ کو ملے گا اور محترمہ گل صاحبہ آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی راؤ صاحب جاری رکھیں۔

جناب جہاں زیب راؤ، جناب والا! اس سے پہلے کے سیشن میں پولیس کے متعلق ہم نے بات کی تھی تو میں وزیر موصوف سے بات کہنا پسند کروں گا کہ پولیس کی ڈیوٹی اپوزیشن کو suppress کرنے کی بجائے ڈاکوؤں کو suppress کرنے کے لئے لگائی جائے۔ اگر انہوں نے پولیس اپوزیشن کو suppress کرنے کے لئے رکھی ہوئی ہے تو امن و امان کیسے ٹھیک ہوگا؟ ہم اپنے حلقے کے عوام کی بات کرتے ہیں کہ وہاں پولیس ان کے ساتھ زیادتیاں کرتی ہے۔ ڈاکو دندناتے پھر رہے ہیں۔ ہم یہاں کوئی بات کرتے ہیں تو اسے کوئی سنتا نہیں ہے۔ وہاں پر زیادتیاں ہو رہی ہیں اور ہماری آواز کو اس لیے دبایا جاتا ہے کہ ہم اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ پولیس کو بطور ہتھیار ہم پر استعمال کیا جا رہا ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جہاں پر ایسا attitude ہو کہ بات سننا پسند نہ کی جائے تو وہاں لوگوں کو انصاف کیسے ملے گا؟ ایک معزز ممبر ہاؤس میں بات کرتا ہے تو اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں کہ انہیں سنا نہیں جاتا؟ میں نے پہلے بھی بات کی تھی کہ ہمارے علاقے میں ہونے والی ڈکیتیوں اور چوریوں کا چارٹ منگوا کر دیکھا جائے تاکہ پتا چلے کہ پچھلے ادوار کے مقابلے میں اب ان وارداتوں میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، میری بہن آپ تشریف رکھیں' اس کے بعد آپ کو وقت دیا جائے گا۔ جی راؤ صاحب!

جناب جہاں زیب راؤ، وزیر موصوف پچھلے ادوار کا اور اب کا چوریوں اور ڈکیتیوں کا ریکارڈ منگوا کر اسے پڑھیں اور دیکھیں کہ اس میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔

محترمہ نسیم لودھی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' محترمہ فرمائیے!

محترمہ نسیم لودھی، جناب والا! معزز اراکین اس طرف کے ہوں یا اس طرف کے' تمام ہی غم میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ایک صرف سے ہمارے معزز رکن کھڑے ہیں تو تین تین بندے کھڑے ہو کر انہیں بتاتے ہیں کہ یہ بولیں۔ پیچھے بیٹھے ہوئے راجہ ریاض صاحب نے تیسری سیٹ سے آ کر یہاں اتنی بدامنی پھیلائی ہوئی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ کھڑا کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، جی' محترمہ تشریف رکھیں۔ آپ کو نماز کے وقفے کے بعد وقت دیا جائے گا۔ 7:10 پر 20 منٹ کا نماز کا وقفہ ہو گا اور تین منٹ باقی ہیں لہذا راؤ صاحب جاری رکھیں۔

جناب جہاں زیب راؤ، جناب والا! گزارش ہے کہ میں پولیس کے متعلق بات کر رہا تھا کہ ہمارے علاقے میں روزانہ ڈکیتیوں اور چوریوں کی وارداتیں ہو رہی ہیں تو اس کے بارے میں ایس۔ایس۔پی اور وزیر موصوف کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ان کو کیوں کنٹرول نہیں کیا جا رہا؟

جناب چیئرمین، محترمہ زاہدہ سرفراز آپ بیٹھ جائیں۔ تین منٹ باقی ہیں لہذا تشریف رکھیں۔ 7:10 پر نماز کا وقفہ ہو گا۔ جی' راؤ صاحب جاری رکھیں۔

جناب جہاں زیب راؤ، بہت مہربانی جناب سپیکر! شکریہ

(اذان مغرب)

جناب چیئرمین، نماز مغرب کے لئے اجلاس 20 منٹ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 7:42 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

MR ACTING SPEAKER: Who was the last speaker?... Mr Jehanzeb

محترمہ زاہدہ سرفراز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے!

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے مغرب کی نماز سے پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر قائم مانگا تھا مگر نماز کی وجہ سے بات نہ ہو سکی۔ ادھر سے معزز رکن نے اٹھتے ہی کہا تھا کہ میرا یہ سوال ہے چنانچہ ہم نے بڑے غور سے ان کا سوال سنا اور اب میں انہیں اس سوال کا جواب دے رہی ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر حکومت امن وامان پر قابو نہیں پا سکتی۔۔۔

جناب جہاں زیب راؤ، جناب سپیکر! میں نے یہ سوال وزیر موصوف سے کیا تھا۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، آپ نے یہ سوال جس سے بھی کیا۔ ہم بھی اس ایوان میں ممبر کے طور پر بیٹھی ہوئی ہیں لہذا ہم بھی جواب دے سکتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواتین کے لئے خصوصی رعایت ہونی چاہئے۔

جناب جہاں زیب راؤ، جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب وزیر متعلقہ دیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، وزیر صاحب بھی میرے بھائی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت امن و امان پر قابو نہیں پا سکتی تو اسے مستعفیٰ ہو جانا چاہئے۔ میں ان سے یہ سوال کرتی ہوں کہ جب بے نظیر کا بھائی murder ہوا تھا تو یہ اپوزیشن میں تھے انہوں نے بے نظیر سے مطالبہ کیوں نہیں کیا تھا کہ اگر وزیراعظم اپنے بھائی کی حفاظت نہیں کر سکتی تو وہ ان کی حفاظت کیسے کرے گی' لہذا مستعفیٰ ہو جائے۔ آپ نے اس سے یہ سوال کیوں نہیں کیا تھا؟ آج اس کا جواب دیں۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! میں اپنے مرنے والے بھائیوں سے شرمسار ہوں کہ ہمیں آج کے دن اس سوگوار ماحول میں اپنی آوازوں کو نیچا رکھنا چاہئے تھا مگر آج بھی ہم نے ان کی نعشوں پر سیاست کی اور دھواں دھار تقریریں کیں۔ (قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: : No cross-talk please

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! میں ان مجرموں کے لواحقین کو آفرین بھیجتی ہوں جنہوں نے ان

کی میتیں وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے بھی مرنے والوں سے وفا نہ کی' ہم نے بھی مرنے والوں سے وفا نہ کی مگر وفا کی تو ان لواحقین نے کی جنہوں نے ان کی میتیں وصول کرنے سے انکار کر دیا' آفرین ہے ان پر۔

جناب سپیکر! آخر میں' میری تجویز یہ ہے کہ جیل کے سارے عملے کو معطل کرنے کی بجائے انہیں فوری طور پر گرفتار کیا جائے کیونکہ ان میں سے اکثر و بیشتر تین ماہ بعد یا چھ ماہ بعد سفارش کروا کر بحال ہو جاتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ انہیں قرار واقعی سزا ملے۔ آخر میں' میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ اس بحث کو wind up کریں کیونکہ سردار حسن اختر موکل صاحب نے اتنی اچھی باتیں کیں اور اتنی اچھی تجاویز دیں کہ ان کے بعد کسی بحث کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

جناب قائم مقام سپیکر، محمد وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس

ترجمہ، خشکی اور تری پر فساد انسانوں کے اپنے ہی ہاتھوں برپا ہوتا ہے۔

جب انسان' انسان کے خون کا پیاسا ہوتا ہے اور اس کی جان کے درپے ہوتا ہے تو یہ اللہ کے عذاب کا ایک حصہ ہوتا ہے اور اللہ کے عذاب کی ایک شکل ہوتی ہے۔ ہمیں یہ غور کرنا چاہئے کہ یہ جو سانحہ سیالکوٹ ہوا ہے یہ کیوں ہوا ہے۔ اس کے پیچھے بہت سارے محرکات ہیں لیکن میرا ذہن جن باتوں کی طرف جاتا ہے ان میں سے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارا نظام ایسا ہے کہ ہم نے اپنے اوپر خود ایک بہت بڑا بوجھ ڈال دیا ہے۔ سیالکوٹ جیل میں 660 قیدیوں کی گنجائش ہے اور اس وقت اس میں 3000 سے زیادہ قیدی ہیں یعنی 5 گنا زیادہ۔ عملہ اتنا ہی ہے جو کہ 660 قیدیوں کے لئے ہے۔ اگر وہ کرپشن نہ کریں اور دیانت داری سے بھی کام کرنا چاہیں تب بھی ان کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ ان قیدیوں کی دیکھ بھال کر سکیں۔ اس وقت ہمارے پاس پورے پنجاب میں غالباً 13/14 جیلیں ہیں۔ ان میں 17000 قیدیوں کی گنجائش ہے اور ہمارے پاس 54000 قیدی ہیں۔ تو میں سب سے پہلا نکتہ جو یہاں پر بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمیں ان تمام مسائل کا حل اسلامی شریعت دیتی ہے۔ اسلام میں قید کا تصور بہت کم ہے۔ اسلام فوری سزا دیتا ہے اگر کسی پر چوری ثابت ہو جائے تو اسے

فوری سزا دے دی جائے۔ کسی پر زنا اور شراب کی کوئی بات ہو تو اسے فوری سزا دے دی جائے۔ اسلام میں اس قید کا بہت کم تصور ہے' اگر اسلامی شریعت کو نافذ کیا جائے گا تو ہم اس پورے معاملے سے نکل سکتے ہیں اور ہم نے اپنے لئے خود یہ جو ایک جنجال بنایا ہے اس سے نکل سکتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے عدالتی نظام اور پولیس کے سٹرکچر سے بہت سارے مسائل بنتے ہیں لہذا ان سب کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں امن و امان کے مسئلے پر بھی بات کہنا چاہوں گا کہ اگر آپ تھوڑا سا دل کو تھام کر تجزیہ کریں۔ یکم جنوری 2003 سے لے کر 30 جون 2003 تک آپ چھ مہینے کی رپورٹ لیں کہ پنجاب میں کتنے قتل ہوئے اور اس کا مقابلہ مقبوضہ کشمیر سے کریں کہ وہاں کتنے قتل ہوئے جہاں پر 7 لاکھ انڈین آرمی ہے جو پوری آبادی کو گن پوائنٹ پر رکھے ہوئے ہے تو آپ کو نظر آئے گا کہ وہاں زیادہ ہیں یا برابر ہیں۔ اسی طرح وہاں کتنے ریپ ہوئے اور یہاں کتنے ریپ ہوئے۔ وہاں پر کتنی جگہ ڈاکے پڑے اور یہاں پر کتنی جگہ ڈاکے پڑے تو آپ کو کوئی خاص فرق نظر نہیں آئے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں امن و امان کی کوئی صورت حال نہیں ہے۔ میرے اپنے حلقہ انتخاب میں یکم جولائی سے لے کر 10 جولائی تک 10 دن میں 11 قتل ہوئے ہیں۔ یہ صورت حال ہمیں بتاتی ہے کہ ہمارے پاس کچھ زیادہ اچھی رپورٹ نہیں ہے۔ ہم سب اس کے ذمہ دار ہیں اور ہم سب کو سوچنا چاہئے کہ ہم کیا اقدامات کریں اور کیا ایسے کام کریں کہ امن و امان کی صورت حال بہتر ہو۔ اس کے لئے میں نے آپ کو بتایا ہے کہ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ ہمیں شرعی قوانین کو نافذ کرنا چاہئے۔ قرآن پاک کا یہ دعویٰ ہے کہ

> "ضرب الله مثلاً قريةً كانت امنةً مطمئن " اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال بیان کرتا ہے جو بڑی پرامن اور مطمئن زندگی گزار رہی تھی "ياتيها رزقها رغداً من كل مكان" اس کا رزق ہر طرف سے وافر مقدار میں آ رہا تھا "فكفرت بانعم الله" لیکن ان لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی" فاذاقها الله لباس الجوع والخوف بما كانو يصنعون" تو اللہ تعالیٰ نے انھیں خوف کا اور بھوک کا لباس پہنا دیا۔ "

یہ خوف کا لباس کیا ہے۔ ڈاکے ہیں' دھماکے ہیں' چوریاں ہیں ایک دوسرے کو قتل کرنا ہے اور بھوک کا لباس بےروزگاری ہے' مہنگائی ہے۔ یہ عذاب کی شکل ہے' اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پہنا

دیتا ہے جو اللہ کے دین سے مفر کرتے ہیں اور جو دین پر عمل نہیں کرتے ہیں۔

"فل یعبد رب ھذا البیت " تم عبادت کرو اس گھر کے رب کی "الذی اطعمھم من جوع و امنھم من خوف " جو تمھیں بھوک میں کھانا کھلاتا ہے اور خوف میں امن دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کہا "اولم یرو انا جعلنا حرماً امنا " یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم نے اپنے گھر کو امن کی جگہ بنایا۔ "ویتخطف الناس من حولھم " اور اس کے اردگرد لوگوں کو زندہ اچک لیا جاتا ہے۔ "

یعنی عرب وہ معاشرہ ہے جس میں ہر طرف قتل و غارت گری تھی۔ صرف اللہ کا گھر امن کا گہوارا تھا۔ گویا اللہ کا دین اور اللہ کا نظام امن کا گہوارا ہے۔ یہ جہاں پر آئے گا انشاء اللہ وہاں امن آئے گا' سکون آئے گا' چین آئے گا اور یہ جہاں سے رخصت ہوگا' نتیجے کے طور پر بدامنی آئے گی' ڈاکے' چوریاں اور دھماکے آئیں گے۔ ہمیں حکومت پر تنقید کرنے کی بجائے اور حکومت اس کو کس اور کی طرف منتقل کرنے کی بجائے--- ہمیں مل بیٹھ کر سوچنا چاہئے کہ بنیادی وجہ کیا ہے' اس کو تلاش کرنا چاہئے اور پھر اللہ کے دین پر عمل کرتے ہوئے اور اللہ کے دین کو نافذ کرتے ہوئے ان تمام مسائل سے نجات حاصل کرنی چاہئے۔ بہت شکریہ۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے۔

راجہ ریاض احمد، شکریہ' جناب سپیکر! اجلاس میں وقفہ نماز سے پہلے آپ یہاں تشریف فرما نہیں تھے تو ہمارے نہایت قابل احترام پارلیمنٹیرین جناب حسن اختر موکل صاحب ہیں' ہم تمام ان کا انتہائی احترام کرتے ہیں' ان کا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ق) سے ہے۔ انھوں نے یہاں پر اپنی تقریر میں فرمایا کہ اس وقت اس ملک اور صوبے میں ڈاکو راج ہے---(قطع کلامیاں)

جناب والا میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ انھوں نے کہا کہ غریب کو کوئی انصاف نہیں مل رہا' پولیس تمام برائیوں کی جڑ ہے' ظلم اپنی انتہا پر ہے' کسی کی عزت محفوظ نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے انتہائی قابل احترام بھائی نے یہ بھی فرمایا کہ ہم سب ارکان اسمبلی میں سے کوئی آدمی پتا نہیں

اپنے گھر پہنچ سکے یا نہ پہنچ سکے' اس وقت صوبے میں صورت حال یہ ہے۔ جناب یہ میں نے نہیں کہا' وہ یہاں پر تشریف فرما ہیں' انھوں نے خود یہ بات کہی ہے۔

جناب والا! میں بات یہ کرنا چاہوں گا کہ جب ایک حکومتی پارٹی کا آدمی اس چیز کا اعتراف کر رہا ہے کہ صوبے میں امن و امان کے حوالے سے یہ صورت حال ہے کہ صوبے میں اس وقت امن و امان نام کی کوئی چیز موجود نہیں۔ اس کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمام حکومتی ارکان کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مجھے آج انتہائی خوشی ہوئی ہے اور یقین جانیے کہ آج اس اسمبلی میں مجھے پہلی دفعہ یہ احساس ہوا ہے کہ ہمارے حکومتی ارکان کے ضمیر ابھی زندہ ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر ان کے ضمیر زندہ ہوں گے تو اس صوبے کے مسائل حل ہوں گے اور اگر اسی طرح یہ حکومت پر نکتہ چینی کرتے رہیں گے تو اس صوبے کے مسائل انشاء اللہ ایک دن ہم حل کر کے رہیں گے۔ بہت مہربانی' شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، موکل صاحب!

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر عرض کرتا ہوں کہ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے یا تو یہ متوجہ نہیں تھے یا صرف وہ بات یہ سننا چاہتے ہیں جو نہ بھی کہی جائے۔ میں نے ڈاکو راج کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ میں نے تو تمام اشرافیہ کے متعلق بات کی ہے' ان میں یہ بھی شامل ہیں۔ سابقہ حکومت ہو' موجودہ ہو' میں نے بات صوبے کے عوام کی کی تھی۔ میں نے ڈاکو راج کی بات نہیں کی لیکن مجھے افسوس ہے کہ چند دوست جو نہایت قابل احترام ہیں' میں کہوں تو کیا کہوں' کہ یہ ماحول کو خراب کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ میں نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ سنجیدگی اختیار کیجئے' یہ وہ موضوع نہیں کہ جس کو مذاق میں اڑایا جا سکے لیکن اب مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ اگر میں یہ کہوں کہ جو دوست اس ماحول کو خراب کرتے ہیں کہ

تخلیق راجہ ریاض کے دلچسپ جرم پر
ہنستا تو ہو گا آپ بھی یزداں کبھی کبھی

جناب قائم مقام سپیکر، بیگم نسیم لودھی!

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ آج کی بحث انتہائی

افسوسناک ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومتی بنچ ہو یا اپوزیشن ہو' یا پورا پاکستان ہو' یہ جو سانحہ سیالکوٹ جیل میں ہوا ہے۔ اس کے لئے سبھی خون کے آنسو رو رہے ہیں' لیکن مجھے افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ اپوزیشن کے ہاتھ تو کوئی بات آنی چاہئے۔ انھوں نے ہر بات کو ایک افسانہ بنانا ہوتا ہے اور ان کے حصے میں یہ بات آ گئی ہے کہ لاشوں پر سیاست چمکانا ان کا پرانا کام ہے۔ آج ہی نہیں بلکہ جب مسٹر بھٹو چل بسے تو اس وقت بھی ان میں سے اپنا کوئی نہ نکلا بلکہ ایک خاکروب کو' کلیٹ کے کپڑے پہنا کر "کلیٹ" جس کو فوراً آگ پکڑتی تھی' اسے پیسے دے کر لاہور میں لے آئے' اس کو آگ لگا دی گئی اور اس کے بعد اس خاکروب کے والد نے پیپلز پارٹی پر مقدمہ کر دیا۔ (قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: No cross talk.

محترمہ نسیم لودھی، اس دن پولیس لاہور میں بدمزہ ہو کر اپنے گھروں کو چلی گئی۔ ان میں سے کوئی نہ نکلا۔ اس کے بعد مجھے وہ وقت بھی یاد ہے۔ جب قائد اعظم کی تصویر کے نیچے ایک جج کو بیٹھے ہوئے ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: No cross-talk.

محترمہ نسیم لودھی، جناب سپیکر! اس کے بعد یہ سلسلہ وہیں ختم نہ ہوا بلکہ یہ مافیا اس وقت سے شروع ہوا ہے اور آج تک چلتا آ رہا ہے۔ کبھی ہم ان پر الزامات لگاتے ہیں' کبھی وہ ہمارے اوپر الزامات لگاتے ہیں۔ یہ جو اندوہناک واقعہ ہوا ہے' بجائے اس کے کہ ہم تمام تر کی توجہ اس طرف ہو اور ہم سب' چاہے وہ اپوزیشن والے ہوں یا حکومتی پارٹی ہو' سب کو مل جل کر اس مافیا کی گردن پر ہاتھ ڈالنا ہے جو جیلوں میں اسلحہ مہیا کرتا ہے۔ جو وہاں کا سپرنٹنڈنٹ ہے' ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہے ہمیں ان کو پکڑنا ہے کہ اتنا بڑا اسلحہ وہاں پر کیسے پہنچا! آج ان کے خاندان کے دل رو رہے ہیں' وہاں پر آہ و بکا ہو رہی ہے اور یہاں پر غلیظ سیاست کھیلی جا رہی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس میں بے گناہ عجز اور بے گناہ ایسے قیدی جن کو ابھی ان کے گناہ کا پتا نہیں تھا' ناحق مارے گئے۔ حادثے کی ذمہ داری کا تعین کرنے کے لئے جناب وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی نے ایک کمیٹی قائم کر دی ہے جس نے موقع پر جا کر انکوائری کی ابتداء کر دی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سلسلے میں چیف جسٹس سے ملاقات بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے دنیا سے رخصت ہونے والے تمام لوگوں کے لواحقین اور زخمیوں کی مدد کا اعلان بھی فرمایا ہے۔ اگرچہ زندگی کی کوئی قیمت نہیں ہوتی' مگر زخمی ہونے والوں

ہونے والوں کے لئے مالی امداد کا اعلان قابل تحسین ہے۔ امید ہے کہ جونہی انکوائری کی رپورٹ مکمل ہوگی اور ذمہ داری کا تعین ہوگا تو جو لوگ اس جرم میں ملوث ثابت ہوں گے ان کو جناب وزیراعلیٰ نے کہا ہے کہ ہم عبرتناک سزا دیں گے' جو دوسروں کے لئے مثالی سزا ہوگی۔ شکریہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آپ میری عرض سنیں۔ اب آپ سب کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں کس کو نام دوں؟ پہلے آپ فیصلہ کر لیجئے کہ کون بات کرے گا۔ یہ ایک ایسا اہم موضوع ہے جس پر ہمیں سنجیدگی سے discuss کرنا چاہئے۔ ایک وقت میں ایک آدمی بات کرے گا۔ اس serious issue کو آپ seriously لیں۔ یہ روز روز discussion نہیں ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ آج جو بھی فیصلہ ہو وہ متفقہ فیصلہ ہو اور ایک اچھا لائحہ عمل بنایا جائے' اس کو مچھلی منڈی نہ بنایا جائے'

The time is extended till 8 30

محترمہ صبا صادق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے۔

محترمہ صبا صادق، جناب سپیکر! میری محترمہ بہن بات کر رہی تھیں۔ میں آج آپ کے توسط سے ہاؤس کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہوں گی کہ آج جس issue پر بحث چل رہی ہے' من حیث القوم ہم سب کو اس issue کو ٹیک اپ کرنا چاہئے تاکہ جو اس کے صحیح مجرمان ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: That's a right spirit.

محترمہ صبا صادق، جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ میں صبح سے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر بحث سن رہی ہوں۔ بارہا میں نے یہ محسوس کیا کہ خواہ ہم حکومتی بنچز پر ہوں یا ہم اپوزیشن بنچز پر ہوں' ہم نے قوم کو' پنجاب کی عوام کو اس اسمبلی سے باہر ایک پیغام دینا ہے۔ ہر پاکستانی کی نظر اس وقت ہمارے اوپر لگی ہوئی ہے اور وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم اس issue کو کس طرح ٹیک اپ کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ اس issue کو non-seriously نہ لیا جائے۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ! جو بھی بات کی جائے وہ facts and figures کے ساتھ کی جائے۔ یہ کوئی مذاق والی بات نہیں ہے۔ ایک وقت میں جب کہ ہمارے تین جوڈیشل آفیسرز نے جام شہادت نوش فرمایا۔

اس کے پیچھے کون سے ایسے آرڈرز تھے جس کی وجہ سے properly ایشو کو plan نہ کیا گیا اور mis-planning کی وجہ سے آج ہم سب اپنے اپنے طور پر پریشان اور پشیمان ہیں۔ میں یہاں پر آپ سے یہ درخواست کرنا چاہوں گی کہ آپ کے توسط سے اس ہاؤس کی جانب سے میں حکومتی بنچز سے' بالخصوص میں لا منسٹر اور باقی ذمہ دار لوگوں سے' یہ پوچھنا چاہوں گی کہ آج اس بات کو clear کیا جائے کہ اس کے facts and figures کیا تھے؟ تاکہ ہمارے توسط سے پنجاب کے عوام کو پتا چل سکے کہ یہ اتنا بڑا حادثہ کیسے ہوا؟

جناب سپیکر! کبھی بھی کسی مہذب معاشرے میں جب اس قسم کا کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے تو وہاں کے ذمہ دار افراد اپنا پہلا فرض یہ سمجھتے ہیں کہ وہ استعفیٰ دے دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ ہماری طرف سے کوتاہی ہوئی ہے' ہم اس منصب کے اہل نہیں تھے۔ ایک کام ضرور کریں کہ پنجاب کے عوام کو اور بالخصوص ان لواحقین' ان خاندانوں کو اس بات کے طور پر ثابت کیا جائے کہ اس کے پیچھے کون سا ایسا معاملہ درپیش تھا کہ پولیس نے اپنے ہی عجز کو secure کرنے کی بجائے انہی پر فائر کھول دیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا تقریر کر رہی ہیں؟

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں اپنی بہن کے سوال کا جواب دے رہی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے سیالکوٹ کے واقعہ پر سیاست شروع کی۔ جناب والا! سیالکوٹ کے issue پر سیاست نہیں شروع ہوئی۔ میں نے محترمہ کی بات کا جواب دیا کہ یہ سانحہ سیالکوٹ انتہائی اہم issue ہے اس کے اوپر ہمیں من حیث القوم اجتماعی سوچ رکھنی چاہئے اور اگر ہماری اجتماعی سوچ ہو گی تبھی ہم اس معاشرے میں کوئی اچھا کام کر سکیں گے۔ جب تک ہم حقائق سامنے نہیں لائیں گے تب تک ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب میں محترمہ شگفتہ انور کو فلور دیتا ہوں۔

رپورٹیں

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 224(A) میں ترمیم کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

محترمہ شگفتہ انور ، میں amendment in Rules 224(A) of the Rules of Procedure of theProvincial Assembly of the Punjab 1997 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔ جی، محترمہ شگفتہ انور!

مسودہ قانون عوامی نمائندوں کے مشاہروں پر نظرثانی مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع

محترمہ شگفتہ انور، میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ،

"مسودہ قانون عوامی نمائندوں کے مشاہروں پر نظرثانی مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مسودہ قانون عوامی نمائندوں کے مشاہروں پر نظرثانی مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع فرمائی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سانحہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ پر بحث

(---جاری)

MR ACTING SPEAKER: Next speaker is Sheikh Amjad Aziz.

شیخ امجد عزیز: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

حق بات پہ کٹتی ہے تو کٹ جائے زباں میری
اظہار تو کر دے گا جب ٹپکے گا لہو میرا

جناب سپیکر! آج اسمبلی کے وجود میں آنے کے سات ماہ بعد پہلی دفعہ سینئر پارلیمنٹیرین حسن اختر موکل صاحب نے جو ارشادات فرمائے' آپ یقین کیجئے کہ جو وہ تقریر فرما رہے تھے----

جناب عابد حسین چٹھہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

جناب عابد حسین چٹھہ: جناب سپیکر! سردار حسن اختر موکل صاحب چونکہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ یہ ان سے کوئی بات منسوب نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ان کے بارے کوئی تنقید نہیں کر رہے وہ صرف تقریر کر رہے ہیں۔ جی' فرمائیے۔

شیخ امجد عزیز: جو ارشادات انہوں نے فرمائے۔ آج ساری اسمبلی نے ان کے ارشادات پر ڈیسک بجا کر جو نعرہ ہائے تحسین ان کو عطا کئے میرے خیال میں یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سنجیدگی سے کی جانے والی بات دونوں طرف کے لوگ ہمدردی سے' اپنے ذوق سے اور اپنے دماغ سے سنتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد ہی راؤ جہانزیب کی تقریر پر جو رویہ ٹرٹری بنچز کی طرف سے میری بہن نے ادا کیا وہ سب' کچھ بھی ہمارے سامنے ہے۔ آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہمارے سینئر بزرگ جن کے بارے میں آپ نے کہا' اس سے پہلے لاءمنسٹر بہت دفعہ کہہ رہے تھے کہ آپ موضوع پر رہیں اور آپ کے بقول کہ انتہائی سینئر پارلیمنٹیرین بول رہے ہیں وہ موضوع سے ہٹے بھی ہوں تو کوئی بات نہیں' ان کو بولنے دیا جائے' اپوزیشن نے خاموش رہ کر موضوع سے ہٹی ہوئی بات اور ذو معنی بات بھی سنی۔ لیکن اب میں گزارش کر رہا ہوں کہ بات بہت ہو چکی۔ میں repetition نہیں کرنا چاہتا' لاءمنسٹر اور آپ نے فرمایا کہ

رائے دی جائے، تجویز دی جائے اور جناب سپیکر! میں تجویزیں دینے کے لئے ہی بیٹھا ہوں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسے واقعات دوبارہ نہ ہوں تو جیلوں میں ٹھیکیداری سسٹم، جس طرح کہ احسان اللہ وقاص صاحب نے فرمایا، انہوں نے ایک بات کی نشاندہی کی کہ جیلوں میں ٹھیکیداری سسٹم ملاقات پر ہے، جناب والا! میں چار باتوں کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ جیلوں میں ٹھیکیداری سسٹم ایک بات پر نہیں ہے۔ وہاں پر ٹھیکیداری سسٹم چار جگہوں پر ہے۔ وہاں پر ٹھیکیداری سسٹم ملاقات پر ہے، اس کے بعد تلاشی پر، اس کے بعد چکر میں اور اس کے بعد مشقت میں ٹھیکیداری سسٹم ہے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل یہ چاروں جگہیں ٹھیکیدار کو دیتا ہے اور وہ مخصوص گروہ اسی قسم کی لڑائیاں کرتا ہے۔ جس طرح انہوں نے کہا کہ تین دن پہلے اگر دوسرے بندے کو اختیار مل گیا تو وہاں پر لڑائی ہوتی ہے۔ لاکھوں روپے کے ٹھیکے ہیں جو ٹھیکے دار وصول کرتا ہے۔ اس جیل کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آپ کے سامنے ہے کہ اسی سزا میں وہ معطل ہوا اور اس کو دوبارہ اسی حکومت نے اسی جیل میں تعینات کیا۔ کیا ایسے لوگوں کی تقرری وہاں پر ضروری تھی؟ جب ایک جگہ پر بات ہو رہی ہے کہ وہاں پر تعداد سے زیادہ قیدی موجود ہیں۔ وہاں کی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بہت زیادہ خراب ہے تو وہاں پر شریف النفس لوگوں کو جن کا کردار اچھا ہو۔ کیا پولیس میں اچھے کردار کے مالک لوگ موجود نہیں ہیں؟ کیا جیل خانہ جات میں اچھے کردار کے حامل لوگ موجود نہیں ہیں؟ ان لوگوں کو وہاں پر تعینات کیا جاتا۔ کیونکہ وہاں پر، آپ خود گواہ ہیں کہ سب سے زیادہ criminals انہی جیلوں میں موجود ہیں، وہاں پر ایسے لوگوں کی تقرری ہونی چاہئے جو نیک نفس ہوں، رشوت سے دور ہوں اور صالح ہوں۔

جناب سپیکر! اب میں دوسری طرف آتا ہوں۔ کالا گینگ، جس کے پانچ قیدیوں کا انتقال ہوا، ان کا ایک سرغنہ ہے جو کہ گوجرانوالہ جیل میں قید ہے کیا اس سے پوچھ گچھ کی گئی ہے؟ کیونکہ یہ اتنا بڑا منصوبہ جو بنا ہے یہ سرغنہ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لوگ تو کہتے ہیں کہ اتنا زیادہ اسلحہ کوئلے کی بوریوں میں لے جایا گیا ہے۔ نہیں شاید آپ کو بھی یاد ہے کہ میں نے آپ کی ایک زخمی بچ سے بات کروائی ہے۔ وہاں پر صفائی کے ٹوکروں میں جی۔ تھری رائفلیں گئیں ہیں۔ ہینڈ گرینیڈ گئے ہیں۔ جیل میں چیکنگ کا ایک عمل نہیں ہوتا۔ وہاں پر ملاقات سے لے کر چار مختلف مراحل یا مختلف ناکوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ جب آپ جیل میں جاتے ہیں تو سب سے پہلے ایک ناکہ جیل کے باہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد ناکہ جیل کی پارکنگ کے پاس ہوتا ہے۔ اس کے بعد جیل کے اندر ڈیوڑھی میں داخل

ہوتے وقت ایک ناکہ ہوتا ہے اور اس کے بعد جیل کے اندرڈیوڑھی میں ایک ناکہ ہوتا ہے' یہ چار ناکے ہیں اور کون ایسا آدمی ہے جو ان ناکوں کو عبور کر کے جا سکتا ہے جہاں پر مختلف ملازمین تعینات تھے' مختلف مکتبہ فکر کے لوگ ہوں گے' ان کے ذہن مختلف ہوں گے وہ آدمی ان تمام ناکوں کو کراس کر کے اتنا بڑا اسلحہ وہاں پر لے گیا۔ یہ کسی بھی صورت میں اور کسی بھی بڑے افسر کے بغیر' کسی بہت بڑی سفارش کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ یہ کسی وی۔آئی۔پی شخصیت یا کسی افسر کی وجہ سے یہ اسلحہ ان ناکوں کو بغیر تلاشی کے عبورکر کے گیا۔ میری گزارش ہے کہ خالد کیانہ' جو کہ اس گینگ کا سرغنہ ہے' اس سے بھی پوچھا جائے۔اس واقعہ کے بارے میں شواہد مرے نہیں ہیں۔ جہاں پر قتل ہوتا ہے تو "خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا"جب خون گرتا ہے تو جمتا ہے اس کے شواہد موجود ہوں گے۔ اس خالد کیانہ کو بھی تفتیش میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ آپ اپنی پولیس کو ٹریننگ دیجئے ان کو بتایئے کہ جب کسی مجرم سے جو اس طرح کی کارروائی کر رہا ہو' جب اس نے بے گناہ لوگوں کو یرغمال بنایا ہو تو اس مجرم سے بات کیسے کی جاتی ہے۔ ان کو پھولوں پر رکھا جاتا ہے' ان کو مختلف حیلوں بہانوں سے ان کو delay کیا جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ ان کی ماؤں اور بہنوں کو وہاں پر لا کر ان کے سامنے ان کی کنپٹی پر ریوالور رکھ دیا جائے۔ وہاں پر پولیس نے ان کی ماؤں اور بہنوں کو لا کر ان کی کنپٹی پر پستول رکھے ہیں اور کہا ہے کہ اگر تم نہیں چھوڑو گے تو ہم ان کو ماریں گے۔ اس غصے اور طیش کے عالم میں' اس پولیس کی بات نہ ماننے کے عالم میں ان بچوں کا قتل ہوا ہے۔ اپنی پولیس اور اپنے جیل کے عملہ کو ٹریننگ دیں تاکہ آئندہ کوئی ایسی صورت حال عمل میں نہ آ سکے۔ اس سلسلہ میں ہمارے سیکرٹری اطلاعات اور وزیر داخلہ بیانات دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایسے واقعات قوموں میں ہوتے رہتے ہیں' یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے' پوری دنیا میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ ابھی میرے بھائی نے 11 ستمبر کے واقعات کے بارے میں بتایا۔ جن قوموں کے ساتھ ایسے واقعات ہوتے ہیں' میں امریکہ کا حامی نہیں ہوں میں اس کا مخالف ہوں' لیکن جب 11 ستمبر کا واقعہ ہوا تو انہوں نے پورے افغانستان کو تباہ کر دیا' انہوں نے پورے عراق کو تباہ کر دیا' لیکن ہم نے کیا کیا؟ ہم صرف جیل سپرنٹنڈنٹ اور عملہ کو معطل کر کے خوش ہو رہے ہیں اور یہ یہاں پر بات کر رہے ہیں کہ یہاں پر کچھ نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ چونکہ یہاں پر تقریباً تمام باتیں ہو چکی ہیں اس لئے میں repetition نہیں کرتا

چاہتا لیکن چونکہ میری ایک adjournment motion جو کہ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے تھی آپ نے وہ بھی مطل کر دی ہے' میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ایل۔ڈی۔اے کوارٹرز تھانہ فیکٹری ایریا میں 9 سال کی بچی کے ساتھ گینگ ریپ ہوا' ایک حساس ادارے کے ملازم کی بیٹی کے ساتھ گینگ ریپ ہوا۔ صرف نو سال کی بچی کہ جس نے سکول میں فیس نہیں دی' اس واقعہ پر تھانہ فیکٹری ایریا میں باقاعدہ نامزد پرچہ درج ہوا۔ وزیر قانون صاحب! آپ جب اپنی تقریر فرمائیں گے تو مجھے بتائیے گا کہ یہ واقعہ کیوں ہوا اور اس کے ملزمان کہاں ہیں؟ ڈیڑھ دو ماہ قبل اسی چلڈرن ہسپتال کی چھت پر سے چھ سال کی بچی کی لاش گینگ ریپ کی صورت میں دریافت ہوتی ہے۔ یہ لاہور میں کیا ہو رہا ہے' یہ پورے پنجاب میں کیا ہو رہا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ اس حکومت کو ذمہ دار نہ ٹھہرائیں۔ مجھے وہ وقت یاد آ رہا ہے کہ دریائے فرات اور دریائے دجلہ کے کنارے پر جب کسی کو کوئی ہلکا سا دکھ بھی پہنچتا ہے تو اس کے ذمہ دار حضرت عمر ہوتے ہیں۔ آج ہم حضرت عمر فاروق کے عدل کی بات کیوں نہیں کرتے' ہم یہ کیوں نہیں سوچتے' ہم کیوں پچھلی حکومتوں کو دوش دیتے ہیں؟ جس طرح جناب حسن اختر موکل صاحب نے کہا کہ جناب پچھلی باتیں گزر گئیں' آج کی بات کریں' آئندہ کی بات کریں' اکٹھے ہو کر محبتوں کی بات کریں' اکٹھے ہو کر امن و امان کی بات کریں۔ لیکن ہم بات کرتے ہیں ایک دوسرے کی تضحیک کی' ہم بات کرتے ہیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے۔ آج اس سانحہ سیالکوٹ پر اور اس سے پہلے سیالکوٹ میں ہی پیش آنے والے سمبڑیال کے واقعہ کو دیکھتے ہوئے آیئے ہم عہد کریں کہ ہم اپنے پنجاب کو امن و امان کا گہوارہ بنانے کی کوشش کریں۔ یہ اسمبلی ایک پڑھی لکھی اسمبلی ہے' ہم اس بات کا ثبوت دیں کہ ہم محبتیں کرنے والے ہیں' ہم آپس میں اکٹھے رہنے والے ہیں' ہم ایک دوسرے کی بات سننے والے ہیں۔ آیئے اکٹھے سنیں' اکٹھے عہد کریں اور جو بات کا ذمہ دار ہے اس کو سزا دیں اور اتنی شدت سے سزا دیں کہ لوگوں کے لئے عبرت کا نشان ہو۔

مجھ سے امیر پنجاب کا نہ ہو گا احترام
میری زباں کے واسطے تالے خرید لو

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی مقرر محترمہ زینت خان ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلے مقرر ملک نذر فرید کھوکھر صاحب ہیں۔جی!

ملک نذر فرید کھوکھر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ آپ نے مجھے آج کے موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سانحہ سیالکوٹ کے بارے میں دونوں طرف سے' اپوزیشن کی طرف سے بھی اور ٹریژری بنچز کی طرف سے بھی تفصیلی تقاریر کی گئیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ ان تقاریر میں سانحہ سیالکوٹ کے بارے میں کم ذکر کیا گیا اور general discussion زیادہ کی گئی۔ میں اپنی بات کو صرف سیالکوٹ کے واقعہ سے متعلق رکھوں گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو واقعہ سیالکوٹ کی جیل میں ہوا ہے یقیناً یہ بہت بڑا اور افسوسناک ہے لیکن اس کے بارے میں کسی طرف سے بھی کوئی ٹھوس تجاویز پیش نہیں کی گئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس' جو کہ اسمبلی اراکین ہیں' یہ اختیار ہے لیکن اگر ہم اپنے آپ پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ ہم نے اس میں کیا کردار ادا کیا ہے؟ ہمارے پاس یہ اختیار ہے کہ ہم ہر جیل' جو ہمارے حلقہ اور ضلع کے اندر ہے' میں بطور نان آفیشل جیل وزیٹر جا سکتے ہیں' وہاں کے افسران کی کارکردگی کا معائنہ کر سکتے ہیں اور وہاں پر ہونے والی زیادتی یا lawlessness کا نوٹس لے سکتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ اس واقعہ کے بعد کوئی بھی آدمی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا کہ وہ جیل میں جا کر انسپکشن یا دورہ کرے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری ذیولی اور فرض ہے کہ اپنی جان خطرے میں ڈال کر لوگوں کی سہولت اور امن کے لئے اور انہیں فائدہ پہنچانے کے لئے وہاں جا کر کام کریں تو میں اپنی یہ تجویز دوستوں کو پیش کرتا ہوں کہ سب لوگ اپنے علاقے کی جیلوں میں جا کر دیکھیں۔ جب میں نے وکالت شروع کی تو میں نان آفیشل جیل وزیٹر مقرر ہوا تھا۔ میں نے جیل میں جا کر وہاں معائنہ کرنے کے بعد جب رپورٹ لکھی تو اس کے نتیجے میں جیل سپرنٹنڈنٹ نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو تحریری طور پر لکھا کہ یہ practising lawyer ہے اس لیے یہ نان آفیشل وزیٹر نہیں بن سکتے۔ تو مجھے صرف اس لیے ہٹا دیا گیا کہ میں جیل کی خامیوں کی نشاندہی کرتا تھا اور جیل حکام کی مرضی کے ساتھ کام نہیں کرتا تھا۔ آپ لوگوں کو تو اب کوئی خطرہ نہیں ہے کہ وہ آپ کو ہٹا دیں گے لہذا آپ وہاں جائیں' دیکھیں اور تحقیقات کریں۔ یہاں آج سب دوست جس واقعہ کے متعلق بات کر رہے ہیں تو کسی کے پاس اس کے بارے میں کوئی تفصیل موجود نہیں ہے۔ سب فرضی باتیں' قیاس آرائی اور اخباری باتیں کر رہے ہیں۔ اخبار کے پاس کوئی authenticated خبر نہیں ہوتی۔ وہ بھی جاتے ہیں تو ایک آدمی سے ایک بات اور دوسرے سے اس کا موقف سن کر لکھ دیتے ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ کوئی انکوائری نہیں کی ہوتی نہ ہی باقاعدہ معلومات حاصل کی ہوتی ہیں۔ تو

میں عرض کروں گا کہ جب ہمارے وزیر قانون صاحب یہاں پر تمام صورت حال بیان کریں گے تو اس کے بعد پتا چلے گا کہ اس سارے واقعہ کے اصل محرکات کیا ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، فرمائیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، اخباری خبروں کی بنیاد کے حوالے سے ہم نے شروع میں کہا تھا کہ حکومت نے پچھلے تین دنوں میں کیا تفتیش کی ہے اور ان کے پاس کیا معلومات ہیں؟ اگر راجہ صاحب ہمیں بتا دیتے تو اس کے بعد بات آگے چلتی۔ اس لئے اب بھی وقت ہے اور راجہ صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اٹھ کر بتائیں کہ پچھلے 72 گھنٹوں میں کیا تفتیش ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، اگر آپ بحث کو سمیٹنا چاہتے ہیں تو wind up کریں۔ ہم تو آپ سب کو موقع دے رہے ہیں تاکہ سب کو سن لیں If you want I will just call the hon'ble Minister to speak and wind up House should be given a chance to speak

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، Mr Speaker we should know ہمارے پاس انفارمیشن اخبارات کے ذریعے ہی پہنچی ہے اور ہم اخبارات کے مشکور ہیں کہ انہوں نے صحیح طریقے سے واقعہ کی تفصیلات پیش کیں۔ حکومت کے پاس جو رپورٹ ہے وہ ہمیں بتائی جائے پھر اسی کے حساب سے ہم اپنی بات کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، فرزانہ راجہ صاحبہ!۔۔۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز، آرڈر

(گیلری میں سے ایک آواز۔ جناب اجازت ہے؟ میں بات کروں یا کوئی پوائنٹ آف آرڈر پیش ہو رہا ہے؟)

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کون بول رہے ہیں؟ اوپر سے کوئی نہیں بول سکتا۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! ہمارے ایک معزز ممبر ملک نذر فرید کھوکھر صاحب جو کھڑے ہو کر تقریر فرما رہے ہیں۔ میں یہ بات on the record اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ پریس والوں کا اس اسمبلی، صوبہ پنجاب یا پاکستان اور ہم سے جو تعلق ہے وہ اس حوالے سے بڑا معتبر اور authenticated ہے۔ آج میرے دوست نے تمام ممبرز کے بارے میں جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ نازیبا گفتگو کی ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم سارے گونگے بہرے ہیں اور ہمیں کسی facts and figures کا پتا نہیں

ہم قیاس آرائی پر مبنی باتیں کر رہے ہیں' تو میں آپ کے توسط سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور انہوں نے پریس والوں کو بھی retaliate کر دیا ہے' ان کو اپنے رویے پر غور کرنا چاہئے۔

(اس موقع پر پریس گیلری سے صحافی حضرات واک آوٹ کر گئے)

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھیں اسمبلی میں کوئی تقریر ہوتی ہے اس میں

from the galleries nobody can speak This is what has happened in the past and this is what is happening at present This forum is for the Members of the Assembly to talk If you invite the people from the gallery to participate in the session then the session will not work. This House is meant for the Members of the Assembly, only they can participate. otherwise if every body from the galleries start speaking then you won't be able to speak It is in the interest of the House This is my ruling and I stick to this ruling

میری گزارش سنیں شیخ صاحب! آپ کی ایک روایت ہے this House is meant for the Members of the House آپ نے جو بات کی میں وہ سمجھ گیا ہوں اور میرا خیال ہے کہ معزز ممبر نے کوئی ایسی derogatery بات نہیں کی جس سے کسی کی دل شکنی ہوئی ہو وہ تو ایک عام فہم بات کر رہے تھے کہ restricted to the actual topic اور اس پر discussion کی ہے۔ اس میں کوئی ایسی بری بات نہیں کی۔ کسی کے بارے میں بھی کوئی غلط بات نہیں کی۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ کسی بات پر کسی کی دل آزاری ہوتی ہے تو اس بات کو explain اور وضاحت کرنے کا حق اسے ہی ہے جس کی دل آزاری ہوئی ہو۔ بات یہ ہے کہ جس طرح سے معزز ممبران اس ایوان کا حصہ ہیں اسی طرح سیکرٹریٹ کے ملازمین جو یہاں تشریف فرما ہیں وہ بھی ایک حصہ ہیں' ٹھیک ہے ان کی ڈیوٹی اور ہے۔ اسی طرح سے پریس گیلری اور اس میں بیٹھنے والے صحافی حضرات وہ بھی اس ایوان کا ایک حصہ ہیں۔ ہم اس

ایوان میں جو بات یہاں کرتے ہیں یا معزز ممبران proceeding میں حصہ لے سکتے ہیں اور اظہار خیال کر سکتے ہیں اور اپنی تقاریر کر سکتے ہیں جبکہ سیکرٹریٹ کا جو عملہ یہاں بیٹھا ہے اس کا کام ریکارڈنگ کرنا ہے یا ہمیں assist کرنا ہے۔ تو وہ ہماری طرح سے حصہ نہیں لے سکتے لیکن جو کام ان کا ہے وہ ہم بھی نہیں کر سکتے۔ ہم ریکارڈنگ نہیں کر سکتے ہم نے اپنے حصے کا کام کرنا ہے اسی طرح سے جو پریس گیلری میں صحافی بھائی ہیں وہ ہماری discussion کا جتنا بھی معاملہ ہوتا ہے اس کا مقصد صرف اور صرف اتنا ہے کہ یہاں پر ہونے والی ہماری بات لوگوں تک اور عوام الناس تک پہنچے تو میڈیا کے ذریعے سے ہی یہ بات ان تک پہنچتی ہے کیونکہ یہاں تو ایسا انتظام نہیں ہے کہ ہمارے حلقوں کے لوگ یا پنجاب کے لوگ یہاں ہونے والی proceeding کو سن یا دیکھ سکیں۔ پریس گیلری ایسا part ہے کہ جس کے ذریعے سے یہاں پر ہونے والی تمام discussion عوام تک پہنچتی ہے اور اسی کے نتیجے میں عوام جو رائے قائم کرتے ہیں وہی ہمارا مقصود ہے۔ یہاں پر جتنی discussion ہوتی ہے اس سے عوامی رائے عامہ کو متعین اور مرتب کرنا ہی ہمارا اور اس ایوان کا مقصد ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے میڈیا، صحافی اور پریس گیلری اہم عنصر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے کوئی بات کی ہے جو کہ آپ کی نظر میں ٹھیک ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی دل آزاری نہیں ہونی چاہئے اگر ان کی دل آزاری ہو گئی ہے اور انہوں نے اس بات پر اپنا protest lodge کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپوزیشن کی طرف سے بھی اور ٹریژری بنچز کی طرف سے ایک یا دو معزز ممبران کو وہاں بھیجیں جو کہ ان سے بات کر کے انہیں واپس لائیں کیونکہ ہماری جو proceeding ہے وہ ان کے بغیر نامکمل ہے۔ وہ بھی ہمارا حصہ ہیں جس طرح کہ ہم اس ایوان کا حصہ ہیں، شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر رانا ثناء اللہ صاحب! آپ نے جو تجویز دی ہے وہ کافی معقول ہے۔ پریس قابل احترام ہے لیکن ایک decorum of the House بھی ہوتا ہے۔ آپ بحیثیت معزز ممبران یہاں بیٹھے ہیں۔ آج اگر پریس اوپر سے آواز اٹھاتی ہے تو کل افسران آواز اٹھانا شروع کریں گے، پھر اسمبلی سٹاف آواز اٹھانا شروع کرے گا۔ then where is the Assembly? Assembly means the Members of the House.

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر: پریس گیلری سے ہاؤس سے متعلقہ آواز نہیں آئی۔ یہ misconception ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : وہاں سے باقاعدہ آواز آئی ہے۔ ان کے پاس پریس ہے۔

They could write in the press. They can do anything in the press Media is more powerful than anything else but to raise a voice from the press gallary I don't think this is acceptable for the decorum of the House. It has never happened before

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! میں آپ کی information کے لئے عرض کروں گا' چونکہ میری سیٹ اس طرح سے ہے کہ پریس گیلری پر نظر جاتی ہے' گیلری سے ہاؤس کی proceeding سے متعلق کوئی آواز نہیں اٹھی۔ صحافی بھائیوں میں سے ایک صاحب اٹھے ہیں اور انھوں نے دوسرے دوستوں سے کہا ہے کہ واک آؤٹ کریں اور باہر چلیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : ہاؤس کا وقت 9 بجے تک کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ رانا صاحب ' یہ انھوں نے باآواز بلند کہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جی ہاں' لیکن یہ آواز ہاؤس کی کسی proceeding کے جواب میں نہیں تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر : میرا خیال ہے کہ انھوں نے بہت باآواز بلند کہا ہے اور ان کی آواز یہاں گونجی ہے' ہاؤس کے اندر آواز آئی ہے۔ میں خود حیران ہوا ہوں کہ یہ کہاں سے آواز آ رہی ہے۔ شاید آپ نے بھی سنا ہو گا' اوروں نے بھی سنا ہو گا' جو بھی کہا لیکن They could just walk out but not raise voices.

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی observation اپنی جگہ پر درست ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی چند ایسی روایات موجود ہیں اگر انھیں follow کیا جائے تو یہ ہاؤس بہتر انداز سے چلے گا اور اس ہاؤس کی عزت میں بھی اضافہ ہو گا۔ اس لئے میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت بغیر کسی بحث میں پڑے' ان کے conduct کو discuss کئے بغیر آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ حکم فرمائیں کہ حکومتی بنچز کی طرف سے ایک وزیر صاحب اور ایک اپوزیشن کے معزز رکن جائیں اور پریس کو واپس لے آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے پر ہمیں کسی controversy میں نہیں پڑنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر ہاؤس کی بھی یہی رائے ہے تو میں اپوزیشن لیڈر سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے ایک معزز رکن کو بھیجیں اور وزیر قانون صاحب جس وزیر صاحب کو تجویز کریں وہ جائیں اور صحافی حضرات سے بات کریں، انھیں بتائیں کہ ہم سب کو ان کا احترام ہے لیکن at the same time I will also suggest کہ تمام صحافی حضرات کو بھی ہاؤس کے احترام کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی: جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی: جناب سپیکر! میں نہایت احترام سے اپنے بھائی رانا صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ کیا آپ نے ہر آدمی، ہر ادارے کو defend کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے؟ خدارا! ہر چیز میں بولنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میری استدعا ہے کہ اس معاملے کو طول دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر، میں نکتۂ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! جب ہاؤس کی کارروائی چل رہی ہوتی ہے تو مجھے معلوم نہیں کہ کیانی صاحب کہاں کھوئے ہوتے ہیں۔ جن معاملات میں یہ کھوئے ہوتے ہیں وہ معاملات آج ہاؤس میں نہیں ہیں، اسی لئے یہ فارغ ہیں اور اسی وجہ سے یہ بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ حالانکہ مجھ تو انھیں مجھ سے اس سے الٹ ہے۔ ہم اداروں کا احترام کرتے ہیں اور اداروں کو defend کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کیانی صاحب نے میرے متعلق جو الفاظ استعمال کئے ہیں کہ میں اداروں کا دفاع کرتا ہوں یا میں نے اداروں کے دفاع کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے، یہ میرے لئے credit ہے۔ میں اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں ان سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ وہ جس وجہ سے بہکے بہکے پھرتے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں وہ معاملہ درست ہو جائے گا۔

گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی: جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ میرا بھائی ثناء اللہ خان صاحب ایک نجومی ہے کیونکہ میری طبیعت واقعی خراب ہے۔ میں کوئی بہکا بہکا نہیں ہوں، آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، میں آپ کا concern سمجھتا ہوں، آپ ہمارے بڑے اچھے ساتھی ہیں،

ہماری کمیٹی کے بھی ہیں۔ میں آپ کا احترام کرتا ہوں لیکن میں آپ سے کہوں گا کہ مہربانی کر کے ذاتیات پر مت آئیں' یہی بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : محترمہ فرزانہ راجہ!

ملک نذر فرید کھوکھر : جناب سپیکر! میں ابھی اپنی بات مکمل نہیں کر سکا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر : چلیں' آپ پہلے اپنی بات مکمل کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر ! کیانی صاحب نے ابھی یہ فرمایا ہے کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اگر یہ علاج کے لئے انگلینڈ چلے جائیں تو ان دنوں وہاں پر میرے خیال میں ان کا کافی بہتر علاج ہو جائے گا' پھر یہ اکٹھے ہی واپس آ جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر : شکریہ' اب آپ تشریف رکھیں۔ جی' نذر فرید کھوکھر صاحب !

ملک نذر فرید کھوکھر : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے اپنی تقریر کے دوران کوئی ایسی بات اپنی طرف سے نہیں کی جس سے پریس گیلری کی دل آزاری ہو' میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا کہ میں ان کے خلاف کوئی بات کر رہا ہوں۔ میں نے ایک general بات کہی ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ انھوں نے تو ہر فریق کی بات سننی ہے اور اسے انھوں نے اخبار میں شائع کرنا ہوتا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ پریس والے دونوں فریقوں کی بات سنتے ہیں۔ میں یہ جانتا ہوں کہ خبر کی تصدیق کرنا ان کی ڈیوٹی نہیں ہے۔ عوام نے اخبار کو پڑھنا ہے اور پھر حالات و معاملات یا خبر کو guess کرنا ہے۔ اس کے باوجود اگر پریس والوں کو میری یہ بات بری لگی ہے یا ان کی دل آزاری ہوئی ہے' اگرچہ وہ اس وقت پریس گیلری میں موجود نہیں ہیں اس کے باوجود میں ان سے معذرت کرتا ہوں' میرا قطعاً یہ مقصد نہیں تھا کہ میں پریس کے خلاف کوئی بات کروں۔ میں پریس والوں کی عزت کرتا ہوں' وہ میرے دوست ہیں اور میں ان کا انتہائی احترام کرتا ہوں۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

بات صرف اتنی تھی لیکن شاید پریس کے میرے ساتھیوں نے اسے غلط انداز میں لے لیا ہے۔ اس وضاحت کے بعد میں اپنے موضوع کی طرف آتے ہوئے عرض کروں گا کہ جیل کے حالات یقیناً بہت خراب ہیں۔ یہ حالات آج خراب نہیں ہوئے بلکہ عرصہ دراز سے یہ معاملات خراب چلے آ رہے ہیں۔ اس جانب ہماری حکومت توجہ دے رہی ہے' حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ ان معاملات کو درست کیا جا

سکے۔ جناب والا! یہاں پر میں اس بات کا ذکر کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب وزیراعلیٰ صاحب نے اس معاملے میں نہ صرف مضروب کی عیادت کی بلکہ مقتول جج صاحبان کے لواحقین کے لئے دس دس لاکھ روپے compensation کے لئے دینے کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح جو آدمی مضروب ہے اس کے لئے پانچ لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا ہے۔ جس پولیس والے نے ان جج صاحبان کی جان بچانے کے لئے اپنی ڈیوٹی صحیح طریقے سے نبھائی اس کے لئے بھی دو لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا ہے۔ مقتول جج صاحبان کے بچوں کی تعلیم، رہائش کا خرچہ دینے کا اعلان بھی کیا ہے۔ یہ اقدامات ہیں جو حکومت نے اس حوالے سے کئے ہیں۔ دوسری طرف وہاں پر ایک انسپکشن ٹیم بھیجی گئی ہے جس کے ممبران میں جیل کے ایڈیشنل سیکرٹری بھی شامل ہیں۔ یہ انسپکشن ٹیم ساری تحقیقات کرنے کے بعد جس کسی کو بھی قصور وار ٹھہرائے گی اسے قرار واقعی سزا دلوانا حکومت کا کام ہے۔ اس پر اپوزیشن بھی زور دے اور ہم بھی اس بات کے لئے کہیں گے کہ ان کو قرار واقعی سزا ملنی چاہئے، لیکن بغیر کسی کو سنے ہوئے، unheard تو کسی کو condemn نہیں کیا جا سکتا۔ بادی النظر میں اس میں جو گناہگار تھے ان کو معطل کر دیا گیا ہے آگے جیسے جیسے جس کا گناہ ہو گا اس کے مطابق اس کو سزا ملے گی۔ جناب والا! میں یہی کہنے کے بعد آپ سے اجازت چاہوں گا اور آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب والا! میرے خیال میں پہلے راجہ بشارت صاحب فارغ ہو جائیں تو پھر میں بات کروں کیونکہ میں کچھ چیزیں ان کے نوٹس میں لانا چاہ رہی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں منسٹر صاحب پریس کے بارے میں ان کو رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔ محترمہ آپ بسم اللہ کیجئے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! آج صبح سے ہم---

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! فرمائیے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں جناب کے حکم پر صحافی بھائیوں کے پاس گیا تھا۔ میں نے ان سے معذرت بھی کی ہے اور یہ بھی یقین دلایا ہے کہ ہمارے معزز ممبر بھی کہتے ہیں کہ اگر

آپ کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں on the floor of the House معافی مانگتا ہوں لیکن اب ان کا stance change ہوا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اب ہم مزاری صاحب کے ریمارکس سے زیادہ hurt ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: وہ کہتے ہیں کہ ہم مزاری صاحب کے ریمارکس سے زیادہ hurt ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کے خلاف تو کوئی بات نہیں کی۔ میں نے تو decorum of the House کی بات کی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ان کا یہ کہنا ہے کہ مزاری صاحب نے جو کہا ہے اگر وہ واپس لیتے ہیں تو پھر ہم واپس آئیں گے۔ میں نے ان سے بہت گزارش کی ہے۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں جی! میں نے ان کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کی۔ میں نے یہی کہا ہے کہ جو ہاؤس کا ڈیکورم ہے اور ہاؤس کی ایک روایت ہے میں نے اس بارے میں بات کی ہے۔ میں نے ان کے سلسلے میں تو کوئی بات نہیں کی مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ آواز پریس کی طرف سے آ رہی ہے یا کہاں سے آ رہی ہے؟ میں نے تو ان کی ذات کے بارے میں کوئی ایسی بات کی ہی نہیں ہے۔ مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ میں تو خود حیران ہوں کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے؟ It was not in the House. I looked in the right and left sides. There was no sound from here.

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جیسے ہی ہم ان کے پاس گئے تو انھوں نے کہا کہ نذر صاحب نے جو ریمارکس دیئے ہیں، ٹھیک ہے وہ ہمیں اچھے نہیں لگے، لیکن ہم نے بات آپس میں کی تھی وہ تھوڑی زیادہ آواز میں ہو گئی۔ اس پر جو آپ کی رولنگ ہے اس سے hurt ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں جی، مجھے یہاں پر یہ جتنی اونچی آواز سنائی دی میں تو خود حیران تھا کہ وہ آواز آ کہاں سے رہی ہے؟ اب اگر وہ اس معاملے میں سمجھتے ہیں کہ ان کی توہین ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تو بات ہی نہیں ہوئی۔ بات تو ایک ہاؤس کی ہے اور as a Speaker of the

House if I have given a ruling then that was for the decorum of the House and not against the Press

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہے کہ صحافیوں اور ہمارے درمیان اچانک جو ایک محاذ آرائی کی کیفیت بنی ہے اگر آپ اس میں کوئی کردار ادا کریں تو معاملہ اچھے طریقے سے حل ہو سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ اپنی رائے دیں پھر میں اس بارے میں اپنی رائے دوں گا۔ رانا صاحب بھی سینئر پارلیمنٹیرین ہیں آپ بھی ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، میری رائے ہے کہ اگر آپ ان کے کچھ نمائندوں کو اپنے چیمبر میں بلا لیں تو بہتر ہو گا۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! آپ ہم سب کے لئے بڑے ہی محترم ہیں اور آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور آپ نے سب کو' پریس والوں کو 'اپنے گملے اور ہمیں بھی اپنے ساتھ carry کرنا ہے۔ اس معزز ایوان میں آپ سے قابل احترام ہستی کوئی ہو ہی نہیں سکتی لیکن میرا خیال ہے کہ جس طرح فاضل دوست نے بھی معذرت کر لی ہے اور سارا ہاؤس چاہتا ہے کہ ان کو واپس لایا جائے۔ آپ بھی بڑا دل کر کے ان کو بلا لیں کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی اس لئے آپ واپس آ جائیں۔ تو وہ آپ کے کہنے پر واپس آ جائیں گے۔ آپ کسی بھی اپنے نمائندے کو بھیج کر انھیں بلوا لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ میری طرف سے ان کو دوبارہ request کیجئے۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور میں رانا ثناء اللہ صاحب سے بھی request کروں گا کہ وہ بھی ساتھ چلے جائیں۔ in the meantime محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! ہم صبح سے پولیس انتظامیہ کے بارے میں بات کر رہے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ پولیس انتظامیہ میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے اور اس چیز سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ پولیس کی ہٹ دھرمی 'ان کی بے راہ روی اور وہ جو اپنے آپ کو powerful show کرتے ہیں یا اپنی power show کرتے ہیں تو آج یہ چیز کھل کر سامنے آئی ہے کیونکہ ان میں سے

کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ ایک اتنا اہم اور افسوسناک واقعہ ہوا ہے لیکن اس کے باوجود یہاں پر انتظامیہ میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ اس واقعہ پر پوری قوم نہ صرف افسردہ ہے بلکہ آپ یقین کریں کہ خوفزدہ بھی ہے اور خوفزدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر جج، جوڈیشری محفوظ نہیں ہے تو پھر ایک عام غریب آدمی کیسے محفوظ ہو گا؟ یقین کریں کہ نہ صرف ہمارے لئے دکھ اور افسوس کی بات ہے بلکہ یہ لمحہ فکریہ بھی ہے کہ ہم اپنی عوام کو کیا تحفظ دے رہے ہیں جنھوں نے ہمیں منتخب کر کے اسمبلیوں میں بھیجا ہے؟ راجہ صاحب! میں آپ سے کہوں گی کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اس وقت تک کنٹرول نہیں کی جا سکتی جب تک دہرے معیار کی پالیسی کو ختم نہیں کیا جائے گا۔ اب یہ دہرا معیار کیا ہے کہ ایک طرف تو آپ اپنی پولیس کو سیاسی مخالفین کے خلاف استعمال کرتے ہیں، انھیں اختیارات دیئے جاتے ہیں وہ خواتین ممبران اسمبلی کو اٹھا کر ٹرکوں میں پھینکتے ہیں اور انھیں تھانوں میں لے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں ان کو ہر طرح کی اجازت ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ فرزانہ راجہ، تو آپ یہ سوچیں کہ جب آپ صحیح کام کے لئے ان کے پاس جائیں گے تو یقیناً آپ کے آرڈرز کی تعمیل نہیں ہو گی اور قوانین کا نفاذ بہتر طریقے سے نہیں ہو گا۔ کیونکہ آپ پہلے ہی انھیں غلط کاموں کے لئے اتنی طاقت دے چکے ہیں اور خصوصاً آپ کے جو سیاسی مخالفین ہیں یا جو ممبران حکومت کی پالیسیز اور issues کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں ان کے خلاف انھیں استعمال کرتے ہیں۔ تو اگر آپ پولیس کے نظام کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں اس چیز کو ختم کرنا ہو گا۔ اس کے بعد آج کل یہ چیز بہت مشہور ہے کہ فلاں آفیسر تو چیف منسٹر صاحب کے کہنے پر نہیں آئے گا چونکہ یہ تو big boss کی طرف سے بھیجا جائے گا۔ فلاں آفیسر تو لاء منسٹر صاحب کے کہنے میں نہیں آئے گا کیونکہ اس کو فلاں big boss نے بھیجا ہے تو میرے خیال میں جب تک یہ چیزیں ہوں گی اس وقت تک آپ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ جناب قاسم ضیاء صاحب نے تو شروع میں ہی کہہ دیا تھا کہ جب تک پنجاب اسمبلی کے پاس 2002 ایکٹ میں ترمیم کے اختیارات نہیں ہوں گے اس وقت تک ہم اس سسٹم کو بہتر نہیں بنا سکتے۔

جناب سپیکر! اب میں جیلوں کے نظام کی طرف آتی ہوں کہ اس نظام کو بہتر کرنے کے لئے کیا کیا جا سکتا ہے۔ بات تو یہ ہے کہ تجاویز دی جائیں لیکن میں یہاں پر پھر کہوں گی کہ ہم سب

نے بشمول میرے لاء اینڈ آرڈر کے پہلے اجلاس میں بھی تجاویز دی تھیں اور راجہ بشارت صاحب نے اپنی تقریر میں تعریف کی اور کہا کہ ہم ان پر عمل در آمد کریں گے۔ اس کے بعد ایس۔ایس۔پی آفس سے مجھے کالز بھی آئیں کہ آپ نے وومن کرائمز رپورٹنگ سنٹر کے بارے میں بڑی اچھی تجاویز دی ہیں اور ہم اس پر کوئی کام کرنا چاہتے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میری ان سے دو meetings ہوئیں اور اس کے بعد پتا نہیں ان کو کیا آرڈرز ہوئے' اس کے بعد پتا نہیں کیا ہوا کہ ایس۔ایس۔پی صاحب بجائے اس کے کہ مجھے call کریں بلکہ میری call پر بھی call back نہیں کی۔ اب آپ دیکھیں کہ تجاویز جب دی جائیں تو اس پر serious طریقے سے اور پر خلوص طریقے سے عمل در آمد ہو۔ اگر اپوزیشن بنچوں کی طرف سے بھی تجاویز دی جا رہی ہیں تو ان کو تسلیم بھی کیا جائے۔ اس میں' میں آپ کو یہ کہوں گی کہ جیلوں کی آپ حالت زار دیکھیں جس میں غریب لوگ ہیں۔ میں نے دیکھا اور آپ یقین کریں کہ عورتیں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ساتھ لے کر جیل کے گیٹ پر صبح 8 بجے سے لے کر شام تک کھڑی رہتی ہیں۔ قیدی حضرات جو بھی ان کے بھائی ہیں' شوہر ہیں' یا باپ ہیں ان سے ملنے کے لئے کھڑی رہتی ہیں اور وہاں پر جیل کا جو عملہ ہے ان سے وہ رشوت لیتے ہیں اور پیسے لے کر ان مرد اور خواتین حضرات کو ملوانے کے لئے اندر لے جاتے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ قیدیوں کے لئے کھانے یا استعمال کے لئے چیزیں اندر بھیجی جاتی ہیں ان میں بھی corruption کی جو صورتحال ہے وہ بھی نا قابل بیان ہے۔ اس کے بعد آپ جیل کے اندر آ جائیں اور جو لوگ اے کلاس یا بی کلاس کے لئے entitled ہیں' اگر وہ ایمانداری کے ساتھ فائلیں اٹھا کر پھرتے رہیں گے تو وہ دفتروں کے چکر لگاتے رہیں گے لیکن ان کو وہ کلاسسز نہیں ملیں گی اور وہ لوگ جو ان کو ماہانہ دیتے ہیں' ماہانہ انہوں نے لگائی ہوئی ہیں' پانچ ہزار روپے monthly ہے' اگر آپ ان کو یہ دے دیں تو آپ کو اے کلاس مل جائے گی اور آپ کو کہیں سے دستخط کروانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ آپ خود بتائیں جب تک یہ نظام ہو گا اس وقت تک آپ غریب آدمی کی کیسے مدد کر سکتے ہیں؟ اس کے لئے میں آپ کو تجاویز بھی دیتی ہوں میں صرف تنقید برائے تنقید پر یقین نہیں رکھتی۔ میری سب سے بڑی اور پہلی suggestion یہ ہے کہ لوگوں کے اندر شعور پیدا کیا جائے کہ آپ ڈٹ جائیں اور اپنے لوگوں کو سہولتیں دینے کے لئے رشوت نہ دیں۔ اس کے علاوہ اتنے سخت قوانین بنائے جائیں کہ جو اہلکار ان قوانین کی خلاف ورزی کریں ان کو نہ صرف معطل کیا جائے بلکہ ان کو جیلوں میں ڈالا جائے اور ان کو

سزائیں دی جائیں۔ اس طرح سے ہم بہتری کی طرف جا سکتے ہیں' لیکن حالات جس طرح سے چل رہے ہیں مجھے نہیں لگتا کہ یہ اتنا جلدی ہو جائے گا۔ میری suggestions تو وزیر قانون صاحب تک پہنچ گئی ہیں۔ اب آتے ہیں سانحہ سیالکوٹ کی طرف۔ اب آپ یہ بتائیں کہ پہلے تو اتنی زیادہ تعداد میں عجز کس نے بھجوائے' اس کے پیچھے کیا سازش تھی اور اس کے بعد ڈی۔ آئی۔جی نے کسی آرڈر کا انتظار کئے بغیر کارروائی شروع کر دی اور فائرنگ کروا دی جس میں اتنے زیادہ عجز شہید ہو گئے۔ آخر اس کے پیچھے کیا محرکات ہیں؟ اس پر راجہ بشارت صاحب نے ہمیں یہ بتانا تھا اور انہیں چاہئے تھا کہ سب سے پہلے یہ ہمیں explain کرتے اور اس کے بعد ہم اپنا point of view بتاتے۔ لیکن انہوں نے یہ آخر میں رکھا ہے تاکہ وہ آخر میں sugar coated گولیاں دے کر اس کو complete کر دیں کہ ہم نے تین دن میں یہ investigation کی اور اس کے بعد ہمیں خاموش کرا دیا جائے گا اور اجلاس کل تک کے لئے ملتوی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ کہوں گی کہ ہمیشہ ground realities کو سامنے رکھا جائے کیونکہ یہ ایک ایسا سانحہ ہے جو کہ نہ صرف اپوزیشن یا ٹریژری بنچوں کا مسئلہ ہے بلکہ سارے پاکستان کے لئے قابل افسوس ہے اور اس پر راجہ بشارت صاحب کو یہ چاہئے کہ آج اس پر وہ واضح طور پر اپنی پالیسی بتائیں تاکہ ہم اس پر اپنا کوئی لائحہ عمل اختیار کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شاہینہ اسد!

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گی کہ---

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی آپ تشریف رکھیں۔ لسٹ میں جن کے نام ہیں میں اس کے مطابق بلا رہا ہوں۔ محترمہ شاہینہ اسد!

محترمہ شاہینہ اسد: شکریہ جناب سپیکر! سانحہ سیالکوٹ پر اگر ہم بات کریں تو میرا خیال ہے کہ ہم سارے ہی ندامت سے سر جھکا لیں گے۔ کیونکہ یہ واقعہ ہم سب کی کوتاہیوں کا پیش خیمہ تھا' پیش خیمہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ہم سب نے جو بیج بویا وہ ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ یہ تواتر ہے ان پالیسیوں کا' ہماری ان بد اعمالیوں کا جو ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ ہم سب کو ان چیزوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے ان خامیوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے جس کی وجہ سے یہ سانحہ وقوع پذیر ہوا ہے

لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم ایک دوسرے کی ہمیشہ کی طرح دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ میں صبح سے یہی باتیں سن رہی ہوں اور دکھی ہو رہی ہوں اس چیز پر کہ ہماری بہنیں اٹھتی ہیں تو وہ بھول جاتی ہیں ان خاندانوں کو جو اس وقت بیوائیں ہو چکی ہیں، جن کا گھر بار لٹ گیا ہے۔ ہمیں تو دکھی ہونا چاہئے کہ یہ سانحات جو ہیں پاکستان پہ ہی کیوں آتے رہتے ہیں، اس کی کیا وجوہات ہیں، ہم ان کو ختم کرنے کے لئے آپس میں مل کر کوئی لائحہ عمل کیوں نہیں تیار کرتے؟ اس ہاؤس میں، میں سمجھتی ہوں کہ بہت پرانے پارلیمینٹیرین بھی بیٹھے ہوئے ہیں لیکن کیا کوئی یہ بتائے گا کہ وہ تواتر جو مسلسل چلا آ رہا ہے اس کے لئے کیا ہمارے پاس کوئی حل نہیں ہے؟ کیا ہر حکومت نے یہی چیزیں face کرنی ہیں؟ ہم سب کو یہ سوچنا ہے ہمارے ان پرانے ساتھیوں کو بھی اور ہم نئے لوگوں کو بھی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس پر مل بیٹھ کر کوئی حل نکالیں نہ کہ میں یہ کہوں کہ آپ لوگ اپنی باتیں دہراتے رہیں اور پچھلی حکومتوں کے کارنامے بتاتے رہیں اور میں اپنی حکومت کے کارنامے سناتی رہوں اور مدح سرائی کرتی رہوں۔

ایک آواز: آپ کا کونسا کارنامہ ہے؟

محترمہ شاہینہ اسد: جناب سپیکر! بہت کچھ کیا ہے، اگر آنکھوں پر پٹی بندھ جائے تو کسی کو نظر نہیں آتا۔ یہ آپ کی آنکھوں کا قصور ہے، جناب پرویز الٰہی صاحب نے کیا کچھ نہیں کیا، یہ صرف نظر کی بات ہے۔ ہمارے دلوں پر قرآن کے نقطہ نظر سے وہ مہریں لگ چکی ہیں جو اچھائیاں ہمیں دکھاتی ہی نہیں۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مہریں لگا دوں تو پھر کھولتا نہیں۔ تو جب ہمیں ہدایت ہی نہیں ملی تو ہم اس ہدایت پر چل کس طرح سکتے ہیں۔ ہمیں کیسے نظر آئے گا کہ پرویز الٰہی کیا کر رہا ہے، ہمیں کیسے نظر آئے گا کہ جناب راجہ صاحب کیا کر رہے ہیں، ہمیں کیسے نظر آئے گا کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! تالیوں کے لئے میں کھڑی نہیں ہوئی، یہ میرے دکھی دل کی آواز ہے، میں ایک مقصد لے کر اس ایوان میں آئی ہوں اور وہ مقصد یہی ہے کہ ہم سب مل کر ان برائیوں کے سد باب کے لئے کوشش کریں جو آج تک دیمک کی طرح ہمارے ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر سامیہ امجد!

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے فرزانہ راجہ صاحبہ جب بھی اٹھتی ہیں---

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں اور کسی کا نام لے کر بات نہ کریں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب سپیکر! میں معذرت خواہ ہوں۔ وہ جب بھی اٹھتی ہیں---

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں عرض کر رہی تھی---

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو فلور دوں گا' وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ابھی ان کو بات کرنے دیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب والا! پچھلی مرتبہ انہوں نے کہا کہ مجھے ٹیلی فون آتے ہیں اور مجھے وزارتوں کی offer ہو رہی ہے' آج وہ کہہ رہی ہیں کہ مجھے پولیس کی طرف سے appreciate کیا گیا' پھر انہیں ہماری حکومت سے کس بات کا گلہ ہے؟ انہیں وزارتیں بھی مل رہی ہیں انہیں ہماری پولیس appreciate بھی کر رہی ہے پھر بھی یہ ہم سے گلہ کرتی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت سیالکوٹ کے سانحہ پر بات ہو رہی ہے---

جناب شیخ اعجاز احمد: جناب والا! ٹائم extend کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقت 9-30 تک بڑھایا جاتا ہے۔ جی محترمہ! آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ جناب سپیکر صاحب!

چڑھ چناں تے کر روشنائی
ذکر کریندے تارے ہو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے
لعلاں دے ونجارے ہو
جنہاں عشق حقیقی پایا
موہنوں کجھ نہ اللاون ہو

ذکر و فکر وچ راہن ہمیشہ
دم نوں قید لگاون ہو
دل دریا سمندروں ڈونگے
کون دلاں دیاں جانے ہو
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

اگر آنکھ بیدار ہو، خود داری ہو، دل کے ہنگامے خاموش نہ ہوئے ہوں تو ایک چھوٹی سی بات بھی اسرار حیات سکھلا سکتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے لے کر آج ہم ایک بہت بڑے سانحے پر کھڑے ہیں۔

(اس موقع پر ممبران پریس گیلری واک آؤٹ ختم کر کے
پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئے)

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ چند لمحے پہلے پریس کے حوالے سے ایک غلط فہمی پیدا ہوئی تھی۔ ہمارے معزز رکن نے کچھ الفاظ کہے تھے اور اس پر پریس نے یہاں سے walk out کیا تھا اور walk out کرتے ہوئے جب انہوں نے یہ announce کیا کہ ہم walk out کر رہے ہیں تو ان کی آواز نیچے آئی تو اس پر جناب نے کچھ فرمایا۔ میں نے اسی وقت کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ ہمیں اس controversy میں نہیں پڑنا چاہئے کہ کس نے کیا کہا ہے۔ جس طرح اپوزیشن کی طرف سے بھی رانا ثناء اللہ صاحب نے یہ فرمایا کہ پریس بھی اس ایوان کی کارروائی کا ایک حصہ ہے اور بلاشبہ جہاں اس ایوان میں بلا تفریق اور بلا امتیاز اپوزیشن اور ٹریژری بنچز کو پریس کا احترام ہے اتنا ہی احترام آپ کو بھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم سے زیادہ احترام آپ کو ہے، وہ اس حوالے سے کہ آپ اس پورے ہاؤس کے custodian ہیں۔ جہاں آپ اپوزیشن کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں اور جہاں آپ ٹریژری بنچز کے اراکین کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں، وہاں آپ اسمبلی کے ملازمین کے حقوق کا تحفظ بھی کرتے ہیں اور اسی طرح پریس کے، اس ہاؤس کی proceeding کے حوالے سے، جو حقوق ہیں آپ پر اسی طرح لازم ہے کہ آپ ان کے حقوق کا تحفظ بھی کریں اور یقینی طور پر آپ کرتے بھی ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی غلط فہمی کی بنیاد پر ہمارے پریس کے بھائیوں کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں نے ذاتی طور پر ان سے معذرت کی ہے اور میں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ ہرگز ہرگز کسی بھی دوست کا اور بالخصوص جناب سپیکر کا یہ قطعی طور پر مدعا نہیں تھا کہ آپ کی دل آزاری ہو

بہرحال اگر کسی بات سے ان کی دل آزاری ہوئی تو میں نے ان سے معذرت کی ہے۔ مجھ سے پہلے چودھری ظہیر صاحب' چودھری اقبال صاحب اور سمیع صاحب نے بھی ان سے معذرت کی' اس لئے میں آپ سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ پریس یہاں پر واپس آچکی ہے۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنا بائیکاٹ ختم کیا' یہاں پر تشریف لائے۔ ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ تو میں آپ سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے بھائیوں کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے تو آپ براہ مہربانی اس غلط فہمی کو دور کریں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ چونکہ ایک ایسے منصب پر بیٹھے ہیں کہ جس کا یہ تقاضا ہے کہ آپ نے سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ پر سارے ہاؤس کو ساتھ لے کر چلنے کی ذمہ داری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے کہنے کی بات نہیں ہے' آپ مجھ سے سینئر پارلیمینٹیرین ہیں اور اس وقت آپ جس منصب پر بیٹھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات نے آپ کو جو عزت دی ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے حوالے سے آپ اپنی ذمہ داریوں سے مجھ سے بہتر آگاہ ہیں اور آپ انشاء اللہ تعالیٰ انہیں پورا کریں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب سے پہلے تو میں پریس کی واپسی پر انہیں wellcome کہتا ہوں اور میں لاینسٹر صاحب' اپوزیشن اور ٹریژری بنچز کی طرف سے جو کوششیں کی گئی ہیں اور اگر پریس والوں کو کوئی غلط فہمی پیدا ہوئی ہے تو میں انہیں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ میری خواہش ہاؤس کا decorum اور ہاؤس کا احترام ہے' جہاں ٹریژری بنچز اور اپوزیشن بنچز ہیں وہاں پریس بھی شریک ہے اور مجھے ان کا احترام ہے۔ میں نے کبھی اس نکتہ سے بات نہیں کی کہ ان کی دل آزاری ہو اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو قطعاً میرا یہ مقصد نہیں تھا۔ میرا مقصد صرف یہی تھا کہ honorable Member کی تقریر سے اگر ان کی دل آزاری ہوئی تھی تو انہوں نے اس کی معذرت کر لی ہے اور لاء منسٹر صاحب نے اس کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ پریس والے خصوصاً ہمارے سینئر صحافی ہیں میرے دل میں ان کے لئے جتنا احترام ہے وہ پہلے بھی تھا' آج بھی ہے اور کسی صورت میں یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم ان کے بارے میں کوئی ایسی بات کریں لیکن decorum of the House کے لئے میں نے چند الفاظ کہے ہیں اگر وہ انہیں گراں گزرے ہیں تو ان الفاظ کو میں واپس لیتا ہوں اور ان کے آنے پر میں wellcome کرتا ہوں۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری اصغر علی گجر: میں پریس کے واپس آنے پر ان کا مشکور بھی ہوں اور اس معاملے پر پورے ایوان کی جو کارروائی ہوئی ہے اس پر بھی مشکور ہوں۔ میں پریس کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ ہم سب لوگ احترام کرتے ہیں ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر انہیں مناتے ہیں۔ ہم سب لوگ سپیکر کا بھی احترام کرتے ہیں۔ میں اپنے پریس والے بھائیوں سے آج یہ بات ضرور کہوں گا کہ ہمیں کسی دن کسی آزمائش میں نہ ڈال دینا۔ یہ آپ کی مہربانی ہوگی اور ہم بہت ہی مشکور ہوں گے۔ ابھی ہم سوچ رہے تھے کہ ہم اچھی خاصی آزمائش میں پڑ گئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو مزاری صاحب کی بہت بڑی فراخدلی ہے اور انہوں نے بڑا اچھا ثبوت دیا ہے کہ انہوں نے ہمیں آزمائش سے نکال لیا۔ میں دلی طور پر ان کا مشکور ہوں اور پریس کا بھی مشکور ہوں۔ بڑی مہربانی، بہت بہت شکریہ۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR ACTING SPEAKER: Time is extended till 9 30 p.m. Rana Sahib

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پریس سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کے حوالے سے آپ نے جس جذبے اور جن خیالات کا اظہار کیا میں ذاتی طور پر آپ کا مشکور ہوں اور میں اپوزیشن کی طرف سے بھی اس بات پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اس معاملے کو بہت اچھے طریقے سے اور اپنے اس اعلیٰ منصب کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے اسے بخوبی انجام دیا اور میں اپنے صحافی بھائیوں کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے اس معاملے کو resolve کیا اور وہ تشریف لے آئے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نون صاحب!

RANA MUHAMMAD QASIM NOON: Mr Speaker, being a custodian of the House and for the larger interest and for the larger sanctity of the House. آپ کا منصب اس چیز کا تقاضا کرتا ہے اور جس طرح آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ We highly appreciate, Mr Speaker, Sir (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ بول رہی تھیں۔ جی، فرمائیے!

ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے تسلسل کی خاطر آخری شعر دوبارہ کہوں گی کہ:

جہاں عشق حقیقی پایا
موہوں کجھ نہ الاون ہُو
ذکر و فکر وچ رہن ہمیشہ
دم نوں قید لگاون ہُو
دل دریا سمندروں ڈونگھے
کون دلاں دیاں جانے ہُو
اللہ ہُو اللہ ہُو اللہ ہُو

جناب عالی! یہ جو المیہ اور سانحہ ہے' یہ جو توبہ ہے' یہ جو اللہ کی طرف کا راستہ ہے' یہ جو صوفیوں نے بتا دیا ہے کہ اپنی ذات میں اتر کر فنا کا راستہ کیسے ڈھونڈنا ہے' وہی آج کی اس بحث کا جواب ہے۔ یہ ہمارے لئے صوفیوں اور اللہ کی طرف سے پیغام ہے کہ اے لوگو! جب میں کوئی ایسا بڑا سانحہ تمہارے سامنے لاتا ہوں تو اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنے اندر سے جھانک کر وہ کچھ نکال لاؤ کہ ایک فلاح کا راستہ نظر آ جائے۔ میں اس ایوان کو آج مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ کوئی بھی ایسا دل یہاں پر آج نہ تھا کہ جو اکٹھا ہو کر نہ دھڑکا ہو' کوئی بھی ایسی آواز نہ تھی کہ جس نے چیخ چیخ کر اور پکار پکار کر انصاف کی ان دھجیوں کو اڑانے کی مذمت نہ کی ہو۔ یہاں کوئی بھی ایسا بندہ موجود نہ تھا کہ جس کے پاس مشورہ نہ ہو۔ وقت بہت تھوڑا گزرا ہے میں صرف ایک جملے میں گورنمنٹ بنچز کی ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے اس ایوان کی وساطت سے پنجاب کے ہر اس شخص کو جس کی آنکھ اس سانحہ سے روئی ہے یہ باور کروانا چاہتی ہوں کہ انصاف ہوگا' مجرم پکڑے جائیں گے' انہیں سزا دی جائے گی' ہم اپنے آپ کو بہتر بنائیں گے کیونکہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ آج یہاں پر جو کچھ بھی کہا گیا وہ ہماری ماضی کی غلطیوں کا اعتراف تھا' وہ ایک دوسرے کے اوپر اعتراض نہ تھے' چاہے وہ اُس طرف سے آئے یا اس طرف سے آئے' جذبہ ایک ہی ہے۔ پرویز الٰہی صاحب کی قیادت میں پولیس کو ٹھیک کرنے' جیلوں کو ٹھیک کرنے کے سلسلے میں لاجسٹر' ان بنچز اور اپوزیشن بنچز کی اتنی زور دار کارروائی پر میں گورنمنٹ بنچز کی طرف سے اس چیز کا اعلان کرنا چاہتی ہوں کہ بہت جلد یہ تمام معاملہ ضرور انجام تک پہنچے گا۔ یہ کوئی وعدہ نہیں' یہ وہ حقیقت ہے جو یہ حکومت انشاء اللہ آپ کو کر کے دکھائے گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، رانا ثناء اللہ صاحب!

چودھری زاہد پرویز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے!

چودھری زاہد پرویز ، جناب سپیکر! جو لوگ بولنا چاہتے ہیں آپ انھیں کل وقت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب! کیا کل اس پر بحث کر لیں۔

وزیر قانون ، کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے' کل کا بزنس اور ہے۔ میری استدعا ہوگی کہ سارے دوست بول چکے ہیں' اب ہمارے دو پارلیمانی لیڈر رہ گئے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں) یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام ممبران نے contribute کرنا ہے۔ اس کے بعد بھی موقع آئے گا۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو سانحہ سیالکوٹ ہے یہ بہت اہم معاملہ ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ جو بھی معزز ممبران پچھلے چار پانچ گھنٹوں سے بیٹھے ہیں۔ وہ صرف اس مقصد کے لئے بیٹھے ہیں کہ انھوں نے تین چار یا پانچ منٹ بات کرنی ہے۔ یہ بھی بڑی ناانصافی ہوگی کہ اب ان سے یہ کہا جائے کہ اب آپ بات نہ کریں' اب آپ کے پارلیمانی لیڈر بات کریں گے اور اس کے بعد وزیر قانون wind up کریں گے۔ اس میں یہ ہے کہ پچھلے دنوں بحث چل رہی تھی کہ 70 دنوں میں سے 43 دن ہو گئے ہیں اور جو 27 دن ہیں' ان کو پورا کرنا ہے۔ حالانکہ 70 دن کم از کم ہیں' زیادہ سے زیادہ نہیں ہیں۔ ٹھیک ہے اگر آج اجلاس کا ٹائم زیادہ ہو گیا ہے تو اس پر کل بحث کر لیتے ہیں۔ ایسے واقعات پر تو دنیا کی پارلیمنٹس میں دو دو' تین تین دن بحث ہوتی رہتی ہے۔ ہم اس بات میں کیوں پڑ جاتے ہیں کہ آج ہی سارا کچھ ختم کریں' چاہے رات کے دس بج جائیں ہم نے آج ہی فارغ ہو کر جانا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے وزیر قانون صاحب ایسا کر دیں کہ واقعہ کی انتہائی اہمیت کے پیش نظر اس کے لئے ایک دن اور مختص کر دیں۔ اگر یہ ممکن نہیں ہے اور جو کم از کم 70 دن ہیں انہی کو maximum سمجھنا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو دوست چار پانچ گھنٹوں سے بیٹھے ہیں' ان کے لئے آپ کی طرف سے بھی کوئی اچھا تاثر نہیں ہوگا کہ اب ان سے یہ کہا جائے کہ ہم آپ کی تین منٹ بھی بات نہیں سنتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! ٹھیک ہے میں بات کر لیتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنا point of view دینا ہے۔ باقی جو دوست بات کرنا چاہیں گے' کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے' اس کے بعد جس دن مرضی ہو گی ہم ایک گھنٹہ پھر مقرر کر لیں گے' میں آج بات کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ جب سے اجلاس شروع ہوا ہے' اس وقت سے بات ہو رہی ہے۔ گورنمنٹ کا موقف آنا ضروری ہے اس لئے میں بات کر لیتا ہوں اور جن دوستوں نے بات کرنی ہے تو وہ بعد میں بات کرتے رہیں۔

شیخ اعجاز احمد ، جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' تجویز بتائیے۔

شیخ اعجاز احمد ، جناب سپیکر! اسمبلی میں اس واقعہ کے اوپر اب جو ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک عجیب سی بات لگ رہی ہے کہ ممبران بات کرنا چاہ رہے ہیں اور بات کرنے کے لئے انتظار کر رہے ہیں اور وقت کی قلت کی وجہ سے ایک واقعہ کو haphazardly ہم ختم کرنا چاہ رہے ہیں' بالکل اسی طرح جس طرح ڈی۔ آئی۔جی ملک اقبال نے اس واقعے کو وقت کی قلت کی وجہ سے ختم کرنے کی کوشش کی اور اس میں تین جانیں ضائع ہو گئیں۔

میں یہ گزارش کر رہا ہوں اور میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے یا میری درخواست یہ ہے کہ یہاں پر ہم بات کر رہے ہیں کہ ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے اور آج جو واقعات ہم discuss کرنا چاہ رہے ہیں' آپ تین دن پہلے دیکھیں کہ امریکہ کی ایک سنیٹ ہے' اس میں 13 بندوں کو kidnap کر لیا گیا۔ ان کو چھڑوانے کے لئے 409 گھنٹے مذاکرات ہوئے' یہ ریکارڈ پر بات ہے۔ 409 گھنٹے 13 civilians کو چھڑوانے کے لئے انھوں نے مذاکرات کئے اور یہاں پر ستم ظریفی یہ ہے کہ صرف چار گھنٹوں میں تین ججوں کو شہید کر دیا گیا اور باقیوں کو زخمی کر دیا گیا۔ جو پانچ criminal مارے گئے ان کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فرسٹ کزن شیخ نعیم سول جج ہیں' میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ پرسوں جب آپ کو میری وساطت سے یہ پتا چلا کہ میرے کزن وہاں پر سول جج ہیں جو اس واقعے میں زخمی ہوئے ہیں' آپ نے فون پر ان سے بات کی۔ میں اس بات پر بھی آپ کا مشکور ہوں۔ اب میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو معزز ممبر یہاں پر رہ گئے ہیں یا حکومتی

بچوں سے بھی ممبران کا بات کرنے کو دل چاہ رہا ہے تو اگر کل ہم دو گھنٹے یا تین گھنٹے مخصوص کر دیں گے تو کوئی قیامت نہیں آنے والی۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ میں اپنی سٹیٹمنٹ دے دیتا ہوں کل کے دن مزید بحث ہو جائے گی۔ وہ گورنمنٹ کی طرف سے سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں' اگر آپ بولنا چاہتے ہیں تو کل کا ٹائم رکھ لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! کل دو گھنٹے کا ٹائم رکھ لیں۔ کل جو resolution ہیں' وہ مختصر سی ہیں میرے خیال میں جلد ہی نمٹا دی جائیں گی اور جیسا کہ راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ پھر کسی دن' اس طرح indefinite adjourn نہ کریں۔ کل کا بزنس کرنے کے بعد آپ دو گھنٹے کا ٹائم اس معاملے پر مزید بحث کے لئے رکھ لیں تاکہ سارے دوست بات کر سکیں۔ اس کے بعد پھر راجہ صاحب overall conclude کر لیں۔ اگر آج کوئی مختصراً' جس کا ہم ان سے تین گھنٹوں سے تقاضا کرتے آ رہے ہیں کہ جناب کچھ نہ کچھ اس واقعے کے متعلق بتا دیں' وہ آج بتا دیں لیکن کل کے لئے ٹائم ضرور رکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگر کل کا ٹائم رکھا جائے گا تو ان کو ٹائم دیا جائے گا جو آج نہیں بول سکے۔ وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون ، آپ کی صوابدید پر ہے۔ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور پرسوں بھی پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اس کے بعد ہم نے عام بحث دو دن رکھی ہوئی ہے۔ ایک دن تعلیم پر ہے اور ایک دن زراعت پر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، آپ ٹائم مقرر کر سکتے ہیں۔ کل کے لئے ہو جائے تو تسلسل بھی قائم رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، کل پرائیویٹ ممبرز ڈے کے بزنس کو کر کے بحث کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان ، ہم رولز معطل کرنے کی استدعا نہیں کریں گے۔ کل کا بزنس جب ہو جائے گا تو اس کے بعد دو گھنٹے کے لئے discussion رکھ لیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! پہلے میں بات کر لیتا ہوں۔ اس کے بعد آپ جو دن مقرر کریں گے اس دن دو گھنٹے بات کر لیں اور میں پھر wind up کر دوں گا لیکن کم از کم آج میں گورنمنٹ کا موقف

دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ اور انتہائی بردباری کے ساتھ اس اہم معاملہ پر بحث سنی اور اس معزز ایوان کے تمام اراکین کو موقع فراہم کیا کہ وہ کھل کر اپنا موقف پیش کر سکیں۔ آج جب اجلاس شروع ہوا تو اس وقت میری یہ خواہش تھی کہ ہمارا جو بھی طے شدہ ایجنڈا ہے اس کے مطابق ہم اجلاس کی کارروائی کو آگے بڑھائیں لیکن اپوزیشن کے اس استدلال پر اور ان کا یہ موقف تھا کہ آج ہمیں لاء اینڈ آرڈر کی discussion کو براہ راست ٹیک اپ کرنا چاہئے اور باقی کارروائی کو ٹیک اپ نہیں کرنا چاہئے، ہم نے اس سے اتفاق کیا اور اتفاق کرنے کے پیچھے جو جذبہ کار فرما تھا، جو سوچ کار فرما تھی وہ صرف اور صرف یہ تھی کہ ہم اپوزیشن کی طرف سے آنے والی ہر رائے کو، ہر تجویز کو خوش آمدید کہنا چاہتے تھے اور اس لحاظ سے بھی کہ اگر حکومت کی کوئی کوتاہی ہے تو اس کو بہتر کرنے کے لئے اگر ان کی طرف سے کوئی تجویز آئے گی تو ہم اس کو بھی خوش آمدید کہیں گے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب کا یہ نہ صرف موقف ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ پختہ عزم ہے کہ ہم نے لاء اینڈ آرڈر پر کسی صورت میں compromise نہیں کرنا اور اس سلسلے میں کسی بھی سرکاری اہلکار یا گورنمنٹ functionary کی کوئی بھی کوتاہی، غفلت یا نااہلی کسی صورت میں برداشت نہیں کی جائے گی۔ اگر ہماری حکومت کی priorities دیکھیں تو یقیناً جو بھی صوبے میں، جس جماعت کی بھی حکومت ہو ان کی ہمیشہ لاء اینڈ آرڈر پر priority رہی ہے اور ہماری حکومت کی priority بھی لاء اینڈ آرڈر کی maintenance ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ لاء اینڈ آرڈر کو maintain رکھنا، صوبے کے عوام اور شہریوں کو تحفظ فراہم کرنا ہماری حکومت کی priorities میں شامل ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک سیالکوٹ جیل میں ہونے والے واقعے کا تعلق ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں، اگر روایتی طور پر کہا جائے کہ گڈ گورننس کا معاملہ ہے اور حکومت کی گڈ گورننس کا جو ایک نعرہ ہے اس پر یہاں اعتراض آتا ہے اور اس پر question ہوتا ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات صرف یہیں پر ختم نہیں ہو گی۔ یہ صرف گڈ گورننس کا معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ حکومت کی ساکھ کا معاملہ

ہے اور میں آپ کو' اس معزز ایوان کے ہر رکن کو یقین دلاتا ہوں اور اس معزز ایوان کے توسط سے پنجاب کے عوام کو ہم یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم نے اپنی ساکھ پر کسی صورت میں بھی compromise نہیں کرنا۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ واقعہ ہوا تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے واضح الفاظ میں یہ کہا کہ انکوائری کے نتیجے میں جو بھی ذمہ دار افراد ٹھہرائے جائیں گے وہ خواہ کسی بھی حیثیت کے ہوں ان کے خلاف بلا امتیاز اور بلا تفریق کارروائی کی جائے گی اور ایسی کارروائی کی جائے گی کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو عبرت کا نشان بنایا جائے گا۔ میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اب اگر ہم سطحی طور پر دیکھیں کہ یہ واقعہ کس طرح رونما ہوا تو بعض دوستوں نے اپنے خطاب کے دوران یہ بھی کہا کہ اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں' انتہائی مہذب ملکوں میں بھی ہوتے رہتے ہیں' third world میں بھی ہوتے رہتے ہیں اور ہر جگہ ہوتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی جواز نہیں ہے کہ اگر کوئی واقعہ مہذب ملکوں اور ترقی یافتہ ملکوں میں ہو تو وہی واقعہ ترقی پذیر ملکوں میں ہو' تو ہم اس کو جواز کے طور پر نہیں لے سکتے۔ ہمیں اس قسم کے واقعات کا سدباب کرنا ہے--- (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں خاص طور پر اس حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ مورخہ 25-7-03 کو ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں یہ واقعہ رونما ہوا اور ہر ماہ کے آخری جمعہ کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سیالکوٹ جیل کے دورے پر جایا کرتے تھے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب ڈیرہ غازی خان جیل بریک ہوئی تھی تو اس کے بعد سے Jail Manual کے مطابق یہ practice چلی آ رہی ہے کہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان' اس وقت کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان' آج کے ڈی۔پی۔او اور اس وقت کے ایس۔ایس۔پی صاحبان' کمشنر صاحبان' ڈی۔آئی۔جی صاحبان اور ایس۔پی صاحبان جیلوں کا ہر مہینے دورہ کرتے ہیں جو جیل شیڈول میں ایک طے شدہ بات ہے کہ کتنے عرصے میں انہوں نے دورہ کرنا ہے۔ جس طرح ڈی۔پی۔او اور ڈی۔سی۔او کے لئے ہر ماہ دورہ کرنا ضروری تھا اسی طرح کمشنر اور ڈی آئی جی کے لئے بھی تین ماہ میں دورہ کرنا ضروری تھا۔ بہرحال اسی طرح ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کا بھی مہینے میں ایک دفعہ دورہ کرنا ضروری تھا۔ یہاں ایک اور خاص پہلو' جو عدلیہ کے افسران کا جیل کا دورہ کرنے کے حوالے سے ہے' اس کی میں نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر کہا گیا کہ ہماری جیلیں over crowded ہیں۔ بلاشبہ حقیقت ہے کہ ہماری جیلیں over crowded ہیں اور اس وقت پنجاب کی جیلوں میں جو گنجائش قوانین و ضوابط کے مطابق ہے وہ تقریباً اٹھارہ ہزار قیدیوں کے لئے موجود ہے۔ لیکن میں

جناب کی اور اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو ہمارے جیل inmates ہیں ان کی تعداد کبھی 49 ہزار ہوتی ہے کبھی 53 ہزار ہوتی ہے اور یہ 53 ہزار تک جاتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جیلوں میں جو لوگ inmates ہیں ان کی تعداد میں اضافہ اس لئے ہے کہ وہ دو کیٹیگریز کے لوگ ہیں۔ ایک قیدی ہیں اور ایک حوالاتی ہیں۔ حوالاتیوں کی تعداد قیدیوں سے زیادہ ہے اور حوالاتیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا prosecution کا سلسلہ ہے' ٹرائلز lengthy ہوتے ہیں' delayed prosecutions ہیں اور اس لحاظ سے وہاں پر تعداد بڑھ جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں death cells کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں تقریباً کوئی پانچ سو پچاسی کے قریب death cells میں قیدی رکھنے کی گنجائش ہے۔ Jail Manual کے مطابق ایک death cell میں ایک آدمی رکھا جا سکتا ہے اور اس سے زیادہ نہیں رکھے جا سکتے۔ اگر آپ بوقت ضرورت ایک سے زیادہ رکھنا چاہیں تو پھر دو نہیں رکھے جا سکتے' پھر تین رکھے جا سکتے ہیں' یہ ایک طے شدہ طریقہ کار ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج اگر آپ ہمارے death cells میں occupants کی تعداد دیکھیں تو ایک cell میں پانچ سے لے کر سات تک ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد حقائق کو پرکھا۔ ہم نے جیل کی ریفارمز کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائی اور یہاں پر جناب احسان اللہ وقاص صاحب نے بالکل صحیح بات کی تھی کہ جب بھی کوئی حکومت برسر اقتدار آتی ہے وہ جیل ریفارمز کی بات کرتی ہے' ہمیشہ جیل ریفارمز کے لئے commissions بنائے جاتے ہیں اور آپ یقین کیجئے کہ کبھی بھی کسی جیل ریفارمز کمیٹی نے ان commissions کی رپورٹ پیش نہیں کی اور ان جیل commissions کی رپورٹ پر کبھی عملدرآمد نہیں ہوا۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: The time is extended till 10.00 P.M.

وزیر قانون، جناب سپیکر! جو آخری کمیشن بنا تھا اس نے اپنی رپورٹ اس لئے نہیں دی تھی کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ جسٹس خلیل رمدے صاحب کی سربراہی میں وہ کمیشن بنا تھا اور جسٹس خلیل رمدے صاحب نے اس کمیشن کی رپورٹ اس لحاظ سے نہیں دی تھی اور انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ جب میری رپورٹ پر عملدرآمد ہی نہیں ہونا تو ہمیں رپورٹ دینے کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ سابقہ روایت یہ تھی کہ کبھی بھی کسی بھی کمیشن کی رپورٹ پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ جب ہماری موجودہ حکومت وزیراعلیٰ

پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی قیادت میں قائم ہوئی تو ہم نے بھی ایک جیل ریفارمز کمیٹی بنائی اور اس کے ہم نے متعدد اجلاس کئے لیکن ہم نے اس میں فیصلہ یہ کیا کہ ہم نے short term measures لینے ہیں یا long term measures لینے ہیں۔ short term measures وہ تھے کہ جن پر فوری طور پر ہم نے عملدرآمد کرنا تھا اور ماضی کی روایات سے ہٹ کر فوری طور پر ہم نے ان پر عملدرآمد شروع کیا اور انشاء اللہ اس کو پایۂ تکمیل تک بھی پہنچایا۔ لیکن long term measures میں ایک یہ بات تھی کہ ہم نے جیلوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہے اور ہمارے صوبے میں اس وقت جو قیدی جیلوں میں موجود ہیں ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے اضافہ کرنا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہمارے موجودہ بجٹ میں بھی اس بات کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ ہم جیلوں کی تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح خواتین کی جیلوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیل میں سیشن جج صاحب کا دورہ اس لحاظ سے اہمیت کا حامل ہوتا تھا کہ سیشن جج صاحب جیل میں جا کر جن قیدیوں کی بہت کم سزا رہ جاتی تھی ان کو معافی دے دیتے تھے تاکہ جیلوں میں بوجھ کم ہو۔ اسی طرح وہ قیدی جو بہت ہی معمولی جرمانہ کی سزا کاٹ رہے ہوتے تھے سیشن جج صاحب کے دورے کی وجہ سے ان کو رہائی مل جاتی تھی' اس لئے یہ ایک routine تھی اور جیلوں پر بوجھ کم کرنے کے حوالے سے سیشن جج صاحب دورہ کرتے تھے۔ اسی حوالے سے 25 جولائی کو بھی سیشن جج صاحب کا دورہ تھا اور اتفاق ایسا ہے کہ ہمیشہ وہ اکیلے دورہ کیا کرتے تھے مگر اس دن ان کے ساتھ 12 مزید جج صاحبان بھی تھے جن میں جوڈیشل مجسٹریٹس بھی تھے اور سول جج صاحبان بھی تھے۔

جناب سپیکر! جب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحب 10 بج کر 35 منٹ پر 7 سول ججوں' 2 جوڈیشل مجسٹریٹوں' اہلمد' نائب کورٹ' گن مین اور ڈرائیور کے ساتھ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کے دورہ پر گئے' دورہ کے دوران بیرک نمبر 9 سے 5 مجرمان جو کہ 25 سالہ قید بھگت رہے تھے انہوں نے اسلحہ کے ساتھ جج صاحبان کو زنانہ وارڈ میں بند کر دیا۔ یہ صورتحال تھی کہ جب جج صاحبان دورہ پر گئے اور جب وہ دورہ کر کے زنانہ وارڈ سے باہر آ رہے تھے تو یہ پانچ افراد جو اصولی طور پر اس دن' میں یہاں پر ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں قطعی طور پر کوئی بھی بات مخفی نہیں رکھنا چاہتا اور میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم اس ایوان کے ممبر منتخب ہو کر آئے تھے تو اس وقت ہم نے ایک عہد کیا تھا کہ ہم نے اس ایوان کی عزت اور وقار کو بڑھانا ہے اور وہ بڑھ اسی طرح سکتی ہے کہ ہم جو بات اس ایوان

میں کہیں وہ ذمہ داری سے کہیں اور دروغ گوئی سے کام نہ لیں' اس لئے میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس واقعہ میں کہیں پر سکیورٹی lapse کی بات آتی ہے تو ہم اس کی ذمہ داری قبول کریں گے۔ اگر حکومت کی کسی کوتاہی کی بات آتی ہے تو ہم اس کی بھی ذمہ داری قبول کریں گے اور اگر کہیں حکومت کی کمزوری کی بات آتی ہے تو ہم اس کی بھی ذمہ داری قبول کریں گے اور جس طرح میں نے ہمیشہ اس ایوان میں کہا ہے کہ ہمیں اپنی غلطیوں سے سبق سیکھنا چاہئے اور اگر کہیں پر ہم سے غلطی ہو جاتی ہے تو آئندہ کے لئے ہمیں اس کو دہرانا نہیں چاہئے بلکہ اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ جب جج صاحبان خواتین کی بیرک سے باہر نکلے تو اس وقت یہ پانچ قیدی جو اصولی طور پر کارخانے میں بند تھے اور انہیں کارخانے کے اندر ہونا چاہئے تھا۔ وہ پہلے ہی سے وہاں سے نکل چکے تھے ان میں سے ایک نے سیشن جج صاحب پر فائر کیا جو کہ جیل وارڈن کو لگا' اس کے بعد اس نے دوسرا فائر کیا جو دوسرے وارڈن کو لگا اور اس کے بعد جج صاحبان میں بھگدڑ مچ گئی۔ سیشن جج صاحب دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ اور جیل کے کچھ عملے کے ہمراہ بھاگ کر سپرنٹنڈنٹ کے کمرے میں چلے گئے۔ کچھ جج صاحبان اور کچھ جیل کا عملہ بمع جیل کے ڈاکٹر اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل' کچھ وارڈنز واپس اسی وارڈ میں چلے گئے جہاں سے وہ معائنہ کر کے نکلے تھے۔ جب وہ واپس گئے تو وہ پانچ لوگ جو outlaws تھے اور جو کارخانے سے باہر نکل چکے تھے وہ بھی واپس اسی زنانہ وارڈ میں چلے گئے۔ جہاں پر 23 حوالاتی عورتیں اور دو دودھ پیتے بچے بھی تھے۔ جب یہ ملزمان قیدی اس وارڈ میں پہنچے تو انہوں نے ان عورتوں کو' بچوں کو' جج صاحبان کو اور جیل کے عملہ کو یرغمال بنا لیا۔ یہ صورتحال تقریباً 10 بج کر 35 منٹ پر شروع ہوئی ہے۔ اور 11 بج کر 15 منٹ پر جب یہ صورتحال سامنے آئی تو جیل میں خطرے کا الارم بجایا گیا اور ضلعی انتظامیہ کو طلب کیا گیا۔ جیل میں جس جگہ یہ واقعہ ہوا ایک تو وہاں عورتوں کی وارڈ تھی اور اس کے علاوہ وہاں پر تین لیٹرینیں بنی ہوئی تھیں۔ ان میں سے دو جوڈیشل مجسٹریٹ' ایک ڈرائیور' ایک گن مین اور ایک اہلمد اس لیٹرین میں چھپ گئے اور لیٹرین کو اندر سے بند کر دیا۔ یہ سارا سلسلہ تقریباً سوا گیارہ بجے کے قریب شروع ہوا اور اس کے فوراً بعد ضلعی انتظامیہ جس میں ڈی۔آئی۔جی گوجرانوالہ' ڈسٹرکٹ ناظم' ڈی۔سی۔او وغیرہ موقع پر پہنچ چکے تھے اور انہوں نے ایک لائحہ عمل تیار کیا کہ ہم نے کس طرح آگے چلنا ہے۔ یہاں پر امجد عزیز صاحب نے یہ بات کی کہ ملزمان کی والدہ کی کنپٹی پر پستول رکھ کر ان سے بات چیت کرنے کی

کوشش کی گئی یہ بات نہیں تھی۔ آئی جی جیل خانہ جات رخصت پر ہیں اور بیرون ملک گئے ہیں اس لئے ڈی۔آئی۔جی جیل خانہ جات لاہور سے وہاں پر پہنچے۔ پہلے تو مقامی انتظامیہ ان سے مذاکرات کرتی رہی لیکن اس کے بعد ڈی۔آئی۔جی جیل خانہ جات نے ان سے مذاکرات کئے۔ میں اس لحاظ سے کسی افسر کی تعریف نہیں کرنا چاہتا لیکن جب وہ لوگ جیل میں اس بیرک کے اندر تھے اور جن لوگوں کو انہوں نے یرغمال بنایا ہوا تھا ان لوگوں کے کپڑے اتروا کر اپنے کپڑے پہنا دیئے تھے جو کہ قیدیوں کے کپڑے تھے اور جب بھی ملزموں کو کوئی آہٹ محسوس ہوتی تھی یا وہ یہ محسوس کرتے تھے کہ کوئی ہماری طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ جیل کی سلاخوں والے دروازوں کے آگے ان جج صاحبان کو اور جیل کے عملے کو کھڑا کر دیتے۔ یہ صورتحال کافی دیر جاری رہی اور جب ڈی۔آئی۔جی جیل خانہ جات وہاں پہنچے تو انہوں نے لاؤڈ سپیکر کے ذریعے ان کو اپنا تعارف کروایا اور انہیں کہا کہ آپ مجھے گولی مت ماریں میں ڈی۔آئی۔جی ہوں اور میں آپ سے بات کرنے کے لئے آیا ہوں اور یہ اتفاق کی بات ہے کہ انہوں نے ڈی۔آئی۔جی صاحب کو بات کرنے کی اجازت دی۔ ڈی۔آئی۔جی صاحب نے ان سے بات کی اور اس طرح بات کا سلسلہ چل پڑا۔ ڈی۔آئی۔جی نے مسلسل دو گھنٹے چھت پر کھڑے ہو کر ان سے مذاکرات کئے مگر وہ ان کو قائل کرنے میں ناکام رہے۔ اس کے بعد انہوں نے مطالبہ کیا کہ سیشن جج صاحب کو واپس بلایا جائے اور سیشن جج صاحب کے ساتھ ہمارے مذاکرات کروائے جائیں۔لیکن سیشن جج صاحب اس سارے syndrome سے گزر چکے تھے اور وہ دوبارہ وہاں پر جانا نہیں چاہ رہے تھے۔ وہ سپرنٹنڈنٹ کے کمرے میں موجود تھے' لیکن ڈی۔آئی۔جی جیل خانہ جات کے کہنے پر سیشن جج صاحب وہاں گئے۔ سیڑھی لگا کر انہیں چھت پر لے جایا گیا اور وہاں پر ڈی۔آئی۔جی جیل خانہ جات خود آگے کھڑا ہوا اور جج صاحب کو اپنے پیچھے کھڑا کیا تاکہ اندر سے اگر وہ فائر کرتے ہیں تو ڈی۔آئی۔جی کو لگے گا اور جج صاحب محفوظ رہیں گے۔ اس طرح جج صاحب نے ان سے مذاکرات شروع کئے۔ ان لوگوں کا مطالبہ یہ تھا کہ ہمیں 5 کلاشنکوفیں اضافی میگزینوں کے ساتھ دی جائیں' ایک بس دی جائے جس میں کم از کم 50 لوگوں کی گنجائش موجود ہو اور انہیں free passage دیا جائے۔ وہ وہاں سے جائیں گے اور اپنی مرضی کی جگہ پر جہاں پر وہ مناسب سمجھیں گے یرغمالیوں کو چھوڑ دیں گے اور خود فرار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ان کا یہ مطالبہ بھی آیا کہ آپ ہمیں کسی طرح ٹکٹ لے دیں اور ہمیں بیرون ملک بھجوا دیں۔ لیکن اگر قانون اور ضابطے کے حوالے سے بات کی جائے تو کوئی بھی مجرم جو جیل میں خواہ وہ کسی بھی

حیثیت میں ہے خواہ کوئی بھی صورتحال پیدا ہو جائے تو اس کو جیل سے نکالنے کا پولیس کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہاں پر میرے معزز بھائی وکیل موجود ہیں اور وہ مجھ سے بہتر یہ بات جانتے ہیں کہ اگر کوئی ایک دفعہ کسی جرم کی پاداش میں جیل چلا جاتا ہے تو ماسوائے عدالتی احکامات کے اس کو باہر نہیں نکالا جاتا۔ ان ملزمان کا مطالبہ جج صاحب سے تھا کہ آپ ہمیں باہر نکلنے کی اجازت دیں' جنہوں نے ان کو اجازت نہیں دی۔ یہاں پر میرے بھائیوں نے بھی کہا اور یہ بالکل درست بات ہے کہ وہاں پر ان کی فیملیوں کو بھی لایا گیا اور ان کے ذریعے بھی ان سے مذاکرات کرنے کی کوشش کی گئی کہ شاید وہ ان کی بات مان لیں لیکن انہوں نے ان کی بھی بات نہیں مانی۔ پولیس نے اپنی ذاتی حیثیت میں کوئی بھی فیصلہ نہیں کیا۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی کہ وہاں پر ڈی۔آئی۔جی موجود تھے' وہاں پر ایس۔ایس۔پی موجود تھے' وہاں پر ضلع ناظم موجود تھے' وہاں پر ڈی۔آئی۔جی جیل خانہ جات موجود تھے' سیشن جج صاحب خود ذاتی طور پر وہاں موجود تھے اور وہاں پر جو بھی عمل ہوا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ متفقہ طور پر لائحہ عمل اختیار کیا جاتا رہا ہے۔

جناب سپیکر! جب یہ مذاکرات کا سلسلہ چل رہا تھا تو اس وقت اس بیرک میں سے ایک فائر کی آواز آئی اور جناب میں آپ کی خدمت میں اس پہلو کو بھی پیش کرنا چاہوں گا کہ جب یہ سارا سلسلہ ہو رہا تھا' negotiations اور رابطے کا تو اس وقت جو hostage بنائے جا چکے تھے ان کا باہر کے لوگوں کے ساتھ رابطہ موجود تھا چونکہ کچھ جج صاحبان کے پاس موبائل فون موجود تھے اور بعد میں ان کے کہنے پر ایک واکی ٹاکی بھی انہیں دی گئی تاکہ ان سے communicate کیا جا سکے۔ جب وہاں ماحول اس قسم کا ہو گیا اور وقت بھی کافی گزر گیا تو انہوں نے یہ محسوس کیا کہ انتظامیہ مزید وقت لینا چاہتی ہے تو انہوں نے بھی جو لوگ اندر hostage بنائے ہوئے تھے' ان پر پریشر build کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے انہوں نے hostage بنائے جانے والوں پر تشدد شروع کر دیا۔ In the mean time جب غسل خانے میں موجود لوگوں کی آواز باہر آئی تو غسل خانے کے پیچھے سے دیوار توڑ کر ان کو rescue کر لیا گیا۔ جب یہ سارا سلسلہ چل رہا تھا تو اندر سے فائر کی آواز آئی اور it is reported' یہ بات جو اس وقت سامنے آئی ہے کہ انہوں نے ایک جج صاحب کو shoot کیا اس کے بعد جب چیخ و پکار کی آواز موبائل فون اور واکی ٹاکی پر سنی گئی اور انہوں نے باہر یہ کہا کہ اب انہوں نے ہمیں مارنا شروع کر دیا ہے تو اس وقت پولیس اور سارے ذمہ دار لوگ جو وہاں موجود تھے' میرے پاس رپورٹ

موجود ہے جو کہ سیشن جج صاحب، ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن اور ہماری دوسری ایجنسیوں نے متفقہ طور پر دی تھی، تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ہمیں یہ rescue آپریشن کرنا چاہئے۔ اس کے بعد یہ آپریشن کیا گیا جس کے نتیجے میں یہ casualties ہوئیں۔ اس کے بعد اگلا مرحلہ جو آتا ہے کہ جو casualties ہوئیں ان کا پوسٹ مارٹم نہیں کروایا گیا جس کے متعلق یہاں بہت بات کی گئی۔ اس کے متعلق پہلے جب ہمارے قابل احترام ممبران اظہار خیال کر رہے تھے تو اس وقت میں نے یہ گزارش کی تھی کہ پوسٹ مارٹم کا فیصلہ کوئی ایڈمنسٹریٹیو فیصلہ نہیں تھا۔ میرے تمام بھائی مجھ سے بہتر یہ بات جانتے ہیں کہ اگر کہیں کسی کی اتفاقیہ موت بھی ہو جاتی ہے تو اس کی پوسٹ مارٹم نہ کرنے کی اجازت بھی عدالت دیتی ہے چونکہ اس سارے واقعہ کی ایف۔ آئی۔ آر سینئر سول جج سیالکوٹ کی طرف سے درج ہوئی ہے۔ انہوں نے ڈیوٹی مجسٹریٹ جو کہ جوڈیشیل مجسٹریٹ تھے، کو ایک درخواست دی کہ ہم اس واقعہ میں شہید ہونے والوں کا پوسٹ مارٹم نہیں کروانا چاہتے جس پر باقاعدہ جوڈیشیل مجسٹریٹ صاحب نے آرڈرز پاس کئے جو میں اس سے پہلے جناب کی خدمت میں پڑھ چکا ہوں۔ اس میں انہوں نے لکھا کہ آپ صرف external post- mortem کریں اور انہوں نے لکھا کہ Medical Superintendent is directed to conduct external post-mortem of the martyrs یہ باقاعدہ جوڈیشیل مجسٹریٹ صاحب کے آرڈر اس وقت فائل پر موجود ہیں جن کی نقل ہم نے وہاں سے لی تھی۔ جن جج صاحبان کا external post- mortem کیا گیا اس کی رپورٹیں بھی ہمارے پاس موجود ہیں اور اگر کوئی معزز رکن انہیں دیکھنا چاہے تو میں ان کی خدمت میں یہ پیش کر سکتا ہوں جن میں باقاعدہ یہ تحریر کیا گیا ہے کہ جس گولی سے اس متوفی کی موت واقع ہوئی ہے وہ گولی نزدیک سے لگی ہے اور اس کے blackening کے نشان وہاں پر موجود ہیں۔ یہ external post-mortem کی رپورٹ کے حوالے سے میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! دوسری جو قابل غور بات ہے یہاں پر عرض کر رہا ہوں کہ پولیس کے اسلحے میں اور ڈاکوؤں کے اسلحے میں فرق تھا۔ 'Reportedly' اس وقت جو ہمارے پاس ابتدائی رپورٹ موجود ہے اور جو اطلاعات ہمیں ملی ہیں ان کے مطابق ان کے پاس پسٹل یا ریوالور تھے جبکہ آپریشن کرنے والی پولیس کے پاس کلاشنکوف یا دوسرا اسلحہ تھا۔ بہرحال ایک واضح distinction موجود ہے پولیس کے اسلحے میں اور دوسرے اسلحے میں جس سے موت واقع ہوئی۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ in the long run انکوائری میں سامنے آئیں گی۔ اس وقت میں میرٹ پر اس کیس پر کوئی comments

نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف جناب کی خدمت میں وہ واقعات پیش کررہا ہوں جو ابتدائی طور پر ایک رپورٹ کی صورت میں ہم نے حاصل کئے ہیں۔ اس لئے facts یا ان کی authenticity پر میں comment نہیں کرنا چاہتا کیونکہ انکوائری ہو رہی ہے اور خدانخواستہ اگر میں نے مصدقہ طور پر یہ کہا کہ بات اس طرح ہوئی ہے تو پھر in the long run it can affect the inquiry اس لیے میں یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! جب یہ معاملہ صوبائی حکومت کے نوٹس میں آیا تو وزیراعلیٰ پنجاب نے فوری طور پر ایک انکوائری کمیٹی in consultation with the Chief Justice of the High Court تشکیل دی۔ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کے چیئرمین کو سربراہ بنایا گیا جبکہ دو ممبر اس میں شامل کئے گئے اور کمیٹی فوری طور پر notify کی گئی۔ اسی رات چیف منسٹر صاحب کے حکم پر میں سیالکوٹ گیا ہم نے صبح جا کر جیل بھی visit کی اور جو لوگ ہسپتال میں admit تھے ان کی تیمارداری بھی کی۔ ابتدائی طور پر ہم نے جو احکامات دیئے تھے کہ انکوائری کن lines پر ہونی چاہئے وہ دیئے۔ ہمارے سامنے جو بات ہے کہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کو terms of reference دیئے ہیں کہ کون سے وہ ایسے حالات تھے کہ جن کے تحت اسلحہ جیل کے اندر گیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس پورے معزز ایوان کا بھی مکمل اتفاق ہے کہ سب سے پہلے اس بات کا تعین ہونا چاہئے کہ جیل کے اندر اسلحہ کیسے گیا۔ دوسری بات سکیورٹی نہ ہونے کی وجہ سے ججوں کو یرغمال بنایا گیا اور اس کے لئے بھی ہم نے یہ reference دیا ہے کمیٹی کو کہ وہ اس پہلو سے بھی اس چیز کو دیکھے۔ تیسری بات کیا باقی تمام options ختم ہو گئی تھیں کہ طاقت کا استعمال کیا گیا اور کیا طاقت کے استعمال کا وقت صحیح متعین کیا گیا تھا یا کہ نہیں؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک اس ایوان کا concensus اس بات پر رہا ہے کہ شاید یہ timely operation نہیں تھا۔ ابھی ہمارے آخری مقرر، پوائنٹ آف آرڈر پر شیخ اعجاز صاحب seattle کی بات کر رہے تھے کہ چار سو کچھ گھنٹے مذاکرات ہوئے۔ تو بنیادی بات یہ ہے کہ کیا پولیس کا یہ جلد بازی کا کوئی فیصلہ تو نہیں تھا؟ وہاں پر اس وقت جو لوگ decision makers موجود تھے کیا ان کا یہ جلد بازی کا کوئی فیصلہ تو نہیں تھا؟ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کسی بھی ایسے پہلو کو مخفی نہیں رکھنا چاہتی۔ میں پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں تاکہ یہ تاثر پیدا نہ ہو کہ ہم کسی کی کوتاہی یا غلطی یا کمزوری کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات انتہائی اہم ہے۔ اس کے

علاوہ ہم نے کمیٹی کو یہ بھی terms of reference میں دیا ہے کہ آئندہ کے لئے اس قسم کے واقعات کے سدباب اور انسداد کے لئے اپنی تجاویز دے تاکہ آئندہ کے لئے ایسے واقعات سے بچا جا سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اس واقعہ کی سنگینی اور اہمیت کے پیش نظر اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے اور جن families کا اس میں directly نقصان ہوا ہے یا جن کے لواحقین شہید ہوئے ہیں ان کی کوئی compensation نہیں۔ میں اس معزز ایوان میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج دوران بحث وہاں پر شہید ہونے والوں کے ساتھ اگر اپوزیشن کی طرف سے اظہار ہمدردی کیا جا رہا تھا تو اسی طرح اور اسی جذبے کے تحت ٹریژری بنچز کی طرف سے بھی ان کے لئے اظہار ہمدردی کیا جا رہا تھا جو کہ ایک خوش آئند امر ہے۔ میں انتہائی واضح الفاظ میں اس بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ اس میں شہید ہوئے ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں' وہ ہمارے عزیز ہیں اور ان کی فیملیاں جو پیچھے رہ گئی ہیں وہ ہماری مائیں' بہنیں اور بچے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کسی لحاظ سے بھی اگر اس طرح تفریق کی جائے کہ کسی کو ان کا زیادہ دکھ ہے اور کسی کو کم ہے تو یہ ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ پورا معزز ایوان aggrieved families کے ساتھ اظہار یکجہتی اور اظہار ہمدردی کرتا ہے اور پورے ہاؤس کے تمام ممبران کے جذبات اس سلسلے میں یکساں ہیں۔ انہی جذبات اور احساسات کا احساس کرتے ہوئے جناب وزیراعلیٰ نے شہید ہونے والے آصف ممتاز چیمہ صاحب سول جج کی فیملی کے لیے 10 لاکھ روپے ' شاہدمنیر رانجھا صاحب سول جج کی فیملی کے لئے 10 لاکھ روپے اورصغیر انور صاحب سول جج کی فیملی کے لئے 10 لاکھ روپے' زخمی ہونے والے سید شہریار بخاری سول جج کے لئے 5 لاکھ روپے اور زخمی ہونے والے ملک ریاض کھوکھر constable کے لئے دو لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں چند اور حقائق بھی جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! ہمارے صوبے میں یہ ایک روایت رہی ہے کہ ہم جذبات میں آ کر بہت بڑے بڑے اعلانات کر دیتے ہیں لیکن بعد میں ان کو عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا۔ آپ یقین کریں گے کہ ہمارے صوبے میں پولیس مقابلوں کے دوران جو پولیس افسران یا پولیس ملازمین شہید ہوئے ' آج سے چھ چھ' سات سات سال پہلے وہ شہید ہوئے' ان کی فیملی کے لئے جو compensation announce کی گئی وہ آج تک

انھیں نہیں مل سکی۔ موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ہم نے وہ سارا backlog clear کیا کیونکہ ہمیں اس بات کا احساس تھا کہ اگر کسی فیملی کے ساتھ آپ commitment کرتے ہیں' اگر کسی خاندان کا کوئی سربراہ شہید ہو جاتا ہے تو پھر اس کی فیملی کے ساتھ یہ ناانصافی ہو گی کہ اگر حکومت کی طرف سے کی جانے والی commitment پوری نہ ہو۔ اس سلسلے میں' میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ نہ صرف ہم نے ان شہید ہونے والوں کی فیملی کو فوری طور پر چیک دیئے ہیں بلکہ اس سے پہلے ہم یہ exercise کر چکے تھے کہ جو لوگ اس سے پہلے پولیس مقابلوں میں شہید ہوئے تھے ان کی families کو ہم نے compensate کیا ہے۔ موجودہ حکومت نے جناب وزیر اعلیٰ کی سربراہی میں ایک اور فیصلہ یہ کیا تھا کہ اگر کسی فیملی کا سربراہ پولیس مقابلہ میں یا کسی حادثے میں شہید ہو جاتا ہے تو پھر اس کی فیملی کو اگر وقتی طور پر پانچ دس لاکھ روپے سے compensate کر دیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناکافی ہے۔ کیونکہ ہمارے موجودہ سماجی تقاضوں' ہماری social compulsions کے تحت پانچ دس لاکھ روپے موجودہ دور میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اس لئے وزیراعلیٰ صاحب نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اگر کوئی گریڈ 17 کا آفیسر اس طرح شہید ہوتا ہے تو پھر اس کی فیملی کے لئے جب تک اس کے بچے جوان نہیں ہو جاتے' جب تک وہ بیوہ حیات ہے اُس وقت تک ساری وہ facilities جو سروس میں ہوتے ہوئے avail کر سکتا تھا وہ avail کریں گے۔ اسی پالیسی کے تحت یہ جو ہمارے تین سول جج صاحبان شہید ہوئے ہیں ان کے گریڈ کے مطابق ان کی فیملی کو پنشن بھی دی جائے گی' انھیں commutation بھی دی جائے گی' جی پی فنڈ بھی دیا جائے گا' leave encashment بھی دی جائے گی' four month's salary اگر وہ حیات ہوتے تو انھیں ملتی وہ بھی دی جائے گی' farewell grant بھی دی جائے گی' group insurance بھی دی جائے گی' funeral grant بھی دی جائے گی' marriage grant بھی دی جائے گی' education scholarship, monthly grant بھی دی جائے گی اور retention of official resident by the family till such time کہ جب تک اس کی بیوہ حیات ہے اس وقت تک وہ فیملی سرکاری گھر رکھ سکے گی۔ اسی طرح ایک اور بات کہ اگر مثال کے طور پر سول جج صاحب شہید ہوتے ہیں تو ان کے بچوں کو جب وہ جوان ہوں گے اور اتنی ہی qualification وہ پالیں گے تو ان کی جگہ انھیں تعینات کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر اگر سول جج صاحب ایل۔ایل۔بی کے بعد سول جج بنے ہیں تو ان کے بچے اگر

ایل-ایل-بی کر لیتے ہیں اور وہ اس سروس میں آنا چاہتے ہیں تو تمام رولز اور regulations کو relax کرتے ہوئے انہیں وہی نوکری دی جائے گی جو ان کے والدین کرتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے وہ اقدامات ہیں کہ جو وزیراعلیٰ صاحب نے ان کی aggrieved families کے لئے کئے ہیں۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں یہ جو واقعہ ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ اس واقعے کی جو repercussions ہیں ان سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ جن جن میرے بھائیوں نے' جن جن معزز اراکین اسمبلی نے اس سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں' میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ میں دیانت داری سے یہ سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اگر کسی بھائی نے یہاں پر یہ کہا کہ جی حکومت کی کوتاہی تھی تو وہ دیانت داری سے محسوس کرتے ہوں گے کہ حکومت کی کوتاہی ہے اسی لئے ایسا انھوں نے کہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جتنی بھی یہ بحث ہوئی ہے ہم اس کو بحث برائے بحث نہیں بلکہ بحث برائے اصلاح لیتے ہیں۔ اگر میرے کسی بھائی کو اس سے اختلاف ہے تو میں بارہا یہ بات کہہ چکا ہوں کہ خدا کے لئے ہمیں اس فیصلے کو بھی کر لینا چاہئے کہ ہم اپوزیشن کی بات کو تنقید برائے تنقید نہ لیں بلکہ تنقید برائے اصلاح لیں۔ اسی طرح اگر حکومتی بنچز کی طرف سے کوئی اچھی بات آتی ہے تو اپوزیشن اس کو تنقید برائے تنقید کی نظر سے نہ لے بلکہ اگر حکومت کی کوئی اچھی بات ہے تو اس کی appreciation کر دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ اپوزیشن کی عزت میں اس سے اضافہ ہوگا۔ لیکن یہاں میرے بھائی رانا آفتاب صاحب نے بات کی' آپ کو یاد ہوگا کہ رانا آفتاب صاحب یہاں پر موجود تھے' جب انھوں نے بات کی تو اس وقت میں نے کہا تھا کہ میرا جواب بھی سن کر جائیے گا لیکن انھیں ہمیشہ سے جلدی ہوتی ہے' میرے بھائی کا میری نظر میں بہت بڑا احترام ہے' میں ان کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں لیکن آج میں ان کے متعلق ایک لفظ استعمال کرنے لگا ہوں۔ گو ان کی پیٹھ پیچھے ہے لیکن وہ کوئی خدانخواستہ' خدانخواستہ کسی بری نیت سے میں نہیں کہہ رہا کہ وہ ہمارے ever angry friend ہیں' ہر وقت غصے میں رہتے ہیں۔ انھوں نے چند ایک باتیں ایسی کی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جن کا اس وقت' اس ماحول میں اور اس واقعے کے لحاظ سے کوئی reference نہیں بنتا تھا۔ میری ذات کے متعلق وہ جو مرضی کہیں' میرے بڑے بھائی ہیں' میں ان کا احترام کرتا ہوں' میں اس کا جواب نہیں دوں گا لیکن یہاں پر انھوں نے ایک quotation quote کر دی۔ رانا ثناء اللہ

صاحب اس وقت بھی ہنس رہے تھے اور میں بھی اس وقت محسوس کر گیا تھا کہ جو وہ پڑھ رہے تھے وہ بالکل reference to the context کے مطابق نہیں تھا۔ انھوں نے پولیس کے اختیارات کے حوالے سے بات کی اور انھوں نے کہا کہ موجودہ حکومت نے پولیس آرڈیننس کے تحت پولیس کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ کسی کے گھر میں بھی گھس سکتے ہیں اور جو مرضی میں آئے کر لیں۔ انھوں نے باقاعدہ ایک section quote بھی کیا ہے۔ میں نے وہ آرڈیننس منگوا لیا تھا لیکن میں اب اس کو quote نہیں کرنا چاہتا۔ انھوں نے quote کیا اور بالکل اس کا کوئی reference نہیں بنتا تھا۔ یہ حکومت نے اختیار نہیں دیا بلکہ اس آرڈیننس کے تحت پولیس کو اس گھر میں جانے کی اجازت ہے جہاں پولیس یہ محسوس کرتی ہے کہ یہاں پر شراب بیچی جا رہی ہے' یہاں پر جوا کھیلا جا رہا ہے۔ میں اس کو پڑھ دیتا ہوں تاکہ پھر confusion نہ رہے لیکن انھوں نے بالکل ایک غلط context میں بات کی تھی۔ یہ section اس طرح ہے کہ .

> "Enter and inspect without a warrant on reliable information, in any public place, shop or gaming-house where alcoholic drinks or narcotics are sold or weapons are illegally stored and other public places of resort of loose and disorderly characters."

چنانچہ پولیس ان لوگوں کے پیچھے public places پر جا سکتی ہے لیکن انھوں نے یہاں پر اس کو پڑھ کر ایسا تاثر دیا کہ شاید اس پولیس آرڈیننس کے تحت پولیس کو موجودہ حکومت نے ایسے اختیارات دے دیئے ہیں کہ جب ان کا دل چاہے جس کسی کا بھی دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو جائیں' یہ تاثر غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ honesty claims کہ ایوان میں جو بات کی جائے ذمہ داری کے ساتھ کی جائے اور خاص طور پر شفقت عباسی صاحب ہمارے وکیل بھائی ہیں' practising lawyer ہیں' راتا صاحب practising lawyer ہیں اور ہمارے بہت سے دوست practising lawyers بیٹھے ہوئے ہیں جب کوئی وکیل کہیں رولنگ quote کرتا ہے تو انتہائی ذمہ داری کے ساتھ quote کر رہا ہوتا ہے اور بعض لوگوں کی اتنی credibility ہوتی ہے کہ جن جج صاحبان کو وہ quote کی جا رہی ہوتی ہے انھوں نے کبھی کتاب کھولنے کی بھی زحمت گوارہ نہیں کی۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو بات کہی جا رہی ہے صحیح بات ہے لیکن میرے بھائی نے بات کی میں ان سے معذرت کے ساتھ' کہ میں نے ان کی عدم موجودگی

میں یہ بات کہی ہے' اگر وہ موجود ہوتے تو تب بھی میں یہ reference ضرور دیتا۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس کے حوالے سے بات ہوئی' موجودہ حکومت کی کارکردگی کے حوالے سے بات ہوئی' اس حوالے سے بات ہوئی کہ شاید موجودہ حکومت پولیس کو تکمیل ڈالنے میں ناکام رہی ہے' پولیس سے کام لینے میں ناکام رہی ہے تو میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے ہر رکن کو اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت اور بالخصوص ہمارے وزیر اعلیٰ' جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب کی as such کوئی compulsion نہیں ہے کہ ہم نے انصاف نہیں کرنا' ہمیں کوئی compulsion نہیں ہے کہ ہم نے ناجائز طور پر کسی کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ یہاں میرے بھائی پچھلے کتنے اجلاسوں سے سن رہے تھے کہ فیصل آباد میں ظلل صاحب کا عزیز posted ہے اس لئے اس کے خلاف کارروائی نہیں کی جا رہی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : ہاؤس کا وقت مزید 10 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر' میں یہاں اس معزز ایوان میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی حال ہی میں پولیس میں ٹرانسفرز ہوئیں۔ کچھ لوگ ٹرانسفر ہوئے' کچھ لوگ وفاقی حکومت کو بھجوائے گئے لیکن جس شخص کو اشاروں کنایوں میں عزیز کہا جاتا تھا اسے O S D بنایا گیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ غیر جانبداری کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ اگر کسی شخص کے خلاف کوئی بات سامنے آتی ہے تو پھر جناب وزیراعلیٰ اس کے خلاف کارروائی کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! میرے سارے cabinet colleagues موجود ہیں اور ہمارے حکومتی بنچز کے اراکین اس بات سے آگاہ ہیں کہ جس دن سے ہماری حکومت بنی ہے ہم نے پولیس کو وہ تمام وسائل مہیا کئے ہیں جن سے پولیس کی کار کردگی کو بہتر بنایا جا سکے۔ عام طور پر ہماری پولیس نے دو باتوں کا وتیرہ بنا لیا تھا کہ جب بھی پولیس کی کار کردگی کی بات ہوتی تھی تو یہ کہا جاتا تھا کہ پولیس کے پاس وہ مطلوبہ وسائل نہیں ہیں جو جرائم یا جرائم پیشہ افراد سے نمٹنے کے لئے ہونے چاہئیں۔ تو وزیراعلیٰ صاحب نے پولیس کی یہ بات ختم کرنے کے لئے پولیس کو وہ تمام وسائل مہیا کئے جن سے اس کی کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ سات آٹھ مہینے سے ہم نے پولیس کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے اور ان کی efficiency بہتر بنانے کے لئے انھیں بے پناہ وسائل مہیا کئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ جب ہم نے پولیس سے results لینے ہیں۔ چند دن پہلے

وزیراعلیٰ صاحب کو پولیس کے سلسلے میں ایک بریفنگ دی گئی اور میں نے خود انھیں بریفنگ دی آپ یقین جانیئے اور میں اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ registration of F.I.R سے لے کر execution of the sentence تک جتنے مراحل آتے ہیں' ایف۔آئی۔آر کی رجسٹریشن کا' انوسٹی گیشن کا' پراسیکیوشن کا' ٹرائل کا اور اپیل کا خواہ جتنی بھی stages آتی ہیں تمام پر ایک مانیٹرنگ کا طریقہ کار وضع کیا ہے' میرے خیال میں' یہاں پر ایک بچی کے حوالے سے بات کی گئی کہ فلاں جگہ ایک بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی۔ میں یہاں پر اس معزز ایوان میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے مریدکے میں ایک واقعہ ہوا' اخبارات میں آیا کہ ایک ساڑھے چھ سال کی بچی سے دو لڑکوں نے گینگ ریپ کیا ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے مجھے وہاں پر بھیجا۔ میں نے وہاں جا کر ڈی۔آئی۔جی' ایس۔ایس۔پی' ڈی۔ایس۔پی اور متعلقہ تھانے کے ایس۔ایچ۔او سے میٹنگ کی اور ان سے کہا کہ آپ نے یہ ensure کرنا ہے کہ یہ پرچہ A T A میں درج ہو رہا ہے اور A T A ہی کی requirements کے مطابق آپ نے اس مقدمے کی تفتیش کرنی ہے۔ میں on oath کہنا چاہتا ہوں اور جو ہماری کمزوریاں ہیں میں وہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میری ہدایت کے باوجود جب اس کیس کا چالان عدالت میں پیش کیا گیا تو defective investigation تھی کیونکہ A T.A کے تحت joint investigation ہونی چاہئے تھی لیکن joint investigation نہیں تھی بلکہ سب انسپکٹر سے تفتیش کروا کر اس کا چالان عدالت میں پیش کیا گیا تھا۔ میں یہ بات وزیراعلیٰ صاحب کے نوٹس میں لایا' ہم نے اس کی تفتیش تبدیل کی' according to the rules اس کی دوبارہ انوسٹی گیشن کروائی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ سارا ماحول ٹھیک کرنے کے لئے ہمیں تھوڑا سا وقت چاہئے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں' یہاں پر میرے بھائی اس سے اتفاق کریں گے' کہ آج آپ کسی تھانے میں چلے جائیں اور محرر کو درخواست دیں اور آپ کہیں کہ ایک گیارہ سالہ بچے نے یہ وقوعہ کیا ہے تو وہ اس کے خلاف پرچہ دے گا اور اس کو قطعی طور پر یہ احساس نہیں ہو گا کہ juvenile justice system کے تحت بچے کے خلاف پرچہ دیا جاتا ہے لیکن وہ نہیں دیتے اور عام قانون میں پرچہ دے دیتے ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب چالان عدالت میں جاتا ہے تو عدالت اٹھا کر منہ پر مارتی ہے اور کہتی ہے کہ آپ نے غلط پرچہ درج کیا' آپ اسے صحیح کر کے لائیں۔ پھر جب تفتیش میں دو versions آ جائیں' عدالت میں دو مختلف چالان آ جائیں تو آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ میں اس بچی کے واقعہ کے حوالے سے بتا رہا ہوں کہ

وزیراعلیٰ صاحب نے خصوصی طور پر دوبارہ take up کیا اور اب ہم اس کیس کی ہر دن کی پراسیکیوشن کو مانیٹر کر رہے ہیں صرف ایک بات کو ensure کرنے کے لئے کہ ہماری موجودہ حکومت کی commitment ہے کہ ہم نے لوگوں کو انصاف فراہم کرنا ہے تو پھر خالی یہ نہیں ہے کہ گرفتار ہو جائے بلکہ انصاف یہ ہے کہ اگر کوئی جرم کرتا ہے' پکڑا جاتا ہے اور جرم ثابت ہو جاتا ہے' تو پھر جب تک اسے سزا نہ ملے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک انصاف کا concept پورا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سارے سسٹم کو streamline کرنے کے لئے جہاں ہم نے پولیس کو یہ کہا ہے کہ ہم نے آپ کو سہولتیں دیں اب ہم نے آپ سے results لینے ہیں تو ہم نے پولیس کے اپنے سسٹم میں accountability کا inbuilt system متعارف کرایا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے تحت جو پولیس آفیسر حکومت کے معیار پر پورا نہیں اترے گا' جو پولیس آفیسر عوام کو انصاف دینے میں ناکام رہے گا' جو پولیس آفیسر عوام کے ساتھ زیادتی کا ازالہ نہیں کرے گا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہاں پر جیلوں میں قیدیوں کے بارے میں بات کی تو میرے دوست مجھ سے بہتر یہ بات جانتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں Access to Justice Programme کے تحت ایشین ڈویلپمنٹ بنک' پنجاب کو تقریباً تین ساڑھے تین ارب روپے کا soft loan دے رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس حوالے سے ہم نے عدالتوں کی تعداد بھی بڑھانی ہے' عدالتوں میں سہولیات بھی فراہم کرنی ہیں' پراسیکیوشن کو بہتر بنانا ہے' lock ups میں اضافہ کرنا ہے اور اس کے علاوہ ضرورت کے مطابق جیلوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہے۔ under trial' جن کی تعداد جیل میں سب سے زیادہ ہوتی ہے ان کی تعداد کم کرنے کے لئے speedy justice system کو متعارف کرانا ہے۔ یہ وہ سارے اقدامات ہیں جو حکومت کر رہی ہے۔ میں ایک دفعہ پھر اپنے بھائیوں کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم کسی بھی ذمہ داری سے فرار اختیار نہیں کریں گے بلکہ ذمہ داری کو قبول کریں گے اور عوام کے ساتھ اپنی commitment کو پورا کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ' انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کریں گے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ایک دفعہ پھر معزز اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ جب پرسوں پھر بات ہو گی تو میں wind up کروں گا اور اس معزز ایوان کے لئے مزید جو معلومات ہوں گی وہ دوں گا۔ میں ایک دفعہ پھر

آپ کا اور معزز ایوان کے تمام اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR ACTING SPEAKER: After Private Member's Day, further discussion will be taken up on this issue at that moment The House is adjourned till tomorrow at 10 00 a m Thank you

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 29 ۔جولائی 2003

1۔ سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2 ۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی (مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے)

1 ۔ مسودہ قانون (ترمیم) تعلیمی فاؤنڈیشن پنجاب مصدرہ 2003

2 ۔ مسودہ قانون ممانعت نجی قرضہ جات پنجاب مصدرہ 2003

3 ۔ مسودہ قانون (ترمیم) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور مصدرہ 2003

4 ۔ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب بینک مصدرہ 2003

5 ۔ مسودہ قانون (ترمیم) امتناع پتنگ بازی کی خطرناک سرگرمیاں مصدرہ 2003

6۔ مسودہ قانون (ترمیم) امتناع ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف تقریبات شادی مصدرہ 2003

7۔ مسودہ قانون (ترمیم) ہیلتھ فاؤنڈیشن پنجاب مصدرہ 2003

8۔ مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2003

9۔ مسودہ قانون' اشیائے خورد و نوش ربڑ اور پلاسٹک کے ڈرموں میں رکھنے پر پابندی پنجاب مصدرہ 2003

3۔ قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس)

منگل ' 29۔ جولائی 2003

(یوم الثلاثہ' 28۔ جمادی الاوّل 1424ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

سورۃ عنکبوت آیات، 61 تا 63

اور اگر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے (تمہارے) زیر فرمان کیا تو کہہ دیں گے خدا نے' تو پھر یہ کہاں اُلٹے جا رہے ہیں ۝ خدا ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک خدا ہر چیز سے واقف ہے ۝ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد (کس نے) زندہ کیا تو کہہ دیں گے کہ خدا نے' کہہ دو کہ خدا کا شکر ہے لیکن ان میں اکثر نہیں سمجھتے ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

تعزیت

صوبہ سندھ میں سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے ہلاک ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

جناب قائم مقام سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

چودھری اعجاز احمد سماں، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! صوبہ سندھ میں سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے ہلاک ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کر لیں۔

دوسرا آج محکمہ مواصلات کے متعلق سوالات ہیں۔ جی ٹی روڈ پر پلکھو پل، شیر شاہ سوری کے دور سے آج تک بند نہیں ہوا۔ وزیر مواصلات نے میرے ساتھ کئی دفعہ وعدہ فرمایا تھا کہ یہ پل چل جائے گا۔ اب بارشوں کی وجہ سے چناب کا جو پانی آئے گا وہ سب سے پہلے میرے علاقہ میں آئے گا۔ diversion جو عارضی طور پر بنی تھی وہ سیلابی ریلے میں بہہ گئی ہے۔ اب بیلا کے لوگوں کی شہر وزیر آباد میں کوئی رسائی نہیں ہے۔ پل بالکل تیار ہے۔ اس کو چلانے کے لئے کوئی حکم دینا چاہئے کہ پل ایک دو روز میں چالو ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر صوبہ سندھ میں سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے ہلاک ہونے والوں کے لئے ایوان میں دعائے مغفرت کی گئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سندھ میں سیلاب سے بہت زیادہ تباہ کاری ہو چکی ہے اور پنجاب میں بھی اس کی شروعات ہیں۔ اس وقت اخبارات میں جو اعداد و شمار آتے ہیں ان کے مطابق ڈیم تقریباً بھر چکے ہیں اور منگلا اور تربیلا میں جو پانی سٹور کرنے کی capacity ہے اس

سے تین چوتھائی زائد پانی down stream جا کر سمندر میں ضائع ہو چکا ہے۔ جب off season ہو گا تو پانی کی بڑی قلت ہو گی اور اس پر لڑائیاں ہوں گی۔ کیا یہ اچھا موقع نہیں ہے کہ پنجاب بڑے بھائی کا کردار ادا کرتے ہوئے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لئے کوششوں کا آغاز کرے؟ پنجاب اسمبلی کے ممبران کا، ماہرین کا کوئی delegation بنایا جائے جو تمام صوبوں کا دورہ کر کے اس بارے میں consensus پیدا کرے کہ جو سیلاب کے پانی سے تباہ کاری ہوتی ہے اس کی بجائے اس پانی کو سٹور کر لیا جائے اور off season میں اس کو استعمال کر لیا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ کہتا ہوں کہ اس بارے میں معاملے کا آغاز کریں۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! جمعہ کے دن میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ ہمارے سینئر رہنما جناب آصف علی زرداری صاحب کے بچوں کو عدالت نے اجازت دے رکھی تھی کہ وہ چھٹیوں کے دوران اپنے والد کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں جمعرات کی رات کو ان کے بچوں کو پولیس نے زبردستی گرفتار کیا اور ہفتہ کی صبح جہاز میں زبردستی دوبئی بھیج دیا گیا۔ اس سلسلے میں آپ نے وزیر قانون صاحب سے کہا تھا کہ وہ اس بارے میں رپورٹ دیں کیونکہ کل رولز معطل ہو گئے تھے اور آج میری گزارش ہے کہ اس بارے میں وزیر قانون سے رپورٹ مانگیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شاید یہ اپنی بات بھول گئے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے مجھ سے رپورٹ کے متعلق نہیں فرمایا تھا۔ میں نے اپنے طور پر کہا تھا کہ میں اس معاملے میں معلومات حاصل کر کے معزز ایوان میں پیش کر دوں گا لیکن اسی وقت معزز رکن نے خود یہ کہا تھا کہ میں صرف ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا، رپورٹ سے میری کوئی غرض نہیں ہے۔ یہ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ آپ ریکارڈ چیک کروا کر

دیکھ لیں۔ میرے بھائی کا یہ اپنا بیان ہے اور انہوں نے اسی وقت کھڑے ہو کر کہا تھا کہ مجھے رپورٹ کی ضرورت نہیں ہے' میں صرف بات کرنا چاہتا تھا۔ اگر اب بھی وہ یہ کہیں کہ ہمیں رپورٹ کی ضرورت ہے تو اس سلسلے میں جو بھی کارروائی ہوئی ہے اس کے بارے میں ہم متعلقہ ادارے سے رپورٹ لے کر پیش کر دیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ راجہ ریاض صاحب اپنی ذمہ داری پوری کریں کہ انہوں نے کہا کہ میں ایوان کے نوٹس میں لایا ہوں۔ راجہ بشارت صاحب اپنی ذمہ داری پوری کریں کہ انہوں نے چونکہ یہ کہا کہ میں اس بارے میں رپورٹ پیش کروں گا۔

وزیر قانون: میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں رپورٹ لے کر آپ کی خدمت میں اور معزز ایوان میں پیش کر دوں گا لیکن میرا عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ میرے بھائی نے خود کہا تھا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس لئے آج یہ بات نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ویسے میرے علم کے مطابق "Dawn" اخبار میں ایک رپورٹ آئی تھی جس میں آصف علی زرداری صاحب کا اپنا بیان تھا کہ بچے اپنی خواہش سے گئے ہیں اور محترمہ بے نظیر بھٹو نے خود ان کو receive کیا ہے اور یہ سب ان کی سکیورٹی کے لئے کیا جا رہا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیں!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں نے آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں ایک دو وضاحتیں کرنی ہیں۔ پہلی وضاحت تو یہ ہے کہ "Nation" اخبار نے ریمارکس دیئے ہیں کہ میں نے کوئی uncivilized بات کی تھی۔ میں نے مولویوں سے' بغیر داڑھی والوں سے' خواتین سے' نوجوانوں اور بوڑھوں سے بھی پوچھا ہے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ آپ نے uncivilized بات کی تھی

لیکن "Nation" اخبار کے نمائندوں کو غالباً ناراضگی آپ سے تھی اور وہ ناراضگی انھوں نے مجھ غریب پر نکال دی۔ انہوں نے فرمایا کہ:

"Interesting is a thing when every one got offended with uncivilized remarks of Sardar Amjad Hamid Khan Dasti, he has turned about to be an old man, a sole supporter "

کہ آپ نے مجھے support کیا۔ باقی کل کی تقریر کے لئے سب ناراض تھے۔ نمائندوں کے متعلق مجھے موقع دیجئے گا۔ But I always defended myself میں نواز شریف صاحب کی کابینہ میں وزیر خوراک تھا تو اس میں ایک سال بڑی bumper crop ہوئی۔ گوداموں میں رکھنے کی جگہ نہیں تھی' منڈیوں میں رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔ غالباً "جنگ" اخبار کا ایک نمائندہ تھا' اس نے مجھ سے پوچھا کہ وزیر خوراک صاحب! یہ جو اتنی bumper crop ہوئی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا کہ ہم نے کوئی تیر نہیں مارا' یہ اللہ کی رحمت ہے۔ دوسرے دن میرے اس جواب کے بعد روزنامہ "جنگ" نے لکھا کہ وزیر خوراک کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی تیر نہیں مارا لیکن یہ الفاظ نہ لکھے کہ "یہ اللہ کی رحمت ہے۔" غالباً اکبر الہ آبادی کا شعر تھا کہ:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

میں نے یہی کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے لیکن "جنگ" اخبار نے کچھ اور لکھ دیا۔ اتفاق سے وہ بھی داڑھی والا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ جنگ کا نمائندہ مسلمان تو معلوم ہوتا ہے اور خدا کو ماننے والا ہے لیکن جب میں نے خدا کی بات کی کہ یہ سب اللہ کی رحمت ہے تو وہ بات چھپا گیا اور جا کر رپٹ لکھوا دی کہ "یہ خدا کا نام لیتا ہے۔" ان نمائندوں سے میں گزارش کروں گا۔ میں نے باری باری نوجوانوں' بوڑھوں' خواتین' دین داروں سے بھی پوچھا ہے اور بغیر داڑھی والوں سے بھی پوچھا ہے لیکن کسی نے نہیں کہا کہ میں نے uncivilized بات کی ہے۔ میری یہ غلطی تھی جس کو خواتین نے

appreciate کیا ہے۔ میں جو حق کی بات ہوتی ہے وہ کرتا ہوں لیکن کوئی بلاوجہ مجھے چمٹ جائے تو I have defended myself. ---

جناب والا! میں نے کل یہ گزارش کی تھی کہ اس حکومت کا یہ کارنامہ ہے کہ خواتین بڑی تعداد میں یہاں تشریف لائی ہیں۔ اپوزیشن کی بھی اور ہماری طرف بھی ہیں۔ ان کو بولنے میں پوری نمائندگی ملنی چاہئے۔ یہ پیچھے سے ہاتھ ہلاتی رہتی ہیں لیکن ان کی کوئی نہیں سنتا' اس میں کیا uncivilized بات ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ایک معزز ممبر: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR ACTING SPEAKER: He is already on a Point of Order Let him complete his argument.

سردار امجد حمید خان دستی: میں ابھی ختم کرتا ہوں۔ میں نے خواتین سے پوچھا تو بیشتر خواتین نے مجھے مبارک باد دی اور شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ہماری نمائندگی کی اور میں اس نمائندے سے پوچھتا ہوں کہ حضرت علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ۔

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

اگر یہ نہ ہوں تو کوئی اس کائنات میں رنگ نہیں' کوئی دلچسپی نہیں۔ "Nation" اخبار والوں سے کوئی پوچھے کہ میں نے کیا uncivilized بات کی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کی بات کر رہا ہوں۔ خواتین نے مجھے خوش ہو کر کہا کہ دستی صاحب! آپ نے ہماری وکالت کی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے آپ کی وکالت کی ہے تو مجھے ایک دعوت دی جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہوں نے ہاتھ رکھ کر کہا کہ "آمنا و صدقنا"

بیگم زینت خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' محترمہ فرمائیے!

بیگم زینت خان، جناب سپیکر! میں سردار صاحب کو یہی کہوں گی کہ،

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

شکوہ صرف یہی ہے کہ ان کے پاس عقل کا جو خزانہ ہے اسے بہت زیادہ تنہا ہی چھوڑنے لگ گئے ہیں۔ بس اور تو کوئی بات نہیں تھی مگر تھوڑا سا اس بات کا خیال رکھا کریں۔ وگرنہ پتا نہیں وہ کون سی خواتین ہیں، وہ کون سے نوجوان ہیں اور کون سے بزرگ ہیں جنہوں نے یہ سب کچھ appreciate کیا ہے۔ ایوان میں ہم ایوان کی باتیں کرنے آتے ہیں۔ یہاں پر اگر ہم out of the way بات کرنا چاہیں تو پھر تو میرے خیال میں اسمبلی میں آنے کا مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ بہرحال یہ ہمارے سینئر ہیں، بہت اچھی باتیں اور بہت اچھی معلومات ہمیں دیتے رہتے ہیں مگر تھوڑا سا پاسبان عقل کو اپنے پاس رکھنا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میں نے ایک انتہائی اہم بات کی تھی جس کو ہنسی مذاق میں اڑا دیا گیا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ لاء منسٹر صاحب اور وزیر آبپاشی آ گئے ہیں اس کے بارے میں بھی کوئی بات کریں جو میں نے ان کی خدمت میں عرض کی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں اپوزیشن کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کو اُکتاہٹ نہیں ہونے دوں گا۔ آپ مجھے موقع دیں۔ میں نے کل پولیس کا ذکر کیا تھا اور ذکر آیا ایک ابلیس کا، جس کا نام ولی تھا۔ وہ سردار اللہ وسایا خان عرف ممنو خان کی برادری میں سے تھا، ان کی ذات پات میں سے تھا، ان کا رشتہ دار نہیں تھا اور ولی لغاری ان کا اپنا لغاری جو تھا اس کا جد امجد تھا۔ عام طور پر اسے ولی ابلیس کہتے تھے۔ میں نے یہی کہا کہ ولی کو تھانیدار نے کہا آؤ سائیں ابلیس، تو ولی لغاری نے کہا آؤ میری پولیس! (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! ایک اور وضاحت کرنی ہے کہ بات کرنے کا ایک شریفانہ طریقہ بھی ہوتا ہے اور بات کرنے کا سلیقہ بھی ہوتا ہے۔ اگر ناراضگی ہو تو ناراضگی کا یہ طریقہ بھی ہے کہ "نوائے وقت" اخبار میں۔۔۔میں نے کل آپ سے گزارش کی تھی کہ شریف الدین پیرزادہ نے چالیس سال کے بعد یہ انکشاف کیا ہے کہ محترمہ فاطمہ جناح کے جسم پر زخم تھے اور چالیس سال کے بعد شریف الدین پیرزادہ کو اس بات کا خیال آیا۔ اس کا نام شریف الدین پیر زادہ ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس کا نام شریر الدین پیرزادہ ہونا چاہئے تھا۔ یہ بات تو میں نے کی تھی جبکہ "نوائے وقت" اخبار نے بجائے میرا نام لکھنے کے راجہ ریاض صاحب کے نام سے اس بات کو منسوب کیا یعنی جو میری بات تھی وہ راجہ ریاض احمد کے سر پر منڈھ دی گئی۔ میں ببانگ دہل یہ کہتا ہوں کہ یہ بات میں نے کی تھی وہ ہماری پارٹی کا سرکردہ آدمی ہے لیکن اس کو یہ حق نہیں ہے کہ قائداعظم کی بہن کے ساتھ اتنا بڑا ظلم ہوا ہے اور اس نے اس ظلم کو چالیس سال تک اپنے سینے میں چھپائے رکھا۔ کوئی اس کو پوچھنے والا نہیں ہے۔ آج میں اس طرف بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں اور اپنی پارٹی کے بھائیوں سے کہتا ہوں' آپ بھی میرے بھائی ہیں' کیا ہوا چند دنوں کے لئے آپ ادھر ہو گئے' کوئی ادھر ہو گیا۔ یہ طریقہ اس پاکستان میں چلا آتا ہے کہ اُدھر سے اِدھر اور اِدھر سے اُدھر۔ لیکن ایک بات سے آپ اتفاق کریں گے کہ یہ اتنی بڑی negligence ہے' یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس ملک کے بانی کی ہمشیرہ کے ساتھ جو ظلم ہوا ہے' شریف الدین پیر زادہ کو چالیس سال تک یہ جرأت نہیں ہوئی کہ ان چالیس سالوں میں وہ اس کا انکشاف کرتا۔ پولیس تو انکشاف نہ کرے یہ ان کی عادت ہے۔ اب میں یہ کہتا ہوں کہ آج ہمارا Private Members Day ہے۔ مختلف قراردادیں ہیں' کسی نے پل بنانے کی قرار داد دی ہے' کسی نے کچھ دیا ہے اور کسی نے کچھ دیا ہے۔ اگر سارا ہاؤس یہ اتفاق کرے اور آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ شریف الدین پیرزادہ کے خلاف مذمت کی قرارداد پیش کی جائے۔

آوازیں، منظور ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میرا یہ handicap ہے کہ میں تھوڑا سا اونچا سنتا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور وقفہ سوالات شروع ہونے بھی تقریباً آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے اور سوالات ابھی ہونے ہیں۔ میرے خیال میں جو آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے' ہم سوالات کو take up کریں۔

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیں!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت دستی صاحب نے ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف نشاندہی کی ہے اور ہم اس بات پر کہ ہم حکومت کے ساتھ نہیں چلتے ہیں' آج یہ قرار داد ایوان میں لائیں تو پوری اپوزیشن اس کی حمایت کرے گی۔ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اس پر دستی صاحب آج ہی ایک قرارداد اسمبلی میں لے کر آئیں' اپوزیشن اس قرار داد کی حمایت کرے گی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میرا موقف یہ ہے کہ اب وقفہ سوالات کے لئے صرف آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے۔

سوالات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا کے مطابق محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سوال نمبر 100 احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

بھلوال سے بھیرہ سڑک کی تعمیر

*100۔سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ بھلوال سے بھیرہ جانے والی سڑک پر تقریباً ساتویں کلومیٹر پر واقع سیم نالہ کا پل 1992 سے ٹوٹا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ سڑک مکمل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور بری طرح خستہ حال ہے؟

(ج) یہ سڑک اس سے قبل کب بنائی گئی تھی اور آئندہ اس سڑک کی تعمیر نو کے لئے کوئی فنڈز مختص کئے گئے ہیں یا سڑک کی تعمیر کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک بڑی اچھی حالت میں نہیں ہے۔ محکمہ اپنے وسائل کے مطابق اس کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔

(ج) یہ سڑک آزادی سے پہلے تعمیر ہوئی تھی۔ اس کی کل لمبائی 23.50 کلومیٹر ہے۔ بھیرہ سے چکوال کی طرف پہلے 13 کلومیٹر سڑک کی کشادگی اور بہتری پہلے ہی کی جا چکی ہے۔ باقی ماندہ 10.50 کلومیٹر سڑک کی بہتری و کشادگی مع تعمیر پل ترمیم شدہ تخمینہ لاگت میں شامل ہے۔ یہ تخمینہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے منظور کر لیا ہے اور باقاعدہ منظوری موصول ہونے کے بعد اس سال اس سڑک پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ یہ سکیم سال رواں کی جاری سکیم ہے جس کے لئے حکومت نے اس سال 50 لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت نے خود تسلیم کیا ہے کہ ایک پل 1992 میں ٹوٹا تھا اور ابھی تک وہ پل ٹوٹا ہوا ہے۔ یعنی گیارہ سال اس پل کو ٹوٹے ہوئے ہو گئے ہیں جس سے آپ اس محکمے کی کارکردگی ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ایک پل گیارہ سال سے ٹوٹا ہوا

ہے اور اس کی نہ تو مرمت ہوتی ہے اور نہ اس کو نئے سرے سے بنایا جاتا ہے۔ اب بھی جواب میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ درست ہے کہ یہ پل ٹوٹا ہوا ہے۔ کیا اس بارے میں وزیر صاحب اس بات کی یقین دہانی کرائیں گے کہ اس کو کب ٹھیک کرایا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! یہ پل واقعی 1992 سے خستہ حالت میں ہے لیکن motorable ہے اور استعمال ہو رہا ہے۔ کبھی بھی کسی A.D.P میں اس کو reflect نہیں کیا گیا۔ جناب احسان اللہ وقاص صاحب! اس دفعہ اس حکومت نے آتے ہی اس کے لئے 22.92 ملین فنڈ اس سال کے A.D.P میں رکھا ہے اور اس کی جتنی بھی codel formalities ہیں، پوری کرنے کے بعد اسی سال شروع کر دیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص، وہ تو آپ اگلے جز پر چلے گئے ہیں۔ میں تو ابھی جز (الف) پر ہوں۔ تو جز (الف) کے بارے میں پل کے متعلق بتائیں۔ سڑک کی بات تو اگلے جز (ب) میں ہے۔ اس پر مہربانی فرمائیں اور بھلوال کے جو نمائندے یہاں ہیں وہ اگر نہیں بولتے تو ہمارا تو یہ فرض ہے کہ ان کے لئے آواز بلند کریں کہ پل کی مرمت کروائی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، یہ درست ہے کہ یہ خستہ حالت میں ہے اور میری گزارش ہے کہ اس پل کی مرمت کی جائے لہذا اس کی renovation کے لئے اس دفعہ فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں اور یہ اسی سال مرمت ہو جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص، پل کا ذکر نہیں ہے بلکہ سڑک کا ذکر ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، اسی کے اندر دونوں کا ذکر ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، چلیں، آپ یقین دہانی کرواتے ہیں تو میں آپ پر یقین کرتا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، میرے پاس اس کا note ہے اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں پوری تفصیل کے ساتھ آپ کی خدمت میں گزارش کر سکوں۔ 22.92 ملین کا فنڈ جو ہم نے اس

سال دیا ہے تو اس سے دو پلوں کی تعمیر کی جائے گی۔ ایک تو یہی ہے اور دوسرا خستہ پل بھی وہاں پر ہے۔ میں on the floor of the House آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال ان دونوں پلوں کی تعمیر و مرمت مکمل کر دی جائے گی۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں لیکن جز (ج) میں لکھا ہے کہ یہ سڑک اس سے قبل کب بنائی گئی تھی اور آئندہ اس کی تعمیر نو کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے اور یہ کہ سڑک کی تعمیر کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا' کوئی منصوبہ زیر غور نہیں اور یہاں پر وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ اس کے لئے فنڈز بھی رکھ دیئے گئے ہیں اور وہاں اس سال کام بھی شروع ہو جائے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، راجہ ریاض صاحب! میری عرضداشت ذرا غور سے سن لیجئے گا کہ اس سوال کی تاریخ وصولی 16-12-2002 تھی اور اس کی تاریخ ترسیل 21-12-2002 کو ہوئی۔ اب اس وقت میں latest position گزارش کر رہا ہوں کہ اس وقت جب یہ جواب لکھا گیا تھا تو پوزیشن یہ تھی۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے!

SARDAR AMJAD HAMID KHAN DASTI: Mr Speaker! Sir, It relates to the very important part. Further he says that every second man and every second woman is England returned Every second woman and every second man is also called England returned.

تو اس نے مجھے جواب دیا کہ جب بھیرہ میں خواتین بچہ جنتی ہیں تو لندن کی طرف اپنے پاؤں کر لیتی

ہیں تو اس لحاظ سے یہ بڑا پڑھا لکھا اور educated علاقہ ہے' بھیرہ تک جانے کے لئے پل ہونا چاہئے۔ ان کی پل بندی نہ کی جائے بلکہ پل بنایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سوال نمبر 160' جناب سمیع اللہ خان صاحب! کیا اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

جناب سمیع اللہ خان، جی' اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سڑک کے درمیان گرین بیلٹ

*160-**جناب سمیع اللہ خان،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مین شیخوپورہ روڈ (شاہدرہ چوک تا بیگم کوٹ چوک) پنجاب کی معروف ترین شاہراہ ہے جس کے دونوں اطراف گنجان آبادی اور انڈسٹری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سڑک پر حادثات کی تعداد بہت زیادہ ہے' جس کی بڑی وجہ درمیان میں گرین بیلٹ کا تعمیر نہ ہونا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا درست ہیں تو گرین بیلٹ کیوں تعمیر نہ کی گئی اور متعلقہ اتھارٹی متذکرہ سڑک پر کب گرین بیلٹ بنائے گی' اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ گرین بیلٹ کا نہ ہونا ہی حادثات کی بڑی وجہ ہے۔

(ج) مذکورہ سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ میسرز تارک کنسٹرکشن کو مورخہ 1989 کو الاٹ کیا گیا تھا جس میں گرین بیلٹ کی تعمیر بھی شامل تھی مگر ٹھیکیدار مذکورہ کام کو ادھورا چھوڑ گیا اور بقایا کام اس سے ہرجانہ و خرچہ پر دوسرے ٹھیکیدار سے شروع کروایا گیا مگر فنڈز کی کمی کی وجہ سے کام مکمل نہ ہو سکا۔ شاہدرہ چوک تا بیگم کوٹ' حکومت پنجاب اس سڑک کی

B.O.T کے تحت ازسر نو تعمیر کروانے کے لئے کوشاں ہے۔ اگر یہ تجویز کامیاب ہوئی تو گرین بیلٹ بنانے پر غور کیا جائے گا۔

جناب سمیع اللہ خان، میرے ایک دو ضمنی سوالات ہیں۔سوال کے جواب جز (ج) کی دوسری لائن میں لکھا ہے کہ ٹھیکیدار مذکورہ کام کو ادھورا چھوڑ گیا تو اس سے ہرجانہ و خرچہ لے کر بقایا کام دوسرے ٹھیکیدار سے شروع کروایا گیا؟ اگر ہرجانے کی تفصیل وغیرہ ساتھ آجاتی تو زیادہ بہتر ہوتا لیکن اس میں آگے ہے کہ "فنڈز کی کمی کی وجہ سے کام مکمل نہ ہوسکا۔" اب یہ کہیں ایسا ہے کہ یہاں کام تو شروع ہوا نہیں اور report کر دیا گیا کہ وہ کام مکمل ہو گیا۔ یہ جو typically ہم کہتے ہیں کہ بعض ادوار میں کاغذوں میں کام شروع ہوئے اور کاغذوں میں ہی ختم ہو گئے تو میرے خیال میں جس سڑک کا میں نے معاملہ اٹھایا ہے یہ خصوصی طور پر اسی زمرے میں آتی ہے کہ جس کے متعلق کہا گیا کہ "کام شروع ہوا لیکن مکمل نہ ہو سکا۔" میں یہ کہتا ہوں کہ شاہدرہ چوک ٹریفک کے حوالے سے پنجاب کا سب سے بڑا اور مصروف چوک ہے۔ یہاں سے گزرنے والا کوئی بھی دوست دیکھ سکتا ہے کہ جس سڑک اور گرین بیلٹ کی میں نے نشان دہی کی ہے اس کا ایک فٹ بھی کام شروع نہیں ہوا جبکہ یہاں کہا گیا کہ "کام شروع ہوا لیکن فنڈز کی کمی کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا۔" میں یہ کہتا ہوں کہ وہاں کوئی کام شروع ہی نہیں ہوا۔ اس کی تحقیق کی جائے۔ اس جواب کے حوالے سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ اس معاملے کی انکوائری منسٹر صاحب کریں۔ یہ 1989 کا معاملہ ہے لیکن کاغذوں میں وہاں کام شروع ہے اور فنڈز کی کمی کی وجہ سے اسے ادھورا چھوڑا گیا۔ وہاں سڑک اور گرین بیلٹ ہے جسے کوئی بھی جا کر دیکھ سکتا ہے۔

اب جو موجودہ بات ہے کہ پنجاب حکومت اس سڑک کو B.O.T کے تحت از سر نو تعمیر کروانے کے لئے کوشاں ہے۔ مجھے واقعی B O T کے متعلق علم نہیں ہے کہ یہ کیا ہے اور اگر یہ تجویز کامیاب ہوئی تو گرین بیلٹ بنانے پر غور کیا جائے گا تو منسٹر صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک تو 1989 کے معاملے کی انکوائری کی جائے کہ یہ فنڈز کہاں گئے اور کام شروع نہیں ہوا اور دوسرا یہ ہے کہ اگر B.O.T کے تحت یہ معاملہ طے ہو جاتا ہے تو پھر بھی

وعدہ اور یقین دہانی نہیں بلکہ غور کرنے کی بات کی گئی ہے۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر BOT کے تحت یہ ہوجاتا ہے تو پھر اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ گرین بیلٹ بن جائے۔ یہ پنجاب کی دوسری بڑی شاہراہ ہے جہاں فیصل آباد سے لے کر سرگودھا اور اس سے آگے کی ٹریفک لاہور میں آتی ہے' درمیان میں بالکل کچا ہے اور وہاں آئے دن حادثات ہوتے ہیں تو جب چھوٹی چھوٹی سڑکوں میں گرین بیلٹ divider ہیں تو پنجاب کی دوسری بڑی شاہراہ گرین بیلٹ سے کیوں محروم ہے جس کی وجہ سے بے شمار حادثات جنم لیتے ہیں تو اس کو یقینی بنایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' وزیر مواصلات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم سمیع اللہ خان صاحب نے ایک ضمنی سوال میں دو سوال کر دیئے ہیں اور ساتھ ہی انکوائری کی بات کر دی ہے۔ انکوائری کے متعلق میں بعد میں بات کروں گا۔ پہلے ضمنی سوال سے چونکہ واضح نہیں تھا تو میں یہی سمجھا۔ خان صاحب اس کی تفصیل چاہتے ہیں تو میں ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں۔ یہ کافی پرانی سکیم تھی اور انہوں نے فرمایا کہ کچھ ادوار میں تو منصوبے شروع ہی نہیں ہوتے لیکن ان کو مکمل دکھایا گیا تو میں اس دور کی particularly نشان دہی کرتا جاؤں' وہ دور 1989 کا ہے۔ اس وقت جو وزیراعلیٰ تھے یا گورنمنٹ تھی اس کا علم آپ کو ہے کاغذات کی میں آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں کہ 374 ملین سڑک بمعہ گرین بیلٹ منظور ہوئی تھی اور میسرز گیلان اینڈ کمپنی نے یہ کام شروع کیا تھا اور اس کمپنی نے کام کو ادھورا چھوڑ دیا' ان سے جو ہرجانہ وصول کیا گیا اس سے متعلق آپ نے تفصیل چاہی ہے تو ان کی جو سکیورٹی ہوتی ہے جب وہ کام کو درمیان میں چھوڑ دیتے ہیں تو وہ سکیورٹی واپس نہیں کی جاتی۔ وہ سکیورٹی جب دوسرا ٹھیکیدار آتا ہے تو اس کو دے دی جاتی ہے۔ پہلے تارمک اینڈ کمپنی نے یہ ٹھیکہ لیا تھا جبکہ بعد میں یہی ٹھیکہ میسرز گیلان اینڈ کمپنی نے لیا۔ میسرز گیلان اینڈ کمپنی نے اس وقت مہنگے ریٹ پر کام لیا لیکن حکومت یا محکمہ C&W کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ پہلے ٹھیکیدار کی جو deduction کی گئی تھی اسے matching grant کے ساتھ match کر دیا گیا تھا۔

میسرز گیلان اینڈ کمپنی نے اس پر 20 ملین کا کام کیا۔ جناب والا! paper work کے مطابق سڑک پر کام کیا گیا' سڑک کو improve کیا گیا لیکن گرین بیلٹ پر کوئی کام نہیں کیا گیا۔

آپ کا دوسرا سوال B.O.T سے متعلق ہے۔ یہ B O T means Built, Operate and Tax ہے۔ یہ ایک نئی چیز ہے جس کے مطابق public exchequer پر کوئی بوجھ نہیں آتا۔ صوبہ پنجاب کے خزانے میں جو ان کا پیسا ہے' اسے استعمال کئے بغیر private parties کو کچھ project offer کئے جاتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی اچھی سکیم ہے جو کہ ہماری حکومت بننے سے پہلے اپنائی گئی تھی جس پر کام ہو رہا ہے۔ اس سکیم کے حوالے سے یہ پہلی سڑک ہے جبکہ دوسری قصور سے لاہور کے لئے تعمیر ہونے والی سڑک ہے۔ یہ سڑک اب تقریباً پایۂ تکمیل تک پہنچنے کو ہے' اسی ماہ کے اندر یا چند ہفتوں میں ہم ان کے ساتھ contract sign کر رہے ہیں۔ جس کمپنی کے ساتھ ہم contract sign کر رہے ہیں وہ بھی قومی سطح کی F.W.O کمپنی ہے جس کا construction level آپ سب کے سامنے عیاں ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ ان کا construction level بہترین ہے۔ میں جناب سمیع اللہ خان صاحب کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جب B O T میں یہ project شروع ہو گا تو اس کے اندر divider کو یقینی بنایا جائے گا تاکہ حادثات سے بچا جا سکے۔

رانا مشہود احمد خان : جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) کو اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس میں پورے محکمے کو cover کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ وہ فرما رہے تھے کہ 1989 کے اندر یہ ٹھیکہ الاٹ کیا گیا' 1989 میں جس کمپنی کو ٹھیکہ دیا گیا وہ کام مکمل نہ کر سکی۔ یہاں پر انھوں نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کے خلاف کیا محکمانہ طور پر ایکشن لیا گیا؟ جواب میں لکھا گیا ہے کہ ہرجانہ اور خرچہ لیا گیا۔ جب یہی کام دوسرے ٹھیکے دار کو دیا گیا تو وہ بھی کام مکمل نہیں کر سکا۔ آگے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ " فنڈز کی کمی کی وجہ سے کام مکمل نہ ہو سکا۔" ابھی وزیر موصوف خود فرما رہے تھے کہ اس کمپنی نے higher rates پر کام کیا جس کا محکمے کو فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ وہ ہرجانہ میں cover ہوتا تھا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ " فنڈز کی کمی کی وجہ سے کام مکمل نہ ہو سکا۔ "

جناب والا! محکمے کی کارکردگی واضح ہو رہی ہے۔ 1989 میں ٹھیکہ الاٹ کیا جاتا ہے کہ یہ کام ہونا ہے۔ ابھی انھوں نے اس دور کی حکومت پر بھی hit کیا کہ اس وقت کیسے کام ہوتا تھا۔ انھوں نے تو show کیا کہ وہاں پر اس طرح سڑک بننی چاہئے۔ اب اگر سڑک نہیں بنی تو وزیر موصوف بتائیں کہ انھوں نے ان دونوں ٹھیکیداران کے خلاف کیا کارروائی کی؟ کیا انھیں black list کیا گیا یا وہ ابھی تک کام کر رہے ہیں اور اگر کر رہے ہیں تو کن شرائط پر کر رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں اپنے بھائی کو اپنی بات سمجھا نہیں پایا۔ گزارش یہ ہے کہ جتنا فنڈ allocate کیا گیا تھا اس حد تک کام ہوا۔ 20 ملین روپے allocate کئے گئے تھے۔ اس کے بعد اگر refunding ہو جائے تو پھر کام آگے چلتا ہے۔ یہ contract road and green belt کا تھا۔ میں محکمے کو defend نہیں کر رہا' on record جو بات ہے وہ میں نے گزارش کی ہے۔ میں اپنے تئیں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے بھائی کو سمجھا سکوں۔ اس وقت گیلان اینڈ کمپنی کو 20 ملین روپے کے فنڈز جاری کئے گئے اور اس نے 20 ملین تک کام کر دیا۔ جب دوبارہ حکومت سے فنڈز مانگے گئے تو محکمہ خزانہ اور پی اینڈ ڈی نے محکمہ C &W کو فنڈز release نہیں کئے' کوئی فنڈز نہیں دیئے۔ جب فنڈز نہیں دیئے گئے تو ٹھیکیدار نے یہ کام وہیں پر ادھورا چھوڑ دیا۔ پہلے ٹھیکیدار نے کام درمیان میں چھوڑا۔ اسے penalize کیا گیا' اس کی سکیورٹی واپس نہیں کی گئی۔ میرا خیال ہے کہ اب میرے بھائی میری بات سمجھ گئے ہوں گے۔

جناب سمیع اللہ خان : جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ جب پہلے ٹھیکیدار کو کام الاٹ کیا گیا تو اس میں green belt کی تعمیر بھی شامل تھی۔ جب دوسرے ٹھیکیدار کے پاس یہی کام گیا تو کیا اس میں green belt کی تعمیر شامل نہیں تھی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : یہ اس کے اندر شامل تھی لیکن اگر اس کو مزید فنڈز مل جاتے' project مکمل ہوتا تو اس میں green belt بھی تعمیر ہوتی۔

جناب سمیع اللہ خان : جناب سپیکر! میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ اس سارے معاملے

میں گھپلا ہے لہذا اس کی انکوائری کروائی جائے۔ یہ بڑا مشکوک معاملہ ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : اگر آپ کا اس بات پر اصرار ہے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی انکوائری کروں گا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی : جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کر لوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی، فرمائیے!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی : جناب سپیکر!

ساڈے ہال وی پڑھ لکھ کے ہک ڈینہ حاکم بن سن
کیا احساس سرائیکیاں دے ہن آ تیکوں سمجھاواں
کندھی آلے ترسے رھون کیا سوچے دریاواں

جناب والا! بھلوال کی بات سن کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ وہاں سڑک کی کشادگی بھی ہو رہی ہے، پل بھی بن رہے ہیں۔ مظفر گڑھ کے ایم پی اے نے کہا ہے کہ ایک کی بجائے بے شک دو پل بنوائیں ہم خوش ہیں۔ اگلا مرحلہ لاہور شاہدرہ کا آیا، بڑی خوشی ہوئی، ڈبل روڈ موجود ہے، extension ہو رہی ہے، green belt کی فرمائشیں ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد درخت اور فواروں کی فرمائشیں ہوں گی۔ پنجاب کا حصہ ہے، ہم بہت خوش ہیں، ایسا ہونا چاہئے، جتنی تعمیر و ترقی ہو، اچھا ہے لیکن میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جنوبی پنجاب کے علاقے جہاں چلنے کے لئے سڑک نہیں ہے، جہاں دریا ہیں لیکن پل نہیں ہیں۔ رنگ پور، ہیڈ محمد والا کا پل کئی سالوں سے تعمیر نہیں ہو رہا۔ ہمارے علاقے کے لوگ چیخ چلا کر تھک گئے ہیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہو رہی۔ دریائے چناب کے اُوپر مظفر گڑھ کے قریب جو پل بنایا گیا ہے آج چالیس پچاس سال ہو چکے ہیں وہ جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، اس کی طرف نہ کوئی توجہ دی گئی ہے اور نہ ہی کوئی بات سنتا ہے۔ آپ ملتان سے نکلیں، شجاع آباد جائیں تو single road ہے۔ ملتان سے نکلیں، خانیوال آئیں single road ہے، آپ ملتان سے لاہور کی طرف آئیں تو وہاں بھی single road ہے۔ وہاں تو کوئی ڈبل روڈ نہیں

ہے اور جو سڑکیں ہیں وہ بھی ٹوٹی ہوئی ہیں۔ میری صرف یہ استدعا ہے کہ upper Punjab کی خاطر آپ جو چاہیں پل بنائیں، جتنی چاہیں سڑکیں بنائیں، باغات لگائیں، گرین بیلٹ بنائیں۔ ہمیں قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے، ہم اس بات کے حق میں ہیں کہ ترقی ہونی چاہئے لیکن اتنی ناانصافی اور ظلم نہیں ہونا چاہئے کہ پل بنے ہوئے چالیس سال ہو چکے ہیں لیکن اس کی مرمت کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ میں اپنے وزیر موصوف اور سیکرٹری C&W جو کہ یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں، ان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ کبھی ملتان، جنوبی پنجاب کی طرف بھی آئیں۔ اپنے ایئر کنڈیشنڈ کمروں سے نکل کر ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم انھیں دکھائیں کہ وہاں سڑکیں نہیں ہیں، چلنے کے راستے نہیں ہیں۔ رود کوہیاں ہیں جہاں سے لوگ پیدل گزر کر جاتے ہیں۔ یہ ناانصافی کی باتیں زیادہ دیر تک چلنے والی نہیں ہیں۔ میں جب بھی اپنے علاقے کے حقوق کی بات کرتا ہوں تو کہا جاتا ہے کہ تم نفرت پھیلاتے ہو۔ میں یہاں پر اس ہاؤس میں آپ کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ میں محبتوں کا پیغام لے کر یہاں آیا ہوں۔ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ناانصافیاں دلوں میں نفرتیں پیدا کرتی ہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ نفرتیں پیدا ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے علاقے کے حقوق ہمیں دیئے جائیں، وہاں بھی ٹوٹی ہوئی سڑکوں کو کم از کم مرمت ہی کر دیں۔

جناب والا! میں آخری بات کرتے ہوئے بیٹھتا ہوں۔ صورت حال یہ ہے کہ ملتان ڈسٹرکٹ ناظم کا الیکشن تھا۔ کچھ لوگ بخاری صاحب کے پاس گئے جو کہ ایم این اے ہیں، انھوں نے ان سے کہا کہ ہم آپ کو ڈسٹرکٹ ناظم بنائیں گے آپ الیکشن میں ظفر اللہ جمالی صاحب کو ووٹ دے دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : جاوید صدیقی صاحب! یہ وقفۂ سوالات ہے، عام بحث نہیں ہو رہی۔ آپ تشریف رکھیں، بعد میں آپ کو موقع دیا جائے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب سپیکر! جاوید صدیقی صاحب کی ساری تقریر میں ضمنی سوال کون سا بنتا ہے؟ یہ ذرا وضاحت فرما دیں کہ انھوں نے مجھ سے ضمنی سوال کون سا پوچھا ہے؟ یہاں پر

قواعد و ضوابط پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر معزز ممبر اپنے علاقے سے متعلق چند سطور لکھ کر سوال کر لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ انھوں نے تو کھڑے ہو کر تقریر فرمائی ہے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں کوئی واضح ضمنی سوال نہیں کیا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 249 بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، فرمائیے!

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک نہایت ہی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہ رہی تھی کہ جب ہم لوگ یہاں اسمبلی میں آتے ہیں تو ہمارے ساتھ ڈرائیور حضرات جو ہمارے ساتھ ڈیوٹی کرتے ہیں وہ باہر موجود ہوتے ہیں۔ بارش ہو، گرمی ہو، سردی ہو یا کوئی بھی موسم ہو اس سے بچاؤ کے لئے یا ان کے بیٹھنے کے لئے اسمبلی کے باہر کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پر وہ آرام سے بیٹھ سکیں۔ میری گزارش ہے کہ اگر بارش ہو رہی ہو تو at least سر چھپانے کی کوئی جگہ ہو جہاں وہ کھڑے ہو سکیں اور وہاں پنکھے بھی لگے ہوئے ہوں۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان میں یہ چیز پیش کرنا چاہ رہی تھی کہ اگر یہ ممکن ہو تو ان کے لئے باہر کوئی ایسے شیڈ بنا دیئے جائیں جہاں پر پنکھے بھی ہوں اور ایک سپیکر بھی لگا دیا جائے تاکہ وہ با عزت طریقے سے بیٹھ سکیں۔ وہ بھی ہماری طرح ہی انسان ہیں اور ہمارے لئے ہی کام کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں اور میں سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ اس سلسلے میں کوئی انتظام کیا جائے۔ جی، محترمہ ریحانہ جمیل صاحبہ!

بیگم ریحانہ جمیل، سوال نمبر 249

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا جواب پڑھا تصور کیا جاتا ہے۔

1997 تا 2002 تک محکمہ ہائی وے کے ٹھیکہ جات

*249-بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ ہائی وے پنجاب نے سال 1997 تا اکتوبر 2002 تک جن ٹینڈرز کا اشتہار اخبار میں دیا ان کے نام، تخمینہ لاگت اور فرموں کے نام بیان فرمائیں۔

(ب) اگر ہر ٹینڈر کے ساتھ 2 یا 3 فیصد کال ڈیپازٹ جمع ہوئی تو بنک کا نام بیان فرمائیں۔ کال ڈیپازٹ بنک سے تصدیق کروانے کی تاریخ اور تصدیق کنندہ اتھارٹی بیان فرمائیں، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) محکمہ ہائی وے پنجاب نے سال 1997 تا اکتوبر 2002 تک جن ٹینڈرز کا اشتہار اخبار میں دیا ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہر فرم سے بوقت ٹینڈر 2 فیصد کال ڈیپازٹ کی صورت میں وصول کی ہے۔ متعلقہ بنک سے اس کی تصدیق کی ضرورت نہ ہے کیونکہ کال ڈیپازٹ کیش کی ہی دوسری شکل ہے اور بنک چالان کے ذریعے متعلقہ نیشنل بنک میں جمع کر دی جاتی ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ میں نے سوال میں عرض کیا ہے کہ بنک میں کال ڈیپازٹ جمع کروانے کی تاریخ اور تصدیق کنندہ اتھارٹی کا نام بیان فرمائیں لیکن جواب میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، وزیر مواصلات!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں معزز رکن کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ نے جز (ب) میں کال ڈیپازٹ کے بارے میں سوال کیا ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ دو یا تین فیصد ہوتا ہے۔ میں پہلے تو آپ کی خدمت میں یہ گزارش کر دوں کہ یہ تین نہیں بلکہ دو فیصد ہوتا ہے۔ کال ڈیپازٹ ایک کیش کی شکل ہوتی ہے یہ کبھی بھی bounce back نہیں کرتی۔ جب present

کی جاتی ہے تو بنک کی سو فیصد گارنٹی ہوتی ہے اور ensure کیا جاتا ہے کہ وہ payment ہو جائے گی۔ آج تک ہماری کوئی کال ڈیپازٹ bounce back نہیں ہوئی' کوئی refuse نہیں ہوئی چونکہ کال ڈیپازٹ کیش کی شکل میں ہوتی ہے اس لئے ہم اسے نیشنل بنک میں جمع کراتے ہیں اور مل جاتی ہے اور محکمے کو اس کی تفصیل رکھنے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

بیگم ریحانہ جمیل، بنک کا نام بتائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! کال ڈیپازٹ کسی بنک سے بھی لی جا سکتی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے محترمہ کی خدمت میں تفصیلاً گزارش کر دیتا ہوں کہ یہ کال ڈیپازٹ جو تمام پراجیکٹ کی قیمت کا 2 فیصد ہوتا ہے۔ یہ اس لئے ہوتی ہے کہ serious tender دینے والے serious contractor ہی آگے آئیں۔ اس میں کھیلنے والے اور موج کرنے والے لوگ نہ آ جائیں۔ جو وہاں پر serious tender آتے ہیں اگر وہ compete کر پاتے ہیں تو ہم اسے adjust کر لیتے ہیں اگر compete نہیں کر پاتے تو ان کی 2 فیصد کال ڈیپازٹ واپس کر دی جاتی ہے وہ ہم اپنے پاس نہیں رکھتے اور اگر کوئی 2 فیصد دیتا ہے لیکن serious نہیں ہوتا اور compete کرنے کے لئے بھی نہیں آتا تو ہم پھر اسے confiscate کر لیتے ہیں۔ اس لئے اس کا بنک ریکارڈ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی چونکہ کال ڈیپازٹ کیش کی صورت میں ہوتی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ چونکہ بات ٹینڈر سے نکلتی ہے اور یہ پورا معزز ایوان جانتا ہے کہ کال ڈیپازٹ تو ٹھیکے دار کی طرف سے آتی ہے لیکن ہمارے جتنے بھی تعمیراتی محکمے ہیں یہ مختلف مدارج پر کم از کم بیس فیصد کمیشن کی صورت میں وصول کرتے ہیں۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو محکمے کے مختلف دفاتر اور انجینئر صاحبان 20 سے 35 فیصد تک کمیشن وصول کرتے ہیں۔ میں اس کے لئے موجودہ وزیر صاحب اور سیکرٹری صاحب کو allege نہیں کرتا کیونکہ یہ سلسلہ سالہا سال سے چلا آ رہا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا یہ کمیشن باقاعدہ کسی قاعدے اور قانون کے تحت وصول کی جاتی ہے؟ اگر قاعدے اور قانون

کے تحت وصول کی جاتی ہے تو اس قاعدے کا حوالہ دیا جائے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو موجودہ منسٹر صاحب جو مونچھوں والے ہیں انھوں نے اس بارے میں کیا سنجیدہ سوچا ہے اور اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اوّل تو محترمہ ریحانہ جمیل صاحبہ کے سوال کے کسی جز کے ساتھ یہ بات متعلقہ نہیں ہے یہ irrelevant سوال ہے۔ چونکہ یہ اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے اس لئے آپ اس بارے میں ایک علیحدہ سوال دیجئے گا اور کوئی مخصوص جگہ جہاں پر آپ ثبوت پیش کر سکیں کہ یہاں پر کمیشن سسٹم چل رہا ہے تو میں اس بارے میں جواب بھی دوں گا اور انکوائری بھی کراؤں گا لیکن اس سوال نمبر 249 کے جز (الف) اور (ب) کے متعلقہ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو کال ڈیپازٹ ہوتے ہیں ان میں بہت سے bogus بنائے جاتے ہیں۔ ٹھیکیدار اپنے ہی دو تین بندوں کو لا کر جمع کروا دیتے ہیں اور آپس میں pool کر کے وہ ٹھیکہ لے لیتے ہیں تو کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ آئندہ کال ڈیپازٹ کی بجائے CDR یا کوئی بنک ڈرافٹ بنایا جائے تاکہ اس معاملے کو زیادہ transparent بنایا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی، وزیر مواصلات!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! بنک ڈرافٹ ایک بڑی complicated چیز ہے۔ معزز ممبر bogus call deposit کی بات فرما رہے ہیں لیکن میں یہاں پر ذمہ داری کے ساتھ گزارش کر رہا ہوں کہ کال ڈیپازٹ کیش کی شکل میں ایک پیپر ہوتا ہے جو آج تک refuse نہیں ہوا نہ ہی کوئی ایسی مثال موجود ہے کہ کسی نے ہمارے پاس bogus call deposit جمع کرایا ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال 348 شیخ امجد عزیز صاحب!

شیخ امجد عزیز، سوال نمبر 348 جناب والا! یہ پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹھوکر نیاز بیگ تا موہلنوال پُل تک سڑک کی تعمیر

*348۔شیخ امجد عزیز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی نہر کے بائیں کنارے پر ٹھوکر نیاز بیگ تا موہلنوال پل ڈیفنس روڈ لاہور تک کارپٹ سڑک تعمیر کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مذکورہ سڑک کے دوسرے کنارے پر بھی کارپٹ سڑک تعمیر کرنے کی منظوری دے دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تعمیر شدہ سڑک کی دیکھ بھال درست طریقے سے نہ ہو رہی ہے جس کی وجہ سے کسی بھی وقت کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ سڑک کی بہترین اور خصوصی مرمت کے ذریعے اسے اس کی اصل شکل میں بحال اور دوسرے کنارے پر سڑک کی فوری تعمیر کے لئے تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے سٹی گورنمنٹ وسائل کے مطابق اس کی دیکھ بھال کر رہی ہے۔

(د) ترقیاتی کاموں میں ترجیحی بنیاد پر اور مطلوبہ وسائل مہیا ہونے پر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اس تجویز پر غور کرے گی۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا! میں محترم منسٹر صاحب سے سوال کے جز (د) کے بارے میں تفصیل چاہوں گا کہ کیا حکومت مذکورہ سڑک کی بہترین اور خصوصی مرمت کے ذریعے اسے اس کی اصل شکل میں

بحال اور دوسرے کنارے پر سڑک کی فوری تعمیر کے لئے تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ضمنی سوال کے بارے میں شیخ امجد عزیز صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ کافی لمبی سڑک ہے اور واقعی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے مختلف حصوں میں جہاں پر ٹریفک کا pressure زیادہ ہے وہاں پر already اسے dualize کر دیا گیا ہے لیکن درمیان میں تقریباً چند کلومیٹر کا ایسا علاقہ ہے جو کہ 12 فٹ کے قریب ہے۔ دراصل یہ پراجیکٹ ضلعی حکومت کا ہے اور ضلعی حکومت نے اس مالی سال میں اس پراجیکٹ کے لئے کوئی پیسا نہیں رکھا لیکن چونکہ یہ ایک ضروری سڑک ہے اس لئے آپ مجھے ملیں انشاء اللہ آپ کی تجاویز کے مطابق میں ضلعی حکومت کے ساتھ اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے اسے بہتر کرانے کی کوشش کروں گا۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! جیسے منسٹر صاحب نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے حوالے سے یقین دہانی کروائی ہے۔ ایک ماہ پہلے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے لاہور کی بہت ساری سڑکوں پر road user tax لگا دیا ہے۔ اگر کوئی بندہ شاہدرہ سے سگیاں پل کی طرف سے آئے تو اسے پہلے نیشنل ہائی وے کو دس روپے دینے پڑتے ہیں۔ پھر جو میاں عامر محمود صاحب نے نیا ٹیکس متعارف کرایا ہے وہاں تین جگہ پر ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ سفید پوش آدمی جو لاہور میں آتا ہے تو وہ روز کا سو روپے ٹیکس دیتا ہے۔ آپ B O T کے حوالے سے بھی کہہ رہے تھے کہ اس میں کوئی پرائیویٹ آ رہے ہیں' اگر یہ divider ساتھ بنائیں گے تو پھر شاہدرہ پر کوئی نیا ٹیکس لگے گا۔ شیخ امجد عزیز صاحب نے جو کہا کہ اس پر بھی کوئی ٹیکس لگے گا اور کیا یہ جو سلسلہ لاہور میں شروع ہوا ہے چونکہ آپ پنجاب کے وزیر ہیں اگر لاہور کی سڑک کو یہ حق حاصل ہے کہ اس پر گزرنے والا چاہے وہ ملتان کا ہو' راولپنڈی کا ہو یا کسی اور شہر کا ہو وہ دس روپے دے گا تو کل کو یہ ملتان کے لوگوں کا بھی حق ہے کہ وہ اپنے شہر میں کچھ ایسی سڑکیں مختص کر دیں' فیصل آباد کے شہریوں کا بھی حق ہے تو لاہور کے ناظم

میاں عامر محمود نے جو سلسلہ شروع کیا ہے تو کیا کوئی ایسی تجویز ہے کہ اس عظیم الشان منصوبے کو دوسرے شہروں میں بھی شروع کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر مواصلات!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا چلوں کہ یہ اس سوال سے متعلقہ تجویز نہیں ہے۔ ایک اور بات یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے related roads کے متعلق جو سوالات ہیں اس کا جواب دینے کے ہم پابند نہیں ہیں لیکن facilitate کرنے کے لئے ایک چھوٹی سی رکاوٹ ہے اس کو دور کیا جائے گا اور جو بھی ہمیں اطلاع ملتی ہے وہ لے کر اور درمیان میں bridge بنانے کی کوشش کرکے انشاء اللہ تعالیٰ معاملات کو درست کریں گے۔ ان کا جو ضمنی سوال ہے اور تجویز ہے یہ شاہدرہ سے متعلق نہیں ہے۔ یہ نیا سوال دے دیں۔ ان کو اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

محترمہ فائزہ احمد، جناب والا شاہدرہ کے حوالے سے میرا ایک ضمنی سوال ہے اگر آپ اجازت دے دیں تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، اسی سوال کے حوالے سے اگر ضمنی سوال ہے تو پوچھ سکتی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد، اسی سڑک کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں جس کی پہلے بات ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، فرمائیں۔

محترمہ فائزہ احمد، پچھلے پانچ ماہ سے میں نے یہ سوال بھیجا ہوا ہے لیکن محکمے کی طرف سے ابھی کوئی جواب نہیں آیا۔ اس عرصے میں اس سڑک کے اوپر بے شمار حادثات ہو چکے ہیں۔ اسی حوالے سے میں نے وہ سوال بھیجا تھا۔ موڑ وے سے جب ٹھوکر نیاز بیگ کے اندر آپ کینال روڈ کے اوپر آتے ہیں تو وہاں پر zig zag بنا ہوا ہے اس کے بارے میں میں نے سوال بھیجا ہوا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں گزارش کرتا ہوں کہ سوالات کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد، حادثات تو سوالات کی تعداد دیکھ کر نہیں ہوتے۔ وہ تو روز ہوتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں سیکرٹری اسمبلی صاحب کو گزارش کروں گا کہ وہ آپ کے سوال کو expedite کریں اور اگلی دفعہ میں آپ کے سوال کا انشاء اللہ جواب دوں گا۔ مجھے آپ کے سوال کا جواب دے کر خوشی ہوگی۔

محترمہ فائزہ احمد، شکریہ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! وزیر موصوف نے جواب دیتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہمارے سامنے جوابدہ نہیں۔ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا سسٹم جو ہے' لوکل گورنمنٹ' صوبائی سبجیکٹ ہے' صوبائی حکومت کے ماتحت ہے اور صوبے کا سب سے مقتدر ادارہ صوبائی اسمبلی ہے۔ اگر وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ والے پنجاب گورنمنٹ کو جوابدہ نہیں ہیں تو سوال یہ ہے کہ یہ کس کے آگے جوابدہ ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں نے یہ بات نہیں کہی۔ میں نے کہا ہے کہ یہ roads devolve ہو چکی ہیں۔ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس چلی گئی ہیں۔ پھر بھی ہم نے refuse نہیں کیا۔ پھر بھی آپ کے سوال کا جواب دینے کے لئے حاضر ہوں۔ ہمارا ڈیپارٹمنٹ' ہمارا سیکرٹریٹ facilitate کرنے کے لئے آپ کے سوالات کے جوابات دے رہا ہے۔ مزید بھی آپ جتنے سوالات کریں گے ان کے انشاء اللہ تعالیٰ جوابات دیں گے۔ اس بات کو redress نہ کیا جائے۔ ہم ہر وقت حاضر ہیں۔ کسی قسم کا کوئی سوال بھی آپ کریں اس کا جواب آپ کو دیں گے۔ جتنے مرضی ضمنی سوالات کریں انشاء اللہ تعالیٰ حقائق آپ کے سامنے بیان کر کے آپ کے ضمنی سوال کا جواب دیا جائے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال جناب قاسم ضیاء صاحب!

راجہ ریاض احمد، سوال نمبر 457 (معزز رکن نے جناب قاسم ضیاء کے ایماء پر دریافت کیا۔)

وحدت کالونی میں پانی کی ٹینکی پر تعمیرات

*457۔ جناب قاسم ضیاء، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور کے بلاک O اور P کے سامنے گراؤنڈ میں واقع ٹینکی پر کچھ تعمیرات کی گئی ہیں؟

(ب) یہ تعمیرات کس کی اجازت سے کی جا رہی ہیں' اس اتھارٹی کا نام اور یہ تعمیرات کون سا محکمہ کس مقصد کے لئے کر رہا ہے اگر یہ تعمیرات کسی معاہدہ کے تحت ہو رہی ہیں تو اس معاہدہ کی اجازت دینے والی اتھارٹی اور اجازت دینے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بوسٹر اسٹیشن محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے جاری کردہ حکم نامہ نمبری ای۔ او (ایم۔آئی۔ایس۔سی /99(پی۔ 1) مورخہ 20.08.2002 کے تحت پاک ٹیل فون کمپنی والے قائم کر رہے ہیں جس کا مقصد عوام کو موبائل فون کی بہتر سہولیات بہم پہنچانا ہے۔

اجازت دینے کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ عوام کو موبائل فون کی بہتر سہولیات بہم پہنچانا۔

2۔ حکومت کے لئے ریونیو اکٹھا کرنا ہے۔ اس ضمن میں کمپنی مبلغ ایک لاکھ 80 ہزار روپے سالانہ ادا کرنے کی پابند ہے۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! اس میں میرا پہلا سوال ہے کہ ایک موبائل کمپنی کو سرکاری جگہ دی گئی ہے۔ وزیر موصوف اس کمپنی کا نام بتا دیں اور دوسرا یہ بتائیں کہ کتنی جگہ دی گئی ہے اور اس

کا جو کرایہ ایک لاکھ اسی ہزار روپے ہے وہ کس criteria کے تحت مقرر کیا گیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، یہ کوئی particular موبائل کمپنی نہیں ہے اور جنرل ایڈمنسٹریشن نے اس کو اجازت دی ہوئی ہے۔ اس بوسٹر کو jointly جو بھی کمپنی چاہے اس کمپنی کے ساتھ کام کر کے استعمال کر سکتی ہے۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ موبائل کمپنیاں اس وقت ملک میں چار پانچ کام کر رہی ہیں۔ وزیر موصوف یہ فرمائیں اور سیکرٹریوں سے نہ پوچھیں، خود تیاری کر کے آیا کریں۔ یہ بتائیں کہ کس موبائل کمپنی کو انہوں نے جگہ ٹھیکے پر دی ہوئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! ہم تیاری کر کے آتے ہیں اور یہ بھی عرض کر دوں کہ کمپنی کا نام paktel ہے اور دوسری کمپنیاں بھی ان سے contract کر کے استفادہ کر سکتی ہیں۔ تیاری سوالات کی تو ہوتی ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ اب ہم سے اور کس قسم کی تیاری چاہتے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جواب میں لکھا ہے کہ "کمپنی ایک لاکھ اسی ہزار روپے سالانہ ادا کر رہی ہے۔" ان کی شرائط کیا تھیں؟ کیونکہ حکومت کی کوئی بھی جگہ ہو وہ lease پر یا auction پر دی جائے تو اس کے لئے ایک ضابطہ کار ہے جس کے لئے آپ کو اخبار میں ایک اشتہار دینا ہوتا ہے اس طرح کوئی اور کمپنی اس میں حصہ لینا چاہے تو وہ لے سکتی ہے، کیا اس کے لئے یہ ضابطہ اختیار کیا گیا تھا اور اس کے علاوہ کسی اور کمپنی نے بھی بوسٹر لگانے کے لئے جگہ مانگی تھی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس میں ضابطے کی تمام کارروائیاں مکمل کی گئی ہیں اور جو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ ہے وہ وصول بھی کر لیا گیا ہے اور وہ خزانے میں جمع بھی کروا دیا گیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کسی اور کمپنی نے بھی اس کو لینے

کی کوشش کی؟ کسی کو ignore تو نہیں کیا گیا؟ مجھے یہ پتا چلا ہے کہ Mobilink والے زیادہ پیسا دینا چاہتے تھے۔ کیا اس میں favouritism تو نہیں ہوا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ مفروضے پر بات ہو رہی ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ کوئی بھی کمپنی نظر انداز نہیں ہوئی۔ یہ competition کے ذریعے ایس اینڈ جی اے ڈی نے دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقفۂ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

وحدت کالونی میں ناجائز قابضین

*458۔ جناب قاسم ضیاء: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایس۔ڈی۔او وحدت کالونی لاہور' کالونی کی حدود میں سرکاری جگہ پر قبضے کروا رہا ہے یا کرایہ پر جگہ دے رہا ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ جگہ پر قابضین سے کرایہ کی وصولی کی جا رہی ہے' اگر ہاں تو کتنی اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جہاں پر ٹیوب ویل کی موٹریں لگی ہیں وہ جگہ بھی قبضہ یا کرایہ پر دی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) جن ٹیوب ویلوں میں موٹریں کام کر رہی ہیں وہ کرایہ پر نہ دی گئی ہیں۔ البتہ پرانے ٹیوب ویل چیمبرز جہاں موٹریں نہیں لگی ہیں وہ محکمہ کے عملہ کے زیر استعمال ہیں جن میں پلمبر، الیکٹریشن، ٹیوب ویل ڈرائیور وغیرہ رہائش پذیر ہیں، جن کی موجودگی ایمرجنسی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ناگزیر ہے۔ تاہم ایسے رہائشی حضرات سے باقاعدہ قواعد کے مطابق کرایہ وصول کر کے جمع گورنمنٹ کھاتہ کروا دیا جاتا ہے۔

بین الاضلاعی سڑکوں کی تعمیر

*550-سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گزشتہ تین سال میں کتنی نئی بین الاضلاعی سڑکیں تعمیر کی گئیں۔ کتنی سڑکوں کی مرمت کی گئی۔ یہ سڑکات کن مقامات پر تعمیر ہوئیں؟

(ب) کیا آئندہ سڑکات کو کارپٹ سڑکوں میں تبدیل کرنے یا آئندہ نئی سڑک صرف کارپٹ روڈ بنانے کا کوئی فیصلہ زیر غور ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کا عملہ ٹھیکیداران سڑکات کے ساتھ مل کر کوالٹی کا معیار خراب کر کے ترقیاتی فنڈز خورد برد کر لیتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ سڑکات کی تعمیر کا کام صرف بڑی کمپنیوں کو ہی دیا جائے، جو معیار کی ضمانت دیں اور بڑی Consultant کمپنیوں سے معیار کی چیکنگ کروائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) گزشتہ تین سالوں میں صرف دو نئی بین الاضلاعی سڑکیں تعمیر کی گئیں۔ ان سڑکوں کے

نام درج ذیل ہیں اور یہ بہاولپور اور بہاولنگر اضلاع میں واقع ہیں۔

1۔ کڈوالا تا منصورہ روڈ

2۔ چھونا والا تا بنگہ قریش

اس کے علاوہ اس دوران 198 سڑکوں کی مرمت کی گئی جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل کیٹیگری شاہرات کے علاوہ نئی سڑکوں کو کارپٹ کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

1۔ ایشیائی ترقیاتی بنک کے مالی تعاون سے بننے والی 24 فٹ چوڑی سڑکیں۔
2۔ اہم بین الاضلاعی شاہرات کے شہروں میں واقع حصے جن سے ملنے والی اندرونی سڑکیں پہلے سے کارپٹ ہیں۔

(ج) جہاں تک محکمے کی ملی بھگت سے ہونے والے خراب معیار کا سوال ہے اس قسم کی اطلاع ملتے ہی تادیبی کارروائی شروع کر دی جاتی ہے اور جرم ثابت ہونے پر قانون کے مطابق سزائیں دی جاتی ہیں۔ بڑے کام پہلے ہی پری کوالیفائیڈ فرموں سے کرائے جاتے ہیں اور یہ کام عموماً Consultants کی ہی نگرانی میں سرانجام پاتے ہیں۔ چھوٹے کام زیادہ اوور ہیڈ چارجز ہونے کی وجہ سے بڑی کمپنیوں اور Consultants سے کروانا سودمند نہیں ہوتا۔ معیار کی چیکنگ کے لئے محکمانہ لیبارٹریاں موجود ہیں' جن سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

سرگودھا طالب والا روڈ چک 28 جنوبی تک سڑک کی تعمیر و مرمت

*640۔ چودھری فیصل فاروق چیمہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سڑک از سرگودھا طاب والا روڈ سے 84 جنوبی' 29 جنوبی براستہ بڑہ 86 جنوبی' 28 جنوبی کا کل estimate کتنا تھا۔ اس پر کب کام شروع ہوا تھا اور اس پر کتنا روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ اب سال 2003 کے لئے کل کتنی رقم رکھی گئی ہے اور کام بند ہونے کی کیا وجہ ہے اور گورنمنٹ کب تک کام دوبارہ شروع کروا دے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) کل estimate 13.102 ملین روپے کا ہے۔

(ب) کل خرچہ 04.603 ملین روپے ہو چکا ہے۔

(ج) اس سکیم کے لئے اس سال فنڈز 1.11 لاکھ روپے دستیاب ہیں۔ جبکہ کنٹریکٹر کا کلیم 1.64 لاکھ روپے کا ہے۔

(د) فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کام عارضی طور پر بند ہے۔

(ر) مزید فنڈز کی دستیابی پر کام دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔

سرگودھا کانڈیوال روڈ کی تعمیر

*641۔ چودھری فیصل فاروق چیمہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سرگودھا کانڈیوال روڈ کی کل لمبائی Widening and Improvment کتنی ہے اور اب تک کتنی بن چکی ہے اور مزید نہ بننے کی کیا وجہ ہے؟ گورنر پنجاب نے اس کے لئے کتنی رقم دی تھی اور اس پر کب تک کام شروع ہو گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) سرگودھا کانڈیوال روڈ کی کل لمبائی 25.20 کلومیٹر ہے۔

(ب) اب تک 10.20 کلومیٹر مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) اب تک کوئی رقم وصول نہ ہوئی ہے البتہ گورنر پنجاب کے حکم کی تعمیل میں محکمہ خزانہ پنجاب نے 2.50 ملین روپے ضلعی حکومت سرگودھا کو پنجاب اے۔ڈی۔پی سے منتقل کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔

(د) تجدید شدہ انتظامی منظوری (Revised Administrative Approval) اور فنڈز کی دستیابی کے بعد ضلعی حکومت سرگودھا اس کام کو شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سیالکوٹ ایمن آباد روڈ کو دو رویہ کرنا

*710-چودھری انصر اقبال بریار، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ سیالکوٹ روڈ پر ٹریفک کا بہت زیادہ دباؤ ہے جس کی وجہ سے آئے روز اس سڑک پر حادثات میں قیمتی جانوں کا نقصان بھی ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیالکوٹ، پسرور، نارووال، شکر گڑھ اور ان سے ملحقہ قصبوں کی ٹریفک کو لاہور آنے کے لئے سیالکوٹ ایمن آباد روڈ کے سنگل ہونے کی وجہ سے کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ ایمن آباد روڈ کو دو رویہ کرنے سے جز (ب) میں بیان کردہ شہروں اور قصبات کی ٹریفک کو لاہور آنے اور جانے میں کافی آسانی ہو جائے گی اور گوجرانوالہ اور سیالکوٹ روڈ پر ٹریفک بھی کم ہو جائے گی؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سیالکوٹ ایمن آباد روڈ کو دو طرفہ کرنے کے لئے فنڈز فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) مذکورہ سڑک ضلعی حکومت سیالکوٹ و گوجرانوالہ کی تحویل میں ہے۔ لہذا دونوں ضلعی حکومتیں مطلوبہ وسائل مہیا ہونے پر اس منصوبے پر غور کر سکتی ہیں۔

کلووال روڈ سیالکوٹ کی تعمیر

*745-جناب طاہر اختر ملک، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کلووال روڈ سیالکوٹ کہاں سے لے کر کہاں تک تعمیر کی جا رہی ہے اور اس کا تخمینہ لاگت کیا ہے؟

(ب) ٹھیکے کی شرائط میں سڑک کو مٹی ڈال کر کتنا اونچا کرنا تھا؟ آیا کیا گیا' اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) سیالکوٹ کلووال روڈ کی کشادگی کا کام چنی شیخاں سے کھمبرانوالہ تک کیا جا رہا ہے جس کا تخمینہ ایک کروڑ 63 لاکھ روپے ہے۔

(ب) ٹھیکے کی شرائط کے مطابق سڑک پر مٹی ڈال کر موجودہ سطح سے اونچا کیا جا رہا ہے۔

عمر سکھا تا اٹاری دیپال پور سڑک کی تعمیر

*757-حاجی محمد اعجاز، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے موضع عمر سکھا لادھوکا تا اٹاری تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں سڑک بنانے کا ٹھیکہ دیا تھا؟

(ب) مذکورہ سڑک کو ٹھیکیدار نے ادھورا چھوڑ دیا تھا۔ وجہ بتائی جائے؟

(ج) مذکورہ سڑک کا تخمینہ لاگت نیز کمپنی اور ٹھیکیدار کا نام تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت موضع عمر سکھا لادھو کا تا اماری روڈ کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ سڑک کا ٹھیکہ مبلغ -/60,62,629 روپے مورخہ 18-2-1996 کو دیا گیا۔ فنڈز مبلغ 0.462 ملین مالی سال 96-1995 میں فراہم کئے گئے۔ ٹھیکیدار نے موقع پر کام شروع کیا اور مہیا کی گئی رقم پورا ہونے پر مزید کام بوجہ عدم دستیابی فنڈز ادھورا چھوڑ دیا۔

(ج) مذکورہ سڑک کا تخمینہ لاگت مبلغ 6.088 ملین روپے ہے اور کمپنی کا نام میسرز محمد اقبال خان اینڈ کو ہے اور ٹھیکیدار کا نام محمد اقبال خان نیازی ہے جو ضلع میانوالی کا رہنے والا ہے۔

(د) مالی سال 96-1995 کے بعد سکیم ہذا (Un-funded) ہو گئی جس کے لئے مزید فنڈز مہیا نہ ہو سکے۔ یہ سڑک اب ضلعی حکومت کے پاس ہے۔ ضلعی حکومت اس منصوبے کو اپنی ترجیحات اور فنڈز کی دستیابی کے مطابق مکمل کرے گی۔

بڑا گھر جڑانوالہ سڑک اور پل کی تعمیر و مرمت

*799۔ آغا علی حیدر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں بڑا گھر تا جڑانوالہ براستہ چک نمبر 5/61 دلچیاں سڑک بنائی گئی تھی جو جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک میں نالہ سیم کے مقام پر تنگ اور بغیر جنگلے کے پل ہے جو کسی بھی وقت حادثہ کا سبب بن سکتا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سڑک اور پل ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) درست ہے۔ یہ سڑک فارم سے منڈی تک سڑکوں کے پروگرام کے تحت بنائی گئی اور Devolution کے تحت ضلعی حکومت کو ٹرانسفر کر دی گئی۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ضلعی حکومت نے یقین دہانی کرائی ہے کہ طے شدہ ترجیحات کے مطابق آخری 5 کلومیٹر سڑک کی مرمت اور جنگلہ لگانے کا کام اس سال مکمل کرا دیا جائے گا جبکہ پہلے 3 کلومیٹر سڑک کی مرمت کا کام اگلے مالی سال 2003-04 کی ترجیحات میں شامل ہے۔ البتہ پل کی کشادگی کا منصوبہ فی الحال زیر غور نہ ہے۔

بھیرہ انٹر چینج تا شاہ پور سڑک کی تعمیر و توسیع

*806۔ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنر پنجاب نے ضلع سرگودھا کے دورہ کے دوران 2002 میں بھیرہ موٹر وے انٹر چینج تا شاہ پور شہر کی سڑک کی تعمیر و توسیع کا اعلان فرماتے ہوئے بارہ کروڑ روپے کی گرانٹ کا اعلان فرمایا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک مذکورہ سڑک پر کام شروع نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر مندرجہ بالا اجزاء کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت سڑک مذکور کی تعمیر و توسیع کا منصوبہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ سڑک کے بھیرہ انٹر چینج تا ساہیوال سیکشن (فیز -I) کا تخمینہ لاگت 77.157 ملین روپے انتظامی منظوری (Administrative approval) کے آخری مراحل میں ہے اور منظوری کے فوراً بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔ حکومت پنجاب نے سال رواں (2002-03) میں اس سکیم کے 8.00 ملین روپے مہیا کر دیئے ہیں۔

ٹول ٹیکس کی وصولی اور مستثنیٰ افراد / ادارے

*817-جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت پنجاب کی کتنی سڑکوں اور پلوں پر ٹول ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ ان کی تعداد بیان فرمائیں۔ نیز 1999 سے آج تک کتنی رقم سالانہ ٹول ٹیکس کی مد میں موصول ہوئی ہے؟

(ب) ٹول ٹیکس کے یہ ٹھیکے موجودہ سال کن کن فرموں / ٹھیکیداروں اور افراد کو الاٹ کئے گئے ہیں اور کتنی کتنی مالیت میں الاٹ کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت کی طرف سے ان ٹول ٹیکسوں کی وصولی سے کسی سرکاری یا غیر سرکاری عہدیداروں / وہیکل کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے تو ان سرکاری و غیر عہدیداران / وہیکل کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) ان ٹیکس میں سے کتنے ٹھیکے این۔ایل۔سی اور دیگر ادارے وصول کر رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) کل سات سڑکوں اور سات پلوں پر ٹول ٹیکس لگایا گیا ہے۔ 1999 سے آج تک کل مبلغ -/596642480 روپے ٹول ٹیکس کی مد میں موصول ہوئے ہیں۔

(ب) ٹول ٹیکس کے ٹھیکے موجودہ سال جن فرموں / ٹھیکیداروں اور افراد کو الاٹ کئے گئے ہیں ان کی مالیت کی تفصیل لف ہے۔

(ج) جن سرکاری و غیر سرکاری محکموں کو ٹول ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ان کی تفصیل لف ہے۔

(د) مذکورہ بالا ٹول ٹیکس محکمہ ہائی وے کے علاوہ کوئی اور ادارہ وصول نہ کر رہا ہے۔

تفصیل ٹھیکہ جات برائے ٹول ٹیکس

(سڑکات)

نمبر شمار	نام سڑک	میعاد ٹھیکہ جات	نام ٹھیکیدار	رقم ٹھیکہ	ریمارکس
1۔	راولپنڈی' مری' کشمیر روڈ' 17 میل	25-01-2003 تا 30-06-2004	خلیل الرحمان ملک	-/33333333	
2۔	ایم۔ایم۔روڈ (منڈا تا فتح پور)	01-12-2002 تا 30-06-2005	میاں محمد خان	-/83133300	

تفصیل ٹھیکہ جات برائے ٹول ٹیکس

(پل)

نمبر شمار	نام پل	میعاد ٹھیکہ	نام ٹھیکیدار	رقم ٹھیکہ	ریمارکس
1۔	دریائے سواں پر ڈھوک پٹھان پل	01-07-2002 تا 30-06-2003	عاشق سلطان محمد	-/21950594	

2.	دریائے راوی پر سکیں پل	01-07-2002 تا 30-06-2003	محمد سرفراز علی	45100786/-
3.	دریائے راوی پر مازی پتن پل	01-08-2002 تا 30-06-2003	عاشق علی	11215555/-
4.	دریائے راوی پر چھوٹی ملتی پل	01-08-2002 تا 30-06-2003	اقرار خان	11711786/-
5.	دریائے چناب پر چنیوٹ پل	01-07-2002 تا 30-06-2003	ضیاء اللہ خان نیازی	46300000/-
6.	دریائے ستلج پر بھوکاں پل	01-07-2002 تا 30-06-2003	سیف اللہ خان	18235786/-

ٹول ٹیکس سے مستثنیٰ وھیکل /ادارے

1۔ ایوان صدر، گورنر ہاؤس، وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی گاڑیاں
2۔ فلیگ کار
3۔ دفاعی فورسز کی گاڑیاں
4۔ دفاعی ضرورت کے لئے کرایہ پر حاصل کی گئی گاڑیاں اور جن گاڑیوں پر مسلح افواج کے حضرات سفر کر رہے ہوں۔
5۔ پولیس گشت پر مامور گاڑیاں
6۔ آگ بجھانے والی گاڑیاں
7۔ ایمبولینس گاڑیاں
8۔ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی سرکاری گاڑیاں

کامونکی سے گوگا لنک روڈ کی تعمیر و مرمت

*837۔رانا تجمل حسین، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کاموکی سے گوکا لنک روڈ 90-1989 میں تعمیر کی گئی تھی جو اس وقت مکمل طور پر ٹوٹ چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سے یہ روڈ تعمیر کی گئی ہے اس کی مرمت کا کام صرف ایک دفعہ شروع کیا گیا تھا اور کام مکمل کئے بغیر بند کر دیا گیا۔ یہ کام کن وجوہات کی بناء پر بند کیا گیا تھا؟

(ج) اگر جز (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مذکورہ سڑک 90-1989 میں تعمیر ہوئی تھی اور اس وقت اس کی مرمت درکار ہے۔

(ب) 1998 میں محکمانہ طور پر اس سڑک پر پیچ ورک کیا گیا اور یہ کام فنڈز کی دستیابی کے مطابق کیا گیا تھا۔

(ج) فنڈز کی کمی کے باعث ضلعی حکومت کی (Priority List) میں اس سڑک کی مرمت کا کام اس سال شامل نہ ہے۔ مطلوبہ وسائل مہیا ہونے پر ضلعی حکومت اس سڑک کی مرمت کے پروگرام پر غور کرے گی۔

پھالیہ' سیدا شریف' وریام روڈ کی تعمیر و مرمت

*860-جناب فضل احمد رانجھا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سڑک پھالیہ' سیدا شریف' وریام روڈ تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین کا چارج محکمہ ہائی۔وے سے لے کر کسی دیگر اتھارٹی کو برائے تعمیر دے دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موقع کے مطابق مذکورہ سڑک کافی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے کیونکہ محکمہ ہائی۔وے نے پچھلے کافی عرصہ سے اس کی مرمت کرنا بند کر دی ہے؟

(ج) یہ بتایا جائے کہ اس سڑک کی تعمیر کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں اور اس وقت یہ سڑک کس اتھارٹی کی تحویل میں ہے اور اس پر کام کیوں شروع نہ کیا جا رہا ہے جبکہ یہ سڑک اس علاقہ کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) محکمہ ہائی وے سڑک کی مرمت کا کام سالانہ مرمت کے تحت مہیا کردہ فنڈز سے کرتا ہے۔ سڑک کی عمومی حالت تسلی بخش ہے۔ ماسوائے اڈہ دوگل اڈنواں اور اڈہ بھوا حسن کے جہاں سڑک نشیبی ہونے کی وجہ سے بارشوں کے دوران خراب ہو جاتی ہے۔

(ج) یہ سڑک محکمہ ہائی ویز کے چارج میں ہے۔ اس کی تعمیر نو کے لئے اسے ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے شروع ہونے والے منصوبے پنجاب روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ سروے ڈیزائن اور اسٹیمیٹ وغیرہ کی تیاری کے لئے کنسلٹنٹس مقرر کئے جا رہے ہیں۔ اس کارروائی کے بعد ٹینڈرز کال کر کے کام شروع کر دیا جائے گا۔ ڈیزائن کی تیاری اور اسٹیمیٹس کی تکمیل کے بعد ہی فنڈز کا تعین کیا جا سکے گا۔

محکمہ ہائی وے منڈی بہاؤالدین میں بے قاعدگیاں

*999۔جناب محمد عارف گوندل چمو آنہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہائی وے منڈی بہاؤالدین میں 2000-2001 میں بے قاعدگیاں پائی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملازمین کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ج) اگر اجزاء بالا کا جواب ہاں میں ہے تو بے قاعدگیوں کی تفصیل بیان کی جائے' نیز کیا ملازمین کے ذمے جو ریکوری تھی وہ وصول کر لی گئی ہے۔ اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے۔ اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) محکمہ ہائی وے منڈی بہاؤالدین میں سال 2000-2001 میں کچھ بے قاعدگیاں پائی گئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

I۔ اختیارات کو ناجائز استعمال کرتے ہوئے اپنے پسندیدہ ٹھیکیداروں کو کام دیئے گئے۔
II۔ بغیر مشینری کی موجودگی کے ایڈوانس کی ادائیگی۔
III۔ مختلف سڑکوں کی سالانہ مرمت کی مد سے -/8,74,56,00 روپے کی رقم ٹھیکیداروں سے مل جل کر خوردبرد کی گئی۔
IV۔ 847.39 ٹن لک (Bitumen) جس کی مالیت -/1,24,39,000 روپے تھی خوردبرد کی گئی۔

(ب) مندرجہ بالا بے قاعدگیوں کی بنا پر ملازمین کو درج ذیل سزائیں اور ریکوری ڈالی گئی۔

I۔ میاں حفیظ اختر' ایکسیئن کو برطرف کر کے -/16,02,895 روپے کی ریکوری ڈالی گئی۔
II۔ انار وقار' ایس۔ڈی۔او کو برطرف کر کے/12,16,509 روپے کی ریکوری ڈالی گئی۔
III۔ ملک شوکت' سب انجینئر کی دو سالانہ ترقیاں روک کر-/1,20,941 روپے کی ریکوری ڈالی گئی۔
IV۔ مرزا الیاس بیگ' سب انجینئر کی ایک سالانہ ترقی روک کر-/54,792 روپے کی ریکوری ڈالی گئی۔

(ج) بے قاعدگیوں کی تفصیل جز (الف) میں بیان کی جا چکی ہے اور جہاں تک ریکوری کا سوال ہے۔ میاں حفیظ اختر، ایکسیئن نے اس سزا کے خلاف پنجاب سروسز ٹریبونل میں اپیل دائر کی ہوئی ہے۔

انار وقار، ایس۔ڈی۔او نے اس آرڈر کے خلاف appellate authority کے پاس review petition داخل کی ہوئی ہے جو کہ ابھی تک فیصلہ طلب ہے۔ فیصلہ ہونے کے بعد دونوں سے قانون کے مطابق ریکوری کر لی جائے گی۔ جہاں تک سب انجینئرز سے ریکوری کا تعلق ہے ان کے افسر مجاز کو آرڈر کر دیئے ہیں کہ ان کی تنخواہوں سے قسط وار ریکوری کی جائے۔

مونگ تا ملکوال منڈی بہاؤالدین روڈ کی تکمیل

*1000-جناب محمد عارف گوندل چموآنہ، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مونگ تا ملکوال منڈی بہاؤالدین روڈ (براستہ کھیوہ، ماجھی) سڑک مونگ تا دتو چوہڑ کوٹ جھرانہ تک تعمیر ہوئی جبکہ بقایا سڑک ابھی تک نامکمل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تعمیر شدہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے؟

(ج) اگر اجزاء بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت بقایا نامکمل سڑک کی تکمیل کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے۔ نیز کیا حکومت تعمیر شدہ سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مونگ تا ملکوال کی سڑک ضلعی حکومت کے زیر انتظام ابھی نامکمل ہے۔

(ب) سڑک پر چند ایک جگہ پر Patch پڑ گئے ہیں اور کنارے ٹوٹ گئے ہیں۔

(ج) اس سڑک کو مکمل کرنے کا فی الحال کوئی منصوبہ ضلعی حکومت کے زیر غور نہ ہے۔ تعمیر شدہ سڑک کی مرمت کا پروگرام ضلعی حکومت نے مرتب کیا ہے اور امید ہے ماہ جون 2003 میں اس کی مرمت کر دی جائے گی۔

وحدت کالونی کوارٹرز کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کے اخراجات کی تفصیل

*1014۔راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی کوارٹرز کے لئے مختص کئے گئے فنڈز بااثر لوگوں کے کوارٹرز پر لگا دئیے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک عام ملازم کے لئے اپنے کوارٹر کی مرمت کے لئے فنڈز منظور کروانا بہت مشکل ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کی ملی بھگت سے ٹھیکیداروں کے بل کام مکمل ہونے سے پہلے منظور کروا دئیے جاتے ہیں اور ٹھیکیدار کام ادھورا چھوڑ جاتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ افسران ٹھیکیداروں کے کام کا معائنہ نہیں کرتے؟

(ر) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوارٹرز نمبر K-2, K-41 اور اسی طرح کے بہت سے کوارٹرز کے کام ابھی تک مکمل نہیں کئے گئے جبکہ ٹھیکیداروں کو بل کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔ کیا حکومت ان افسران و اہلکاران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے جو ان گھپلوں میں ملوث ہیں۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ اللٰی کی زبانی و تحریری درخواست پر متعلقہ سب انجینئر موقع پر جا کر تخمینہ لگاتا ہے۔ محکمانہ منظوری اور فنڈز آنے کے بعد کام کروا دیا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ ٹھیکیدار موقع پر جتنا کام کرتا ہے اس کی پیمائش کے مطابق اتنی ہی رقم کی ادائیگی کی جاتی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔جب ٹھیکیدار کام کرتا ہے تو متعلقہ افسران باقاعدگی سے کام کا معائنہ کرتے ہیں۔

(ر) یہ درست نہ ہے کوارٹر نمبر K-2 اور K-41 میں مخصوص مرمت کے خرچہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	کوارٹر نمبر	مالی سال	مختص شدہ رقم	خرچہ	کیفیت
1-	K-2	2001-2002	10,000/-	8,210	
2-	k-2	2002-2003	24,000/-	----	ٹھیکیدار کو بطابق لیٹر نمبری 7011 مورخہ 31-01-2003 کو ورک آرڈر جاری کیا گیا ہے۔
3-	K-41	2001-2002	34,000/-	30,427/-	
4-	K-41	2002-2003	-----	------	

ایڈیشنل الٹریشن کی تفصیل بابت کوارٹر نمبر K-41

ایڈیشنل باتھ روم بنانا۔

K-41 کوارٹر میں باتھ روم بنانے کے لئے -/20,000 روپے مہیا کئے گئے ہیں اور کام شروع ہے۔ اب تک -/10,598 روپے کا کام ہو چکا ہے۔ کوارٹر نمبر K-2 کے لئے ایڈیشن الٹریشن کی مد میں کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے۔ ٹھیکیداروں کو معیار کے مطابق مکمل کردہ کام کی ادائیگی کی گئی ہے اور کوئی فالتو ادائیگی نہیں کی گئی۔ چونکہ کوئی ملازم کسی قسم کی بے قاعدگی میں ملوث نہ ہے لہذا تادیبی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور شیخوپورہ روڈ 1999 سے آج تک
پیچ ورک کی مد میں فنڈ کی تفصیل

*1020۔جناب علی عباس، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
لاہور شیخوپورہ روڈ کی سال 1999 سے آج تک پیچ ورک کی مد میں کتنی رقم مختص کی گئی اور کس ٹھیکیدار کے ذریعے کتنی رقم خرچ کی گئی؟ تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات،

سال 1999 سے آج تک لاہور شیخوپورہ روڈ پر پیچ ورک کی مد میں -/15,34,750 روپے کی رقم مختص کی گئی۔ محکمہ شاہرات میں پیچ ورک کا کام بذریعہ ٹھیکیدار نہیں کیا جاتا بلکہ محکمانہ طور پر کیا جاتا ہے۔ صرف بجری پتھر اور لکڑی وغیرہ کی سپلائی ٹھیکیدار سے لی جاتی ہے۔ مختص شدہ رقم میں سے جو ٹھیکیدار کے ذریعے بجری پتھر اور لکڑی وغیرہ کی سپلائی کے لئے خرچ کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ میسرز میری گولڈ انجینئرنگ کمپنی -/1,74,107 روپے

2۔ میسرز بشیر ایسوسی ایٹس -/1,24,135 روپے

3۔ میسرز اختر حسین اینڈ کمپنی -/2,38,214 روپے

بقایا رقم تار کول (Bitumen) کی مد میں بذریعہ سٹاک درج کی گئی۔

پی-پی 164 میں سال 1997 سے 2003 تک
ہائی ویز کے منصوبہ جات کی تفصیل

*1022۔جناب علی عباس، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) سال 1997 سے 2003 تک محکمہ ہائی۔ویز نے حلقہ پی۔پی 164 میں کتنے منصوبہ جات مکمل کئے ہیں؟

(ب) ان منصوبہ جات کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنی رقم ٹھیکیداروں کو ادا کی گئی؛

(ج) ان منصوبہ جات کو کن کن ٹھیکیداروں نے مکمل کیا۔ ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے اور کیا ان ٹھیکیداروں نے کام معیار کے مطابق اور وقت پر مکمل کیا۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؛

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) 1997 سے 2003 تک محکمہ ہائی ویز نے حلقہ پی۔پی 164 میں 6 منصوبے مکمل کئے۔

(ب) ان منصوبہ جات کے لئے 8,17,98,233 روپے کی رقم مختص کی گئی۔اس میں سے 72,83,877 روپے ٹھیکیداروں کو ادا کر دیئے گئے۔

(ج) جن ٹھیکیداروں نے ان منصوبہ جات کو مکمل کیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ انہوں نے کام معیار کے مطابق اور وقت پر مکمل کیا۔

1۔ میسرز سنگج بلڈرز

2۔ میسرز بشیر ایسوسی ایٹس

3۔ میسرز اطہر حسین رضوی

4۔ ارشاد علی خاں اینڈ کو

5۔ ایم اینڈ آر کو

جھنگ شہر کے لئے بائی پاس کے تعمیر

*1091:مسٹر خالد محمود سرگانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچھ شہروں میں بائی پاس تعمیر کئے گئے ہیں اور کچھ میں نہیں؛ ضلع وار نام بتائے جائیں؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جھنگ شہر میں کوئی بائی پاس نہ ہے؛

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت جھنگ شہر میں کب تک بائی پاس تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) جن شہروں میں بائی پاس بنائے گئے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ ضلع کونسل جھنگ نے چنیوٹ موڑ سے شروع کر کے جھنگ توبہ روڈ کو کراس کرتے ہوئے جھنگ شور کوٹ روڈ تک بائی پاس تعمیر کیا تھا جو اب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جھنگ کی تحویل میں ہے۔

(ج) ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے پنجاب روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے تحت جھنگ چنیوٹ روڈ سے جھنگ شور کوٹ روڈ 18 کلو میٹر لمبا بائی پاس تعمیر کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ تخمینہ منظوری کے لئے وفاقی حکومت کے پاس بھیجا گیا ہے۔ منصوبہ کی منظوری اور بنک کی طرف سے فنڈز کی دستیابی پر حکومت بائی پاس تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

مرید کے گاؤں کے قریب واقع سیم نالہ کے پل کی تعمیر نو

*1127: **چودھری سجاد حیدر گجر:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مرید کے گاؤں سے جو سڑک نوشہرہ ورکاں اور فاروق آباد کو جاتی ہے اس سڑک پر مرید کے گاؤں کے قریب واقع سیم نالہ پر پل عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جس کی وجہ سے کافی دفعہ جگہ نہ ہونے کی وجہ سے گاڑیاں اس سیم نالہ میں گر چکی ہیں اور جانی نقصان ہوا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس پل کی مرمت کروانے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) یہ درست ہے کہ مریدکے نوشہرہ ورکاں سڑک پر واقع پل مرمت طلب ہے۔ حادثات کی وجہ سے دوسرے عوامل کے ساتھ پل کا خراب ہونا بھی ہے۔

(ب) یہ سڑک ضلعی حکومت شیخوپورہ کے چارج میں ہے۔ اس پل کی تعمیر کا تخمینہ لاگت -/8,32,000 روپے ہے۔ ضلعی حکومت وسائل کی دستیابی اور ترجیحات کی بنیاد پر اسے مکمل کرنے کی کوشش کرے گی۔

1997 سے 2002 تک راولپنڈی میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے فنڈز کی تفصیل

*1156۔جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1997 سے 2002 تک ضلع راولپنڈی میں سڑکوں کی تعمیر اور مرمت کے لئے حکومت پنجاب نے کتنی رقم مختص کی تھی؟

(ب) مختص کی گئی رقم میں کتنی رقم خرچ کی گئی اور کتنی رقم lapse ہوئی' الگ الگ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) 1997 تا 2002 تک حکومت پنجاب نے ضلع راولپنڈی میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے 754.169 ملین روپے مہیا کئے اور مرمت کے لئے 320.35 ملین روپے مختص کئے گئے۔

(ب) مذکورہ تفصیل درج ذیل ہے۔

		مختص شدہ رقم	خرچ شدہ رقم	بچا (Lapse)
1۔	تعمیر سڑکات	754.169 ملین روپے	674.137 ملین روپے	80.032 ملین روپے
2۔	مرمت سڑکات	320.356 ملین روپے	303.915 ملین روپے	16.441 ملین روپے

سرکاری املاک کی تعمیر و مرمت کے مسائل اور حل

*1157جناب اشتیاق احمد مرزا، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب اپنی املاک کی تعمیر و مرمت کا کام ٹھیکیداروں سے کرواتی ہے اور متعلقہ محکمہ ان سے باقاعدہ کمیشن وصول کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیداروں کا منافع اور کمیشن مہیا کردہ رقم سے منہا کرنے کے بعد اصل رقم تقریباً نصف رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے حکومت کو ہر سال کروڑوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تمام سرکاری املاک کی حالت بھی روز بروز بدتر ہوتی جا رہی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تمام سرکاری املاک کی تعمیر و مرمت کا کام از خود کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) حکومت پنجاب اپنی املاک کی تعمیر و مرمت کا کام گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیداروں سے کراتی ہے۔ جب بھی کمیشن کی وصولی کے بارے میں اطلاع یا شکایت موصول ہوتی ہے تو فوری طور پر تادیبی کارروائی شروع کر دی جاتی ہے اور جرم ثابت ہونے پر سزائیں دی جاتی ہیں۔

(ب) ٹھیکیداروں سے کام محکمہ خزانہ کے منظور شدہ ریٹ کے مطابق کرایا جاتا ہے جس میں ٹھیکیدار کا منافع بھی شامل ہوتا ہے لہذا یہ بات درست نہ ہے کہ ٹھیکیدار کا منافع اور کمیشن منہا کر کے باقی رقم کے مطابق کام کرایا جاتا ہے۔ معمولی متفرق اخراجات یعنی اشتہارات وغیرہ کے علاوہ تمام رقم کی ادائیگی ٹھیکیدار کو معیار کے مطابق مکمل کردہ کام کی کی جاتی ہے اور اگر کچھ رقم بچ جائے تو حکومت کو واپس کر دی جاتی ہے۔ سرکاری عمارتوں کی خراب حالت میں فنڈز کی کمی اور عمارات کی موجودہ life کا بڑا دخل ہے۔ محکمہ کی کرپشن اور

نااہل کا فوری نوٹس لیا جاتا ہے اور انہیں جرم کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔

(ج) یہ تجربہ پہلے ہو چکا ہے جو کہ ناکام رہا لہذا ترک کر دیا گیا۔ اب حکومت اپنے تمام کام منظور شدہ ٹھیکیداروں سے کراتی ہے اور یہی طریقہ بین الاقوامی طور پر رائج ہے۔

چونیاں حجرہ شاہ مقیم رابطہ سڑک بھٹروال پل کی تعمیر و مرمت

*1177۔محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چونیاں (ضلع قصور) حجرہ شاہ مقیم (ضلع اوکاڑہ) کی رابطہ سڑک دونوں نہروں پر پل ((بھٹروال) انتہائی خطرناک قرار دیا جا چکا ہے۔ بہت زیادہ تنگ جگہ ہے۔ موڑ اور ڈھلوان انتہائی خطرناک ہیں۔ عرصہ دراز سے خطرہ کا بورڈ لگا ہوا ہے؟

(ب) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مذکورہ پل خطرناک حالت میں نہ ہے البتہ یہ درست ہے کہ پل کی موجودہ چوڑائی کم ہے اور اس کی Approach روڈ موڑ اور ڈھلوان پر واقع ہے۔

(ب) مذکورہ سڑک کی پلوں کی تعمیر اور Approach کی بہتری واصلاح اس سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے اور اس کے لئے 6.00 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ Codal formalities کی تکمیل کے بعد حکومت ان پلوں کو چوڑا اور بہتر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ڈیفنس روڈ لاہور کی تعمیر و مرمت

*1217۔شیخ امجد عزیز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ڈیفنس روڈ دفاعی تقاضوں کے پیش نظر لاہور کے گرداگرد تعمیر کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر ٹریفک بہت زیادہ ہے جبکہ اس کی تعمیر و مرمت پر مناسب توجہ نہیں دی جا رہی ہے اور مذکورہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے علیحدہ علیحدہ lanes میں oneway کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس سڑک کے مختلف حصوں پر ٹریفک کا دباؤ مختلف ہے۔ اس کی مرمت پر وسائل کے مطابق توجہ دی جا رہی ہے۔ سالانہ مرمت کے علاوہ ملتان روڈ تا نیاز بیگ، رائے ونڈ روڈ سیکشن کی خصوصی مرمت کا کام جاری ہے۔ اس کا تخمینہ لاگت 5.31 ملین روپے ہے۔ گزشتہ مالی سال میں وسائل کی فراہمی کے مطابق 0.60 ملین روپے خرچ کئے گئے تھے۔

(ج) اس سڑک کے مختلف حصوں کو ٹریفک کے دباؤ کے پیش نظر پہلے ہی 20 فٹ یا اس سے زیادہ کشادہ کیا جا چکا ہے۔ صرف نیاز بیگ رائیونڈ روڈ تا کاہنہ کاچھا ریلوے پھاٹک سیکشن 12 فٹ چوڑا ہے۔ وسائل کی دستیابی پر اس حصہ کی کشادگی پر غور و خوض کیا جائے گا۔ اقبال ائیر پورٹ ٹرمینل کے سامنے ساڑھے چار کلومیٹر یہ سڑک پہلے ہی دو رویہ کی جا چکی ہے۔ باقی حصوں کی Dualization کے متعلق وسائل کی دستیابی اور ترجیحات کی بنیاد پر غور و خوض کیا جائے گا۔

نامکمل سرگودھا بائی پاس سے پیدا ہونے والے مسائل

*1272۔ڈاکٹر نادیہ عزیز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سر گودھا بائی پاس جو کہ گزشتہ بارہ (12) برس سے زیر تعمیر ہے ابھی تک مکمل کیوں نہ ہو سکا؟

(ب) سر گودھا بائی پاس پر اب تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟

(ج) بائی پاس مکمل نہ ہونے کی وجہ سے بھاری ٹریفک شہر کے اندر سے گزرنے کے باعث شہر کی سڑکیں تباہ ہو رہی ہیں؟ بتایا جائے کہ بائی پاس کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) سر گودھا بائی پاس کا منصوبہ 1994 میں ترمیمی منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے مطابق شروع کیا گیا ابھی کام جاری تھا کہ 1996-97 میں غیر معمولی اور لگاتار بارشوں کی وجہ سے سڑک کے کلومیٹر 4 تا 12 کو نقصان پہنچا جس کی وجہ سے متعلقہ ٹھیکیداروں نے claim داخل کئے جو کہ مسترد کر کے اور حتاثرہ حصوں کو منصوبہ میں شامل کر کے اس سکیم کا ترمیمی PC-1 بنایا گیا جس کی منظوری 15 3 2001 کو ہوئی۔ Codal formalities کی تکمیل کے بعد کام ٹھیکیداروں کو دوبارہ الاٹ کیا گیا جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

(ب) سر گودھا بائی پاس پر ماہ فروری 2003 تک 79.925 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) بائی پاس کی کل لمبائی 20.70 کلومیٹر ہے جس میں سے 19 کلومیٹر سڑک پہلے ہی مکمل ہو چکی ہے جو کہ ٹریفک کے زیر استعمال ہے۔ اس سال کے لئے مختص شدہ رقم یعنی 3.5 ملین روپے پہلے ہی خرچ ہو چکی ہے۔ بقایا فنڈز یعنی 3.5 ملین روپے فراہمی کے لئے محکمہ P&D سے رابطہ کیا گیا۔ صرف 1.109 ملین روپے کی فراہمی کی یقین دہانی ہوئی ہے لہذا یہ سکیم بقایا رقم کی فراہمی پر ہی مکمل ہو سکے گی۔

صادق آباد، Over head bridge کی تعمیر و مرمت

*1337-چودھری محمد شفیق انور، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صادق آباد شہر جو ریلوے لائن کی وجہ سے دو حصوں میں تقسیم ہے، تجارتی حصہ کو غلہ منڈی سے ملانے کے لئے Over head bridge تعمیر کیا گیا تھا؛

(ب) یہ اوور ہیڈ برج ناکارہ ہو چکا ہے جس کو ہیوی ٹریفک کے لئے بند کر دیا گیا ہے کیونکہ محکمہ مواصلات کی اعلیٰ سطحی ٹیم اسے انتہائی خطرناک قرار دے چکی ہے؛

(ج) کیا اس پل کی مرمت یا بنانے کا کوئی منصوبہ زیر تجویز ہے۔ اگر ہے تو کب تک مکمل ہو گا، اگر نہیں تو ازراہ کرم اس کی وجوہات بتائی جائیں؛

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات نے یہ اوور ہیڈ برج 80-1978 میں تعمیر کیا تھا۔

(ب) اس پل کا سپر کچر یعنی بیم اور سلیب وغیرہ خطرناک حالت میں ہیں جسے بھاری ٹریفک کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ جبکہ سب سٹرکچر یعنی ستون اور ان کی بنیادیں خصوصی مرمت کے بعد استعمال میں لائی جا سکتی ہیں۔

(ج) سٹرکچر یعنی بیم اور ڈیک سلیب کی تبدیلی کے متعلق مختلف فنی تجاویز پر غور و خوض ہو رہا ہے۔ حکومت اپنے وسائل و ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پل کو مرمت کرنے کی کوشش کرے گی۔

کامونکی سے تتلے عالی سڑک کو دو رویہ کرنا

*1389-جناب امانت علی ورک، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

نوشہرہ ورکاں سے تتلے عالی سڑک کو پختہ کر دیا گیا ہے جبکہ کامونکی سے تتلے عالی کو ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے اور سڑک کو بھی سنگل رکھا گیا ہے جبکہ نوشہرہ ورکاں سے تتلے عالی سڑک کو ڈبل کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ بتائیں؛ کیا اس کو مکمل ڈبل سڑک کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

یہ سڑک ضلعی حکومت کے زیر انتظام ہے۔ مطلوبہ وسائل کی دستیابی اور ترجیحات کی بنیاد پر ضلعی حکومت اس سڑک کی اصلاح و کشادگی پر غور وخوض کرے گی۔

ضلع منڈی بہاؤالدین اور حافظ آباد کے درمیان دریائے چناب پر نئے پُل کی تعمیر

*1473: جناب فضل احمد رانجھا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) قادر آباد، تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین اور ونکے تارڑ تحصیل و ضلع حافظ آباد کے مقام پر دریائے چناب پر اگر پل تعمیر کیا جائے تو ضلع منڈی بہاؤالدین اور ضلع حافظ آباد کا موجودہ فاصلہ کم از کم 70 کلومیٹر کم ہو جائے گا؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ مقام پر دریائے چناب پر پل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت کے پاس فی الحال اس پل کو تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔

پل واں سے موضع پوران تک سڑک کی تعمیر و مرمت

*1494۔جناب محمد آجاسم شریف، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپالپور میں بصیر پور چک حافظ للی روڈ سے پل واں سڑک والی سے ایک سڑک نکالی گئی ہے جو موضع پوران تک جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی مناسب دیکھ بھال نہ ہونے سے یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ اگر ہاں تو اس غفلت کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو اس کی اصل شکل میں بحال کرنے کے لئے اس کی مناسب تعمیر و مرمت کے لئے تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ سڑک ضلعی حکومت اوکاڑہ کی تحویل میں ہے اور مرمت طلب ہے۔ ضلعی حکومت اوکاڑہ کے پاس تقریباً تین ہزار کلو میٹر لمبی سڑکیں ہیں۔ محدود وسائل کے پیش نظر ان کی مرمت ترجیحات کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ وسائل کی کمیابی کی وجہ سے سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔

(ج) مطلوبہ وسائل کی دستیابی اور ترجیحات کی بنیاد پر ضلعی حکومت اس کی تعمیر و مرمت پر غور کرے گی۔

تحصیل دیپالپور میں لڑکیوں اور لڑکوں کے پرائمری سکولوں کی عمارات کی منتقلی

*1497۔جناب محمد آجاسم شریف، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دس سالوں میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کے تحت بوائز و گرلز پرائمری سکولوں کی عمارات تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں تعمیر کی گئی ہیں، جنہیں اب تک محکمہ تعلیم کے حوالے نہیں کیا گیا؟ اگر ہاں تو ان کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) ان عمارات کو محکمہ تعلیم کے حوالے نہ کرنے کا کیا جواز ہے اور ان کی خرابی کی صورت میں ملکی خزانے کو پہنچنے والے نقصان کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت ایسی عمارات فوری طور پر محکمہ تعلیم کے حوالے کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) گزشتہ دس سالوں کے دوران تحصیل دیپالپور میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کی تعمیر شدہ بوائز و گرلز پرائمری سکولوں کی تمام عمارتیں محکمہ تعلیم کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ یہ سکول اگست 2001 کے بعد ضلعی حکومتوں کے زیر انتظام ہیں۔

(ب) ضلعی حکومتوں کے قیام سے پہلے پرائمری سکولوں کی مرمت محکمہ تعلیم کی ذمہ داری تھی اور اب یہ ضلعی حکومتوں کے سپرد ہے۔

(ج) جز (الف) اور (ب) کے جواب کی روشنی میں جز (ج) کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

سیالکوٹ وزیر آباد روڈ کا توسیعی منصوبہ

*1522جناب طاہر اختر ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا سیالکوٹ وزیر آباد روڈ کا کوئی توسیعی منصوبہ زیر غور ہے؟

(ب) اگر کوئی ایسا منصوبہ زیر غور ہے تو اس کا آغاز کب ہو گا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) اس سڑک کی کل لمبائی 28.25 کلومیٹر ہے۔ جس میں سے وزیر آباد کی طرف سے 8.75 کلومیٹر سڑک کی 24 فٹ تک کشادگی کے ایک منصوبہ پر کام ہو رہا ہے۔ باقی سڑک کی کشادگی کا کوئی منصوبہ فی الحال زیر غور نہ ہے۔

(ب) منظور شدہ حصے پر کام جاری ہے۔

(ج) جز (الف) اور (ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ بقیہ سڑک کی کشادگی کے متعلق وسائل کی دستیابی اور ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کیا جائے گا۔

تحاریک استحقاق

پنجاب بیت المال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(---بحث جاری)

جناب چیئرمین، تحریک استحقاق نمبر 86 وزیر قانون!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ---

جناب چیئرمین، سردار صاحب! کس پوائنٹ پر آپ کھڑے ہوئے ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی: Resolution پر بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: Resolution ابھی take up نہیں ہوئے' ابھی تحریک استحقاق ہے۔ اس کے بعد اس پر بات ہو گی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! میں آپ سے ایک قانونی رائے لینا چاہتا ہوں۔ آپ ماشاء اللہ بڑے سمجھدار ہیں کہ ایک آدمی جو کہ جنرل الیکشن ہار جائے اور اس کے بعد اس کو ایڈوائزر بنا دیا جائے۔ کیا ایک آدمی جو ایک پبلک آفس hold کرتا ہے اس کے بعد کوئی ضمنی الیکشن لڑ سکتا ہے؟ اس پر آپ مجھے رولنگ دے دیں۔

جناب چیئرمین، یہ معاملہ عدالت میں pending ہے۔ اس لئے اس پر کوئی رائے نہیں دی جا سکتی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ کو پھر کبھی موقع نہیں ملنا آپ کا اس سلسلے میں اسمبلی میں بڑے سنہری حروف میں نام لکھا جائے گا۔ آپ اس سلسلے میں کوئی رولنگ دیں۔

جناب چیئرمین، ہائیکورٹ میں معاملہ زیر سماعت ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب والا! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر تو ہاؤس میں گاؤن پہن کر آتے ہیں۔ چیئرمین کے لئے گاؤن پہننا ضروری ہے یا نہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، ضروری نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب والا! میں محترم رانا آفتاب احمد خان صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا' انہوں نے کل بھی یہ بات کی تھی اور بڑی درست observation آپ نے دی ہے کہ چونکہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے اس لئے اس پر یہاں کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ ان کا اشارہ میری طرف تھا تو کل بھی انہوں نے یہ پوائنٹ اٹھایا تھا' آپ نے بڑی درست observation دی۔ میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ کل یہ تشریف لے جا چکے تھے' میں رولنگ یہ چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ممبر ایوان میں غلط بیانی کر کے چلا جائے تو اس کے خلاف کیا کارروائی کی جا سکتی ہے؟ چونکہ محترم رانا آفتاب صاحب کل قانون کے حوالے سے ایک غلط quotation یہاں پر دے کر چلے گئے اور میں نے بعد

میں یہ ثابت کیا کہ وہ غلط ہے اور اب بھی کتاب موجود ہے۔(شیم شیم)
غلط بات کر کے یہاں سے چلے گئے جھوٹ بول کر گئے اور میں نے کل بھی اس معزز ایوان میں کہا تھا کہ یہاں پر بات ایمانداری کے ساتھ اور سچی کی جائے یہ غلط پڑھ کر اور غلط بول کر یہاں سے چلے گئے تھے۔

جناب چیئرمین: رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ریکارڈ ان کے پاس ہے اور میں دوبارہ پڑھ دوں گا۔ میں نے پولیس آرڈر 2002 کا آرٹیکل پڑھا ہے۔

وزیر قانون: جناب چیئرمین! یہ بات چونکہ اب ختم ہو چکی ہے لیکن میں صرف اس معزز ایوان میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ I reserve the right of moving a privilege motion اور میں انشاء اللہ تعالیٰ وہ کروں گا۔

جناب چیئرمین: جی' لودھی صاحب!

جناب محمد ارشد خان لودھی: A Member is supposed to speak truth on this floor of Assembly یعنی معزز ممبر سے suppose کیا جاتا ہے کہ اس نے سچ بولا ہے۔ آپ اس پر رولنگ دیں کہ یہ سچ بولا گیا تھا یا جھوٹ بولا گیا تھا؟

جناب چیئرمین: میں نے وہ پڑھی نہیں ہے۔ مجھے اس کی کاپی فراہم کی جائے تو میں اس پر رولنگ دیتا ہوں' کاپی آنے تک تحریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 86' جناب لاء منسٹر نے اس کا جواب دینا ہے۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب چیئرمین! یہ پنجاب بیت المال ایکٹ سے متعلقہ ہے اور اس کے جواب کے لئے ہم نے محکمہ کو لکھا ہے۔ محکمہ نے کل ہمیں جواب بھیجا ہے۔ انہوں نے متعلقہ وزیر کو اس کی approval کے لئے بھیجا ہوا ہے۔ اب جیسے ہی وہ جواب approve ہو کر آ جاتا ہے میں اسے ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ بیت المال کی رپورٹ اسمبلی میں آنی چاہئے۔ بیت المال ایکٹ میں لکھا ہوا ہے کہ رپورٹ مارچ میں پہلے گورنر کے پاس جائے گی اور اس کے بعد یہاں آئے گی۔ مجھے تو نہیں پتا کہ یہ گورنر صاحب کے پاس ابھی گئی ہے یا نہیں گئی ہے؟ گورنر صاحب کے پاس اگر مارچ میں گئی ہے تو اب چار پانچ ماہ اسے بھی گزر گئے ہیں۔ اسمبلی پنجاب کا سب سے بڑا اور اہم ہاؤس ہے۔ اس میں اس کی رپورٹ آنی چاہئے تاکہ ہمیں پتا چلے۔ ہم ان رپورٹوں کو دیکھیں اور ان کا جائزہ لیں۔ محکمے اسمبلی میں اپنی رپورٹیں بھیجتے ہوئے کیوں گھبراتے ہیں؟ بیت المال کی اس وقت کی صورت حال پر میں کوئی زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ رپورٹ نہیں آئی ہے تو اسے استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش کریں تاکہ وہاں پر اس کے بارے میں تفصیلی بات ہو سکے۔

جناب چیئرمین: لاء منسٹر صاحب! کب تک اس کا جواب آ جائے گا؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز رکن نے اس دن یہ معاملہ اٹھایا تھا تو ہم نے محکمے سے وضاحت طلب کی تھی کہ اتنے دن ہو گئے ہیں انہوں نے جواب کیوں نہیں دیا؟ انہوں نے اس کے جواب میں ہمیں یہ لکھا ہے کہ ہم نے سوال کا جواب متعلقہ منسٹر صاحب کو approval کے لئے بھیجا ہے۔ آج انشاء اللہ تعالیٰ وہ آ جائے گا۔ میں کل اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: اسے جمعہ کے لئے pending کر دیں؟

وزیر قانون: انشاء اللہ تعالیٰ۔

پولیس کے اراکین اسمبلی کے خلاف بلاجواز توہین آمیز کلمات

(---بحث جاری)

جناب چیئرمین، جمعہ کے لئے pend کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 87۔ رانا ثناء اللہ خان کی ہے اور یہ پڑھی جا چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے۔ اس میں ایک سے زیادہ mover ہیں۔ پہلے دوسرے صاحبان اس پر اپنی statement دے دیں تو اس کے بعد پھر میں اسے sum up کر دوں گا۔

جناب چیئرمین، اگر یہ پڑھی جا چکی ہے تو پھر راجہ صاحب سے اس کا جواب مانگتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، نہیں' جناب! اس پر ابھی ہماری طرف سے statement آنی ہے۔

جناب چیئرمین، جی' شروع کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں ایک سے زیادہ mover ہیں۔

جناب چیئرمین، کوئی ایک move کر دے۔

رانا ثناء اللہ خان، move تو میں نے کر دیا ہے۔ اس میں پہلے باقی صاحبان اپنی statement دیں گے اور اس کے بعد میں عرض کروں گا اور پھر لاء منسٹر اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! مجھ سے اگلا نام آپ پکار دیں۔

جناب چیئرمین، شیخ امجد عزیز--- موجود نہیں ہیں۔ بلال یٰسین!

جناب بلال یٰسین، جناب سپیکر! کاپی تو مجھے دے دیں۔

جناب چیئرمین، کاپی فراہم کی جائے۔

جناب بلال یٰسین، جناب سپیکر! اس واقعہ کو قومی اخبارات نے بھی highlight کیا ہے۔ اس میں ہمارے لیڈر' جو اس ایوان کے ممبر بھی رہے ہیں اور اس ایوان کو انہوں نے lead بھی کیا' ان کی فیملی کے ساتھ اس گورنمنٹ کی طرف سے اس طرح کا سلوک دیکھنے میں آیا ہے۔ جہاں پر پوری قوم نے اسے protest کیا ہے وہاں پر ایک المناک واقعہ یہ بھی ہوا ہے۔ آپ یہ ذہن میں رکھئے کہ جب وہ آ جائیں---(قطع کلامیاں)

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، جی' رانا صاحب!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! اگر ہاؤس کی کارروائی کو چلانا ہے تو اس طرح کی ہڑ بازی بند کرائیں' نہیں تو ہمیں بھی ایسی کارروائی کرنی آتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، رانا مشہود! آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) خاموش پلیز۔ آپ جاری رکھیں۔

رانا مشہود احمد خان: جناب والا! مسئلہ یہاں کوئی نہیں ہے۔ جب شہباز شریف کا نام آتا ہے تو انہیں تکلیف ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں' ایسی بات نہیں ہے۔

جناب بلال یٰسین، جناب سپیکر! یہ تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ انشاء اللہ جب وہ اپنے ملک میں واپس آ جائیں گے تو میرا خیال ہے کہ یہ سارے بندے جو اس وقت hoot کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ سب ان کے پاؤں میں پڑے ہوں گے۔ ان میں سے کسی کی جرأت نہیں ہے کہ ان کا سامنا کر سکے۔

جناب چیئرمین، آپ تقریر جاری رکھیں۔ جب آ جائیں گے تو دیکھا جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' رانا مشہود احمد خان!

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! آپ اس وقت custodian of the House کی حیثیت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ نے اس میں پارٹی بننا ہے تو پھر آپ کرسی سے نیچے اتر کر ادھر بیٹھیں اور پھر پارٹی بنیں۔ آپ کو چاہئے کہ آپ یہاں پر ہاؤس کی proceedings کو چلائیں۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ میں پارٹی نہیں بن رہا۔ آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب محمد وارث کلو، جناب سپیکر! یہ خواہ مخواہ ہر بات کو بناتے ہیں۔ آپ نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ آپ نے صرف یہ فرمایا ہے کہ "جب آ جائیں گے تو دیکھا جائے گا"۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس میں آپ نے کون سی متنازعہ بات کر دی ہے؟ یہ بات بات پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور رعب ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔ انہیں کہیں کہ behave کریں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جی بلال یٰسین!

جناب بلال یٰسین، جناب والا! ہمیں آپ کے ریمارکس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ اس وقت سپیکر کی چیئر پر بیٹھے ہیں تو آپ کا احترام کرنا ہم سب پر واجب ہے۔

جناب والا! یہ واقعہ کچھ اس طرح سے ہوا تھا کہ انہیں زبردستی باہر بھیجا گیا۔ اس کی صرف اور صرف وجہ جو میری سمجھ میں آتی ہے وہ صرف اتنی تھی کہ قومی اخبارات نے شہباز شریف صاحب کی ایک statement بڑی highlight کی تھی جس میں انہوں نے میرے ان دوستوں کے بارے میں کہا تھا کہ جیسے ہی ایل۔ایف۔او کی چھتری۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ اپنی تحریک پر آئیں۔ اپنی تحریک کو شروع کریں۔

جناب بلال یٰسین، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس سے متعلقہ بات کر رہا ہوں۔ انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ جب ایل۔ایف۔او کی چھتری ان کے سر سے اتر جائے گی تو "کیو" کی برف automatically پگھل جائے گی۔ فوجی گورنمنٹ اپنے غصے پر قابو نہیں رکھ سکی۔ انہیں وہ غصہ تو شہباز شریف کی statement کا تھا اور وہ غصہ انہوں نے بدقسمتی سے قوم کی بیٹیوں پر نکال دیا۔ وہ بے

ضرر عورت جس نے آج تک politics میں کبھی statement نہیں دی۔ اس شرمناک واقعے کو دیکھ کر ہم اپنی آنکھوں میں ہاتھ دے کر روتے تھے کہ اس گورنمنٹ کو یہ کیا ہو گیا ہے؟ اگر انہوں نے کسی قسم کا کوئی بدلہ لینا ہے یا انہوں نے کسی قسم کا معاملہ کرنا ہے تو ہم موجود ہیں۔ ہم دوڑے تو نہیں۔ ہم کافی اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں "وڈھیاں نئیں کھدے"۔ اسیں وڈھیاں نئیں کھدے مگر انہوں نے عورتوں کے ساتھ اس طرح کا شرمناک سلوک کیا اور جب ہم بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی وہاں پر پہنچے تو تین خواتین کو باہر نکالنے کے لئے آدھے درجن سے زیادہ ایس پی حضرات اور پورے لاہور کی پولیس وہاں پر جمع تھی۔ جب ہم نے انہیں کہا کہ ہمیں ملنے دیا جائے۔ ہمارے لیڈران ہیں۔ انہوں نے آج ملک سے باہر بیٹھ کر بھی 35 لاکھ سے زیادہ ووٹ لئے ہیں۔ عوام کو پتا تھا کہ انہوں نے واپس نہیں آنا' تب بھی انہوں نے تیسرے نمبر پر زیادہ ووٹ لئے ہیں۔ ہم نے کہا کہ یہ ان کی بیٹیاں ہیں' ان کی بیگم ہے تو ہمیں ملنے دیں۔ انہوں نے ہمارے ساتھ وہاں جس طرح کا سلوک کیا اور ہم بھی ذہنی طور پر تیار تھے کہ ہمارے ساتھ اسی طرح سے ہونا ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ اس ہاؤس کا تقدس کہاں پر گیا؟ ہم بحیثیت ممبر وہاں پر گئے تھے اور ہم نے اپنا تعارف کروایا۔ ہم تین چار ممبر اکٹھے ہو کر گئے ہیں۔ مگر ایس پی حضرات کا ہمیں سیدھا سیدھا جواب تھا کہ ہمیں زبانی حکم ملا ہے۔ ہم کسی تحریری حکم کے تابع نہیں ہیں۔ ہمیں زبانی حکم ملا ہے کہ ان کو اٹھا کر باہر پھینکنا ہے۔ آپ پیچھے ہو جائیں اور پھر ہمیں وہاں پر دھکے دیئے گئے ہیں۔ یہ حالت ہے۔ ہمیں ان دھکوں سے یا ان چیزوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ ہم تو عادی ہیں اور ہمارا مشن ہی یہی ہے کہ ہم نے حق کی بات کے لئے دھکے بھی کھانے ہیں اور ساری صعوبتیں بھی برداشت کرنی ہیں۔ مگر افسوس اس چیز کا ہے کہ آج ہمارا استحقاق ہے' اس ہاؤس کا استحقاق ہے۔ اگر آج ایک منتخب ممبر کے ساتھ اس طرح کا سلوک کرنا ہے تو پھر lay man کے لئے ہم سارا دن بحث کرتے ہیں' سارا دن لڑتے رہتے ہیں کہ lay man کو انصاف دیں یا ایف۔آئی۔آر درج کروائیں۔ وہ کہاں پر ہیں؟ وہ تو بڑی دور کی باتیں ہیں۔ آج جو ممبر دو دو لاکھ بندوں کی نمائندگی کر رہا ہے' جو

آپ کی گورنمنٹ کے زیر سایہ candidates تھے اس سے میں پندرہ ہزار ووٹوں کی برتری سے جیتا ہوں۔ ان کے ساتھ اس طرح کا سلوک ہو رہا ہے تو جو عام شہری یا عام آدمی ہے اسے کہاں سے انصاف ملنا ہے؟ اسی لئے آج جب بارش ہوتی ہے تو پورا لاہور شہباز شریف کو یاد کرتا ہے۔ سیالکوٹ کا سانحہ ہوتا ہے تو پورا پنجاب' پورا پاکستان شہباز شریف کو یاد کرتا ہے۔ ہمیں ضرور oppose کریں' ہم ذہنی طور پر تیار ہیں کہ ہم پر تشدد بھی کریں' ہم نے سہا بھی ہے مگر یہ دیکھیں کہ جہاں پر فلاح کا معاملہ ہے' جہاں پر قوم کی ماؤں' بیٹیوں کی عزت کا معاملہ ہے وہاں پر انتقام کی آگ میں اتنا آگ بگولہ ہو جائیں کہ بالکل خیال نہ کریں اور ساری چیزوں کو rule over کر کے سسٹم کا بیڑہ غرق کر دیں۔ میری آپ سے التماس ہے کہ جس طرح انھوں نے زیادتی کی ہے وہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس کی باقاعدہ کارروائی ہو اور اگر اس ہاؤس کا تقدس ہے تو ان ایس پی حضرات کو بتایا جائے کہ منتخب ممبر کی کیا value ہے؟ اگر آپ نہیں کریں گے تو پھر بھی میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہم تو انشاء اللہ اچھے وقت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم تو revolution کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم تو change کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارا حق ہے مگر ہمیں اس ہاؤس اور گورنمنٹ سے امید نہیں ہے کہ یہ ہمارے لئے بہتری کریں گے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جناب محمد افضل کھوکھر!

جناب محمد افضل ، جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے بولنے کا موقع دیا۔

وزیر قانون ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ تحریک استحقاق تھی اور انتہائی اہم تحریک استحقاق ہے۔ ہمارے بہت سارے بھائیوں کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اگر ایک صاحب بات کریں یا سارے صاحبان بات کریں۔ وقوعہ تو ایک ہے لیکن آپ نے مہربانی فرمائی ہے اور

سارے بھائیوں کو بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ میں جناب سے صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وقوعہ تو ایک ہے اور اس وقوعے کے مطابق میں سمجھتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ جو معزز رکن اس ایوان میں بات کر رہے ہیں وہ انتہائی ذمہ داری کے ساتھ کر رہے ہیں۔ یہ اب ریکارڈ کی بات ہے۔ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اس لئے کہا ہے کہ شاید وقت گزر جائے اور یہ بات آگے چلی جائے گی۔ معزز رکن نے اپنے استحقاق کے متعلق صرف یہ کہا ہے۔ جہاں تک میاں شہباز شریف صاحب کی فیملی کا تعلق ہے' واپس بھیجنے کا تعلق ہے وہ ایک علیحدہ issue ہے۔ ہم اس وقت اپنے معزز اراکین کے استحقاق کے مجروح ہونے کو discuss کر رہے ہیں اور معزز رکن نے صرف ایک لفظ' ریکارڈ شاہد ہے' یہیں کارروائی کو رکوا کر ٹیپ دوبارہ چلا لیں۔ انھوں نے استحقاق کے مجروح ہونے کے متعلق صرف یہ کہا ہے کہ ایس۔پی نے ہمیں کہا کہ آپ پیچھے ہو جائیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ انھوں نے دھکے کی بات نہیں کی۔ ریکارڈ دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین! میں نے اسی لئے immediately اس کو point out کیا ہے کہ پھر وقت گزر جائے گا اور بات آگے نکل جائے گی۔ ریکارڈ موجود ہے' ٹیپ چلائیں اگر آپ پیچھے ہو جائیں' دھکے کی بات ہو تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس کو accept کر لیں۔ انھوں نے دھکے کی بات ہی نہیں کی۔ انھوں نے کہا کہ پیچھے ہو جائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: ریکارڈ کی بات ہے۔ ٹیپ چلا لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی' رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں محترم وزیر قانون صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے۔ اس میں معزز ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے لیکن انھوں نے اس breach of privilege کے متعلق صرف ایک لفظ کہا ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ جس دن

یہ تحریک استحقاق admit ہوئی تھی یا اسے leave grant ہوئی تھی کہ یہ ہاؤس میں پڑھی جائے تو اس کے ساتھ ہم نے ایک تحریک التوائے کار بھی جمع کروائی تھی۔ جس طرح سے ممبران کا استحقاق مجروح ہونا ایک واقعہ ہے اسی طرح سے میاں شہباز شریف کے گھر کے اوپر پولیس کا اس طرح سے گھیراؤ کرنا اور بغیر سرچ وارنٹ گھر میں داخل ہونا' ان کے خاندان کے افراد کی توہین کرنا بھی ایک اتنا بڑا واقعہ ہے کہ اس واقعہ پر اس ہاؤس میں بات ہونی چاہئے۔ ہم نے اس کے لئے تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی اور ایک تحریک استحقاق جمع کروائی تھی۔ یہ دونوں واقعات تھے۔ جب تحریک استحقاق پر بات ہو گئی اور کہا گیا کہ یہ سوموار تک pending ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیا گیا۔ میں نے اٹھ کر اعتراض کیا اور کہا کہ واقعات کی یہ نوعیت ہے۔ ہم اس پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ اب محترم لاء منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ریکارڈ دیکھ لیں۔ یہ ابھی ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں' انھوں نے بھی اور اس وقت سپیکر صاحب چیئر پر تھے' انھوں نے بھی کہا کہ آپ اس دن ساری بات جو آپ اس واقعہ کے متعلق کرنا چاہتے ہیں کر لیں' ہم آپ کو اس سے نہیں روکیں گے۔ اس لئے تحریک التوائے کار کو آپ چھوڑیں اور یہ تحریک استحقاق pending ہے۔ جس روز یہ take up ہوگی تو اس واقعہ سے متعلق ہر پہلو پر آپ بات کر سکیں گے۔ آپ بات کریں گے ہم اس کا جواب دیں گے۔ اگر یہ بات ریکارڈ پر نہیں ہے تو یہ بتائیں۔ اب جب ہم بات کر رہے ہیں تو اس میں کسی نے استحقاق کے متعلق تھوڑی بات کی اور دوسرے واقعے سے متعلق زیادہ بات کر لی ہے یا دوسرے کے متعلق کم اور استحقاق کے متعلق زیادہ بات کر لی ہے تو اس میں اعتراض والی کون سی بات ہے؟ یہ بات تو ساری ہونی ہے۔

جناب چیئرمین: راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! جو کچھ رانا صاحب نے فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے۔ یہی بات ہوئی تھی اور ہم انھیں بات کرنے سے بالکل روک نہیں رہے۔ یہ کھل کر بات کریں لیکن میں استحقاق کے

مجروح ہونے کی بات کر رہا ہوں کہ اگر اس حوالے سے دیکھا جائے تو صرف معزز رکن کا اس دن جو استحقاق مجروح ہوا ہے وہ اس حد تک ہوا ہے کہ "انھوں نے کہا کہ آپ پیچھے ہو جائیں۔" اب آگے بات رانا صاحب کریں گے۔ یہ بتائیں گے کہ ان کو پولیس والوں نے کیا کہا ہے؛ ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے یا نہیں؛ میں نے صرف معزز رکن کی حد تک کہا ہے کہ ان کا استحقاق صرف اس حد تک مجروح ہوا ہے۔ باقی یہ بات کریں گے تو ہم جواب دیں گے۔

جناب بلال یٰسین، میں نے کہا ہے کہ مجھے دھکے دیئے گئے ہیں۔ اگر منسٹر لاء ابھی سپیکر چلائیں۔ اگر میں نے یہ نہیں کہا تو میں ابھی استعفیٰ دیتا ہوں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، آپ نے تقریر کر لی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب افضل کھوکھر صاحب بات کریں گے۔

جناب محمد افضل، جناب سپیکر! یہ دنیا کا دستور ہے کہ لوگوں نے چڑھتے سورج کو سلام کیا ہے۔ وقت بدلتا رہتا ہے۔ [**********]

جناب چیئرمین، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب محمد افضل، جناب سپیکر! میاں شہباز شریف کو شیر پنجاب کہا جاتا تھا۔ میں کسی کا نام تو نہیں لوں گا۔ میرے بہت سے دوست۔۔۔

بیگم زینت خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی محترمہ زینت خان!

بیگم زینت خان، جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں اپنے معزز رکن کو یہ باور کرانا چاہتی ہوں کہ یہ کیسے کہتے ہیں؛ اگر یہ اب بھی ان کے جوتے صاف کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے جو لوگ باضمیر تھے۔

بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وہ اس وقت بھی گروپنگ میں ان کے خلاف تھے۔ یہ وہ وقت بھول گئے ہیں جب میاں شہباز شریف اپنے ممبران کو ملنا بھی پسند نہیں کرتے تھے اور 7۔ کلب روڈ پر یہ لائن جا کر کھڑے ہوتے تھے اور وہ دور سے ان سے ہاتھ ملاتے تھے۔ یہ کیسے کہتے ہیں کہ جوتے صاف کرنے کا کہتے ہیں؟ یہ تو ابھی تک اس گرداب سے نہیں نکلے' اس آزمائش سے نہیں نکلے۔ یہ یہاں پر اپنی تائیوں کی اور چاچیوں کی باتیں کرتے ہیں۔ اگر ان کو ان کے ساتھ اتنی زیادہ ہمدردی ہے تو ان کو روک لیتے۔ ان کی منت کرتے کہ یہ آپ کا وطن ہے۔ آپ غریب الوطن نہ ہوں۔ غریب الوطن ہونا انھوں نے خود پسند کیا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی لوگ جیلوں میں رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی لوگوں نے سختیاں برداشت کی ہیں۔ جو لوگ محب وطن تھے وہ اب بھی ملک میں ہیں۔ میں اپنے چودھری صاحبان کی مثال دوں گی کہ چودھری ظہور الٰہی شہید عرصہ دراز تک جیل میں رہے۔ چودھری پرویز صاحب جیل میں رہے' چودھری شجاعت صاحب جیل میں رہے۔ اگر میاں نواز شریف کو اپنی عیاشی اور اپنا سکھ اور چین عزیز نہ ہوتا تو آج ان کو چھوڑ کر نہ چلے جاتے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ محترمہ! تشریف رکھیں۔

محترمہ شاہینہ اسد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہ خوددار لوگوں کا ٹولہ ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف، لوٹی' لوٹی۔

جناب چیئرمین، پلیز۔ تشریف رکھیں۔ جی' محترمہ صبا صادق!

محترمہ صبا صادق، جناب چیئرمین! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں یہاں پر یہ بات واضح کرنا چاہوں گی کہ ہم ملک اور قوم کی ترقی کے لئے اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔ میں یہ بات آپ کے اور ہاؤس کے گوش گزار کرنا چاہوں گی کہ ہم ہمیشہ گزرے ہوئے وقت کو برے لفظوں میں یاد کرتے ہیں' ہم حال کے اوپر روتے ہیں۔ میں یہ بات اپنی بہنوں کو بالخصوص ٹریژری بنچز پر بیٹھی ہوئی خواتین کو باور کروانا چاہوں گی کہ میری وہ تمام بہنیں حکومتی پارٹی کے ساتھ چڑھتے سورج

کو سلام کر رہی ہیں۔ اسی طرح کچھ عرصہ پہلے واپس جائیں تو تمام کے تمام بھائی اور بہنیں چڑھتے سورج کو اس وقت بھی سلام کرتے تھے۔ یہ لوگ اس مردِ مومن کی جرأت اور وفا کو سلام کرتے تھے جس نے پاکستان کو ایک ایٹمی طاقت بنایا' یہ صرف نواز شریف کا کارنامہ تھا' شہباز شریف نے پنجاب کے لئے جو کارنامے سرانجام دیئے' جو بیٹیوں اور بہوؤں کے سر پر ہاتھ رکھا یہ صرف انہی دونوں بھائیوں کا کارنامہ تھا۔ یہ کس منہ سے ان کی بات کرتی ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، آپ پلیز تشریف رکھیں۔ جی' ملک محمد احمد خان! میں نے ملک احمد خان کو floor دے دیا ہے۔

ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر پر لمبی چوڑی تقریر کرنے کا تو کوئی خاص ارادہ نہیں لیکن بات تھوڑی تفصیل کے ساتھ اس لئے ہوگی کہ ابھی میرے بھائی ملک افضل صاحب اور اس کے بعد محترمہ صبا صادق صاحبہ نے جو بات کی ہے' کسی کو generality میں بات کر کے گالی دینا ٹھیک نہیں۔ چڑھتے سورج کو سلام کرنا' اقتدار کی بات اور اقتدار میں اقتدار والوں کے ساتھ رہنا' ہم بڑا اچھا سمجھتے ہیں کہ آپ اپوزیشن میں ہیں۔ اسی سسٹم کا آپ حصہ ہیں لیکن اگر یہ کہا جائے کہ سارا پنجاب جوتے صاف کرتا رہا اور سب نے چڑھتے سورج کو سلام کیا تو میری جناب سے گزارش یہ ہے کہ تاریخ گواہ ہے کہ ہم کسی ایک واقعہ کی بات نہیں کرتے۔ یہاں پر ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اس وقت چڑھتے سورج کی موجودگی میں اصولی اختلاف کئے۔ آپ ان کو بھی کہتے ہیں کہ آپ نے جوتے صاف کئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر ایسے لوگ موجود ہیں جب وہ وزیراعظم تھے تو ان کو کہا کہ ہم آپ کی پارٹی کا حصہ نہیں ہیں۔ یہاں پر سعید اکبر خان مثال ہے۔ میں اپنی بات کر سکتا ہوں کہ میرے والد ضلع قصور میں مسلم لیگ کے صدر تھے۔ جب نواز شریف وزیراعظم تھے تو تب ہم نے ان سے اصولی اختلاف کیا

تھا۔ آپ خدارا! اسمبلی میں بیٹھ کر اپنا مذاق مت اڑائیں' کوئی پارلیمانی زبان استعمال کریں اور یہ یہاں جوتے موتے صاف کرنے کی بات نہ کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! آپ نے یہ تحریک چلائی ہے؛ افضل صاحب نے زیادتی کی ہے اور انہوں نے الفاظ میں تجاوز کیا ہے لہذا ان کے الفاظ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ رانا صاحب! آپ اس تحریک پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے یہ تحریک چلائی نہیں ہے' ہم نے اس پر بات کرنی ہے۔ تمام ممبران اپنی باری پر بات کر رہے ہیں' میں بھی بات کروں گا اور اس کے بعد لا منسٹر صاحب کا جواب آ جائے گا۔۔۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' راجہ ریاض صاحب!

راجہ ریاض احمد، جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میرے جو دوست حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں وہ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں لیکن اکثر آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب میاں نواز شریف صاحب اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا نام آتا ہے تو ایک دم یہ غصے اور جلال میں آ جاتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین! وہ جو بھی ہیں میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ وہ اچھے ہیں یا بُرے ہیں اس بات کا پاکستان کے عوام فیصلہ کریں گے لیکن میں یہاں پر ایک گزارش ضرور کروں گا کہ حکومتی بنچوں پر جو ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں' میں چیلنج کے ساتھ کہنے لگا ہوں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے بے نظیر اور نواز شریف کی پارٹی میں ٹکٹ نہ لیا ہو اور ان سے عہدے نہ لئے ہوں۔ یہ سب کے سب نواز شریف کے جوتے اٹھاتے رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، جی' ارشد خان لودھی صاحب!

وزیر زراعت : جناب چیئرمین! میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ یہ بات نہ چھڑے اور یہ پرامن حالات جا رہے ہیں اور ہم بڑے خوش ہیں لیکن ایک بات پر مجھے اعتراض ہے کہ چڑھتے سورج پر بی بی نے بات کی ہے۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم پاکستان مسلم لیگ میں تھے اور اب بھی ہیں لیکن ہماری جماعت نظریاتی جماعت ہے۔ ہم کسی شخصیت کے پیچھے نہیں ہیں۔ ہم جماعت میں ہیں اور جماعت میں رہیں گے۔ یہ آدمی تو کبھی مسلم لیگ کے ممبر بھی نہیں رہے جو آج اٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ یہ بات دبی ہے تو دبی ہی رہنے دیں۔ ہم نے کسی کو بند نہیں کیا' کسی نے آنا ہے تو سات بسم اللہ یہاں پر آئے اور سیاست کرے۔ جاتی دفعہ ہم ان کو کہتے رہے کہ ملک کو مت چھوڑو لیکن انہوں نے کسی سے پوچھے بغیر ملک چھوڑ دیا۔ جب چلے گئے تو چلے گئے۔ اب جماعت پاکستان مسلم لیگ ہے۔ یہ تمام لوگ ہمارے ممبر ہیں اور پاکستان مسلم لیگ (قائد اعظم) کے ممبر ہیں۔ یہ سارے ممبر اس جماعت کو چھوڑ کر کسی اور جماعت میں چلے جائیں۔ جب یہ کہتے تھے کہ ہم Pakistan made ہیں' ہم بحیرہ عرب میں پھینک دیں گے۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب انہوں نے پیپلز پارٹی سے تعاون کیا ہے' جب مل کر الیکشن لڑتے رہے ہیں تو وہ قول اور فعل کہاں گیا؟ وہ کیا بات ہے؟ کیوں اس کو اُجاگر کر رہے ہیں؟ ہم نے الیکشن پاکستان مسلم لیگ (قائداعظم) پر لڑا ہے۔ ہم نے دونوں پارٹیوں کا مقابلہ کیا ہے اور ماشاء اللہ تمام ممبر پاکستان مسلم لیگ کے ممبر ہیں' کسی کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! آپ پلیز تشریف رکھیں۔ میں نے وقاص صاحب سے وعدہ کیا ہے۔ وہ بات کریں گے۔ پہلے وہ بات کریں گے۔ آپ بعد میں بول لینا۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ میں ان کو floor دیتا ہوں۔

جناب محمد وقاص، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں اس موقع پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب سات کروڑ غیرت مند عوام کا صوبہ ہے اور اس صوبے پر جس نے بھی حکومت کی ہے' چاہے وہ پاکستان پیپلز پارٹی ہو' چاہے وہ مسلم لیگ (ن) ہو اور چاہے وہ آج مسلم لیگ (ق) ہو اور چاہے وہ کل کوئی اور ہو' ان سب کو صوبہ پنجاب کے عوام کا شکر گزار ہونا چاہئے اور ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ وقت کے کسی نہ کسی دور میں انہوں نے انہیں کندھوں پر اٹھایا لیکن میں اپنے بھائی کے اس ریمارکس پر شدید احتجاج کرتا ہوں جو انہوں نے صوبہ پنجاب کے عوام کے حوالے سے کہے اور میں آپ سے یہ بات کہتا ہوں کہ انہیں کارروائی سے حذف کیا جائے۔ اور چاہے وہ مسلم لیگ(ق) ہو' چاہے وہ پیپلز پارٹی ہو' چاہے وہ مسلم لیگ(ن) ہو' ہم سب کو بقائے باہمی کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے ایک دوسرے کا احترام بھی کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ اگر ہم سب کوشش بھی کریں تو کسی ایک کو یہاں سے نہیں نکال سکتے کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے اور ہم سب اس صوبہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم نے اس صوبہ کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام کرنا ہے لہذا دونوں طرف سے کوئی بھی ایسے ریمارکس نہیں دیئے جانے چاہئیں کہ جس سے عوام کی تضحیک ہو اس لئے کہ ہم یہاں پر عوام ہی کی وجہ سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ نشاط افزاء، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' فرمائیں!

محترمہ نشاط افزاء، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ۔

محل کے باہر اک شور ہے قیامت کا
امیرِ شہر کو شاید اونچا سنائی دیتا ہے

میں کہتی ہوں کہ ان کو اونچا سنائی نہیں دیتا بلکہ سنائی ہی نہیں دیتا۔ غالباً قرآن پاک میں انہی حکومتی نمائندوں کے لئے کہا گیا ہے۔صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔ملک میں کیا ہو رہا ہے' عوام کس

حال میں ہیں۔ ان کو معلوم ہی نہیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ' محترمہ!

محترمہ نشاط افزاء، جناب چیئرمین! براہ مہربانی میری بات کو مکمل ہونے دیں۔میں وزیر موصوف سے عرض کرنا چاہوں گی کہ وہ کس حوالے سے خود کو قائداعظم مسلم لیگ کا نام دیتے ہیں۔ قائد کی کون سی مسلم لیگ سے یہ خود کو جوڑ رہے ہیں وردی والے کی چھتری کے نیچے بیٹھ کر خود کو قائداعظم کی مسلم لیگ کہتے ہوئے ان کو شرم آنی چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

قائداعظم نے کسی بھی وردی کی تائید نہیں کی۔ انہوں نے ہمیشہ جمہوریت پر زور دیا اور وہ اسی پر یقین رکھتے تھے۔ یہ مفاد پرستوں کا ٹولہ جو ہر پارٹی سے ٹوٹ کر بنا ہے۔ کس منہ سے اپنے آپ کو قائداعظم کی مسلم لیگ کہہ رہے ہیں۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' فرمائیں!

مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی، جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں بات کرنے کے لئے چوتھی دفعہ اٹھا ہوں۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

حضرات محترم! میں حیران ہوں کہ تمام حضرات پڑھے لکھے ہیں' تعلیم یافتہ ہیں اور تعلیم یافتہ حضرات کے اندر اس طرح کا شور و غوغا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ ایک دوسرے پر طعنہ زنی کرنا دینی تعلیمات کے خلاف ہے۔ قرآن پاک نے منع فرمایا ہے کہ ایک دوسرے پر طعنہ زنی مت کرو۔ ایک دوسرے کے اُلٹے سیدھے نام مت لو لیکن ہم سب الحمدللہ مسلمان ہیں اور ہمیں مسلمان ہونے پر فخر ہے مگر اس موقع پر جس قسم کی گفتگو کی جاتی ہے' جس طرح ایک دوسرے کو زیر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ' ایک دوسرے پر حملے کئے جاتے ہیں ' طعنے دیئے جاتے ہیں میرے خیال میں یہ بات درست نہیں ہے۔ اس بات کی اجازت تہذیب و تمدن نہیں دیتا۔اس لئے میں عرض کروں گا کہ

ایک دوسرے پر طعنہ زنی کریں گے تو پھر ظاہر ہے کہ جب میں آپ کو طعنہ دوں گا تو آپ مجھے طعنہ ماریں گے۔ آپ کے بھی اکابر ہیں' لیڈر ہیں اور ان کے بھی اکابر اور لیڈر ہیں' ہمارے بھی اکابر اور لیڈر ہیں۔ جب میں کسی کے لیڈر کو بُرا بھلا کہوں گا تو ظاہر ہے کہ میرے لیڈر کو کون چھوڑے گا۔ اس لئے ایسی باتوں سے اجتناب کرنا ہی بہتر ہے۔

آخری بات جو میں آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے اور اس بات سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہو گا کیونکہ یہ سارے مسلمان بیٹھے ہیں۔ بات یہ ہے کہ پچھلے سال 31-جولائی کو بادشاہی مسجد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک کی چوری ہوئی تھی۔ اس سلسلے میں جلوس بھی نکالے گئے' جلسے بھی ہوئے' احتجاج بھی ہوئے اور نتیجہ کچھ برآمد نہیں ہوا۔ اب پھر اسی سلسلہ میں جلوس نکالنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس حکومت کو چاہئے کہ اس سلسلہ میں مزید کوشش کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک جو چوری ہوئے ہیں اسے برآمد کیا جائے' اسے باز یاب کیا جائے۔ یہ وہ نعلین مبارک ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کو عطا فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ اسے سینے سے لگا کر باہر جاؤ اور جو سامنے آئے اسے کہو کہ،

من قال لا اله الله فقد دخل الجنة اور پھر فرمایا من کان یقول لا اله الا الله فقدحرم الله علیه النار ٥

جو شخص لا اله الا الله صدق دل سے پڑھے گا اس فرد کے لئے جنت واجب ہو جائے گی اور اس کے لئے دوزخ حرام ہو جائے گی۔ حضور نے نعلین پاک ساتھ اس لئے دیئے تھے کہ لوگوں کو پتا چلے کہ اس نعلین پاک کا ادب کرنا ہے' احترام کرنا ہے' اس نعلین پاک والے کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے اور اس نعلین پاک والے کی تعلیمات یعنی ہمارے آقا کی تعلیمات یہ ہیں کہ اخلاق سے بات کی جائے' تہذیب سے بات کی جائے' ایک دوسرے کا ادب و احترام کیا جائے' ایک دوسرے کے جذبات کو مجروح نہ کیا جائے۔ یہ ہمارے آقا کی تعلیمات ہیں اور یہاں پر ایسا دیکھنے میں نہیں آتا۔ یہاں پر اس

کے بالکل برعکس ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب چیئرمین، اب افضل کھوکھر صاحب بات کریں گے۔

جناب محمد افضل، جناب سپیکر! میں اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔ میاں شہباز شریف کی فیملی کے ساتھ---

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گا کہ privilege motion میں آپ نے دوسرا نام پکارا ہے۔ پہلے mover نے اس پر صرف تین منٹ بات کی ہے اور اس کے بعد افضل کھوکھر نے صرف ایک منٹ بات کی ہے اور اس کے بعد تقریباً 25 منٹ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریریں ہوئی ہیں اور تقریریں بھی اتنی ظالم ہوئی ہیں کہ الفاظ کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ اپنے ساتھیوں کو سمجھائیں کہ یہ بھی ادب و آداب قائم رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! آپ میری بات تو سن لیں۔ یہاں پر تقریریں بھی اتنی ظالم ہوئی ہیں' الفاظ کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ اگر ارشد لودھی صاحب یہ تقریر کریں اور سورج کے پجاری ہونے سے انکار کریں تو میرے خیال میں آج کا سورج بھی اس بات پر شرمندہ ہو گا کہ ارشد لودھی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ چڑھتے سورج کے ہم پجاری نہیں ہیں اور محترمہ نے جو فرمایا کہ اس طرف بیٹھے لوگ خود دار ہیں۔ لفظ "خود دار" سے اس سے زیادہ کوئی اور ظلم ہو سکتا ہے!

جناب چیئرمین، ہم سب خود دار ہیں' آپ تشریف رکھیں۔ جی' افضل کھوکھر صاحب!

جناب محمد افضل، جناب سپیکر! میرے بھائی نے بات کی کہ اس دن ہمارے ساتھ زیادتی کی گئی تو انہیں اس بات پر بہت غصہ آیا۔ اس میں کوئی شک نہیں' ہم لوگ وہاں پر تھے اور ہمارے ساتھ بہت زیادتی کی گئی---

جناب چیئرمین، آپ بحث نہ کریں' آپ تحریک پڑھیں جو آپ نے درج کروائی ہوئی ہے۔

جناب محمد افضل، جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔جو حقیقت ہے میں وہی پڑھ رہا ہوں۔ ہمیں دھکے دیئے گئے اور ہمیں روکا گیا تو ہمیں اس بات کا دکھ نہیں ہے کیونکہ ہم جب سے منتخب ہوئے ہیں اسی وقت سے ہمارے ساتھ اسی طرح کی زیادتیاں ہو رہی ہیں لیکن ہم وہ سپاہی ہیں جو اپنے لیڈر اور اپنی جماعت کی خاطر جنگ لڑ رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں جب ہمارے قائد ہمارے درمیان ہوں گے۔ اس حوالے سے ایک شعر غور سے سنئیے۔

جناب چیئرمین، میں آپ کو دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

جناب محمد افضل ، بس' جناب! میرا ایک شعر سنیں ۔

کاگا سب تن کھائیو میرا چن چن کھائیو ماس
دو نیناں مت کھائیو مجھے پیا ملن کی آس

جناب سپیکر ! جتنی مرضی زیادتی کریں لیکن ہمیں اس دن کا انتظار ہے جب ہمارے قائد ہمارے درمیان ہوں گے۔بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین، جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن۔۔۔ نہیں ہیں۔ رانا تجمل حسین!

رانا تجمل حسین، السلام و علیکم! دیر آید درست آید۔ ارشد لودھی صاحب کے ساتھ میری بڑی پرانی رفاقت تھی' مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہوئی کہ لودھی صاحب نے آج پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ کے نظریات کی بات کرتے ہوئے کہا کہ میں شخصیت کی بجائے پارٹی سے وابستہ ہوں' چونکہ میں مسلم لیگ کا نظریاتی کارکن ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھیں پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہ کریں بلکہ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

رانا تجمل حسین، جناب! آپ کو لودھی صاحب کی اتنی فکر کیوں ہے؟ آپ دو منٹ میری بات بھی سننا پسند نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین: میں کہتا ہوں کہ آپ کی تحریک کا کوئی فیصلہ ہو جائے۔

رانا تجمل حسین، جناب سپیکر! تحریک سے ضروری نظریات کی بات ہے جو لودھی صاحب نے کی ہے۔ میں مسلم لیگ کا نظریہ clear کر کے ہی بیٹھوں گا جسے آپ کو بھی سننا پڑے گا۔ مجھے اس بات کی انتہائی خوشی ہوئی کہ لودھی صاحب جو ہمارے بزرگ ہیں جن سے میرا تقریباً 20 سالہ پرانا رشتہ ہے' جب میں فرسٹ ایئر کا سٹوڈنٹ تھا اور ایم ایس ایف کی سیاست کر رہا تھا' لودھی صاحب اس وقت بھی اسمبلیوں کی سیاست کر رہے تھے اور ہمیں نظریات سکھا رہے تھے تو اس بات پر مجھے خوشی ہوئی کہ انہوں نے کہا کہ میں پارٹی سے وابستہ ہوں جو قائد اعظم کی مسلم لیگ ہے اور یہ علامہ اقبال کی فکر کے شاہین ہیں۔

میں ان کو تھوڑی سی وضاحت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ علامہ اقبال نے جو خواب دیکھا تھا تو آپ لوگوں نے' ہمارے بزرگوں نے اور ہمارے مسلم لیگی رہنماؤں نے جس نہج پر ہماری تربیت کی تھی تو ہمیں بتایا گیا تھا کہ ہم نے پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانا ہے اور اس قلعے کو عظیم سے عظیم تر بنانا ہے اور اس قلعے میں بیٹھ کر پوری دنیا کے مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔ یہ قلعہ اس لئے نہیں بنایا گیا تھا کہ یہاں بیٹھ کر افغانستان اور ایران کی مخبری کرنی ہے اور یہاں بیٹھ کر عراق فوج بھیجیں گے۔ یہ پاکستان اس مقصد کے لئے نہیں بنا تھا لودھی صاحب!

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی لودھی صاحب شخصیت پرستی کے بارے میں بات کر رہے تھے تو میاں نواز شریف صاحب بھی ان کی تقریر سن رہے تھے جنہوں نے مجھے یہ کہا ہے کہ لودھی صاحب کو بتائیں بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کا نام لینے پر اب ایوان میں شور کیوں مچ جاتا ہے تو میں ان کی نظر میں صرف ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اب تو میرا سلام بھی لیتے نہیں ہو تم
کرتے تھے خود سلام ابھی کل کی بات ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ گزارش ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے جتنے بھی بنیادی اور معاشرتی مسائل ہیں ان کا صرف ایک ہی حل ہے کہ سب سے پہلے ہم اپنا نظریہ درست کریں۔ نظریہ ضرورت کا جو طریقہ ڈکٹیٹروں نے ایجاد کیا ہے کہ جب بھی ڈکٹیٹر اپنی من مانی کرنا چاہتا ہے تو وہ مسلم لیگ کے نام کو ہائی جیک کر لیتا ہے۔ یہ مسلم لیگ کے نام کو غلط استعمال کرتے ہیں اور مسلم لیگ کے نام کی چھتری اور مسلم لیگ کے نام کی پٹی اپنے ماتھے پر باندھ کر آمریت کا سورج طلوع کر دیتے ہیں۔ میں یہ بات وضاحت سے کرنا چاہتا ہوں لودھی صاحب! کہ خدا آپ کو آپ کے نظریے پر قائم رکھے اور آپ اس بات پر ثابت قدم رہیں کہ ہم نے شخصیت پرستی نہیں کرنی، ہم نے نظریہ پرستی کرنی ہے اور نظریہ کیا ہے وہ جو فکر اقبال تھی، جو نظریہ پاکستان تھا۔ آئیے آپ اور ہم سب مل کر اقبال کے اس نظریے کی پاسبانی کریں اور پاکستان کو عظیم سے عظیم تر بنانے کے لئے اپنا احتساب کرکے دیکھیں کہ کون اقبال اور قائد اعظم کے نظریے پر ہیں اور کون فوجی جرنیلوں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ ہمیں اس بات کی وضاحت کرنی چاہئے اور اس پر بحث بھی کرنی چاہئے۔

جناب چیئرمین: Thank you' تشریف رکھیں۔ آپ نے کافی تقریر کر لی ہے۔

رانا تجمل حسین: رانے صاحب! اب میں تحریک استحقاق کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ میں تحریک میں یہ بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے کہ کسی کی بھی ماں، بہن یا بیٹی ہو مگر پنجاب کی یہ روایت رہی ہے کہ مائیں بہنیں سب کی مشترکہ ہوتی ہیں۔ مگر یہاں جو پنجاب کی پگ کے وارث ہیں جن کی روایات بڑی اچھی ہیں، اس کے باوجود ظلم کی انتہا ہوئی کہ انہوں نے اپنے محسن کی بیٹیوں اور اپنے محسن کے اہل خانہ کو اس طرح رسوا کیا کہ ان کے دشمن بھی ان سے شرمندہ ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ تحریک پڑھیں۔ تقریر بند کریں اور اپنی تحریک شروع کریں۔

رانا تجمل حسین، رانے صاحب! میں نے جو تحریک پڑھنی ہے اگر اس کے لئے وقت اتنا ہی کم ہے تو میں تحریک نہیں پڑھ سکتا' شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب احد ملک۔۔۔ نہیں ہیں' مہر اشتیاق احمد!

بیگم زینت خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

بیگم زینت خان، جناب! صرف ایک سیکنڈ۔

جناب چیئرمین، لے لیں جی ایک سیکنڈ ۔جی' صرف ایک سیکنڈ میں فرمائیں۔ مہر صاحب! آپ ایک منٹ بیٹھیں۔

بیگم زینت خان، میرے معزز رکن نے ماؤں بہنوں کا ذکر کیا ہے تو میں صرف اتنا جاننا چاہتی ہوں کہ اس وقت ان کا اتحاد جس پارٹی کے ساتھ ہے تو لاہور کا موچی دروازہ گواہ ہے کہ جب ان کا لیڈر وہاں ایک ماں' بہن بے نظیر بھٹو کے بارے میں کیا زبان استعمال کرتا تھا تو اس وقت ان کی مائیں بہنیں کہاں تھیں؟ یہ تو اپنے قول سے ہی پھرے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ Thank you' محترمہ زینت خان آپ کی تقریر ہو گئی۔

محترمہ شہلا راٹھور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' شہلا راٹھور صاحبہ!

محترمہ شہلا راٹھور، شکریہ' جناب سپیکر! یہ اتنا sensitive issue بن گیا ہے کہ ماؤں بہنوں کی عزت کا جہاں سوال ہو۔ یہ میری بہن جو ماں بہن کی عزت کی بات کر رہی ہیں۔ میں ان کو زندگی بھر فراموش نہیں کر سکتی۔ یہ فرزانہ راجہ ہی تھیں جنہوں نے یہاں کھڑے ہو کر میرا دوپٹا کھینچا تو اس

وقت یہ ماؤں بہنوں کی عزتوں کی لاج رکھنے والی خواتین کہاں تھیں؟ انہیں تو ساری عمر ماؤں بہنوں کی عزت کے لئے بولنے کا حق نہیں ملنا چاہئے۔ (شیم شیم کی آوازیں)

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔ احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! ہمارے اُوپر رحم فرمائیں۔ ہمیں آپ نے ان خواتین کا باج گزار بنا دیا ہے۔ اسی لئے ہم پیٹتے تھے کہ ایل۔ایف۔او کے تحت جو amendments کی جا رہی ہیں وہ غلط ہیں اور ہم بالکل دیانت داری کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ عورتوں کی تعداد اسمبلیوں میں محدود ہونی چاہئے۔ ورنہ یہ اسمبلی نہیں چل سکے گی۔ ہم پر رحم فرمائیں اور ہمیں اسمبلیوں میں کام کرنے دیں۔ اگر انہوں نے لڑنا ہے تو انہیں الگ کمرہ دے دیا جائے تاکہ یہ وہاں بیٹھ کر لڑیں اور ہمیں اسمبلی کی کارروائی میں یکسوئی کے ساتھ حصہ لینے دیں۔

جناب چیئرمین، Thank you' جی مہر اشتیاق احمد صاحب کو floor دیا جاتا ہے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب چیئرمین، جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ Rule 206 کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

"206. Limitation on Debate:

Whenever the debate on any motion in connection with the Bill or any other motion becomes protracted, the Speaker may, after taking the sense of the Assembly, fix a time limit for the conclusion of the disucession on any stage or all stages of the Bill or the motion, as the case may be."

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معاملہ انتہائی اہم ہے۔ مجھے اس بات سے انکار نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جتنا اہم یہ معاملہ ہے اتنا ہی ہمیں ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اسے نمٹانا چاہئے۔ اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ ٹائم مقرر کر لیں کہ ایک مقرر نے کتنی دیر بولنا ہے تاکہ یہ معاملہ نمٹ جائے۔ پورا ایک گھنٹہ ہو گیا ہے اور ابھی تک صرف تین speakers بات کر سکے ہیں۔ میری استدعا یہ ہے کہ اس دوران speaker کو آزادانہ طور پر بات کرنے دی جائے' پوائنٹ آف آرڈر نہ لئے جائیں تاکہ ہم اس کو conclude کر سکیں Thank you

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ پلیز بیٹھ جائیں۔ اب مہر اشتیاق احمد تقریر کریں گے۔

محترمہ صبا صادق: جناب والا! میری یہ تجویز ہے کہ کسی خاتون کو وزیر بنا دیں پھر یہ خاموش ہو جائیں گی۔

جناب چیئرمین: محترمہ صبا صادق صاحبہ تشریف رکھیں۔ مہر اشتیاق احمد صاحب! آپ اپنی تقریر تین منٹ کے اندر ختم کریں گے۔

مہر اشتیاق احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جب یہ واقعہ اخبارات میں highlight ہوا تو میں محسن پاکستان کی فیملی کے گھر پہنچا۔ میں نے وہاں پہنچ کر یہ محسوس کیا کہ شاید گھر کے اندر ان کی فیملی نہیں' بلکہ القاعدہ کے مجرم بند ہیں کیونکہ وہاں پر بہت زیادہ پولیس تعینات تھی۔ جب ہم نے گھر کے اندر جانے کی کوشش کی تو ڈیوٹی پر موجود ایس پی اور ڈی ایس پی صاحبان نے کہا کہ آپ اندر نہیں جا سکتے' ہم نے پوچھا کہ کیا اس حوالے سے آپ کے پاس کوئی احکامات ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں زبانی احکامات دیئے گئے ہیں۔ جب ہمارے اسمبلی کے ممبران کو گرفتار کیا گیا تھا تو اس وقت بھی وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ یہ میرے علم میں نہیں ہے۔ اگر وزیر قانون کو پولیس کے ایکشن کے بارے میں خبر نہ ہو تو پھر وہ کون سی طاقت ہے کہ جس کے حکم

سے وہ وہاں پر گئے؟ جب ہم نے زبردستی اندر جانے کی کوشش کی تو انھوں نے ہمیں دھکے دیئے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کس قانون کے تحت ہمیں روک رہے ہیں؟ کسی کے گھر جانے سے نہیں روکا جا سکتا' مجھے سمجھ نہیں آئی کہ انھوں نے ایسا کیوں کیا؟ پولیس کا اصل کام تو عوام کو تحفظ مہیا کرنا ہے۔ جیل کے اندر تو یہ کچھ کر نہیں سکتے۔ مجرموں کو دھکے دینے کی بجائے یہ اسمبلی ممبران کو دھکے دیتے ہیں۔ وہاں پر پھر ہم نے دھرنا دیا۔ یہ اخبارات میں بھی highlight ہوا ہو گا لیکن اس کے باوجود انھوں نے ہمیں اندر نہیں جانے دیا اور ہمارے ساتھ بدتمیزی کرتے رہے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب ہمیں بتائیں کہ پولیس والے کس کے حکم سے وہاں تعینات تھے اور انھوں نے یہ سارا ایکشن کس کے حکم سے کیا تھا؛ ان حقائق کے پیش نظر میں عرض کروں گا کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب نواز ملک صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اب میں شیخ امجد عزیز صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔ شیخ صاحب' آپ تین منٹ میں اپنی بات مکمل کریں گے۔

شیخ امجد عزیز: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم ○ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ جناب سپیکر' میں 28-جون کو جب اپنے پارلیمانی لیڈر رانا ثناء اللہ اور دوسرے دوستوں کے ہمراہ اپنے قائد میاں نواز شریف کے گھر پہنچا تو ایس پی سٹی' ایس پی کینٹ' ایس پی سکیورٹی' ایس پی ماڈل ٹاؤن' ان علاقوں کے تمام ڈی ایس پی صاحبان اور کئی ٹرک پولیس کے وہاں پر موجود تھے۔ انھوں نے اس گھر کو گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ ہم نے وہاں پہنچ کر پولیس افسران سے پوچھا کہ آپ یہاں پر کس لئے آئے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہم نے آج ان لوگوں کو باہر بھیجنا ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ ایس پی صاحب کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا نہیں' آپ ان سے نہیں مل سکتے۔ میں نے کہا یہ تو چادر اور چار دیواری کا معاملہ ہے۔ گھر کے مالک ہمیں بلانے کو تیار ہیں' وہ سامنے کھڑے ہیں' ہمیں welcome کرنے کو تیار ہیں لہذا آپ کس قانون اور رول کے تحت ہمیں گھر کے اندر

جانے سے روک سکتے ہیں؟ اس پر انھوں نے ہم سے زبردستی کی' انتہائی نازیبا الفاظ کہے اور ہمیں دھکے دیئے۔ اس کے بعد سلمان شہباز اور حمزہ شہباز کو گرفتار کیا گیا' اس گھر کے مالک کو گرفتار کیا گیا' انھیں کئی گھنٹے چوہنگ پولیس اسٹیشن میں رکھا گیا اور ڈرا دھمکا کر سارے معاملات طے کئے گئے۔

جناب والا! جیسا کہ میرے ایک بھائی نے کہا کہ مائیں بہنیں سب کی سانجھی ہوتی ہیں لیکن ان ماؤں بہنوں کو جس طرح وہاں سے زبردستی پکڑ کر لے جایا گیا وہ باعث شرم ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر موجود اسمبلی ممبران کی جس طرح سے تضحیک کی گئی وہ اس بات کی متقاضی ہے کہ آپ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کریں۔ میں آخر میں ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ،

ہمارے نام سے ہوں گی روایتیں زندہ
ہمارے حصے میں پرچم وفا کے آئے ہیں

جناب والا! ہم وفا کرنے والے لوگ ہیں' وفا کرتے رہیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّحِیم۔ جناب چیئرمین! میں چیئر کا بے حد مشکور ہوں کہ انھوں نے اس انتہائی اہمیت کی حامل تحریک استحقاق اور اس سے related واقعہ جسے ہم نے تحریک التوائے کار نمبر 586 میں اٹھایا تھا پر بات کرنے کا موقع دیا۔ اس واقعے کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو تحریک استحقاق میں ہم نے درج کیا ہے کہ جس روز صدر پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں شہباز شریف کے گھر کا گھیراؤ کیا گیا اور مطلوب یہ تھا کہ ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کی دو بیٹیوں کو گرفتار کر کے انہیں بیرون ملک روانہ کیا جائے۔ یہ سب کچھ اخبارات کے ذریعے معلوم ہونے پر جب ہم وہاں پہنچے تو لاہور پولیس کے چھ ایس پی اور ایس ایس پی آپریشن وہاں پر موجود تھے۔ انھوں نے اس پورے علاقے کو barriers لگا کر گھیرا ہوا تھا' کسی کو اس سڑک پر سے گزرنے کی اجازت نہیں تھی۔ جب ہم نے ان سے اس بات کی وجہ پوچھی تو ان کے پاس کوئی legal document نہیں تھا۔ ان کے پاس کوئی جواز نہیں تھا کہ ہم اس گھر کی اس لئے search کر رہے ہیں' کوئی ایسا مقدمہ نہیں تھا کہ جس کی بنیاد پر

وہ کہتے کہ ہم یہ کارروائی کر رہے ہیں۔ جب ہم نے ان سے کہا کہ ہم اس گھر میں موجود افراد سے ملنا چاہتے ہیں' اس فیملی سے بات کرنا چاہتے ہیں تو انھوں نے ہمیں روک دیا اور ہمیں روکنے سے متعلق بھی ان کے پاس کوئی قانونی جواز نہیں تھا۔ جب ہم نے اس بات پر stress کیا تو انھوں نے ہمارے ساتھ غلط رویہ اپنایا' معزز اراکین کو دھکے دیئے اور ایسے remarks دیئے جو کہ ایک رکن اور اس معزز ہاؤس کے استحقاق کو مجروح کرتے ہیں۔ اسی طرح سے یہ واقعہ اس لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ وہ گھر اور وہ فیملی جس کے خلاف یہ غیر قانونی' غیر اخلاقی کارروائی کی جا رہی تھی' اس شخص کی فیملی تھی جو اس معزز ہاؤس میں دونوں اطراف میں خدمات سر انجام دے چکے ہیں۔ ایک مرتبہ قائد ایوان اور ایک مرتبہ قائد حزب اختلاف کے طور پر خدمات سر انجام دے چکے ہیں۔ میں اس بات کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن انھوں نے بطور وزیر اعلیٰ پنجاب اس صوبے کی خدمت کی۔ اس صوبے کی ترقی کے لئے دن رات کام کیا اور انھوں نے بعض ایسے معاملات کئے جن کے متعلق ان کے مخالفین بھی کوئی حرف اعتراض نہیں لا سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں شہباز شریف نے اپنے دور میں throughout ایک مرتبہ بھی اپنی discretionary power استعمال نہیں کی۔ انھوں نے ایک مرتبہ بھی رولز relax نہیں کئے اور آج ہمارا یہ حال ہے کہ ہم ہر بات پر رولز relax کئے جاتے ہیں۔ میرا ایک کار سے گزارہ نہیں ہو رہا' آپ کا دو کاروں سے گزارہ نہیں ہو رہا' کسی کا تین کاروں سے گزارہ نہیں ہو رہا' اس کے لئے بھی ہم رولز relax کرتے ہیں۔ یعنی ہم ہر بات پر رولز relax کئے جا رہے ہیں---

جناب چیئرمین، جناب بھی اس کمیٹی کے ممبر ہیں جس نے یہ تجویز پاس کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں اس کا بھی آپ کو جواب دے دوں گا کہ میں اس کا ممبر نہیں ہوں۔ آپ اپنی انفارمیشن کی اصلاح کر لیں کہ میں اس کا ممبر نہیں ہوں۔ میں رولز relax کرنے کی بات کر رہا ہوں اور میں میاں شہباز شریف کے متعلق بات کر رہا ہوں کہ اس نے پونے تین سال کے عرصے میں نہ اپنی discretionary power استعمال کی اور نہ رولز relax کئے۔ یہ نیب والوں نے تین سالوں سے ایک ایک فائل اور ایک ایک ورق پر عرق ریزی کی ہے لیکن یہ ان کے خلاف کرپشن

کا کوئی جھوٹا الزام بھی نہیں لگا سکے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، آپ بیان جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ انہی کی بات ہو رہی ہے اور کس کی بات ہو رہی ہے؟ جب شہباز شریف کی فیملی کی بات ہو گی' اس کے گھر کی بات ہو گی تو پھر شہباز شریف کی بھی بات ہو گی نا! (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، پلیز cross talk نہ کریں۔ رانا صاحب! آپ جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، بھائی! جب فیملی میاں شہباز شریف کی ہے' گھیراؤ اس کے گھر کا ہوا ہے تو پھر میاں شہباز شریف کی بات ہو گی' ارشد لودھی صاحب کی بات تو نہیں ہو گی۔ کمال کرتے ہیں! (قہقہے)

جناب چیئرمین، رانا صاحب! آپ اس پر کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اس دن یہ فیصلہ ہوا تھا اور چیئر کی طرف سے یہ اجازت تھی اور اس معاملے کو آج پر اسی لئے مؤخر کیا گیا تھا کہ آپ ہمیں اس معاملے کی اہمیت کے پیش نظر اس پر بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! وہ واقعہ اس لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ ان کے گھر کو' ان کی فیملی کو غیر قانونی طور پر ہراساں کیا گیا اور انھیں گرفتار کر کے بیرون ملک بھیجا گیا۔ میں یہاں پر on the floor of the House ایک بات کرنے جا رہا ہوں اور یہ پورا معزز ہاؤس اس بات کو سن رہا ہے اور آپ میری اس بات کو انہی الفاظ میں ریکارڈ میں mark کر لیں کہ کوئی بھی معاشرہ طاقت کی بنیاد پر نہیں چل سکتا۔ جس معاشرے میں قانون طاقت ہو گا وہ معاشرہ زندہ رہے گا' بڑھے گا' ترقی کرے گا اور جس معاشرے میں طاقت قانون ہو گا وہ معاشرہ تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔

جناب والا! ہمارے اس معاملے میں یہ concern نہیں ہے اگر ان کے خلاف کوئی قانونی جواز تھا۔ جن معاشروں میں' جن ملکوں میں حکومت جو عوام کی طرف سے اتھارٹی reflect کرتی ہے اگر وہی طاقت کے قانون پر اعتماد کرنے لگے اور طاقت کو ملک کا قانون بنا دے تو وہ ملک کیسے چلے گا؟ وہ معاشرہ کیسے چلے گا؟ وہ جنگل کا قانون ہو گا۔ اس لئے ہم یہی کہتے ہیں کہ یہ معاملہ اس ہاؤس اور

پورے ملک کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ لاء منسٹر صاحب ایوان میں ایک search warrant کی کاپی پیش کریں یا on the floor of the House اس واقعہ سے انکار کریں کہ نہ تو ان کے گھر کا گھیراؤ ہوا' نہ ہی پولیس ان کے گھر میں داخل ہوئی۔ یہ اس بات کا انکار نہیں کر سکتے۔ پولیس ان کے گھر میں داخل ہوئی۔ پنجاب کی پولیس تھی' لاہور کی پولیس تھی اور مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا لاہور کی پولیس یا پنجاب پولیس ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ماتحت نہیں ہے؟ کیا وزیر اعلیٰ اور وزیر قانون پنجاب پولیس کو supervise نہیں کرتے؟ کیا ہوم ڈیپارٹمنٹ ان کے کنٹرول میں نہیں ہے؟ اگر پنجاب پولیس ان کے گھر میں داخل ہوئی ہے اور تین مرتبہ اس طرح سے ان کے گھر کی تلاشی ہوئی ہے کہ کمپیوٹر کھول کر دیکھے گئے ہیں' الماریوں کے دراز کھینچ کر دیکھے گئے ہیں' ہر سامان الٹ پلٹ کر کے دیکھا گیا ہے' تو یہ search warrant کی کوئی ایک کاپی on record پیش کریں اور کہیں کہ یہ search warrant تھا اور یہ legal جواز تھا۔ میں اس کے حق بجانب ہونے یا نہ ہونے پر بات نہیں کروں گا۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ جو آرڈر پاس ہوا ہے یہ mala fide ہے' یہ بدنیتی سے پیش کیا گیا بلکہ میں تو صرف اور صرف اس کاپی کو دیکھنا چاہوں گا کہ کس competent authority نے اس کے گھر کی search کرنے کا حکم نامہ جاری کیا اور پولیس نے اس حکمنامے کی بنیاد پر ان کا گھر search کیا لیکن میرا یہ دعویٰ ہے کہ نہ وہ کاپی لاء منسٹر کے پاس ہے نہ اس حکومت کے پاس ہے اور نہ ہی یہ پیش کر سکیں گے تو پھر ایک معزز شہری کے گھر میں پولیس کا بلاجواز' غیر قانونی اور غیر اخلاقی طور پر داخل ہونا اور اس قسم کی کارروائی کرنا طاقت کو قانون بنانے کے مترادف ہے۔ ہم ان سے یہی کہہ رہے ہیں کہ تم لوگ طاقت کو قانون نہ بناؤ۔ تم سب تو طاقت کے آگے سر نگوں ہو لیکن اس ملک کی چودہ کروڑ عوام کو طاقت کے آگے سر نگوں نہ کرو۔ طاقت کو قانون نہ بناؤ! اگر طاقت کو قانون بناؤ گے تو پھر اس معاشرے کی تباہی کے لئے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اسی واقعہ سے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہ تو معاہدہ کر کے چلے گئے ہیں۔ وہ خود اپنی مرضی سے چلے گئے ہیں۔ میں محترم وزیر قانون کی توجہ چاہوں گا کہ دراصل طاقت کا جو قانون ہوتا ہے اس میں کوئی اخلاقیات نہیں ہوتیں۔ اس میں کوئی justification نہیں ہوتی۔ طاقت کا قانون ہوتا ہی یہ ہے کہ جو چیز سامنے آئی اس کا جو حل طاقت کے ذریعے نکلا وہی نکال لیا۔ پہلے جس

دن یہ معاملہ take up ہوا تو وزیر قانون نے کہا کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ وہ تو انھوں نے خود معاہدہ کیا اور وہ معاہدہ کر کے چلے گئے۔ ہم نے ان سے کہا کہ یہ تین محترم خواتین دو میاں شہباز شریف صاحب کی بیٹیاں اور ایک اہلیہ۔ اب تک تو آپ یہ بات کرتے رہے ہیں کہ اس معاہدے پر چار مرد ممبران کے دستخط ہیں تو پھر ان عورتوں کا یا ان کی فیملی کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے؟ تو یہ کہتے رہے کہ نہیں جی وہ اپنی فیملیز کو بھی اپنی مرضی سے ساتھ لے کر گئے۔ ان کی فیملیز پر بھی وہ معاہدہ لاگو ہوتا ہے' اس لئے وہ اپنی مرضی سے گئے تھے اور فیملیز لے کر گئے تھے۔ اب ان کی فیملیز کا یہاں آنا منع ہے' اس لئے انھیں جانا چاہئے تھا۔ جس طرح میں نے specifically لاء منسٹر صاحب سے یہ کہا ہے کہ ان کے گھر کی تلاشی لینے سے متعلق وارنٹ ایوان کی میز پر رکھیں یا پھر تسلیم کریں کہ یہاں پر طاقت قانون ہے۔ اسی طرح میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا اور specifically اس کا جواب چاہوں گا کہ کیا میاں عباس شریف کی فیملی دسمبر 2000 میں ان کے ساتھ نہیں گئی تھی؟ اور اگر گئی تھی تو کیا میاں عباس شریف کا بیٹا یوسف عباس تین چار ماہ بعد واپس نہیں آیا؟ جب وہ واپس آیا تو اسے حکومت نے گرفتار کر کے جیل میں نہیں بھیجا؟ وہ تقریباً دو ماہ جیل میں رہا' اس کے بعد انھوں نے ہائی کورٹ میں رٹ کی اور ہائی کورٹ کی مداخلت سے ان کی رہائی ہوئی۔ اس وقت ان کا معاہدہ کہاں تھا؟ انھوں نے ہائی کورٹ میں وہ معاہدہ کیوں نہیں پیش کیا کہ جناب یہ ہمہ فیملی معاہدہ کر کے گئے ہیں' یہ واپس نہیں آ سکتے' آپ ان کو ادھر ہی رہنے دیں' ہم نے ان کو واپس بھیجنا ہے۔ انھوں نے وہاں پر تو کوئی معاہدہ پیش نہیں کیا اور انھیں وہاں پر رہا کر دیا۔ اس کے بعد وہ یہاں رہا' اس نے اپنا امتحان دیا اور میاں عباس شریف کی پوری فیملی اس وقت بھی پاکستان میں موجود ہے اور انہی گھروں میں رہ رہی ہے جن گھروں سے یہ ان تین معزز خواتین کو تلاش کرتے رہے اور تلاش کرنے کے بعد انھیں باہر بھیجا۔ یہ کوئی معاہدہ ہے ہی نہیں۔ یہ سرے سے کوئی بات ہے ہی نہیں۔ اگر یہ بات ہوتی تو جب وہ بات ہو رہی تھی تو انھوں نے کہا کہ جدہ بھیجنا ہے' ان کے متعلق ہماری سعودی حکومت سے پہلے بات ہوئی ہے کہ ان کو ادھر بھیجیں' اس

لئے ہم نے ان کو ادھر بھیجنا ہے اور انھوں نے رہنا ہی ادھر ہے۔ جب انھوں نے ان معزز خواتین کو بھیجا تو وہ رات کوئی گیارہ / بارہ بجے جدہ ائرپورٹ پہنچیں۔ میاں شہباز شریف صاحب نے رات ہی مجھے اس پوری تفصیل سے آگاہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ وہاں پر باقاعدہ officially ان کو receive کیا گیا اور ان سے یہ کہا گیا کہ ہماری طرف سے آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہمیں اس بات پر افسوس ہے کہ آپ کو جس حال میں یہاں بھیجا گیا۔ اگر آپ کچھ دن یہاں پر قیام کر کے آگے جانا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر آپ ابھی یہاں سے جانا چاہتے ہیں تو ہم اس کا بھی انتظام کر دیتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں ہم یہیں ائرپورٹ سے جانا چاہتے ہیں' ہم یہاں پر قیام نہیں کرنا چاہتے تو اس وقت لندن کے لئے جدہ سے فلائٹ نہیں تھی' اسی وقت انہیں Egypt Air Ways کے ذریعے قاہرہ بھیجا گیا اور وہاں سے اگلے دن دو بجے ان کی لندن کے لئے جو فلائٹ تھی اس کا انہوں نے officially arrange کر کے لندن بھیجا۔ اب بات یہ ہے کہ اگر یہ اتنا تگڑا معاہدہ موجود ہے اور اس میں دو حکومتیں involve ہیں تو پھر اس حکومت کو تو معاہدے کی بڑی فکر ہے۔ یہ تو اس معاہدے کے لئے مری جا رہی ہے اور اس طرح سے ان خواتین کو تلاش کر رہی تھی جس طرح سے---

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمارے سینئر رکن رانا ثناء اللہ صاحب اس موضوع پر بحث کر رہے ہیں اور ہمیں تقریر سننے پر مجبور کر رہے ہیں۔ یہ اپنی سٹوری کو کم از کم لیٹنڈ کر دیں تاکہ اس معزز ایوان کا تھوڑا سا وقت بچے۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! مہربانی فرما کر wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! دراصل انہیں وہ معاملہ جس سے عوام کا concern ہے' جسے عوام سننا چاہتے ہیں' جس کے متعلق جاننا چاہتے ہیں--- (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، رانا صاحب! آپ جلدی wind up کرنے کی کوشش کریں۔ وزیر قانون نے اس کا جواب بھی دینا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جس واقعہ سے پورے ملک اور پورے صوبے کا تعلق ہے اس پر انہیں بات سننا گوارہ نہیں ہے۔ ابھی وردی کی تعریف شروع کر دیں' سارا دن لگے رہیں گے۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔ آپ نے wind up کر لیا ہے۔ وردی اس میں کدھر سے آ گئی۔ آپ تحریک کے متعلق بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا ہوں کہ جس بنیاد پر آپ اس معاشرے کو' اس ریاست کو قائم کر رہے ہیں اس بنیاد پر اگر آپ اس کو قائم رکھیں گے تو یہ چل نہیں سکے گا۔ یہ میرے ملک کی آزادی کا مسئلہ ہے اور یہ میرے ملک اور میری اپنی ذاتی بقاء کا مسئلہ ہے۔ جو معاشرہ ناانصافی پر مبنی ہو گا اس میں ہر شہری موقع ملنے پر اپنے حصے کی ناانصافی ضرور کرے گا۔ اب آپ بات کرتے ہیں کہ سیالکوٹ کی جیل کی ڈیوڑھی میں جو کھڑا تھا' غالباً جیل کے سپاہی کو وارڈن کہتے ہیں کہ اس نے پیسے لے کر اسلحہ آگے بھیج دیا۔ جب اس وارڈن کو یہ پتا ہے کہ اس ملک میں جو پانچ سو روپے لیتا ہے اسے تو جیل بھیج دیا جاتا ہے' جو پچاس کروڑ لیتا ہے اسے وفاقی وزیر بنا دیا جاتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں جو بات کر رہا ہوں یا تو کہیں کہ وہ غلط ہے' میں تو facts پر بات کرتا ہوں تو اس طرح سے آپ اس وارڈن کو پیسے لینے سے روک نہیں سکتے۔ جب یہ ہو گا کہ پانچ ہزار روپے لینے والے آدمی کو آپ جیل میں بھیج کر اس کے ساتھ جنگی قیدیوں جیسا سلوک کریں گے۔ اسے آپ death cell میں بھیج دیتے ہیں۔ آپ کو تو تمام cells کا پتا ہے۔ اسے cell میں بند کر دیں گے---

جناب چیئرمین، جیل کا وارڈن یہ کام نہیں کرتا' جیل کا وارڈن اسلحہ لے کر نہیں جاتا' نہ ہی پہنچاتا ہے' جب بھی جاتا ہے تو خفیہ طریقے سے جاتا ہے لیکن کسی کے علم میں نہیں ہوتا۔

رانا ثناء اللہ خان ،جناب والا! ڈیوڑھی ٹھیکے پر تو چڑھتی ہے؟

جناب چیئرمین، لیکن ڈیوڑھی میں وارڈن کا کوئی تعلق نہیں ہوتا' مجھے پتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، ڈیوڑھی ٹھیکے پر تو چڑھتی ہے۔

جناب چیئرمین: جن کی بات آپ کر رہے ہیں انہوں نے 18 ماہ مجھے بلا وجہ جیل میں رکھا۔ اب آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! جب ملک ٹھیکے پر چڑھے گا تو ڈیوڑھی بھی ٹھیکے پر چڑھے گی۔

جناب چیئرمین: چلیں آپ wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال یہ ہے کہ ڈیوڑھی ٹھیکے پر چڑھنے سے ہٹ جائے باقی ہر طرف ٹھیکہ جاری رہے' پھر یہ تو نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی تقریر wind up کریں۔ اس کے بعد میں floor راجہ بشارت صاحب کو جواب کے لئے دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔ وہ جواب دیں' ہم ان کا جواب سنیں گے۔ اب آپ کل دیکھیں' کل انہوں نے جب wind up کیا تو انہوں نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔

جناب چیئرمین: آج پرائیویٹ ممبرز ڈے بھی ہے۔ ہم نے اس کا ایجنڈا بھی take up کرنا ہے۔ اب ایک تحریک پر دو گھنٹے تو بات نہیں ہو سکتی' دو گھنٹے سے یہ تحریک چل رہی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ ساری چیزیں discuss کرنے سے متعلق ہیں۔ ہماری طرف سے صرف پانچ ممبران تین تین منٹ بات کرنا چاہتے تھے۔ انہیں موقع نہیں دیا گیا کہ بہت دیر ہو گئی ہے اور آج کے لئے اسے مؤخر کر دیا گیا۔ خود انہوں نے ایک گھنٹہ wind up پر لگایا۔ ہم نے انہیں بیٹھ کر سنا اور وہ بھی سن رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اب آپ کے پاس چٹیں آنا شروع ہو گئی ہیں' چٹ میں کیا لکھا ہے؟

جناب چیئرمین: یہ لیں میں چٹ بھیج رہا ہوں' یہ کسی سے پڑھا لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! آپ نے یہ دوسری چٹ پکڑا دی ہے۔

جناب چیئرمین: پڑھ لیں اور پڑھ کر سنا دیں۔

رانا ثناء اللہ خان ،جناب سپیکر! وہ تو آپ نے اپنے پاس رکھ لی ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں' میری تلاشی لے لیں۔

رانا ثناء اللہ خان ، حد ہو گئی' آپ ایسے تو ہمارے ساتھ نہ کریں۔ (قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان ،جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا ایک معاہدہ ہوا ہے' بقول ان کے جس کی وجہ سے اتنا بڑا incident ہوا' بقول ان کے دو گورنمنٹوں کے درمیان معاہدہ ہوا ہے' سعودی گورنمنٹ اور پاکستان گورنمنٹ کے درمیان معاہدہ ہوا ہے۔پاکستان گورنمنٹ کو اتنی فکر ہے کہ اس نے تین دن تک پورے لاہور کی پولیس اس بات پر لگائے رکھی کہ ان تین خواتین کو تلاش کر کے۔۔

جناب چیئرمین، حکومت نے اب جواب کسے دینا ہے؟ تحریک پر تو جب ہی کوئی فیصلہ ہو گا! گر آپ جواب سنیں گے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان ،جناب والا! میری بات مکمل تو ہونے دیں۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے۔ اخبارات ہم نے بھی پڑھے ہیں' سارا پتا ہے۔ سارے ہاؤس کو پتا ہے جو ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔ اب ان کی طرف سے اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں آ رہا تو آپ نے raise کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ میری بات مکمل ہونے دیں۔

جناب چیئرمین، آپ جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان ،جناب چیئرمین! آپ اس بات کو نوٹ فرمائیں کہ ایک حکومت کو' ایک پارٹی کو تو معاہدے کی اتنی فکر ہے کہ پورے صوبے کی پولیس' پورے لاہور کی پولیس کو وہاں تعینات کئے رکھا اور اس سلسلے میں پولیس نے تین دنوں میں 43 raid کئے ہیں۔ میاں شہباز شریف صاحب کے مختلف دوستوں کے گھروں میں اور ان کے عزیزوں کے گھروں میں 43 کے قریب raid کئے ہیں اور ان کو اتنی فکر ہے کہ ان کو ہم نے گرفتار کر کے باہر بھیجنا ہے۔ اب اس معاہدے کی اہمیت کے بارے میں آپ بھی غور فرمائیں کہ دوسری طرف یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ یہاں رہنا

چاہیں تو رہیں' آگے جانا چاہیں تو آگے جائیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ وہ تینوں خواتین اس وقت لندن میں ہیں' ان کے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے' وہ جب چاہیں دوبارہ واپس آ سکتی ہیں۔ دوسری پارٹی جسے آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ معاہدے کی پابند ہے' انہوں نے اس کے اوپر کون سی قدغن لگائی ہوئی ہے؟ اس لئے یہ معاہدہ جو ہے اس کا کوئی وجود نہیں ہے اور قطعی طور پر اس کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔ محترم وزیر قانون نے ایک دو کتابیں منگوائی ہیں' میرا خیال ہے کہ وہ بھی اس بارے میں کوئی وضاحت فرمائیں گے۔ پوری دنیا میں خواہ کوئی religious legislation ہوئی ہے' خواہ کوئی otherwise legislation ہوئی ہے۔ پوری دنیا میں آج تک Contract Act کے اندر کوئی legislation ایسی نہیں ہوئی جس میں یہ بات درج ہو کہ ایک آدمی in custody ہو تو اس کی will کو free تصور کیا جائے۔ جو آدمی in custody ہو اس کی will کو قطعی طور پر free تصور نہیں کیا جا سکتا۔ پوری دنیا میں یہ ایک مسلمہ قانون ہے کہ جو آدمی اپنی free will سے نہ ہو وہ کسی معاہدے میں پارٹی بن ہی نہیں سکتا۔ ہمارے اس ملک میں جو Contract Act ہے اس میں بھی جو کلاز 14 ہے اس میں free will سے متعلق انتہائی وضاحت کے ساتھ ہے کہ:

"Not only consent but free consent is declared by Section 10(2) be necessary to complete validity of a contract."

ایک معاہدہ اس وقت تک valid ہی نہیں ہوتا جب تک کوئی بھی آدمی اس کے اوپر اپنی free will نہ دے' جو آدمی in custody ہو یا آدمی convict ہو اسے کسی معاہدے میں پارٹی بنانے کے لئے لازم ہے کہ اسے trial court میں پیش کیا جائے۔ وہ trial court دفعہ 164 کے تحت اس کا بیان ریکارڈ کرے اور اس کے بعد وہ باقاعدہ فیصلہ لکھے کہ اس کی consent free ہے تو اس معاہدے میں جن افراد کو زبردستی فریق بنایا گیا ہے ان میں سے کوئی آدمی بھی free نہیں تھا۔ They all were in custody اور انہیں زبردستی اس معاہدے کے تحت باہر بھیج دیا کہ جس معاہدے کا کوئی وجود ہی نہیں ہے کہ اس میں ان کی free will شامل ہے۔ میں وزیر قانون سے یہ عرض کروں گا یہ کل فرما

رہے تھے کہ سیالکوٹ میں انہوں نے کہا کہ ہمیں 5 کلاشنکوفیں دیں، ایک بس لے کر دیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مجرموں کو ہم یہ چیزیں دے دیتے۔ انہوں نے ہمیں یہ کہا کہ آپ ہمیں باہر بھیج دیں۔ اس وقت غالباً جناب ڈپٹی سپیکر اس کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

جناب چیئرمین، یہ ان کی ڈیمانڈ تھی، ہم نے پوری تو نہیں کی۔ آپ جس معاہدے کی بات کر رہے ہیں تو آپ کے سابقہ لیڈر بھٹو صاحب شہید ہو گئے لیکن باہر تو نہیں گئے لہذا یہ معاہدہ کہیں نہ کہیں تو ہوا ہے نا۔ شہید بھٹو نے جان دے دی لیکن ملک نہیں چھوڑا۔ وہ اس ملک میں رہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کہیں معاہدہ ہوا ہے جس کے تحت وہ باہر گئے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے آپ بحث کر رہے ہیں۔ کوئی معاہدہ ہوا ہے، enforcement ہوئی ہے اس لئے ہی معاہدہ ہوا ہے۔ رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! آپ نے بات کر لی ہے۔ آپ کی تقریر ہم نے سن لی ہے۔ میں لاء منسٹر کو floor دیتا ہوں کہ وہ آپ کا جواب دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر آپ interruption روکیں تو میں 5 منٹ میں conclude کر دیتا ہوں۔ میں legal position کی بات کر رہا ہوں۔ آپ "تھڑا" پوزیشن پر چلے گئے ہیں۔ آپ وہ بات نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر آبکاری و محصولات، جناب چیئرمین! میں قانون کے طالب علم کی حیثیت سے رانا ثناء اللہ صاحب کی حکیمانہ بحث سن رہا تھا لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ یہ جس contract کی بات کر رہے ہیں وہ contract ان کے ممبر بننے سے پہلے وجود میں آیا اور اس پر implementation ہوئی۔ جب یہ ممبر بنے تو ان کی privileges شروع ہوئیں تو اس سے پہلے ان کی privilege کہاں مجروح ہوئی؟ اصل بات یہ ہے کہ privilege کے سلسلے میں contract کی تمام باتیں irrelevant ہیں۔ رانا تجمل صاحب

نے اپنی privilege کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ یہ اپنی privilege تک محدود رہیں اور زیادہ قانونی اور بامقصد بات کریں تو وہ نتیجہ خیز رہے گی۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی بولیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں۔ میں آپ کے ساتھ پیپلز پارٹی میں تھا۔ میں فیصل آباد کا ڈویژنل کوآرڈینیٹر تھا اور آپ شیخوپورہ کے ڈویژنل کوآرڈینیٹر تھے۔ آپ نے بھٹو صاحب کے بارے میں جو کلمات کہے ہیں میں اس پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، رانا صاحب! wind up کریں کیونکہ نماز کے لئے وقفہ بھی کرنا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب چیئرمین! میرے فاضل بھائی راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ ان کے دور میں پیپلز پارٹی کے ڈویژنل کوآرڈینیٹر رہے ہیں۔ میں بھی آپ کو اس بات پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے بھٹو صاحب کے دور میں ہمارے ساتھ ڈیڑھ سال جیل کاٹی ہے۔
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، جی' رانا صاحب! جاری رکھیں اور پلیز wind up کریں۔ تقریر ہو گئی ہے' عوام نے سن لی ہے' اخبارات میں ضرور چھپے گی اور ٹی وی پر بھی آئے گی۔ آپ کا جو privilege breach ہوا ہے آپ اس کی بات کریں۔ نہ تو بلال یٰسین نے کوئی privilege کی بات کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں Contract Act کی بات کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین، آپ بتائیں' آپ کا کیا privilege breach ہوا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ mover کو خود پتا ہوتا ہے کہ اس نے کون سی بات کرنی ہے۔ اب بات تو یہ ہے کہ میں نے تو Contract Act کے اوپر بات کی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ نے یہ 6 ممبران کی لسٹ دی ہے جن میں سے 4/3 غیر حاضر تھے' 4/3 کا

privilege breach ہی نہیں ہوا۔ آپ اس کو جاری رکھیں تاکہ اسے آپ wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! مجھے اس چیئر کا احترام ہے ورنہ آپ سے متعلق جو انکشافات ہوئے ہیں اس پر بات ہو سکتی ہے۔ آپ چھوڑیں مجھے بات مکمل کرنے دیں۔

جناب چیئرمین، نہیں' رانا صاحب! میں نے کیا زیادتی کی ہے؟ آپ کو اتنا ٹائم تو دیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ اس میں دیکھیں کہ seriousness کا یہ حال ہے کہ میں نے Contract Act کے متعلق بات کی ہے کہ معاہدہ اس Act کے متعلق ہو سکتا ہے اور اس ایکٹ میں free-will سے متعلق یہ ہے اور ہمارے جن قائدین سے متعلق معاہدے کی بات ہے۔ They were not in free-will position تو محترم چودھری شفیق صاحب نے کہا کہ یہ contract تو ان کے ممبر ہونے سے پہلے کی بات ہے حالانکہ میں Contract Act پر بات کر رہا ہوں۔ دراصل ان کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ بیٹھے ہوتے ہیں اور بات ان کے اوپر سے گزر جاتی ہے بلکہ یہ اپنے قد کے حساب سے کھڑے رہا کریں تاکہ بات پوری طرح سے یہ سن لیا کریں۔ بات ان کے اوپر سے گزر جاتی ہے انہیں یہ ہی نہیں پتا کہ میں بات کیا کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس معاہدے سے متعلق یہ بات on record کہنا چاہتا ہوں کہ اس معاہدے کی نہ تو قانون میں کوئی حیثیت ہے اور نہ ہی اس کا اخلاقی طور پر کوئی وجود ہے۔ میرے قائدین in custody تھے' وہ free-will میں نہیں تھے اور انہیں زبردستی بیرون ملک بھیجا گیا۔ ایک قیدی اور ایک جیل میں کوئی معاہدہ نہیں ہو سکتا۔ جیلر جہاں چاہے اور جس چیز میں ڈال کر چاہے قیدی کو لے جا سکتا ہے۔ جب انہیں اٹک سے کراچی تک ہتھکڑیوں سے باندھ کر جہاز میں لے جایا جاتا تھا کیا وہ بھی اپنی free-will سے جاتے تھے؟ اس وقت بھی وہ معاہدہ کر کے جاتے تھے۔ وہ اپنی مرضی سے اس ملک سے باہر نہیں گئے۔ انہیں زبردستی بھیجا گیا ہے تو دے دیں آپ جواب۔ آپ بعد میں جواب دے دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، بیٹھ جائیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔۔۔۔ (قطع کلامیاں) میں ہی جواب دے دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔۔۔ جی، فرمائیں۔

جناب محمد وارث کلو، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ Contract Act کی بات کر رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ میں on record لانا چاہتا ہوں۔ جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ کچھ نہ کچھ معاہدہ ضرور ہوا ہے، یہ سارے ملک نے دیکھا ہے، ساری دنیا نے دیکھا ہے۔ وہ یہاں سے پوری فیملی کے ساتھ گئے ہیں تو وہ کسی نہ کسی معاہدے کے تحت گئے ہیں۔ میں یہاں یہ بھی record پر لانا چاہتا ہوں کہ جو بھی معاہدہ ہوا ہے وہ سعودی گورنمنٹ اور پاکستان گورنمنٹ کے درمیان ہوا ہے اور وہ ان کی request پر ہوا ہے اور حکومتوں کے معاہدے Contract Act کے تحت نہیں ہوتے، اسے treaty کہتے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کیونکہ یہ law man ہیں۔ treaty میں اس کی کوئی گنجائش نہیں جو یہ کہہ رہے ہیں۔ That was a treaty and that was performed among the countries Saudi Arab and Pakistan

جناب چیئرمین، رانا صاحب! wind up کریں۔ آپ 5 منٹ میں wind up کریں گے۔۔۔ (قطع کلامیاں) رانا صاحب! آپ wind up کریں۔ ایک بج کر 40 منٹ ہو گئے ہیں۔ اب آپ کے پاس صرف 5 منٹ ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

رانا صاحب! آپ wind up کریں گے تو کسی کو ٹائم ملے گا۔ آپ جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! آپ House کو in order کریں اور انہیں بٹھا دیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف اور ان کی فیملی۔۔۔۔

محترمہ کنول نسیم، یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، میں نے ان سے متعلق کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ دیکھیں یہ ہمارے ان معزز اراکین کا حال دیکھیں کہ یہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کے درمیان جو معاہدہ ہوتا ہے وہ treaty ہوتی ہے۔

treaty جو ہے وہ goods سے متعلق ہوتی ہے وہ افراد سے متعلق نہیں ہوتی۔ ان کو اتنا ہی نہیں پتا' یہ اٹھتے ہیں اور اٹھ کر بات شروع کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ ان کو چھوڑیں' اپنی بات شروع کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ Pakistan Penal Code کا Preamble ہے۔ محترم لاء منسٹر صاحب' میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔ اس کی Clause-2 ہے کہ

"Punishment for Offences Committed Within Pakistan:

Every person shall be liable to punishment under this code and not otherwise."

یعنی آپ کے پاس اگر کوئی آدمی قید میں ہے' اس کے خلاف آپ نے جھوٹا پچا کیس بنایا ہوا ہے۔ یہ کوئی رانے اعجاز کا اور رانا ثناء اللہ کا معاملہ تو نہیں تھا کہ انہوں نے کوئی معاہدہ کر لیا' کسی کو بھیج دیا یا وہ خود چلے گئے۔ یہ معاملہ میاں نواز شریف Ex-Prime Minister of Pakistan جو کہ اس وقت ایک convict کی شکل میں تھا اس کے اور حکومت پاکستان کے درمیان ہے۔ کیا حکومت پاکستان کوئی ایسا Act کر سکتی ہے جس کی قانون میں اجازت نہیں؟ کیا وہ contract Act سے ہٹ کر کوئی معاہدہ کر سکتی ہے؟ کیا وہ پاکستان پینل کوڈ میں جو درج ہے کہ پاکستان میں کوئی بھی آدمی جو بھی جرم کرے گا اس کو otherwise سزا دی ہی نہیں جا سکتی' کیا اس کے برعکس سزا دی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر! یہ Pakistan Penal Code ہے' Contract Act اور اس کے علاوہ پاکستان کا Constitution ہے۔ میں لاء منسٹر کو یہ چیلنج کرتا ہوں کہ وہ exile کی سزا کسی جگہ سے' اس پورے Penal Code سے مجھے نکال کر دکھا دیں اور Contract Act سے نکال کر دکھا دیں کہ ایک قیدی free-will ہوتا ہے اور وہ معاہدہ کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ کروں گا کہ یہاں پر یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ ہم ان کو کون سا

روک رہے ہیں' وہ آجائیں۔ یہ اس صوبے کے عوام' اس ملک کے عوام اور اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے ضروری ہے کہ حالت کیا ہے؟ حالت یہ ہے کہ جب ہمارے صاحبان سعودی عرب جاتے ہیں تو وہاں پر پاکستان سے متعلق ان کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہوتا۔ ان کی بغلوں میں فائلیں ہوتی ہیں جن میں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے اخباری بیانات ہوتے ہیں۔وہ جاکر ان کے سامنے بیٹھ کر کہتے ہیں کہ دیکھیں جی آپ کے ملک میں بیٹھ کر وہ سیاست کرتے ہیں۔ وہ ہمارے ملک میں مداخلت کرتے ہیں۔ حالت یہ ہے' میاں شہباز شریف صاحب نے مجھے خود یہ بات بتائی---

جناب چیئرمین، رانا صاحب! صرف دو منٹ رہ گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، میں دو منٹ میں بات کرتا ہوں۔ انھوں نے خود مجھے یہ بات بتائی ہے کہ امریکہ میں پاکستانی سفارت خانے کو اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے کہ وہ ہر وقت امریکہ سے' ان کے foreign department سے صرف اسی بات میں لگا رہتا ہے کہ یہ بیٹھے ہیں' ان کی اخبار میں تصویر چھپ گئی ہے' انھوں نے یہ بیان دے دیا ہے' انھوں نے فلاں جگہ پر ایک پریس کانفرنس کر دی ہے' فلاں جگہ پر تقریر کر دی ہے۔ یعنی پاکستان کا سفارت خانہ جس کا امریکہ میں کروڑوں روپے کا بجٹ ہے۔ اسے اس بات کی فرصت ہی نہیں کہ وہ یہ کہے کہ را (Raw) یہ کر رہی ہے' انڈین گورنمنٹ یہ کر رہی ہے وہ صرف اسی بات میں لگا ہوا ہے کہ میاں نواز شریف صاحب کا بیان چھپ گیا' میاں شہباز شریف صاحب کا بیان چھپ گیا۔ میاں شہباز شریف صاحب نے اس ہاؤس کا اس بات کے اوپر مجھے دوبارہ شکریہ ادا کرنے کا بھی کہا ہے کہ اس ہاؤس نے ان کے لئے درازئ عمر اور صحت کی جو دعا کی تھی اور ساتھ ہی ان کی واپسی کے لئے بھی دعا کی تھی۔ انھوں نے مجھے یہ کہا ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ وہ آجائیں' ہم کون سا روکتے ہیں؟ وہ آکر مقدمات کو face کریں۔ انھوں نے کہا کہ ان کے سفارت خانے' ان کی حکومت کی Foreign Policy صرف اور صرف ہمیں روکنے کے لئے لگی ہوئی ہے۔ میرے خلاف انہوں نے قتل کے مقدمات بنائے ہیں۔ محترم لاء منسٹر وہ کہتے ہیں

کہ ان مقدمات میں مجھے warrant of appearance بھیجیں، میں receive کروں گا اور میں میاں شریف کا بیٹا نہیں اگر میں اگلے دن پاکستان میں آ کر پیش نہ ہو جاؤں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کو اور اس معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہر قیمت پر واپس آنا ہے۔ انہوں نے اس ملک کی سیاست کرنی ہے اور یہ لوگ جو بیٹھے ہیں میں ان کا حال دیکھتا رہا ہوں۔ میاں شہباز شریف جب آتے تھے تو ان کی دُمیں نکل آتی تھیں اور ہلنا شروع ہو جاتی تھیں۔ ان کی اب دوبارہ دُمیں بھی نکلنی ہیں اور وہ دوبارہ بھی ہلیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ آئیں گے اور سیاست کریں گے۔

جناب چیئرمین، جناب لاء منسٹر! ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، جی، بی بی!

محترمہ کنول نسیم، رانا ثناء اللہ صاحب نے جھوٹ بولنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ میں اس وقت یو این اے نیوز ایجنسی کی بیورو چیف تھی۔ میرا بیگم کلثوم نواز شریف سے انتہائی قریبی دوستانہ تھا اور وہ مجھ سے پوچھتی تھی کہ کنول نسیم اگر تمہاری کسی جرنیل سے دوستی ہے تو ہمیں بتاؤ۔ مریم نواز اور ایک خاتون عالیہ وہ تین مہینے بعد deal کرنے کے لئے دُبئی جاتی تھیں۔ تین بار وہ ناکام ہوئے، چوتھی بار کامیاب ہوگئے اور انہوں نے رفیق تارڑ صاحب کو کہا تھا کہ اس deal کا کوئی حصہ written نہیں ہونا چاہئے۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ اگر وہ "جیو" پر یا "اے آر وائی" پر ویڈیو دیکھ لیں تو جس خوشی کے ساتھ بیگم کلثوم نواز جا رہی تھیں اور جس طرح انہوں نے انگوٹھیاں پہنی ہوئی تھیں تو کیا انہیں زبردستی بھیجا جا رہا تھا؟

میں ایک اور واقعہ رانا ثناء اللہ صاحب کو بتاتی ہوں کہ مجھے مریم نواز کا فون آیا کہ ابو کی طبیعت بڑی خراب ہے۔ انہیں ہارٹ کی problem ہو گئی ہے اور ڈاکٹر کون تھی؟ ان کی سالی ڈاکٹر خدیجہ تھی۔ اب مجھے بتائیں کہ اس وقت تو ہارٹ اٹیک ہو گیا تھا۔ اب ہارٹ اٹیک بھی ختم ہو گیا۔ کیا

انہیں زبردستی بھیجا گیا ہے؛ وہ تو خود گئے ہیں۔ جب وہ گئے ہیں تو اس وقت رات بارہ بجے میں ماڈل ٹاؤن میں ان کی کوٹھی پر تھی۔ سارا کچھ اجڑ چکا تھا' شہباز شریف کے کپڑے ان کے نوکروں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ انہیں زبردستی بھیجا گیا۔ وہ deal کے تحت گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جی' لاء منسٹر صاحب! --- (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، میں نے اب لاء منسٹر کو floor دے دیا ہے۔

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ہم تحریک استحقاق کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ چند معزز اراکین جن میں رانا ثناء اللہ صاحب سرفہرست ہیں' انھوں نے پیش کی ہے اور آج breach of privilege جو ہوا ہے وہ اس حوالے سے بات کرنا چاہتے تھے۔ ان کی short statement سننے کے بعد اور میرا جواب سننے کے بعد آپ نے فیصلہ دینا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس لحاظ سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک معزز اراکین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے' ماسوائے ایک رکن کے باقی کسی نے بھی اور جیسا کہ ابھی آپ نے point out کیا کہ کسی نے breach of privilege کی بات نہیں کی اور نہ ہی میرے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب نے کوئی اس قسم کی بات کہی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کا ایک حصہ جو جناب سے متعلقہ ہے کہ کیا اس کو in order قرار دینا ہے یا نہیں دینا۔ اس طرح آپ کا کام تو آسان ہو گیا' جب آدھے سے زیادہ ممبران کا privilege breach ہی نہیں ہوا تو یہ تحریک بنتی ہی نہیں۔

دوسری بات جو اس تحریک میں عرض کی گئی اور جس واقعے کو بنیاد بنا کر یہ تحریک دی گئی ہے' اس حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں باتیں کرتے ہوئے رانا صاحب نے جو فرمایا کہ یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جنھوں نے اچھے کام کئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے قطعی طور پر اس بات سے انکار نہیں کیا۔ کسی نے اچھا کام کیا ہے تو اس نے اچھا کام کیا اور اگر کسی نے

غلط کام کیا تو غلط کام کیا۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے لیکن ان کی اطلاع کے لئے میں اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے لاہور کی سڑکوں کی بات کی ہے۔ میرے ایک دوست نے یہاں بات کی کہ لاہور میں جب پانی کھڑا ہو جاتا ہے تو لوگ شہباز شریف صاحب کو یاد کرتے ہیں تو ان کا اچھا کام تھا کہ لوگ ان کو یاد کرتے ہیں لیکن میں ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان اچھے کاموں کی payment آج بھی موجودہ حکومت کر رہی ہے۔ فیصل آباد کے ممبران یہاں موجود ہیں۔ فیصل آباد میں آج بھی این ایل سی کے ساتھ گورنمنٹ کا ایک سلسلہ چل رہا ہے کہ سڑکوں پر کام اس وقت شروع ہوا payment نہیں دی گئی اور کام کروا لیا گیا اور آج موجودہ حکومت payment کر رہی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہاں پر کہا گیا کہ موجودہ حکومت رولز کو relax کرنے کی طرف کوشاں ہے تو میں انتہائی وثوق اور ذمہ داری کے ساتھ یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے کوئی رولز' پروسیجر یا rule relaxation کی قطعی طور پر نہ بات کی ہے' نہ ہم کر رہے ہیں اور نہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! یہاں مصیبت یہ ہے کہ ہم بات کہیں کی کر رہے ہوتے ہیں اور تقاریر اس کی کہیں اور ملا لیتے ہیں۔ رانا صاحب نے کہا کہ کہیں ایک کار کی بات ہوتی ہے کہ ایک کار نہیں چاہئے' دو کاریں چاہئیں' کہیں یہ بات ہوتی ہے کہ دو کاریں نہیں چار کاروں کی ضرورت ہے۔ ظاہری طور پر ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ جو ہم نے چند دن پہلے اسمبلی میں بل introduce کیا' سٹینڈنگ کمیٹی کو گیا' کل اس کی رپورٹ واپس آئی ہے۔ اب قانون سازی کے لئے اسمبلی میں آنا ہے تو میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ وہ رولز relaxation نہیں ہیں بلکہ ایک proper قانون سازی کا طریقہ اپنا رہے ہیں۔ اگر یہ ایوان مدد کرے گا تو ہم ان کو اپنائیں گے' اگر نہیں کرے گا تو نہیں اپنائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات پر آپ کو تو موجودہ حکومت کو credit دینا چاہئے کہ بجائے اس

کے کہ ایڈمنسٹریٹو آرڈر کے تحت ہم کر دیتے، ہم تو آپ سے قانون سازی کروا رہے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس قانون سازی کا ہم ایک حصہ بن جاتے ہیں، کوئی بھی فیصلہ اس معزز ایوان میں ہوتا ہے یا کوئی کمیٹی کسی معاملے کو ٹیک اپ کر رہی ہوتی ہے، تو اگر ہم اس کمیٹی کا حصہ ہوتے ہیں تو بعد میں ہم اس کو criticize نہیں کرتے۔ ہم یہ جو قانون سازی لے کر آئے ہیں، اگر کسی سٹیج پر اس کو oppose کیا گیا ہے تو پھر اس ممبر کو حق ہوتا ہے کہ اپنا dissenting note دے دے اور کہے کہ میں تو اس کا حصہ نہیں تھا، میں نے ایوان میں بھی اس کی مخالفت کی تھی لیکن اگر اس کو متفقہ طور پر لے لیا جائے اور بعد میں اس پر اعتراضات کئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک مناسب طریقہ کار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ میں اب دوسرے حصے کی طرف آتا ہوں۔ انہوں نے پہلی بات Contract Act کے حوالے سے کی اور معاہدے کے حوالے سے کی کہ معاہدہ کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ اپنی مرضی سے نہیں گئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک عام فہم بات ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ میاں صاحب کو ایک مقدمے میں سزا ہو چکی تھی اور سزا ہونے کے بعد وہ اٹک جیل میں اپنی سزا بھگت رہے تھے۔ اب میں اپنے معزز بھائی سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جب ایک شخص جس کو ایک مقدمے میں سزا ہو چکی ہے، اگر معاہدہ نہیں ہے تو وہ ملک سے باہر کیسے گئے؟ آپ غور تو فرمائیں۔ میری گزارش سن لیں کہ ہمیں اس تفصیل میں جانا ہی نہیں چاہئے تھا۔۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ وزیر قانون کی حیثیت سے بات کریں اور یہ بتائیں کہ ایک آدمی جسے سزا ہو چکی ہو، وہ جیل میں بند ہو، اسے حکومت کس قانون کے تحت کسی دوسرے ملک کے سپرد through an agreement یا اس کی will میں کر سکتی ہے؟

جناب چیئرمین، آپ کے صدر تارڑ صاحب بھی تھے اور وہ گواہ ہیں۔ وہ کیوں نہیں بولتے؟ کیا ان کی کوئی statement ہے؟

وزیر قانون، جناب چیئرمین! معاہدہ کوئی نہیں ہے وہ ویسے ہی وہاں سے نکلے تھے۔ ائرپورٹ پر سینکڑوں بکس پڑے ہوئے تھے' چالیس کے قریب نوکر ساتھ لے کر گئے ہیں اور معاہدہ نہیں تھا۔ انہیں سعودی گورنمنٹ کا جہاز لینے کے لئے آیا تھا۔ اگر معاہدہ نہ ہو تو مجرموں کو کبھی جہاز لینے کے لئے آتا ہے؟ یہ کہاں کی بات کرتے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان، جو قیدی اپنے لئے کھانا نہ منگوا سکے اس کے چالیس بکس کون لے کر گیا تھا؟ کس نے نوکر منگوائے؟۔۔۔

جناب چیئرمین، رانا ثناء اللہ صاحب! یہ حقیقت ہے کہ وہ جہاز میں گئے ہیں۔ کوئی پیدل نہیں گئے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! یہ ہمیں بتائیں کہ یہ Penal Code ہے' یہ قانون ہے' اس قانون کے تحت حکومت اسے بیرون ملک بھیج سکتی تھی۔ جب ان کا خرائل ہو رہا تھا تو میں ان سے ملنے کے لئے گیا' میں تقریباً ان سے دس پندرہ فٹ کے فاصلے پر تھا۔ جو گارڈ ان کے ساتھ تھا وہ ایک رینجر کے صاحب تھے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ دیکھو یہ صاحب مجھے فیصل آباد سے ملنے آئے ہیں تو مجھے ان سے ہاتھ ملانے دو۔ انہوں نے مجھے ہاتھ نہیں ملانے دینے تو پھر یہ آناً فاناً اتنا رحم و کرم کس قانون کے تحت ہوا؟ یہ کسی قانون کا تو حوالہ دیں۔ یہ بتائیں کہ یہ کیسے ہو گیا؟

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب چیئرمین! رانا صاحب نے اتنی لمبی بات کی ہے' میں نے انہیں بالکل interrupt نہیں کیا لیکن آپ حوصلے کے ساتھ میری بات سن لیں۔ میں مزید یہ بات کرنا چاہتا تھا کہ ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہئے تھا۔ اس لئے نہیں پڑنا چاہئے کہ کسی کی ماؤں' بہنوں پر سیاست مت کیجئے۔ اپنی سیاست کیجئے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین! یہ میری پوری بات سن لیں۔ آپ حوصلہ رکھیں اور میری پوری بات سنیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہمارے قائد چودھری شجاعت صاحب نے یہ کہا تھا کہ مائیں بہنیں سب کی سانجھی ہوتی ہیں اور آج بھی ہم اس بات پر قائم ہیں۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تو ان کی سمجھ کی بات ہے۔ میں تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ماؤں بہنوں کی سیاست نہیں کرنی چاہئے۔ ہمارے قائد چودھری شجاعت نے انہی کے متعلق ہی کہا تھا کہ مائیں بہنیں سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔ آپ کیوں ان کا قصہ اسمبلی میں لے کر بیٹھ جاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ معاہدہ نہیں تھا۔ اگر معاہدہ نہیں تھا تو پھر آئیں' عدالتیں کھلی ہیں' عدالتوں میں چیلنج کریں کہ معاہدہ کوئی نہیں ہے۔ وہ واپس آئیں۔ ان کو کون واپس آنے سے روک رہا ہے؟ جب الیکشن آنے تھے تو یہ تو کہہ رہے تھے کہ پوری فیملی الیکشن لڑنا چاہتی ہے۔ جب حکومت نے کہا کہ اپنے nomination papers اپنی embassy سے verify کروا کر لائیں' بات وہیں ختم ہو گئی۔ رانا صاحب نے فرمایا کہ چند دن پہلے میاں صاحب سے ان کی بات ہوئی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اور صرف سیاسی لحاظ سے اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لئے باتیں کی جاتی ہیں۔ کیا پچھلے دو سال سے مسلسل ہر روز ہم نہیں سن رہے کہ آ رہے ہیں' آ رہے ہیں لیکن کب آئیں گے؟ چلیں' آج یہ اس ایوان میں count down date دے دیں کہ فلاں تاریخ کو آ رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ زبردستی بھیجا گیا۔ آپ نے دس منٹ پہلے بات کی تھی کہ کسی شخص نے جیل میں پھانسی کا پھندہ گلے میں ڈال لیا' معافی نہیں مانگی' بھاگا نہیں اور باہر نہیں گیا۔ آصف زرداری بھی ان کے سامنے جیل کاٹ رہا ہے' اس کو اس کے بچوں کے پاس کیوں نہیں کوئی بھیج دیتا؟ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین! اب ان کو تکلیف ہو رہی ہے۔ میری پوری بات تو سن لیں۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان ، جناب چیئرمین! وزیر قانون صاحب نے آصف زرداری کے متعلق کچھ فرمایا ہے' وہ ذرا دوبارہ وضاحت فرما دیں کیونکہ میں سن نہیں سکا۔

جناب چیئرمین، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ کیوں نہیں جا سکتے؟ اگر حکومت کا معاہدہ ہو تو وہ بھی جا سکتے ہیں۔ حکومت کے معاہدے کے تحت میاں نواز شریف' میاں شہباز شریف گئے ہیں۔ میں اس پر رولنگ دیتا ہوں کہ وہ معاہدے پر گئے ہیں۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! رانا آفتاب صاحب میرے بھائی ہیں اور میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ میں نے تو ایسی بات کی ہے جو ان کے کریڈٹ میں جاتی ہے۔ چند لمحے پہلے راجہ ریاض صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ آصف زرداری صاحب کے بچوں کا جو معاملہ ہے' اس سلسلے میں ایوان میں رپورٹ پیش کی جائے تو یہاں پر اس وقت جناب قائم مقام سپیکر صدارت فرما رہے تھے تو انہوں نے "ڈان" اخبار میں آصف علی زرداری صاحب کا ایک بیان quote کیا تھا جس میں یہ کہا گیا ہے کہ آصف علی زرداری نے کہا ہے کہ "جیل میں نے کاٹنی ہے میرے بچوں نے نہیں کاٹنی' میں اکیلا کاٹ لوں گا"۔ میرے بھائی وہ تو نہیں جانا چاہتے۔ اگر وہ جانا چاہتے ہیں تو ان کی طرف سے تحریری درخواست لے کر آئیں۔ حکومت کو دیں اور حکومت اس پر غور کرے گی لیکن وہ آپ کی بات نہیں مانیں گے۔ وہ اپنی اور کوئی سیاست کر رہے ہیں۔ آصف علی زرداری کو باہر بھیجنے کا یا ان کو compel کرنے کا آپ کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ سیاست کر رہے ہیں آپ کی طرح compromise نہیں کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! یہ جو لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ اس وقت وہ جو بات کر رہے ہیں وہ راجہ بشارت کی حیثیت سے نہیں بلکہ وزیر قانون پنجاب کی حیثیت سے بات کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک open offer کی ہے کہ آصف زرداری صاحب بھی درخواست لکھ کر دے دیں تو کیا

جتنے بھی لوگ قید میں بند ہیں ' کوئی عمر قید ہے ' کوئی سزائے موت ہے تو کیا وہ سب ہی درخواست لکھ کر دے دیں تو حکومت ان کو باہر بھجوانے کے لئے غور کرے گی اور کم از کم کتنے فیصد لوگوں کو باہر بھجوا دے گی؟

جناب چیئرمین، جو request کرے گا اس پر حکومت غور کرے گی۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں قانون کی بات کر رہا ہوں۔ رانا صاحب نے کہا ہے کہ کیا قانون کے تحت کوئی آدمی جو سزا یافتہ ہو اگر وہ حکومت کو request کرے تو کیا حکومت اس کو باہر بھجوا سکتی ہے؟ میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ ہر آدمی جو جیل میں قید ہے اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ حکومت کو mercy petition دے' فیصلہ کرنا حکومت کا کام ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، آرڈر پلیز ' آرڈر پلیز۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! یہ انہوں نے جو mercy petition کی بات کی ہے' mercy petition صرف سزائے موت کا قیدی جب اس کی تمام اپیلیں خارج ہو جائیں تب وہ کر سکتا ہے۔ میں راجہ صاحب کو یہ چیلنج کرتا ہوں کہ حکومت کے پاس کوئی آئینی' کوئی قانونی اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی بھی سزا یافتہ شخص کو کسی قانون کے تحت بیرون ملک بھیج سکے۔ ان کے پاس بالکل اختیار نہیں ہے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میرے بھائی کی ان جذباتی باتوں کے جواب میں ہی کل بھی کھر میگزین میں میاں نواز شریف کا بیان آیا ہوا تھا۔وہ کہہ رہے تھے کہ "اگر اب مجھے واپس آنے دیں تو میں تو اب جیل میں بھی رہنے کے لئے تیار ہوں "۔ اس بات پر شیخ رشید صاحب نے کہا ہے کہ "ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا"۔ ان کی باتیں اپنی جگہ پر ہیں۔جن پر بیتتی ہے اس کو پتا ہوتا ہے۔آپ ان سے بات کریں اور ان سے پوچھیں کہ جب وہ اٹک جیل سے گئے ہیں تو کن حالات میں گئے ہیں وہ ان کو پتا ہے کہ انہوں نے کس کو درخواست دی تھی۔ وہ انہیں پتا ہے کہ انہوں نے

کس سے اجازت لی تھی، وہ انہیں پتا ہے کہ انہوں نے معاہدہ کس کے ساتھ کیا تھا۔ سعودی حکومت نے جہاز بھیجا تھا اور کبھی کسی قیدی کو جہاز نہیں بھیجا جاتا۔ کسی قیدی کو چالیس کے قریب نوکر اور باورچی ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یہ اس بات کو deny کریں، categorically deny کریں۔ کہتے ہیں کہ بکس کس نے تیار کئے؟ کیا اخبارات میں یہ باتیں نہیں آئی تھیں کہ میاں نواز شریف صاحب کی اہلیہ محترمہ خود بکسز تیار کروا رہی تھیں اور تیاری کر کے یہاں سے گئے ہیں؟ یہ کوئی اچانک بات نہیں ہوئی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان باتوں کو چھوڑیں۔ میں خاص طور پر گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آئیں اور ہمیں بتائیں کہ کیا جن محترم خواتین کے متعلق یہ بات کر رہے ہیں وہ خواتین شادی کے لئے application دے کر حکومت پاکستان سے اجازت لے کر واپس نہیں آئی تھیں؟ کیا محترمہ کی طرف سے چودھری شجاعت حسین صاحب کے متعلق یہ بیان نہیں دیا گیا تھا کہ انہوں نے ہمیں شادی میں شرکت کے لئے facilitate کیا ہے؟ کیا یہ اس سے انکار کر سکتے ہیں لیکن جب وہ شادی کے لئے تشریف لائیں، چار مہینے گزر گئے اور شادی نہ ہوئی تو پھر انہیں یہ کہا گیا کہ آپ معاہدے کی خلاف ورزی کر رہی ہیں، جو معاہدہ حکومت اور ان کے درمیان ہوا ہے کہ دس سال تک وہ اس ملک میں واپس نہیں آ سکتے۔ اگر اس کو deny کرتے ہیں تو عدالت عالیہ موجود ہے، ہائیکورٹ موجود ہے، سپریم کورٹ موجود ہے۔ یہ وہاں کیوں نہیں جاتے؟ رانا صاحب ہی قدم اٹھائیں اور کل سپریم کورٹ میں جائیں۔ ساری بات سامنے آ جائے گی۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ گو یہ پنجاب حکومت سے متعلقہ کوئی معاملہ نہیں ہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میں نے specifically ان سے یہ کہا تھا کہ وہ یہ بتائیں کہ ان کے گھر کے سرچ وارنٹ کی کاپی ان کے پاس ہے؟ وہ یہ پیش کریں، جو یہ تین دن تک ڈرامہ ہوتا رہا۔ اس کے بعد یہ کہہ رہے ہیں کہ جناب اجازت ہے، گورنمنٹ بھیج سکتی ہے، غور کر سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کسی آئین، پینل کوڈ اور کسی قانون کا حوالہ تو دیں کہ جناب فلاں دفعہ کے تحت حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ معاہدہ کے تحت کسی بھی قیدی کو بیرون ملک بھیج سکتی ہے۔

یہ بات سپریم کورٹ کی کر رہے ہیں۔ آپ سپریم کورٹ کو پی سی او سے آزاد کریں تو ہم وہاں پر جائیں۔ اس کو بھی آپ نے یرغمال بنایا ہوا ہے تو پھر ہم کہاں جائیں؟

وزیر قانون، میں صرف ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر فرمایا گیا کہ کوئی معاہدہ نہیں ہے' کچھ نہیں ہے تو یہاں پر یہ بھی point out کیا گیا تھا کہ اس وقت صدر پاکستان کون تھے اور اس وقت وہ صدر پاکستان تھے جو آج بھی اخبارات میں بیان دیتے ہیں کہ میں آج بھی صدر ہوں۔ انہیں یہ بھی چاہئے کہ وہ سپریم کورٹ میں چلے جائیں اور petition دائر کر دیں کہ میں بطور صدر پاکستان یہ کہتا ہوں کہ کوئی معاہدہ نہیں تھا۔عدالت میں کیوں نہیں جاتے؟ میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ اس وقت صدر پاکستان تارڑ صاحب تھے جو آج بھی اپنے آپ کو یہ کہتے ہیں کہ میں صدر پاکستان ہوں تو میں اپنے بھائیوں سے دست بستہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ ان بزرگوں سے کہیں کہ وہ کورٹ میں چلے جائیں اور کہیں کہ میں صدر تھا اور میری موجودگی میں کوئی معاہدہ نہیں ہوا تو ساری بات سامنے آ جائے گی لیکن یہ ادھر تو جاتے ہی نہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس لئے اس کو مسترد فرمایا جائے اور دوسری بات کہ اگر کسی معاہدہ کے متعلق کوئی بات ہے تو میں اپنے بھائیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ کورٹ میں آئیں' وہاں پر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! اس سے پہلے کہ آپ اس تحریک استحقاق سے متعلق فیصلہ کریں میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گا کہ راجہ صاحب نے اپنی پوری تقریر میں ایک لفظ بھی یہ نہیں کہا کہ وہاں پر ہمارا breach of privilege نہیں ہوا۔ breach of privilege کی بات یہ تھی کہ وہاں پر پولیس ملازمین نے ہمارے ساتھ بدسلوکی کی' ہمیں وہاں پر ان افراد سے ملنے سے روکا اور ہمیں دھکے دیئے۔ یہ بات باقی دوستوں نے بھی کہی ہے۔ اس کے متعلق یا تو راجہ صاحب categorically یہ کہیں کہ جناب یہ واقعہ وہاں پر نہیں ہوا۔ دوسری بات یہ کہ جو یہ معاہدہ کی بات کر رہے ہیں کہ

جناب آپ کورٹ میں جائیں۔ وہ تو ہمیں پتا ہے کہ وہاں پر کیا معاملات ہیں اور جب وقت آئے گا تو وہاں بھی جائیں گے لیکن یہ تسلیم کریں' انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ کوئی قانون نہیں ہے۔ کسی قانون کے تحت وہ معاہدہ ہو سکتا تھا نہ ہوا ہے۔ ہاں معاہدہ اگر ہوا ہے تو وہ طاقت کا معاہدہ ہے اور اس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ جب کسی ریاست میں طاقت کے معاہدے ہوں گے تو وہ ریاست نہیں چلے گی اور وہ معاشرہ قائم نہیں رہے گا۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ طاقت کا معاہدہ نہیں تھا' یہ تارڑ کا معاہدہ تھا کہ جس پر عملدرآمد ہوا۔

جناب چیئرمین: میں اپنا فیصلہ محفوظ رکھتا ہوں اور ٹیپ سننے کے بعد میں فیصلہ کروں گا کہ privilege breach ہوا ہے یا نہیں؛ میں اسے pend کرتا ہوں۔اب میں چودھری محمد شفیق انور کو floor دیتا ہوں۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق کو out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جناب لاء منسٹر صاحب! چودھری شفیق صاحب اپنی privilege motion out of turn پیش کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب چیئرمین! جیسے جناب کا حکم ہو گا لیکن میری کل بھی ان سے بات ہوئی تھی اور آپ نے بھی مجھے فرمایا تھا۔ اگر generally میرے بھائی کا privilege breach ہوا ہے تو وہ بات کریں' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: Thank you۔ جی' اجازت ہے۔

ایس ایچ او احمد پور لمہ سرکل صادق آباد
کی جانب سے ایم پی اے کی تضحیک

چودھری محمد شفیق انور، جناب چیئرمین! میں آپ کا اور لاء منسٹر صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ مجھے out of turn تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی۔

جناب چیئرمین! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ SHO احمد پور لمہ سرکل صادق آباد نے مورخہ 15 جولائی 2003 کو ایک کاروباری اور عمر احمد پٹرولیم کے مالک عبدالرؤف ولد محمد اشرف کو غیر قانونی طور پر گرفتار کیا اور اسے بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے وہ آج تک شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں زیر علاج ہے۔ میں نے اس واقعہ کی شکایت متعلقہ ASP کے آفس میں جا کر کی۔ میرے اس احتجاج پر SHO مذکور بھی آفس میں آ گیا۔ دوران بحث اس نے مجھے سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں اور کہا کہ ایک MPA کیا دس MPA بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور میرے خلاف سخت ریمارکس دیئے کیونکہ ASP صاحب بھی شامل تھے۔ اس احتجاج کا نتیجہ یہ نکلا کہ مورخہ 20 جولائی 2003 کو میری ذاتی گاڑی LOH-569' جس پر پنجاب اسمبلی کا سٹکر اور M.P.A کی پلیٹ بھی لگی ہوئی تھی کو دوران ناکہ بندی احمد واہ پل پر روکا۔ گاڑی کو دیکھتے ہی اس نے بد زبانی شروع کر دی۔ ڈرائیور کو گالی دے کر کہا کہ کدھر ہے آپ کا MPA؟ ڈرائیور کے احتجاج پر اس کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ گن مین کو دوسرے محلے نے مارنا شروع کر دیا' گالیاں دیتا رہا۔ اگر آج M.P.A ہوتا تو میں اس کو بھی شکایت کا مزہ چکھاتا اور اس کو اپنی حیثیت کا پتا چل جاتا۔ میرے ڈرائیور فرزند علی اور گن مین اکبر علی پر تشدد اور میرے خلاف نازیبا الفاظ کے استعمال سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور مجھے اپنی جان اور عزت کا تحفظ مطلوب ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو

ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میں نے یہ مختصر سی تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے دوست عمر احمد پٹرولیم کے مالک عبدالرؤف کو گرفتار کیا تھا تو میں نے فوراً SHO سے رابطہ قائم کیا تو اس نے مجھے کہا کہ یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے۔ آپ مجھے 2 بجے تک ملیں لیکن جب میرے دوست تھانے میں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں پر پٹیاں باندھی ہوئی تھیں اور الٹی ہتھکڑی لگا کر چارپائی سے باندھا ہوا تھا اور اُسے ڈنڈے مارے جا رہے تھے لیکن جب مجھے اس کی اطلاع ملی تو میں نے A.S.P صاحب کو اس کی اطلاع دی۔ A.S.P صاحب رات کے 8 بجے وہاں گئے اور تین گھنٹے وہاں بیٹھے رہے لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اگلے دن A S P آفس میں بیٹھ کر ہماری گفت و شنید ہوئی تو میں نے کہا کہ آپ اس شریف آدمی کا جرم تو بتائیں کہ کیوں اس کی پگڑی اچھالی ہے اور اسے کیوں پکڑا ہے تو اسی تکرار کے دوران SHO اور A S P کے درمیان میری بحث ہوتی رہی لیکن وہ مجھے وجہ بتائے بغیر اپنی ضد پر رہے کہ ہم تفتیش کر رہے ہیں اور وجہ پوچھنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ 17 تاریخ کو اسے ننگا کر کے مارا اور تشدد کیا گیا۔ اس کو بیرک کی حوالات میں ڈال دیا گیا جس کی وجہ سے اسے ہارٹ اٹیک ہوا' پھر فوری طور پر اسے ہسپتال شفٹ کر دیا گیا۔ جب صادق آباد سول ہسپتال میں گئے تو ڈاکٹروں نے جواب دے دیا اور اس کے بعد اسے شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں بھیج دیا گیا۔

جناب چیئرمین! اب جس وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے میں اس کی طرف آتا ہوں۔ یہ وجہ نہیں کہ اسے مارا گیا ہے اور شریف آدمی کی پگڑی اچھالی ہے۔ وہ تو پولیس کا اپنا ایک رویہ ہے' اس کی بے راہ روی ہے اور زیادتی اور ظلم ہے لیکن جب میں 20 تاریخ کو ہسپتال گیا تو دیکھا کہ اس کے ایک ہاتھ میں ڈرپ لگی ہوئی ہے اور دوسرے ہاتھ میں اسے ہتھکڑی لگا کر چارپائی کے ساتھ باندھا ہوا ہے۔ وہ نیم بے ہوش پڑا ہے اور دو پولیس والے اس کے اوپر کھڑے کئے ہوئے ہیں۔ میں نے

ان سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے اسے ہتھکڑی کیوں لگائی ہوئی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کا judicial remand لے لیا ہے۔ کب لیا ہے؟ جب اس پر تشدد کیا گیا' اسے مارا گیا' وہ بے ہوش ہو گیا' ہارٹ اٹیک ہو گیا' جب شیخ زید ہسپتال میں داخل ہو گیا تو پچھلی تاریخ میں اس کی گرفتاری ڈالی گئی اور اگلے دن میں اس کا judicial remand on the basis of medical لے لیا گیا۔ جب میں نے یہ کہا کہ آپ انسان ہیں؟ آپ کو شرم آنی چاہئے۔ وہ بے ہوش پڑا ہے اور اسے ڈرپ لگی ہوئی ہے اور اوپر سے ہتھکڑی بھی لگی ہوئی ہے تو وہ میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ چودھری صاحب ایک طرف آپ کا حکم ہے اور دوسری طرف SHO ابھی یہاں بیٹھا ہوا تھا اور ہمیں دھمکی دے کر گیا ہے کہ اگر آپ نے ہتھکڑی نہ لگائی تو میں آپ کو dismiss کروا دوں گا تو میں نے غصے میں آ کر کہا کہ وہ انسان نہیں ہے بلکہ کمینہ اور ذلیل شخص ہے جس نے پیسے کی ہوس کے لئے اس قدر زیادتی کی ہے اور ابھی تک اس کی یہ ہوس پوری نہیں ہوئی۔ پولیس اور SHO کے بارے میں جب میں نے اپنے ریمارکس دیئے تو اسے بڑی تکلیف ہوئی جس کی بناء پر اسی تاریخ کو میرا ڈرائیور' گن مین اور میرا بھانجا' سردار رفیق حیدر لغاری صاحب کے ڈیرہ پر جا رہے تھے تو انہوں نے ساڑھے سات آٹھ بجے پل پر ناکہ بندی لگائی ہوئی تھی۔ وہ میری گاڑی کو جانتا تھا' ڈرائیور اور گن مین کو بھی جانتا تھا۔ وہ سٹی صادق آباد میں بھی متعین رہا ہے۔ اس نے گاڑی کو روک کر پوچھا کہ آپ کا MPA کہاں ہے؟ میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ SHO اور ASP کے اختیارات کیا ہوتے ہیں۔ لہذا انہیں گالیاں دینی شروع کر دیں اور ان کے منہ پر تھپڑ مارے اور میرے گن مین پر تشدد کیا اور وہ وہاں سے واپس لوٹ آئے۔

جناب چیئرمین صاحب! جناب وزیر قانون راجہ بشارت صاحب! میری گزارش ہے کہ اس قسم کے بے لگام گھوڑے جو صرف ہوس اور لالچ اور پیسوں کی خاطر اس حد تک گزر جاتے ہیں کہ نہ وہ کسی انسان کی زندگی دیکھتے ہیں اور نہ کسی MPA کا تحفظ کرتے ہیں تو ایسے شخص سے ہمیں کیا تحفظ ہے۔ جو شخص میرے ڈرائیور' گن مین اور مجھے سیدھی گالیاں دے سکتا ہے اس لئے کہ میرا

قصور یہ تھا کہ ایک ماہ کے دوران شہر صادق آباد میں تین چار ڈکیتیاں ہوئیں اور اسی دوران دو آدمی قتل بھی ہو گئے جس پر ہم نے A.S.P اور S.H.O کی D.I.G اور S.P کو شکایت کی اور احتجاج کیا جس کی انہیں تکلیف ہوئی۔ میری گزارش ہے کہ ایسے بے لگام گھوڑوں کو اگر آپ لگام نہیں دیں گے، اگر آپ اپنے MPA کا تحفظ نہیں کریں گے تو یہ ہر شریف آدمی کی پگڑی اچھالنے کی کوشش کریں گے لہذا میری راجہ صاحب سے گزارش ہے کہ ایسے A S P اور S.H.O کو suspend کیا جائے، لائن حاضر کیا جائے اور انکوائری کی جائے کہ انہوں نے میرے گن مین اور ڈرائیور پر تشدد کیوں کیا؟ مجھے گالیاں کیوں دیں اور ایک شریف آدمی کی سابقہ تاریخ میں گرفتاری ڈال کر اسے تین دن تک حبس بے جا میں رکھ کر تشدد کا نشانہ کیوں بنایا؟ اس کے خلاف پرچہ درج کیا جائے۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب Thank you' تشریف رکھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے معزز ممبر کی بات کا جواب دینے کا موقع دیا۔ کل جب لاء اینڈ آرڈر پر general discussion ہو رہی تھی تو میں نے گزارش کی تھی کہ یہ معزز رکن کے استحقاق کا معاملہ ہے لیکن اگر پولیس کسی شہری کے ساتھ زیادتی کرتی ہے تو اس کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ آج جب ہماری پارلیمانی پارٹی کا اجلاس ہو رہا تھا تو اس میں بھی وزیراعلیٰ پنجاب نے بڑے واضح انداز میں ممبران سے فرمایا تھا کہ پولیس کو قطعی طور پر اس بات کا اختیار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ کسی شریف آدمی کی عزت کے ساتھ کھیلے یا اس کی بے عزتی کرے---

محترمہ نشاط افزاء: یہ تو ہر روز ہو رہا ہے، عملی طور پر روزانہ ایسا ہو رہا ہے۔

وزیر قانون: محترمہ، کل آپ نہیں تھیں، اگر کل آپ موجود ہوتیں تو میری بات سن لیتیں۔ کل میں نے یہ گزارش کی تھی کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے پولیس کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ

effectively کام کریں۔ جب ان کی ضروریات کو پورا کیا گیا ہے تو پھر اب ہم پولیس کی صلاحیت کو بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ کل میں نے ایک لفظ استعمال کیا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے پولیس کو واضح طور پر یہ کہا ہے کہ اب deliverance کا وقت ہے' آپ deliver کریں۔ ہم نے آپ کی تمام باتیں سنیں' تمام مسائل کو حل کیا لیکن اب آپ نے deliver کرنا ہے' امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانا ہے اور ساتھ ہی شہریوں میں تحفظ کا احساس پیدا کرنا ہے۔

جناب چیئرمین ' معزز رکن نے جن خیالات کا اظہار کیا' مجھے قطعی طور پر اس سے اختلاف نہیں ہے اور میں آپ سے استدعا کروں گا کہ ان کی تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمایا جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور اسے خصوصی کمیٹی نمبر II کے سپرد کیا جاتا ہے جو دو ماہ کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ اگلی تحریک قمر حیات کاٹھیا صاحب کی ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ظہر کی نماز کا وقفہ نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین: ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی پڑھی جا سکتی ہے' ظہر کی نماز ایک بجے پڑھنی چاہئے تھی' لیٹ ہو گئی ہے۔ اب اکٹھی پڑھیں گے۔

ایم ایس شور کوٹ ہسپتال کا ایم پی اے کے ساتھ ناروا رویہ

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر ' میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 30 ۔ جون 2003 کو حلقے کے ایک کام کے سلسلے میں ایم۔ ایس شور کوٹ ہسپتال کے پاس گیا لیکن جب میں نے اسے ڈی جی نرسنگ کا ایک حکم نامہ دیا تو ایم ۔ ایس غصے سے آگ بگولہ ہو گیا اور مجھے کہنے لگا کہ آپ جعلی آرڈر لئے پھرتے ہیں۔ میں

آرڈرز کو نہیں مانتا' آپ جائیں جسے چاہیں میری شکایت کریں۔ آپ تو کیا وزیر صحت بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں نے آپ جیسے کئی ایم پی ایز اور وزراء صحت کو دیکھا ہوا ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین، اس کا جواب وزیر صحت دیں گے۔

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا : جناب والا ! میں اس پر short statement دینا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون: جناب چیئرمین' گزارش یہ ہے کہ وزیرصحت کے ماموں وفات پا گئے ہیں اور انھوں نے مجھے یہ فرمایا تھا کہ میں درخواست کروں کہ ان کا بزنس pend فرما دیا جائے۔ بہتر یہ ہو گا کہ معزز رکن اپنی short statement اس وقت دیں جب وزیر صحت یہاں موجود ہوں تاکہ وہ ان کی بات سن لیں گے' سمجھ لیں گے اور پھر جواب دے سکیں گے۔

جناب چیئرمین، کیا اسے کل تک کے لئے pend کر لیا جائے؟

وزیر قانون : جب وہ تشریف لے آئیں تو اس دن take up کر لیجئے گا۔

جناب چیئرمین، چلیں' قمر حیات کاٹھیا صاحب کی تحریک جمعرات تک کے لئے pend کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار شروع کی جاتی ہیں۔ محمد اقبال چٹھہ صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' امجد حمید خان دستی صاحب !

سردار امجد حمید خان دستی : جناب چیئرمین ! میری بات سنیں' آپ کے فائدہ کی بات ہے۔ اپوزیشن' حکومت' ملک' صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ کے فائدے کی بات ہے۔ ذرا غور سے سنیں' وہ بات یہ ہے کہ سندھ میں طغیانی نے' بارشوں نے قیامت بپا کر دی ہے۔ ہر اخبار میں سرخی لگی ہوئی ہے۔ "نیشن" اخبار میں لکھا ہے کہ ،

"Torrential rains devastated Sindh areas. Thousands homeless, Karachi badly affected, traffic system collapsed."

اسی طرح "خبریں" اخبار میں بھی لکھا گیا ہے کہ "سندھ میں بارش سے تباہی' بدین میں چھ سو افراد بہہ گئے' ٹھٹھہ میں سات سو ماہی گیر لاپتا" "نوائے وقت" میں بھی ایسی ہی خبریں لگی ہوئی ہیں۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر کسی ایک آدمی کو ٹھڈے لگے' کسی کو کلے پڑے' شہباز شریف یہاں نہ آ سکے' یہ سب اتنے ضروری مسائل نہیں ہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ سیالکوٹ کے واقعے سے بھی یہ زیادہ اہم مسئلہ ہے' یہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے' یہ زرعی معیشت کا ملک ہے۔ سندھ میں بسنے والے لوگوں پر یہ جو قیامت ٹوٹی ہے اس حوالے سے کہوں گا کہ سندھ والوں کو ہماری بات سننی چاہئے۔ گریٹر تھل کینال بننی چاہئے' کالا باغ ڈیم بھی بننا چاہئے تاکہ یہ تباہی اور طوفان جس نے سندھ کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے اس سے بچا جا سکے۔ ان کے کچھ آدمیوں کی حماقتوں کی وجہ سے' پچھلی حکومتوں کی حماقتوں کی وجہ سے جن کے پاس بھاری mandate تھا انھوں نے بھی کچھ نہیں کیا۔ وہ منہ سے کہتے تھے کہ کالا باغ ڈیم بنائیں گے لیکن ان کی نیت خراب تھی۔ ورنہ بھاری mandate والے اس مسئلے کو solve کر لیتے۔

چودھری زاہد پرویز: آپ بھی اس بھاری mandate کا حصہ رہے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ذکر کروں گا کہ کالا باغ ڈیم کو کھٹائی میں ڈالنا' گریٹر تھل کینال کو کھٹائی میں ڈالنا ہماری معیشت پر ایک بہت بڑی ضرب کاری ہے۔ سندھ میں کوئی بھی محب وطن اس کے خلاف نہیں ہے۔ ایک پلیجو صاحب ہیں اور کچھ دوسرے چند لوگ ہیں جو اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، دستی صاحب! جمعہ کے دن ہم نے زراعت پر بحث رکھی ہوئی ہے۔ اس دن آپ یہ ساری باتیں کر لیجیے گا۔ بارشوں کی تباہ کاری میں جو لوگ وفات پا گئے ہیں اگر آپ نے ان کے لئے

دعائے مغفرت کرنی ہے تو کر لیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: آپ نے دوسرے لوگوں کی دو دو گھنٹے تک بات سنی ہے۔ اب میں ایک کام کی بات کر رہا ہوں تو آپ اسے سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: دستی صاحب! ہمارے پاس ابھی دوسرا بزنس بھی ہے۔ آپ اپنی باقی باتیں جمعہ کے دن کر لینا۔ ہم اس دن آپ کو آدھ گھنٹے کا وقت دیں گے' یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب چیئرمین! جب آپ پر میری بات کا اثر نہیں ہے تو پھر حکومت کیا سنے گی؟ آپ میری بات سنیں' میری بات آپ کو سننی پڑے گی۔

جناب محمد وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی' فرمائیے!

جناب محمد وقاص: جناب والا! کل یہ تجویز آئی تھی کہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھنی چاہئے اور اس کے لئے ایک کمیٹی بن گئی لیکن بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ نماز جو کہ فرض ہے اس کے لئے وقفہ نہیں کیا گیا۔ کل بھی بڑے لیت و لعل کے بعد نماز کے لئے وقفہ دیا گیا اور اب بھی ظہر کا بہت وقت گزر چکا ہے۔ ہم یہاں دستی صاحب کی تین تقریریں سن چکے ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن نماز کے لئے آپ نے کوئی وقفہ نہیں دیا۔

جناب چیئرمین: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں دو نمازیں اکٹھی کی ہیں۔ ہم سب مسافر ہیں تو میں ظہر اور عصر اکٹھی کروں گا۔ لاہور کے مقامی ممبران جا کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ پندرہ دن کا stay نہیں ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے' اللہ کا حکم ہے کہ دو نمازیں اکٹھی کی جاتی ہیں۔ ظہر اور عصر اکٹھی کریں گے اور اکٹھی پڑھیں گے۔ میں نے رولنگ دے دی ہے۔ مقامی لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ وقاص صاحب! اس وقت بھی آپ ہی کی تحریک چل رہی تھی۔ اگر وقفہ کرتے تو آپ نے کہنا تھا کہ جی راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم یہ بندوبست کر رہے

ہیں کہ اذان ہاؤس کے اندر بھی سنی جائے اور اذان کی آواز کے ساتھ ہی وقفہ ہو جائے۔

جناب محمد وقاص: یہ بندوبست کب تک ہو جائے گا؟

جناب چیئرمین: اس حوالے سے میں اسمبلی سٹاف سے معلوم کر کے آپ کو مطلع کر دوں گا۔ ہم نے یہ فیصلہ تو کر لیا ہے کہ جب باہر اذان ہو گی تو اس کی آواز ہاؤس کے اندر آئے گی اور اس کے ساتھ ہی ہاؤس automatically adjourn ہو جایا کرے گا۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ اس طرح سے فتوے نہ دیں کہ ہم سفر میں ہیں یا نہیں ہیں اور دو نمازیں اکٹھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

جناب چیئرمین: ہم تو سفر میں ہیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: You are not supposed to کہ بیٹھ کر اس طرح کے فتوے دیں۔

جناب چیئرمین: 370 ممبران میں سے 300 تو سفر میں ہیں۔

چودھری زاہد پرویز: جناب والا! جو لاہور کے رہنے والے ہیں وہ کیسے مسافر ہوئے؟

جناب محمد وقاص: محترم جناب چیئرمین صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ بہت محتاط مسئلہ ہے آپ اس پر اتنی آزادی سے بات نہ کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

جناب محمد وقاص: حنفی فقہ کے مطابق بالکل یہ جائز نہیں ہے کہ آپ سفر میں بھی دو نمازیں اکٹھی کریں۔ آپ نے ایک sensitive مسئلہ چھیڑا ہوا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی ہیں۔ خانہ کعبہ جاتے ہیں، حج کرتے ہیں اور دو نمازیں اکٹھی پڑھتے ہیں۔

جناب محمد وقاص: جناب! کل یہ بات اخبارات میں رپورٹ ہو گی اور پورا پنجاب کیا بلکہ پورا ملک آپ کے پیچھے پڑ جائے گا۔ اس لئے آپ ایسی باتیں نہ کریں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ کل سے یہ کوتاہی نہیں ہو گی اور ڈیڑھ بجے وقفہ کر دیں گے

لیکن ابھی بندوبست کر کے آپ کو بتاتے ہیں کہ ہم کب تک کریں گے۔

چودھری زاہد پرویز، جناب والا! اسمر جنسی کیا ہے؟

جناب جہانزیب امتیاز گل، آئندہ آپ فتوے بھی نہیں دیں گے۔

جناب چیئرمین، انشاء اللہ آئندہ کوتاہی بھی نہیں ہو گی اور فتویٰ بھی نہیں دیں گے فتویٰ تو علماء دیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب چیئرمین! ---

جناب چیئرمین، دستی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ہمیں کام کرنے دیں۔ آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں سندھ سے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ہمیں سندھ سے ہمدردی ہے۔ وہ ہمارا صوبہ ہے۔ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ وہاں پر سماوی آفات آئی ہیں۔ اس میں حکومت کا کوئی جرم نہیں ہے اور حکومت کی کوئی mismanagement نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ ہم نے جمعہ کو زراعت پر بحث رکھی ہوئی ہے اس دن آپ کی بات سنیں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں بہت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں اس لئے مجھے بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، آپ کے لئے پانچ منٹ ہیں۔ جو بھی بات کرنی ہے ان پانچ منٹوں میں کر لیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، ممتاز بھٹو صاحب جنھوں نے کبھی اس کو تسلیم نہیں کیا اور بلوچستان کے اکبر بگٹی صاحب جنھوں نے آج تک سجدہ نہیں کیا۔ ان سے پوچھا کہ سجدہ کیوں نہیں کرتے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں آج تک کسی کے سامنے نہیں جھکا' میں خدا کے سامنے کیوں جھکوں؟ ہزاروں آدمی قتل کرا دیئے۔ یہ لوگ ہیں جو پاکستان کے مخالف ہیں۔ یہ لوگ ہیں جو کالا باغ ڈیم کے مخالف ہیں اور یہ لوگ ملک دشمن ہیں۔ آپ شہباز شریف اور نواز شریف کی بات کرتے ہیں۔ ان کو بھاری mandate ملا تھا۔ کیا ہو گیا تھا؟ ان کو سانپ سونگھ گیا تھا؟ انھوں نے کیوں نہیں بنایا؟ جو ضیاء الحق صاحب

Fountain House بنا گئے تھے، میں حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ ان چند پاگل مخالف لوگوں کو وہاں بھجوا دیں اور کالا باغ ڈیم شروع کروا دیں۔

چودھری الطاف حسین، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے جو ابھی پیش نہیں ہوئی۔ میری گزارش ہے کہ مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، جناب لاء منسٹر صاحب! معزز رکن چودھری الطاف صاحب اپنی تحریک استحقاق out of turn پڑھنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! مجھے تو ابھی اس کی کاپی بھی نہیں ملی۔ میں اس پر کیا comments دے سکتا ہوں؟

شیخ امجد عزیز، جناب والا! آپ تحریک التوائے کار کے لئے announce کر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین، وہ ہاؤس سے اجازت مانگ رہے ہیں۔ اگر ہاؤس اجازت دے گا تو وہ پڑھیں گے ورنہ نہیں پڑھیں گے۔

چودھری الطاف حسین، جناب والا! چونکہ تحاریک استحقاق کے وقت میں بہت لمبی لمبی تقاریر ہوتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی اپنی تحریک ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

شیخ اعجاز احمد، جناب والا! اگر آپ معزز رکن کو تحریک پیش کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم تو معزز رکن کے ساتھ ہیں۔

جناب چیئرمین، اجازت دی جاتی ہے۔ جی چودھری الطاف صاحب!

قانونگو اشتمال حلقہ کروڑ نشیب ضلع لیہ کا ایم پی اے کے ساتھ ناروا سلوک

چودھری الطاف حسین، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ کے عوام میرے علم میں یہ بات لائے کہ عطا محمد قانونگو اشتمال حلقہ کروڑ نشیب ضلع لیہ لوگوں کو ناجائز تنگ کر رہا ہے اور کوئی بھی کام رشوت لئے بغیر نہیں کرتا

جس پر میں نے اپنے ایک قریبی دوست کے ذریعے رقعہ دے کر پیغام بھیجا کہ عوام کے ساتھ صحیح برتاؤ کیا کرو اور کام دیانتداری سے کیا کرو۔ اس پر مذکورہ قانونگو نے کوئی اثر قبول نہ کیا الٹا میرے دوست کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک کیا حتیٰ کہ نوبت ہاتھا پائی اور گریبان پھاڑنے تک جا پہنچی۔ میں نے اس واقعہ پر قانونگو کے ساتھ بذریعہ ٹیلی فون بات کی تو مذکورہ قانونگو نے مجھے انتہائی کرخت اور توہین آمیز لہجے میں جواب دیا۔ چونکہ یہ قانونگو انتہائی کرپٹ اور بدعنوان ہونے کی بناء پر حلقے میں کافی مشہور ہو چکا ہے اس لئے میں نے اس کی کرپشن کے بارے میں انتظامیہ سے شکایت کی تو انتظامیہ نے میری شکایت پر موصوف قانونگو کو معطل کر دیا۔ اب حلقے کے بعض بااثر سیاسی ہاتھ اس کی بحالی کے لئے سرگرم ہیں اور مذکورہ قانونگو ان کی آشیر باد پر مجھے بذریعہ ٹیلی فون مسلسل دھمکیاں دے رہا ہے کہ میں آپ کو بحال ہو کر بتاؤں گا کہ میری اصل طاقت کیا ہے۔ تم ایم پی اے کیا بنے پھرتے ہو' تم اس سے زیادہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔ مجھے پتا ہے کہ آپ کا استحقاق چھوٹی چھوٹی باتوں پر مجروح ہو جاتا ہے جاؤ اپنی اسمبلی میں' اگر آپ کی اسمبلی میرے خلاف کچھ کر سکتی ہے تو کر کے دکھاؤ۔

موصوف قانونگو کا بااثر سیاسی ہاتھوں کے ایما پر مجھے مسلسل دھمکیاں دینے اور میرے حلقہ کی عوام کے سامنے میری عزت نفس کو مجروح کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! میں نے اس تحریک میں بااثر سیاسی ہاتھ کا بھی ذکر کیا ہے تو میں اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس قانونگو کے بچاؤ کے لئے ایک ایم این اے بہادر احمد خان سہڑ جن کا تعلق بھی یہ سے ہے انھوں نے قومی اسمبلی میں چیئرمین سینٹ میاں محمد سومرو کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی اور اس میں یہ موقف اختیار کیا کہ چیئرمین صاحب نے میرے حلقہ میں مداخلت کی ہے اور قانونگو عطا محمد کو معطل کرایا ہے۔ میں اسمبلی کے Floor پر یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کو عوام کی شکایت اور کرپشن کی وجہ سے میں نے ریونیو بورڈ کے اعلیٰ حکام سے کہہ کر معطل کروایا اور ایم این اے گریڈ 9 کے ایک ملازم کو بچانے کے لئے اور ذاتی مفادات کی خاطر یہ سب کچھ کر رہے ہیں حالانکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ استحقاق تو ہماری پنجاب اسمبلی کے معزز ایوان

کا مجروح ہوا ہے کہ ایک صوبائی معاملے کو قومی اسمبلی کے پلیٹ فارم پر اٹھایا گیا ہے۔

جناب والا! آج ہی مجھے ڈی سی او صاحب نے بتایا کہ معطل شدہ قانونگو کو دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے تو میں وزیر قانون اور وزیر ریونیو سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس قانونگو کو فوری طور پر معطل کیا جائے اور اس حلقے میں جو اشتمال ہو رہا ہے' اس میں بے ضابطگی ہو رہی ہے' غریب لوگوں کی سینکڑوں ایکڑ اراضی بااثر لوگوں کے نام کرائی جا رہی ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ فوری طور پر کروڑ نشیب کے حلقہ میں اشتمال کو روکا جائے اور اس موصوف قانونگو کے خلاف کارروائی کی جائے اور اسے فوری طور پر معطل کیا جائے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اسے معطل کر کے وہاں کوئی اور لگا دیا جائے تاکہ اس کے خلاف کارروائی ہو اور اس کی انکوائری ہو کہ کون سی ایسی بات ہے کہ اس کو فوری طور پر دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین، وزیر مال جناب گل حمید خان روکھڑی!

وزیر مال' ریلیف و اشتمال: جناب والا! اس سلسلے میں اسی مسئلے پر ایک تحریک قومی اسمبلی میں بھی پیش ہوئی ہے اور پہلے وہ آدمی معطل تھا پھر وہ کل یا پرسوں شاید بحال ہوا ہے۔ میرے نوٹس میں جب یہ بات آئی تو میں نے محکمے سے وہ فائل منگوائی ہے کہ کیا allegations تھے اور اس پر کیا انکوائری ہوئی؟ کیسے معطل ہوا اور پھر کیسے بحال ہو گیا؟ اس کے لئے مجھے ٹائم چاہئے۔ ان کی بات اگر ٹھیک ہے تو میں انکوائری کر لیتا ہوں اور یہ اگر معاملے کو کمیٹی کے سپرد کرانا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے اور میرے action پر راضی ہوتے ہیں تو میں فائل منگوا رہا ہوں۔ اس کو دیکھ کر جو proper قانون کے مطابق action ہو گا اور جو ان کے allegations ہوں گے اس کی وضاحت اور تصدیق کر کے اگر معطل کرنا ہوا تو معطل کریں گے بلکہ اگر dismissal تک بھی بات جائے گی تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یا تو اس تحریک کو مؤخر کر دیا جائے تاکہ وہ فائل میرے پاس آ جائے۔ میں اس کی پورے طریقے سے تسلی کر کے ان کو بھی بلاؤں گا اور ان کی تسلی کے مطابق اور قانون کے مطابق فیصلہ ہو گا۔ نہیں تو یہ معاملہ اگر کمیٹی میں بھی بھیجنا چاہیں تو مجھے اس پر کوئی بھی

اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کتنے دن میں محکمے سے جواب حاصل کر لیں گے؟

وزیر مال، ریلیف و اشتمال: ایک ہفتہ لگ جائے گا۔

جناب چیئرمین: جمعہ تک آپ فائل منگوا لیں کیونکہ اس کے بعد اجلاس ملتوی ہو جائے گا۔

وزیر مال، ریلیف و اشتمال: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: جمعہ تک کے لئے تحریک کو مؤخر کیا جاتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آج اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے، ہمارے صوبائی اسمبلی کے معزز رکن کے حوالے سے شائع ہوئی ہے کہ انہوں نے کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ گوجرانوالہ کے دفتر پر حملہ کیا ہے، ان کو زد و کوب کیا ہے اور ان کو مارا پیٹا گیا ہے۔ یہ سارا واقعہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ اگر یہ واقعہ واقعی اس طرح وقوع پذیر ہوا ہے تو میں جناب وزیر قانون سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر جو ایک سرکاری ملازم کے ساتھ واقعہ ہوا ہے۔ ہمارے اسمبلی کے ممبران کے یہ شایان شان نہیں ہے کہ ہم دفتروں میں جا کر اس طرح سے لوگوں کی مار کٹائی شروع کر دیں اور ان کے ساتھ اس طرح کے واقعات کئے جائیں۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب والا! میں نے بھی یہ واقعہ اخبارات میں پڑھا ہے اور چونکہ میں نے اجلاس میں آنا تھا تو آپ کے سامنے میں صبح سے یہاں پر ہی بیٹھا ہوا ہوں۔ میں اس سلسلے میں کوئی رپورٹ نہیں لے سکا۔ اجلاس کے بعد میں اس معاملے کو دیکھوں گا۔ کوشش یہ کریں گے کہ اس معاملے کو نمٹا دیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین، اب تحاریک التوائے کار شروع کی جاتی ہیں۔ محمد اقبال چٹہ 564/03

بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کی ابتر حالت

ملک محمد اقبال چٹہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور کا سب سے بڑا اور پرانا ہسپتال ہے جس کا شمار پاکستان کے نایاب ہسپتالوں میں ہوتا ہے۔ یہ ہسپتال بہاولپور کے تینوں اضلاع بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر اور بہاولپور سے ملحقہ اضلاع لودھراں، وہاڑی اور صوبہ سندھ کے سرحدی اضلاع کے لوگوں کو طبی سہولت فراہم کر رہا ہے۔ آج کل یہ ہسپتال حکومت کی بے توجہی اور لاپرواہی کی وجہ سے پسماندگی اور بے بسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں دل کے مریضوں کے لئے ہسپتال میں جدید مشینری مہیا نہیں کی گئی ہے جس کی وجہ سے بہاولپور اور ملحقہ علاقہ جات کے لوگوں کو بڑی پریشانی کا سامنا ہے اور لوگوں کو علاج معالجہ کے لئے دور دراز لاہور یا ملتان کے ہسپتالوں کا رخ کرنا پڑتا ہے جبکہ دل کے مریضوں کو فوری طبی امداد کی ضرورت ہوتی ہے اور فوری طبی امداد نہ ملنے کی صورت میں مریض اکثر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ دوران سفر بھی اکثر مریض انتقال کر جاتے ہیں۔ قیمتی جانوں کا اس طرح ضیاع نہایت افسوسناک بات ہے جس کا تاحال حکومت نے نوٹس نہیں لیا۔ اس لئے لوگوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، وزیر صحت!

وزیر قانون : جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ وزیر صحت آج موجود نہیں ہیں اور انہوں نے request کی ہے کہ ان سے متعلقہ جو business ہے اس کو pend فرمایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی' یہ تحریک التوائے کار pend کی جاتی ہے۔ جمعہ کو وہ آجائیں گے اور جمعہ کو یہ دوبارہ پڑھی جائے گی۔ اس کے بعد پھر اگلی بھی آپ ہی کی تحریک التوائے کار نمبر 569 ہے۔

حسنین آباد حلقہ پی پی 156 میں فراہمی / نکاسی آب کی ابتر حالت

ملک محمد اقبال چٹھہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حسنین آباد حلقہ پی پی 156 لاہور جس کی آبادی تقریباً 30 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اس آبادی میں کسی بھی حکومتی ادارے کی طرف سے سیوریج اور واٹر سپلائی کی پائپ لائن نہیں ڈالی گئی۔ بلکہ اس آبادی کے مکینوں نے اپنی مدد آپ کے تحت پانی اور سیوریج کے پائپ ڈلوائے ہوئے ہیں۔ یہ پائپ کافی جگہوں سے ٹوٹ چکے ہیں اور پینے کے پانی اور سیوریج کے پائپ آپس میں مل جانے کی وجہ سے لوگ گٹروں کا مکس شدہ پانی پینے پر مجبور ہیں جبکہ گلی نمبر 5 حسنین آباد کی حالت تو اس سے بھی بدتر ہے۔ سیوریج کے پائپ چھوٹے ہونے کی وجہ سے پانی گلیوں کے درمیان کھڑا رہتا ہے۔ عوام موذی قسم کی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں اور بے حد پریشان ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون صاحب! اس کا بھی آپ جواب دیں گے؟

وزیر قانون : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ معزز رکن صوبائی اسمبلی نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے یہ علاقہ حسنین آباد پی پی 156 لاہور کے بارے میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حسنین آباد کا علاقہ ریلوے لائن نزد شیر پاؤ برج عقب' برج کالونی میں واقع ہے جو لاہور کنٹونمنٹ بورڈ کے

زیر انتظام ہے۔ واٹر سپلائی اور سیوریج کی اصلاح کی ذمہ داری بھی کنٹونمنٹ بورڈ کی ہے لیکن اگر اس علاقے سے کوئی اس طرح کی شکایت کبھی وقتاً فوقتاً موصول ہوتی ہے تو واسا بھی یہاں پر اس شکایت کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ اسی سلسلے میں تحریک التوائے کار نمبر 547 شیخ امجد عزیز صاحب نے بھی پیش کی تھی اور اس وقت بھی یہ طے ہوا تھا کہ کنٹونمنٹ سے متعلقہ حکام کو اس سلسلے میں لکھا جائے گا۔ میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ جس مسئلے کی طرف انہوں نے نشاندہی کی ہے اور اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی ہے۔ انشاء اللہ یہ مسئلہ کنٹونمنٹ بورڈ کے حکام کے نوٹس میں لایا جائے گا اور ان سے گزارش کی جائے گی کہ اس مسئلے کے حل کے لئے اقدامات کریں۔ شکریہ

ملک محمد اقبال چٹہ، جناب والا! وزیر قانون نے یقین دہانی کروا دی ہے۔ میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مہربانی کی ہے لیکن ان سے گزارش یہ ہے کہ یہ کام ہونا چاہئے تاکہ لوگوں کی پریشانی ختم ہو سکے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اس کے بعد 571 مہر اشتیاق احمد!

بیوہ مالک مکان کو پراپرٹی ٹیکس کی چھوٹ

مہر اشتیاق احمد، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن حکومت کی پالیسی / نوٹیفکیشن کے بر عکس "بیوہ مالک مکان" کو پراپرٹی ٹیکس کی چھوٹ میں اپنی من مانیاں کر رہا ہے۔ حکومت نے نوٹیفکیشن کے ذریعے پورے لاہور شہر میں پراپرٹی ٹیکس کی چھوٹ مبلغ 12400 روپے تک دے رکھی ہے جبکہ متعلقہ محکمہ نے سمن آباد زون نمبر 8 اور باغبانپورہ زون

نمبر 2 میں صرف 2700 روپے تک چھوٹ دی ہے۔ اس طرح کی ناانصافی سے دونوں زونوں کے مکینوں میں سخت غم و غصہ پایا جا رہا ہے اور اس طرح کے فیصلے سے حکومت کے خلاف شدید نفرت پائی جا رہی ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر شفیق صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات، جناب چیئرمین! فاضل ممبر نے جو یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کی نوعیت انفرادی شکایت کی تو ہو سکتی ہے لیکن اس کی قانونی حیثیت اس لئے نہیں ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کے قانون کے تحت بیوہ، معذور شخص یا نابالغ کا ملکیتی مکان جس کی سالانہ تشخیص 48600 روپے ہو پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ ہے بصورت دیگر اگر سالانہ تشخیص 48600 روپے سے زائد ہو تو پراپرٹی ٹیکس مذکورہ زائد رقم پر لاگو ہوگا۔ اس سلسلے میں اگر محکمے میں کوئی بے ضابطگی ہو رہی ہے تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب اس کو نوٹس ملتا ہے تو ٹیکس دہندہ فوری طور پر ڈسٹرکٹ آفیسر کے پاس اپیل کرتا ہے۔ وہ اس کی appellate authority ہے۔ اگر وہاں سے بھی اس کو انصاف نہ ملے تو موجودہ سسٹم کے تحت ایگزیکٹیو ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو کے پاس اس کی revision کی اپیل کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود اگر مسائل حل نہ ہوں تو ڈائریکٹر جنرل کی سطح پر ہم نے ایک anomaly committee بنائی ہوئی ہے۔ میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں اگر کسی بیوہ، نابالغ یا یتیم کے ساتھ کسی بھی قسم کی کوئی بھی زیادتی ہوئی ہو تو محکمہ اس کا ذمہ دار ہے اور ہمارے افسران کے پاس یہ اختیار بھی ہے کہ اگر کسی سے زائد ٹیکس بھی لیا گیا ہو تو اسے فوری طور پر refund بھی کیا جا سکتا ہے۔ میں معزز ممبر سے گزارش کروں گا کہ اگر ان کے علم میں ایسی شکایات ہیں تو مہربانی کر کے ہمیں دیں تاکہ ان کا ازالہ کیا جائے اور جن افسران نے ایسی غلطیاں کی ہیں میں انشاء اللہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کا پابند ہوں اور انشاء اللہ کروں گا۔

مہر اشتیاق احمد، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ 98 میں زون نمبر 7 اور 2 میں تجرباتی طور پر کارپوریشن کو چارج دیا گیا تھا۔ اس کے بعد سے آج تک یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے کہ وہاں 2700 روپے کی چھوٹ دی جا رہی ہے جبکہ پورے لاہور بلکہ پورے پنجاب کے اندر 12400 روپے جو کمرشل بنیادوں پر ہے' میرے پاس ایک مثال ہے کہ ایک بیوہ کو 12700 روپے ٹیکس بھیجا گیا' اس میں سے 2700 روپے منہا کر کے باقی 10 ہزار روپے کا اسے نوٹس جاری کر دیا گیا۔ دونوں زونوں کے اندر باقاعدہ طور پر یہ چیز چلی آ رہی ہے۔ مجھے حیرانگی ہے کہ وزیر صاحب نے ان سے شاید پوچھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ میں ان کے پاس ویسے بھی حاضر ہوا تھا لیکن یہ مجھے ڈائریکٹر صاحب کے پاس بھیج رہے تھے کہ جا کر انہیں مسئلہ سمجھائیں۔ میں نے انہیں کہا آپ ای ٹی او صاحب سے فون پر پوچھ لیں کہ کیا بات ہے ایسا prevail ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا۔ ہم اس کے علاوہ اور بھی مثالیں دے دیں گے۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب چیئرمین! میں نے عرض کیا ہے کہ انہوں نے ایک عمومی نوعیت کی بات کی ہے۔ یہاں دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو اس کا طریق کار کیا ہے' میں نے lay down طریق کار عرض کر دیا کہ اگر E.T.O نے اس پر ٹیکس لگایا ہے تو ڈائریکٹر کے پاس اس کی اپیل ہوتی ہے اور E.D.O.R کے پاس اس کی revision ہوتی ہے۔ اس کے باوجود میں نے عرض کیا ہے کہ ڈی جی ہو' سیکرٹری ہو' منسٹر ہو' ہمارے دروازے کھلے ہیں۔ ہمارے پاس جو بھی درخواست آتی ہے ہم فوراً ایکشن لیتے ہیں اور میں نے فاضل ممبر کو یہ یقین دلایا ہے کہ اگر کسی نے زیادتی کی ہے تو ہم اس کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہیں۔ متاثر شخص کو انصاف بھی ملے گا اور جس نے زیادتی کی ہے اسے سزا بھی ملے گی لیکن کوئی چیز تحریری طور پر ثبوت کے ساتھ ہمیں دی جائے تاکہ ہم اس کے اوپر ایکشن لیں اور ان کا یہ کہنا کہ زبانی طور پر پوچھا جائے۔ اگر زبانی طور پر یہاں سے بھی پوچھا جائے گا تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ وہ سب کہیں گے کہ ہم قانون کے مطابق کارروائی کر رہے ہیں تو میری آپ سے دوبارہ استدعا یہ ہے کہ آپ مجھے ایک

دو یا جتنی بھی مثالیں ہیں' دیجئے گا ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس ظالم' غیر قانونی کام کرنے والے افسر کو مثالی سزا دیں گے۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ ان سے رابطہ رکھیں تو یہ آپ کا مسئلہ حل کریں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 574 رانا ثناء اللہ خان!

نمبرداری سسٹم ختم کرنے کے لئے اقدامات

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ غیر ملکی حکمرانوں نے برصغیر پاک و ہند میں تاج برطانیہ کو دوام دینے اور غلامی کے سائے دراز کرنے کے لئے مختلف حربے (system) اپنائے اور ہمارے لوگوں میں سے چند مخصوص رجحانات کے حامل افراد کو چن کر کچھ مراعات دے کر ہم پر مسلط کر کے آقا اور غلام کا رشتہ قائم رکھا جس کی چند مثالیں ذیلداری سسٹم' سفید پوش اور نمبرداری سسٹم ہے۔ نمبرداری سسٹم انگریز دور کی باقیات میں سے ہے۔ انگریز کی غلامی کی نشانی اور غریب کسان کو دبانے کا غیر ملکی مکروہ ہتھیار ہے۔ نمبر دار جو صرف آبیانہ وصول کرتا ہے اور اس کے عوض کل جمع شدہ رقم پر تقریباً چھ فیصد کمیشن کے علاوہ آدھا مربع زرعی قابل کاشت سرکاری زمین کا مالک ٹھہرتا ہے اور یہ عہدہ وراثتاً چلتا ہے۔ آج کے دور میں جب کسان بجلی کا بل' کھاد کی رقم' قرضہ بیج کے لئے حاصل کردہ رقم کی اقساط خود بنک میں جمع کروا سکتا ہے تو آبیانہ کی رقم بذریعہ بنک یا بذریعہ منتخب نمائندگان یونین کونسل / دیہی کونسل بلا کمیشن کیوں جمع نہیں ہو سکتی اور دور غلامی کی اس نشانی کو کیوں زندہ رکھا ہوا ہے؟ یہ ایسا اہم مسئلہ ہے جس سے صوبہ بھر کے کروڑوں کسان دوچار ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر مال! اس کا جواب دیں۔

وزیر مال: ریلیف و اشتمال ، مجھے یہ ابھی آپ کے سامنے کاپی ملی ہے۔ اگر آپ اسے کل پر رکھ لیں تو میں آپ کو تفصیلاً اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک جمعرات تک pend کی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں نے جس سسٹم سے متعلق بات کی ہے یہ صدیوں پر محیط معاملہ ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ وہ جمعرات کو جواب دے دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وہ اس کا کیا جواب دیں گے۔ ان کے پاس نہ اس کی کاپی ہے نہ جواب آیا ہے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آگے تحریک التوائے کار نمبر 579 ہے۔ وہ آپ نے پڑھنی ہے یا pend کی جائے؟

رانا ثناء اللہ خان: آپ نے 571 کا کیا کیا ہے؟

جناب چیئرمین: وہ pend کر دی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 579 ہے۔

ایف ڈی اے کی رہائشی سکیموں، سرسید ٹاؤن اور علامہ اقبال کالونی کو رولز کی پابندیوں سے آزاد کرنا

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے شہر فیصل آباد میں فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی (FDA) نے 1970 کی دہائی میں دو رہائشی سکیمیں، ا۔ سرسید

ٹاؤن (2) علامہ اقبال کالونی تعمیر کیں۔ اس وقت کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مدت تعمیر کا تعین کیا تھا تاکہ کالونیز جلد آباد ہوں' مالکانہ حقوق کی منتقلی پر پابندی رکھی گئی تھی اور اس طرح کالونیز کی ریگولر آباد کاری کے لئے مختلف رولز وضع کئے گئے تھے جن کی آج جبکہ یہ کالونیز مکمل طور پر آباد ہو چکی ہیں قطعاً کوئی ضرورت نہ ہے اور یہ رولز بالعموم اور مد جرمانہ تعمیر مدت رشوت خوری اور کرپشن کا ذریعہ بنا ہوا ہے اور FDA کے اہلکاران اس بہانے لوگوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں اور رشوت وصول کرتے ہیں۔ محکمہ / اتھارٹی کو اس سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہے جبکہ مالکانہ حقوق کی منتقلی پر پابندی ہے' جس کا کوئی جواز نہ ہے اس کی وجہ سے لوگ اشٹام پیپرز پر خرید و فروخت کرتے ہیں اور باضابطہ رجسٹری نہ ہو سکنے کی وجہ سے اکثر فراڈ cases ہوتے ہیں۔ ان بے معنی' بلا مقصد پابندیوں کی وجہ سے سر سید ٹاؤن اور علامہ اقبال کالونی کے لاکھوں شہری سخت پریشانی اور اضطراب کا شکار ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے ہاؤسنگ منسٹر کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ انھیں یاد ہوگا کہ یہ تحریک اس سے پہلے بھی پیش ہوئی تھی۔ اس کے اوپر انھوں نے مہربانی کرتے ہوئے متعلقہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو کہا تھا کہ اس کو دیکھ کر اس کے اوپر رپورٹ بنا کر لائیں کہ ہم لوگوں کو کس طرح سے' کس حد تک ریلیف دے سکتے ہیں۔ وہاں پر ایک دو میٹنگیں ہوئیں اور میں بھی اس میں شریک ہوا۔ انھوں نے کچھ تیاری بھی کی تھی لیکن بعد میں یہ تحریک lapse ہو گئی اور take up نہ ہو سکی ورنہ شاید وہ رپورٹ پیش ہو جاتی اور لوگوں کو ریلیف مل جاتا۔ میری آپ کی وساطت سے ہاؤسنگ منسٹر سے یہی استدعا ہے کہ اس معاملے کو pending کر کے وہ رپورٹ منگوالی جائے تاکہ لوگوں کو اس طرح سے کوئی ریلیف ملے' یہ مناسب ہوگا۔

جناب چیئرمین، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب چیئرمین! میں بھی یہی گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ یہ تحریک pend کر دی جائے تاکہ میں اس کی رپورٹ منگوا لوں۔

جناب چیئرمین، اسے پھر جمعہ تک pend کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب چیئرمین! آج جو وقت اجلاس کے لئے مقرر تھا وہ تقریباً مکمل ہونے کو ہے۔ ہمارے بعض ممبران اور خاص طور پر خواتین ممبران نے قانون سازی کے لئے کافی محنت کر کے بزنس دیا ہوا ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ ہاؤس کا consensus لے کر آج کا جو left over business ہے اس کو جمعرات پر لے جائیں۔ اس دن بھی پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور آج کا left over business جمعرات کو take up کر لیں تاکہ ان کا سارا business consider ہو سکے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! آج کا جو left over business ہے، اس کا حوالہ تو راجہ صاحب نے دیا ہے لیکن آج کے business میں دو گھنٹے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے بھی مختص تھے۔ ان کے متعلق بھی فرما دیں۔

جناب چیئرمین، وہ بھی پرسوں کے لئے pend کی جاتی ہے۔ اب اجلاس کل صبح 10.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 30 ۔جولائی 2003

1۔ سوالات (محکمہ مال)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ سرکاری کارروائی

(i) قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 میں ترامیم کا نوٹس

(ii) تعلیم پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس)

بدھ' 30۔جولائی 2003

(یوم الاربعاء' 29۔ جمادی الاوّل 1424ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سعید الرحمٰن نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا

سورۃ النساء آیت: 58

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو ادا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو' بیشک اللہ تم کو بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے' بیشک اللہ بڑا سننے والا ہے بڑا دیکھنے والا ہے۔

وماعلینا الاالبلاغ۝

پوائنٹ آف آرڈر

تحصیل ناظم ملک وال کے خلاف کارروائی

میجر (ریٹائرڈ) احسان الٰہی چودھری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

میجر (ریٹائرڈ) احسان الٰہی چودھری، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون اور وزیر بلدیات کی خدمت میں گزارش پیش کرنا چاہتا ہوں کہ 25 تاریخ کو جس دن اجلاس شروع ہوا تو راجہ ریاض صاحب نے ان کی خدمت میں یہ بات پیش کی کہ تحصیل ناظم ملک وال ندیم افضل، عادل افضل چن کے بیٹے کے خلاف حکومت پوری involvement، پوری کوششوں کے ساتھ، تحریک عدم اعتماد لا رہی اور مختلف طریقوں سے اسے تنگ کر رہی ہے جس پر وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ ہماری اس میں کسی قسم کی کوئی involvement نہیں ہے۔ میں آج وزیر قانون کی خدمت میں documentary proofs پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ان سب کی کاپیاں بھی میں ان کی خدمت میں پیش کروں گا کہ انہوں نے تحریک عدم اعتماد کے پیش کرنے سے پہلے، تحصیل ناظم ملک وال نے جو بجٹ پاس کروایا اس کے خلاف انکوائری آرڈر کر دیئے جس کی کاپی بھی میرے پاس ہے۔ جب اس انکوائری میں کچھ نہ ملا تو 14 جولائی کو ڈی سی او منڈی بہاؤالدین کو حکم دیا کہ آپ جا کر اجلاس کی صدارت کریں اور تحصیل ناظم ملک وال کے خلاف کارروائی کریں۔ اس کے بعد ناظم منڈی بہاؤالدین کا جواب آنے سے پہلے اس کے خلاف کارروائی شروع کر دی، اس کا بھی انتظار نہیں کیا۔ یہ ساری کاپیاں میرے پاس ہیں۔ نائب ناظم تحصیل کے خلاف 29 جون کو پولیس نے 420-406 کا پرچہ درج کروایا۔ وہ میاں بیوی دونوں ممبر ہیں۔

ایک آواز: یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) احسان الٰہی چودھری، جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے کیونکہ پہلے دن بھی اس پر بات ہوئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ پوائنٹ آف انفارمیشن ہے نہ کہ پوائنٹ آف آرڈر۔

میجر (ریٹائرڈ) احسان الٰہی چودھری: اس میں قبلہ ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم ضلع منڈی بہاؤالدین والے گجرات سے نکل آئے ہیں کیونکہ پہلے یہ ضلع گجرات کا حصہ تھا جس کی سزا ہمیں مل رہی ہے۔ جب انکوائری میں کچھ نہیں ملا تو لوگوں کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی گئی اور ابھی تک ان بندوں کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے جب تک کہ تحریک عدم اعتماد کامیاب نہیں ہو جاتی۔ اس سلسلے میں میں اپنے تمام فاضل اراکین کی خدمت میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے مخالف مسلم لیگ (ق) کا امیدوار جو ہارا تھا اس نے ایک درخواست دی ہے کہ میری یونین کونسل کو تحصیل بھلوال کے ساتھ لگا دیا جائے۔ اس کو شاید مناظر رانجھا صاحب بھی قبول نہ کریں۔ آج سے پچاس سال پہلے تک ہم ضلع گجرات کے ساتھ تھے تو اب یہ درخواست آ گئی ہے اور یہ بھی میرے پاس موجود ہے۔ یہ بھی ہم جناب وزیر قانون کی خدمت میں پیش کر سکتے ہیں کہ ہمیں کہا گیا کہ آپ کو تحصیل بھلوال کے ساتھ لگاتے ہیں تاکہ یہ اس ضلع سے نکلیں۔ ساتھ یہ لکھا ہے کہ اگر یہ بھلوال کے ساتھ نہیں لگ سکتے تو ضلع منڈی بہاؤالدین کو واپس ضلع گجرات میں ڈال دیا جائے تاکہ پرانی تحصیلیں بحال ہوں۔ اس بات کے ثبوت بھی میرے پاس ہیں تو کیا ہمیں اس صوبے میں اس کا مطلب تو یہ ہے کہ رہنے کا بھی حق نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ کیا وزیر قانون اس کا جواب دینا پسند کریں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے یہ کہا ہے کہ حکومت وہاں پر مداخلت کر رہی ہے۔ اس وقت بھی میں نے categorically یہ گزارش کی تھی کہ حکومت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے اور نہ ہی حکومت اس سلسلے میں مداخلت کرے گی لیکن جہاں تک معزز رکن نے ابھی بات کی ہے چونکہ اس وقت میرے پاس ریکارڈ نہیں تھا میں نے ان سے یہ ریکارڈ لیا ہے' یہ میرا ریکارڈ نہیں ہے' انہوں نے مہیا کیا ہے۔ میں یہ پڑھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ کوئی انکوائری آ گئی ہے۔ میں یہ پڑھنا چاہتا ہوں کہ یہ تحصیل ناظم کے خلاف complaint ہے۔

"A complaint has been filed against you by Mr Ijaz Ahmad Bosal, Opposition Leader, TMA Malikwal in

which it has been written that you have committed financial irregularities in budget for the year 2002-03 in connivance with the Tehsil Nazim and other officers of TMA Malikwal Neither agenda of the budget was issued nor the budget was presented "

جناب والا! irregularities پر بات کی ہے' ہم نے اس میں کیا کیا ہے؟ ہم نے یہ کیا ہے کہ

"You are, therefore, directed to appear before the undersigned on 10.7.03 at 10 30 am along with complete relevant record and any or all substantial evidences in your favour You are also directed to submit your written defence, if any, before the undersigned on the said date "

جناب والا! کیا ہم یہ بھی اختیار نہیں رکھتے کہ ہم ان سے یہ پوچھ سکیں کہ بات کیا ہوئی ہے؟ یہ ان کی ایک document ہے۔ ان کا دوسرا document ہے یہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کا آرڈر ہے۔

"In exercise of powers conferred upon the undersinged under section 197, Removal of Difficulty of the Punjab Local Government Ordinance 2001, the Government of Punjab is pleased to authorise the District Coordination Officer, Mandi Bahauddin to convene session of the Tehsil Malikwal for the purpose of the internal recall "

اگر وہاں سے عدم اعتماد move ہوا تو اس کی internal recall میٹنگ کو conduct کرنے کے لئے ہم نے اختیارات لئے ہیں۔ اس کے بعد تحریک عدم اعتماد آجاتی ہے اور جس پر ڈسٹرکٹ ناظم صاحب نے لکھا ہے 'خود ان کا لیٹر ہے' ہمارا نہیں ہے' جن ڈسٹرکٹ ناظم کی یہ بات بھی کر رہے ہیں ان کا لیٹر ہے' وہ ہمیں لکھ رہے ہیں کہ

"It is, therefore, suggested that the appheanis may be advised to contact the undersigned to adopt the proper procedure in this regard."

اور ہمارا ان سے رابطہ ہے' ہم نے ان کو بھیج دیا ہے۔ اب حکومت نے اس میں ان کے خلاف کون سا آرڈر دیا ہے؟ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے کیا عدم اعتماد کو روکا گیا؟ کیا ان کو کام کرنے سے روکا گیا؟ ان کو زبردستی اتار دیا گیا؟ کوئی انکوائری ہماری طرف سے ہوئی ہے؟ کوئی سپیشل آڈٹ ہوا ہے؟ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ خود اس کو ملاحظہ فرمائیں اور اگر حکومت کی طرف سے کوئی بھی ایسا آرڈر جو براہ راست اس بندے کے خلاف unilaterally پاس کیا گیا ہو تو پھر میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ میرے ساتھ رابطہ کریں' ہم ان grievances کو بھی دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ شکریہ

میجر (ر) احسان الہیٰ چودھری، جناب سپیکر! اس کی انکوائری ہوئی۔ 14 تاریخ کو ڈی سی او کی طرف سے لیٹر لکھا گیا اور ڈسٹرکٹ ناظم کا جواب آنے سے پہلے ہی 15 تاریخ کو وہاں کارروائی کر دی گئی اور نائب ناظمین کی جو سیٹیں خالی تھیں وہاں الیکشن کروائے بغیر صرف نامزدگی کر کے نائب ناظمین بنا دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ ریکارڈ آپ کے پاس ہے؟

میجر (ر) احسان الہیٰ چودھری، یہ سارا ریکارڈ اس کے ساتھ لگا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جن کو نائب ناظمین بنایا گیا ہے وہ کون ہیں؟

میجر (ر) احسان الہیٰ چودھری، جنہیں بغیر الیکشن نائب ناظمین بنایا گیا ہے ان کے نام دیئے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، زبانی بات ایک اور چیز ہے' کوئی تحریر ہے تو لائیں۔

میجر (ر) احسان الہیٰ چودھری، میں نے لاء منسٹر صاحب کو تحریر پیش کی ہے اس میں لکھا یہ ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو لکھتے ہیں:

"On being elected by the Union Council Chak Ghaib, Tehsil Malikwal, District Mandi Bahauddin in a session held on 24-02-2003 under section 156 of the Punjab Local Government Ordinance 2001, Mr Sher Ahmad, General Councilor, Union Council concerned is hereby notified as officiating Naib Union Nazim Union Council Chak Ghaib, Tehsil Malikwal, District Mandi Bahauddin"

میجر (ر) احسان الٰہی چودھری: جناب سپیکر! قانون یہ ہے کہ as per rule الیکشن ہو کر نائب ناظم بنتا ہے۔ یہ تو نہیں کہ لوکل گورنمنٹ نے آفس میں بیٹھے آرڈر کر دیا کہ فلاں فلاں بندہ نائب ناظم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ اس کا تو آخر کوئی نہ کوئی الیکشن ہوا ہو گا۔

میجر (ر) احسان الٰہی چودھری: اس کا کوئی الیکشن نہیں ہوا۔ یہ without الیکشن ہوئے ہیں۔ ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاء منسٹر!

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ حکم فرمائیں تو میں معزز رکن کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔ وہ ذرا تفصیل مجھے بتا دیں کیونکہ میری اطلاع کے مطابق یہ معاملہ عدالت میں بھی گیا تھا۔ ہائی کورٹ میں رٹ بھی ہوئی تھی۔ اس سے ہٹ کر اگر یہ کوئی بات میرے نوٹس میں لائیں اور اگر ان کی کوئی بات جائز بنتی ہے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کی بات سننے کے لئے تیار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ لاء منسٹر کے چیمبر میں ان سے مل لیں۔ اگر آپ satisfy ہوتے ہیں تو ٹھیک ورنہ you can take up this issue in next session.

میجر (ر) احسان الٰہی چودھری: بہت شکریہ۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنا

oath لینے کے دن یہاں on the floor of the House یہ فرمایا تھا کہ ہم کسی قسم کی ذاتی مخالفت کی سیاست کو دفن کرتے ہیں تو ہم نے اس کو تسلیم کیا۔ خدا کے لئے اب یہ سیاسی مخالفت کو ذاتی مخالفت میں نہ تبدیل کریں۔ بہت شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف دلوانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم جمہوری لوگوں کے نزدیک پنجاب میں ایک سول گورنمنٹ آ چکی ہے مگر آج صبح جب میں نے اخبارات پڑھے تو ہمارے لئے یہ ایک خبر بھی ہے اور لمحہ فکریہ بھی ہے۔ اس میں یہ آتا ہے کہ "شہید کے خون کا معاوضہ نہیں لیا جاتا۔ بج صغیر انور کے لواحقین نے 10 لاکھ کا چیک واپس کر دیا۔ صوبے میں تین متوازی حکومتیں چل رہی ہیں۔ کام صرف فوج کے کہنے پر ہوتا ہے۔" ڈسٹرکٹ بار کے تعزیتی اجلاس میں ممتاز حسین ایم پی اے (ق) لیگ کا یہ بیان ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے کہنے کے مطابق یہ مسئلہ تو حل ہو گیا ہے کہ Who rules Punjab? اگر حکومتی بنچوں کے ایم پی ایز یہ فرماتے ہیں کہ حکومت سویلین نہیں چلا رہے، فوج چلا رہی ہے تو اس کا مطلب کیا ہے؟ میں چاہوں گا کہ وزیر قانون اس پر ذرا وضاحت کر دیں کہ ان کے ایم پی اے نے یہ بیان دیا ہے اس کا reference کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ جب تک میں خود بیان پڑھ نہ لوں اس وقت تک میں اس کی credibility پر بات نہیں کروں گا۔ یہ ایک اخباری خبر ہے۔

ایک معزز ممبر، ہمیں بھی سنا دیں۔

وزیر قانون، آپ کو میں سناؤں گا تو یقینی طور پر درست سناؤں گا۔ اگر میرے بھائی نے سنائی تو پھر آپ سے بھی میری گزارش ہو گی کہ تھوڑا سا اس کی درستی کا تعین کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو فی الحال pending کر لیں۔

وزیر قانون، نہیں جناب۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح میرے بھائی نے فرمایا میں اسے درست تسلیم کرتا ہوں کہ یہ اخبار میں بیان میں نے پڑھا ہے۔ یہ چودھری صاحب

کی اپنی ذاتی رائے ہے۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ہر چیز کو سیاسی طور پر نہیں لینا چاہئے' بعض جگہوں پر ہمیں انسانی جذبات' انسانی رشتوں اور انسانی خون کا بھی احساس کرنا چاہئے۔ اگر یہ بات چودھری ممتاز صاحب نے کی ہے تو ہمیں اس کے پیچھے اس بات کا بھی اندازہ ہونا چاہئے کہ یہ ان کے سگے بھانجے تھے جن کی وفات ہوئی تھی اور انہوں نے اپنے خون کے دکھ میں اگر ایک بات کی ہے تو ہمیں اسے politicize نہیں کرنا چاہئے۔ میں پھر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چودھری ممتاز صاحب ہمارے انتہائی قابل احترام اور محترم ساتھی ہیں۔ ہم ان کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ اس وقت اگر اسمبلی میں ہم' ان کے اس دکھ اور جذبات کی کیفیت میں جو بھی انہوں نے بیان دیا ہے بحث شروع کر دیں گے تو میں سمجھتا ہوں یہ مناسب نہیں ہو گا۔ ہمیں ان سے دلی ہمدردی ہے' ہم ان کے جذبات کا احترام کرتے ہیں' ہم ان کے احساسات کا احترام کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لئے میں اس issue پر مزید بات نہیں کروں گا۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! اس دفعہ جو الیکشن ہوا تھا اس میں پاکستان پیپلز پارٹی (پارلیمینٹیرینز) کے ٹکٹ پر بہت سارے لوگ منتخب ہوتے تھے۔ اس کے بعد جب گروپنگ ہوئی تو ہمارے کچھ دوستوں نے ہمیں چھوڑ کر ایک علیحدہ (پیٹریاٹ گروپ) بنا لیا تو اس گروپ کی seating arrangement ہم سے علیحدہ کی گئی ہے۔ اس بارے میں آپ رولنگ دیں کہ وہ seating arrangement کس قانون کے تحت کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو open seating ہے' کوئی seating arrangement تو نہیں ہے۔

راجا ریاض احمد: نہیں جناب! میں عرض کرتا ہوں اور آپ بے شک سیکرٹری اسمبلی سے پوچھ لیں کہ باہر جو چارٹ لگا ہوا ہے اس چارٹ میں علیحدہ لکھا ہوا ہے کہ (پیٹریاٹ گروپ) کی یہ سیٹیں ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی اسمبلی کا وہ چارٹ اتار کر لے آتا ہوں جس میں seating

arrangement ہے تو اس میں (پیٹریاٹ گروپ) کی سیٹیں علیحدہ کی گئی ہیں--- (قطع کلامیں)

جناب! آپ اسمبلی کی کارروائی تب چلائیں کہ اس بارے میں ذرا رولنگ دیں کہ یہ جو کیا گیا ہے یہ قانون کے تحت ہے یا نہیں؟ اس پر ذرا رولنگ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہمیں پہلے یہی بتایا گیا تھا کہ 371 ممبر ہیں جو کہ یہاں نہیں بیٹھ سکتے۔ اس لئے ٹریژری بنچز اور اپوزیشن بنچز کو ایک سائیڈ کر کے' کیبنٹ اور لیڈر آف دی اپوزیشن کو آگے بٹھا کر باقی سیٹیں open ہیں تو first come, first serve وہ چاہے یہاں بیٹھے یا اوپر بیٹھے۔ This is how it is decided'

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ میں آپ کی اس بات سے متفق ہوں کہ پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ کے لئے سیٹیں الاٹ نہیں کی گئیں۔ میں اس بات سے متفق ہوں کہ نقشہ بنا دیا گیا ہے کہ یہ چیئر (ن) لیگ کے لئے ہیں' یہ پیپلز پارٹی کے لئے ہیں' یہ (قاف) لیگ کے لئے ہیں اور یہ لیڈیز کے لئے ہیں۔ اس طرح نشان دہی کی گئی ہے کہ اس اسمبلی میں یہ سیٹیں (پیٹریاٹ گروپ) کی ہیں۔ اس بارے میں' میں آپ کی اجازت چاہوں گا اور اس پر جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ انہیں کس قانون کے تحت علیحدہ سیٹیں الاٹ کی گئی ہیں؟

سوالات (محکمہ مال)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! میرا خیال ہے کہ یہ آپ کا point نہیں بنتا۔ This is not question regarding the seating. Let's start with the Question Hour اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ مال کے سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال رانا آفتاب احمد خان کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: سوال نمبر 2

صوبہ میں کن کن اضلاع میں کتنی کتنی اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے

*2۔رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1999 سے نومبر 2002 تک صوبے کے کن کن اضلاع میں کن افراد کو کتنی کتنی اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ کتنی اراضی الاٹ اور پٹہ پر دی گئی نیز دیگر کن مقاصد کے تحت زمین و پلاٹ الاٹ کئے گئے؟

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران جن افراد' اداروں کو زمین / پلاٹ الاٹ کئے گئے یا پٹہ پر دیئے گئے' وہ کن شرائط کے تحت دیئے گئے اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم اور کن تاریخوں میں احکامات جاری ہوئے۔

وزیر مال:

(الف) صوبے کے 25 کالونی اضلاع میں 12235 افراد کو 88379 ایکڑ اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے 1691 افراد کو 17238 ایکڑ زمین وزیراعظم سکیم کے تحت الاٹ کی گئی۔ 1332 افراد کو 13190 ایکڑ اراضی پٹہ پر دی گئی۔ 3384 افراد کو 1424 ایکڑ زمین جناح آبادی کے تحت پلاٹ کی شکل میں دی گئی۔ 6 مختلف کمپنیوں اور GHQ کو 836 ایکڑ زمین دی گئی۔ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ مال کی چٹھی نمبری 1975-97/4247-CLI مورخہ 9 اکتوبر 1999 کو اراضی پٹہ پر دیئے جانے پر پابندی عائد کر دی تھی جو ابھی تک برقرار ہے تاہم جن اداروں اور افراد کو قواعد میں نرمی کر کے زمین پٹہ پر دی گئی اس کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر! میرا یہ سوال تھا کہ کن کن افراد کو کتنی کتنی اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ کتنی اراضی الاٹ اور پٹہ پر دی گئی۔ جواب میں مجھے جو annexure دیا گیا ہے کسی بھی الاٹی کا نام نہیں ہے کہ کن کن کو دیا گیا ہے اور کن شرائط پر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ صرف جھنگ کے ضلع میں 19763 ایکڑ رقبہ دیا گیا ہے۔ میرا سوال پڑھ لیں' اگر اس کے جواب کے ساتھ یہ بتائیں کہ کن لوگوں کو دیا گیا ہے' کن کمپنیوں کو دیا گیا ہے تو میں اس پر مزید ضمنی سوال پوچھ سکتا ہوں۔ سوال کا جواب ہی بڑا مبہم ہے کہ 13000 یا 1300 آدمیوں کو دے دیئے گئے ہیں۔ وہ کون سے ہیں تاکہ ان پردہ نشینوں کا نام بتایا جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر مال!

وزیر کالونیز، اس میں گزارش یہ ہے کہ 12235 افراد کو مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں اور 1691 افراد کو وزیراعظم سکیم کے تحت زمین الاٹ کی گئی ہے۔ اس کی تفصیل چونکہ بہت طویل بنتی تھی اس لئے ان کے نام mention نہیں کئے گئے۔ اگر آپ ایک ایک آدمی کا نام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو---

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر! یہ نام کی بات نہیں ہے۔ یہ تفصیل اسی لئے پوچھی جاتی ہے کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کے بارے میں پتا چلے کہ ان میں کون سے بیورو کریٹس ہیں' کون سے آرمی کے لوگ ہیں' کون سے سویلینز ہیں جن کو ملی ہیں۔ This is a normal procedure۔ یہ لمبا ہو یا چھوٹا ہو' انھیں فہرست فراہم کرنی چاہئے۔

وزیر کالونیز، رانا صاحب! اس میں گزارش یہ ہے کہ جیسے میں نے آپ کے ضمنی سوال کے جواب میں کہا ہے کہ جو 12235 افراد بنتے ہیں جن کو 188379 ایکڑ اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ 1691 افراد کو 17238 زمین وزیراعظم سکیم کے تحت الاٹ کی گئی۔

رانا آفتاب احمد خان ، میں نے جواب پڑھا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ کن کو دیئے گئے ہیں۔ جتنی دیر یہ فہرست فراہم نہیں کرتے' میں کیسے پوچھ سکتا ہوں کہ کس کو کیا دے دیا ہے۔ یہ فہرست فراہم کریں' جس سے پتا چلے کہ کن لوگوں کو دیا گیا ہے۔ 13000 کو دے دیئے ہیں۔ یہ کھڑکوں نے بنائی ہے' انھوں نے تو نہیں بنائی۔ یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے۔

وزیر کالونیز: اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو ہم تمام افراد کی فہرست آپ کو فراہم کر دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: اس سوال کو pend کیا جائے اور یہ دیکھیں کہ سوال 28-11-2002 کا admit ہوا تھا اور ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی دیکھیں کہ اس کا جواب آیا بھی ہے تو وہ مکمل نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ valid question ہے اور ناموں کی فہرست فراہم کرنی چاہئے۔

وزیر کالونیز: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم اس کو pending کر لیتے ہیں۔ آپ اس کی فہرست فراہم کریں۔

جناب آفتاب احمد خان: شکریہ۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! آج جو سوالات دیئے گئے ہیں۔ ان میں آٹھ سوالات ایسے ہیں جن کے جواب موصول نہیں ہوئے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا جوابات آنے میں سات آٹھ مہینے لگتے ہیں۔

رانا آفتاب صاحب نے ایک سوال 259 پوچھا ہے۔ یہ 21 دسمبر 2002 کو پوچھا تھا اور ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ شاید ان کی بات سیکرٹری نہیں مانتے' اب تو مجھے لگتا ہے کہ کلرک بھی ان کی بات نہیں مانتے۔ یہ آرڈر دینے کی بجائے میرے خیال میں کلرکوں کو جا کر منالیں۔ انھیں سوال آنے کے بعد request کیا کریں کہ جواب دے دیں۔ اس طرح سسٹم تو نہیں چلے گا کہ آٹھ سوالات کے جوابات ہی نہیں آتے اور آتے بھی ہیں تو مکمل نہیں ہوتے۔ پھر یہ پوچھا جاتا ہے کہ اگر ان کی خواہش ہے تو ہم لسٹ مہیا کر دیتے ہیں۔ یہاں خواہشوں سے کام نہیں چلے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! رولز آف پروسیجر میں بڑا واضح ہے کہ after the admission of the question جب آپ imbect کرتے ہیں۔ within 8 or 12 days it is mandatory

اس کا جواب آنا لازمی ہے۔ I have all regards for the Minister for Revenue مگر جناب سپیکر یہ دیکھیں جیسا کہ میرے سوال کے بارے میں جہانزیب گل صاحب نے کہا ہے۔ کیا it is not a breech of privilege کہ ایک بندے کے سوال کا جواب you are supposed to provide one day before that جس کو میں پڑھ سکوں۔

جناب سپیکر! ہم چاہتے ہیں کہ یہ سسٹم کچھ بہتر ہو جائے۔ یہاں پر وزراء کو بڑا اعتراض ہوتا ہے کہ یہ وقفہ سوالات کو آگے نہیں چلاتے۔ جناب! کبھی انھوں نے یہ بھی سوچا ہے کہ آج تک ان کے جوابات کیوں نہیں آتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا وہ سوال بڑا متعلقہ تھا کہ پولیس والے آج کل کیا کر رہے ہیں؟ پولیس پنجاب گورنمنٹ کی لائن کو کس طرح mususe کر رہی ہے اس پر جواب نہیں آیا۔ وزیر صاحب کہہ رہے تھے کہ ابھی میں فراہم کر دوں گا۔ kindly میرا وہ سوال بھی pend کر لیں تاکہ I should have the proper information then I could see further

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! غیر نشان زدہ سوالات کے جوابات نہیں آئے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کو پرنٹ کرنے کا کیا جواز تھا؟ کہ چار سوال ہیں اور چاروں کے جوابات موصول نہیں ہوئے۔ پھر یہ کیوں پرنٹ کر کے اسے ہاؤس میں تقسیم کیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا جواب نہیں آیا لیکن پرنٹ کیا گیا ہے کیونکہ یہ ان کی ڈیوٹی ہے اس لئے انھوں نے پرنٹ کر کے put up کر دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ simple ہے آپ کہتے کہ غیر نشان زدہ سوالات کے جواب نہیں آئے۔ why to waste so much money آپ دیکھیں کہ کتنے کاغذ پرنٹ ہوئے ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات آج طے ہو گئی ہے اور وزیر صاحب نے بھی آپ کو یقین دہانی کرائی ہے۔ آپ کا پوائنٹ valid تھا۔ آپ نے خود اجازت دی ہے کہ اسے pend کر لیا جائے۔ آئندہ

ان سوالات کی پوری تفصیل آپ کے پاس آئے گی۔ The Secretary of the Assembly will also to see to it and the Minister concerned will also to see to it all those answers asked for should be replied properly

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! اگر آپ دیکھیں کہ وہاں جو تاریخیں ہیں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے وہ properly جا رہے ہیں آگے سے محکمے جواب نہیں دے رہے۔ کل بھی ایک منسٹر صاحب نے کہا کہ سیکرٹری صاحب اس کو expedite کروائیں۔ وہ تو اپنی job کر رہے ہیں۔ ان پر ذمہ داری نہیں آتی' ذمہ داری محکموں پر آ رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں بھی بطور سپیکر اسمبلی بات کر رہا ہوں' and on the behalf of the House جہاں بھی کوتاہی ہو رہی ہے' خواہ وہ سیکرٹریٹ سے ہو رہی ہے۔ ان کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ آئندہ وہ proper جواب پیش کریں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب گزارش یہ ہے کہ سوالات ہی کی بات نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کی پوری کارروائی' جو اسمبلی کے وقار کا تقاضا ہے اس کے مطابق نہیں چل رہی ہے۔ سوالات کے جوابات کی جو صورت حال ہے وہ آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔ اسمبلی کا اجلاس دس بجے شروع ہونا چاہئے۔ کبھی کسی ایک دن بھی یہ گیارہ بجے سے پہلے شروع نہیں ہوا۔ یہ ایک غیر سنجیدہ انداز ہے۔ یہ ہاؤس صوبہ پنجاب کا سب سے معتبر ہاؤس ہے۔ اس نے صوبہ پنجاب کے سارے معاملات پر نظر رکھنا ہوتی ہے۔ دیر سے آغاز ہوتا ہے۔ میں اس میں یہ تجویز پیش پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اجلاس کا آغاز بے شک afternoon میں رکھ لیں' تین بجے شروع کریں۔ اس کے بعد یہ شام تک چلے اور صبح کے وقت لوگ اپنے کاموں کی وجہ سے مصروف ہوتے ہیں تو شام کا اجلاس رکھیں لیکن جو وقت مقرر کیا جائے تو بروقت شروع ہو اور بروقت ختم ہو اور لوگوں کو بات کرنے کا پورا موقع دیا جائے۔ ہمارے پاس کافی دن موجود ہیں۔ آپ ان دنوں کو استعمال کریں اور لوگوں کو بات کرنے کا موقع بھی دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقاص صاحب! تین بجے بھی شروع کر کے دیکھا ہے لیکن ہمارے اپنے ممبر صاحبان دیر سے آتے ہیں' وہ تین کے بجائے چار بجے شروع ہوتا ہے۔ صبح کریں یا شام کو کریں You can unless the members present themselves at the proper time not start the session straightway.

وزیر مواصلات و تعمیرات، شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب احسان اللہ وقاص صاحب کی تجویز میں' میں بھی ایک تجویز شامل کرنا چاہتا ہوں کہ ٹائم پر اجلاس شروع ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں سنجیدہ معاملات discuss کئے جائیں اور غیر ضروری باتیں کرنے سے یا وقت ضائع کرنے سے بعد میں جو ٹائم بڑھانا پڑتا ہے اس کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ ہمارے ایجنڈے کے مطابق اور رولز کے مطابق جو چیزیں ہیں' انہیں یہاں تجویز کیا جائے اور انہی پر بات کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال بیگم ریحانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، سوال نمبر 88۔

کلیریکل سٹاف کی بحیثیت نائب تحصیلدار اور تحصیلدار ترقی

*88۔ بیگم ریحانہ جمیل: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1993 سے آج تک کلیریکل سٹاف سے کتنے نائب تحصیلدار اور تحصیلدار ترقی پا گئے؟ ترقی پانے والے اہلکاروں کا میرٹ' گریڈ' نام اور موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں۔

(ب) جو اہلکار غلط اور غیر قانونی طریقہ سے کلرک سے تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کے عہدے پر تعینات رہے۔ ان کے نام' پتا جات اور انہوں نے جو غیر قانونی انتقال کئے اس کی تفصیل بیان فرمائیں۔

(ج) کیا غیر قانونی ترقی پانے والے افسران کو عدالت عالیہ یا عدالت عظمیٰ کے حکم کے تحت revert کیا گیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو ان کے نام عہدہ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں نیز اس غیر قانونی ترقی کے ذمہ دار افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے

اگر ہاں تو ان کے نام، گریڈ، عہدہ، موجودہ تعیناتی اور جو کارروائی محکمانہ ہوئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مال:

(الف) سال 1993 سے آج تک کیریکل سٹاف سے مندرجہ ذیل 43 تحصیلدار (بی۔ایس۔ 16) بمطابق قواعد وضوابط ترقی یاب ہوئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کسی بھی اہلکار کو غیر قانونی طور پر تحصیلدار یا نائب تحصیلدار نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی غیر قانونی انتقال تصدیق ہوا ہے۔

(ج) چونکہ کسی اہلکار کو غیر قانونی ترقی نہ دی گئی ہے لہذا عدالت عالیہ یا عدالت عظمیٰ کے احکامات کے تحت کوئی reversion نہ ہوئی ہے اور نتیجتاً کسی افسر کے خلاف کوئی کارروائی بھی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں گی؟

بیگم ریحانہ جمیل: جی نہیں۔ جناب! اگلا سوال بھی میرا ہی ہے اور میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھ دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ سوال نمبر 88 کے جواب سے مطمئن ہیں؟

بیگم ریحانہ جمیل: جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سوال نمبر 130 کو take up کریں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں ہاؤس کے لئے اور اسمبلی کے سیکرٹریٹ کے لئے ایک وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات وزیر مال اور وزیز کالونیز کو اکٹھا کر لیا جاتا ہے جبکہ کالونیز کے وزیر علیحدہ ہیں جو کہ مناظر رانجھا صاحب ہیں اور ریونیو میرے پاس ہے۔ اس لئے سوال بھی ہمارے علیحدہ علیحدہ ہیں لہذا جو بھی بات کی جائے کالونیز کے منسٹر کو منسٹر کالونیز کہا جائے اور مجھے منسٹر ریونیو کہا

جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بیگم ریحانہ جمیل کے سوال کا جواب آپ سے relate کرتا ہے یا وزیر کالونیز سے ہو گا؟

وزیر مال، جناب! وزیر مال کا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو پھر آپ سوال 130 کا انہیں جواب دیں۔

وزیر مال، یہ سوال نمبر 88 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ سوال نمبر 88 سے مطمئن ہیں۔ سوال 130 take up کریں۔

جاگیر راجہ ضلع لاہور کا رقبہ اور ناجائز قابضین

*130- بیگم ریحانہ جمیل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ہربنس پورہ لاہور کی جاگیر راجہ کتنے کنال پر مشتمل تھی اور اب کتنے کنال پر مشتمل ہے۔ کون کون لوگ کتنے کتنے رقبہ پر قانونی اور غیر قانونی قابض ہیں۔ ان کے نام، موجودہ رہائش بیان فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت غیر قانونی قابضین اور جو محکمہ کے اہلکار ناجائز قبضے کروانے میں پیش پیش رہے ہیں، کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مال، اگر اس سوال کا جواب انہوں نے پڑھا ہوا تصور کر دیا ہے تو ضمنی سوال کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بی بی! یہ سوال پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

بیگم ریحانہ جمیل، اس کا جواب پڑھ دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، منسٹر ریونیو!

وزیر مال، محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق موضع ہربنس پورہ میں کوئی جاگیر راجہ نہ تھی۔ یہ لفظ جاگیر

غلط العام کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ البتہ موضع ہربنس پورہ غیر مسلم مالکان کی ملکیت تھا جو مابعد 1947، سالم رقبہ مالکان موضع ہربنس ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ قائم ہوا۔ موضع ہربنس کا کل رقبہ 2738 ایکڑ ہے۔ ناجائز قابضین کے نام اور ان کے زیر قبضہ رقبہ کی تفصیل کے لئے سروے شروع کیا گیا تھا جو مکمل ہو چکا ہے اور اس کا ریکارڈ میرے پاس آ گیا ہے۔ یہ چونکہ ابھی ابھی آیا ہے تو اس کو دیکھ کر اس کے مطابق ایکشن لیا جائے گا۔

بیگم ریحانہ جمیل، جناب سپیکر! میرے پاس جو جواب موجود ہے اس میں 250-ایکڑ اراضی پر ناجائز قابضین نے قبضہ کیا ہوا ہے' آبادی قائم ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ ہمیں نام و رہائش کا اندراج کرنے کے لئے دو ماہ کا عرصہ درکار ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! مجھے سوال کا جواب تو پڑھنے دیں' آپ کے سوال کا جواب آ جائے گا۔

بیگم ریحانہ جمیل، میرے پاس کاپی موجود ہے اور اس پر واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ دو ماہ کا عرصہ درکار ہے۔

وزیر مال، ٹھیک ہے۔ آپ ضمنی سوال کریں' میں اس کا جواب دوں گا۔ آپ نے کہا ہے کہ پڑھیں اور میں پڑھ رہا ہوں۔ ابھی میں نے جز (الف) پڑھا ہے' جز (ب) پڑھنا ہے۔ آپ نے پہلے ہی اس پر بولنا شروع کر دیا ہے۔

بیگم ریحانہ جمیل، میرے پاس جو جواب موجود ہے اس کے مطابق ہی میں نے آپ سے ضمنی سوال کرنا ہے۔ اس پر تو آپ نے لکھا ہے کہ دو ماہ کا عرصہ درکار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، رو کزئی صاحب! جو جواب پرنٹ میں ہے آپ اسے پڑھیں۔

وزیر مال، پہلے میں اسے پڑھ لوں پھر ضمنی سوال کریں۔ میں جز (ب) پڑھ رہا ہوں کہ حکومت غیر قانونی قابضین کے خلاف کارروائی کرنے کا مکمل ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں ضروری اقدامات شروع کر دیئے گئے ہیں جس کے نتیجے میں بوگس الاٹمنٹ بنام پرویز' افتخار وغیرہ کے نام رقبہ تعدادی 176 کنال خارج کیا جا چکا ہے۔ الاٹمنٹ کا انتقال نمبر 5956 ہے اور اس کی رو سے مابعد ہونے والے انتقالات جن کی تعداد 164 ہے' خارج کئے جا چکے ہیں---

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان، وزیر موصوف یہ بتائیں کہ وہ پڑھ کہاں سے رہے ہیں؟ You are making fun of the Assembly جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف چودھری ظہیر صاحب نے کہا تھا کہ relevant بات کریں۔ آپ بتائیں کہ اتنے وزیروں کی فوج ظفر موج میں آپ نے ایک محکمے کے 13 حصے کرنے کے باوجود آپ کو پتا نہیں ہے کہ آپ پڑھ کیا رہے ہیں؟ It is very surprising، اگر یہی حال ہے تو ہم واک آؤٹ کرتے ہیں اور احتجاج کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، رانا صاحب! پہلے ان کو پڑھنے تو دیں پھر وہ اصل point پر آتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مال: جو latest جواب ہے وہ میں پڑھ رہا ہوں۔ میں جو statement دوں گا وہی جواب ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ہمیں جو جواب ملا ہے یہ صرف وہی پڑھ سکتے ہیں۔

وزیر مال، جب یہ سوال کا جواب دیا گیا تھا اس وقت کئی چیزیں نہیں آئی تھیں اب وہ میرے پاس آ گئی ہیں، میں وہ پڑھ رہا ہوں اور آپ کو latest information دے رہا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان، جو اس کا corrigendum ہے آپ نے وہ ہاؤس میں پیش کرنا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر، رو کڑی صاحب! آپ ان کی کاپی پہلے فراہم کریں پھر اس کا جواب دیں۔ اصول یہ ہے I don't have a copy of that (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر مال: جناب سپیکر! پھر pending کر لیں۔ میں یہی print کروا کر انہیں دے دوں گا۔ میرا یہ مقصد تھا کہ جو print ہوا ہے، اس سے latest position تھوڑی سی تبدیل ہوئی ہے تو وہ میں latest information پہنچا رہا تھا۔ اگر یہ کہتے تو میں وہی پڑھتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ information دیں اور سارے ہاؤس کے لئے اس کاپی کو circulate کرا دیں یا پھر pending کروا لیں۔ That is something different This is another issue

وزیر مال، کوئی بات نہیں' میں آپ کو printed پڑھ دیتا ہوں۔

وزیر زراعت، پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب! پہلے میری بات سن لیں' بڑی ایمرجنسی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ارشد لودھی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں' میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب والا! آپ سنیں' یہ ان سے بھی ضروری ہے۔ ایک ایم پی اے محترمہ شاہینہ اسد ہیں' وہ مسلم لیگ (ق) کی ایم پی اے ہیں۔ رات کو دس بجے ڈاکو ان کے گھر گھسے اور صبح پانچ بجے نکلے ہیں۔ اتنی بڑی ایمرجنسی ہو گئی ہے کہ ایک ایم پی اے لٹ گئی ہے۔ لاہور میں اس کے گھر ڈاکا پڑ گیا ہے اور آپ کو ریونیو کی فکر پڑی ہوئی ہے اور کسی نے پوچھا ہی نہیں۔

مسلم لیگ (ق) کی ایم پی اے کے گھر رات کو دس بجے ڈاکو گھسے ہیں۔ ان کی جماعت کی بے عزتی ہے۔ اپوزیشن کھڑی ہو کر یہ کہہ رہی ہے کہ ہماری ایک محترمہ ایم پی اے لٹ گئی ہے اور یہاں پر کسی کو علم ہی نہیں ہے۔ آپ کو تو چاہئے کہ سب سے پہلے اس مسئلے پر بحث کریں کہ جہاں ایم پی اے اپنے گھر میں محفوظ نہیں ہے۔ رات کو دس بجے ڈاکو ان کے گھر گئے ہیں اور صبح پانچ بجے نکلے ہیں' وہ کتنی پریشان اور اذیت میں ہوں گی۔ وہ خاتون ایم پی اے ہیں اور ہمیں چاہئے کہ ریونیو کے مسئلوں کو چھوڑ کر اس پر بحث کریں۔ میں نے ایک مثال دی ہے کہ یہاں پر ایک دوسرے کو برا کہنا بند کر دیں۔ آپ سیاستدان ایک دوسرے کی عزت کیا کریں۔ ایک دوسرے کا تحفظ کیا کریں۔ میاں نواز شریف ہو' بے نظیر ہو یا پرویز الٰہی ہو' ہمیں سب کو چاہئے کہ ہم ایک دوسرے کی عزت اور احترام کریں۔ میں نے مثال قائم کی ہے کہ (ق) لیگ کی ایم پی اے لٹی ہے اور آوازیں اپوزیشن کی طرف سے آ رہی ہیں کہ یہ ساری کارروائی بند کریں۔ اگر ہماری ایم پی اے اپنے گھر کے اندر محفوظ نہیں ہیں تو پھر اس صوبے کا کیا حال ہو گا؟ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، جناب ارشد لودھی صاحب کو میں نے floor دے دیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ Honour'ble Minister is on the floor He is replying from the Government side (Interruptions) Order please Order Please

وزیر زراعت، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صدیقی صاحب کون سے point پر بول رہے تھے؟ یہ Rules and Regulations پڑھنے کے لئے بھی ہے اور سمجھنے کے لئے بھی ہیں۔ اس ایوان کا تقدس اور احترام ہے' یہاں پر اس کے مطابق بولنا چاہئے۔ اس کے مطابق act کرنا چاہئے۔ اگر نہ پڑھا جائے تو سیکھنے کے لئے بھی یہ ایوان ہے۔ میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ انہوں نے جو آدھا گھنٹہ تقریر کی ہے وہ کس point پر کی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ یہ متعلقہ وزیر کے within preview ہے کہ اگر کسی سوال کا پہلے جواب آ چکا ہو اور اس میں کوئی unprovement ہو تو اس صورت میں وزیر competent ہے کہ وہ improved جواب دے۔ یہاں پر وزیر مال صاحب کون سی ایسی بات کر رہے ہیں کہ جو رولز کے خلاف ہے۔ سب سے پہلے سوال آیا پھر اس کا جواب آیا اور پھر اس میں مزید improvement آئی۔ انہوں نے improvement کر کے اس کا جواب دیا ہے۔ یہ according to rules and regulations ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ درست فرماتے ہیں مگر جب کسی سوال کے جواب میں further improvement آتی ہے تو کیا اس کی کاپی مہیا کرنا اس اسمبلی سیکرٹریٹ کی ذمہ داری نہیں ہے؟ ذرا اس پر وضاحت فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ارشد لودھی صاحب!

وزیر زراعت، جناب سپیکر! اس کی کاپی مہیا کرنا ضروری نہیں ہے۔ کسی قانون' کسی ضابطے میں نہیں لکھا ہوا لیکن منسٹر competent ہے کہ وہ اٹھ کر کہے کہ میں improved جواب دے رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے!

رانا ثناء اللہ خان، اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ rules کے مطابق اور روایات کے مطابق جو printed جواب ایوان میں آچکا ہوتا ہے وزیر اسے ہی پڑھ سکتا ہے۔ اگر وزیر صاحب کو بعد میں کوئی latest information آئی ہے تو وہ ضمنی سوالات کا جواب دیتے ہوئے انہیں consult کر سکتا ہے۔ ہاؤس میں منسٹر وہی جواب پڑھے گا جو print ہو کر House میں تقسیم ہو چکا ہے۔ اگر بعد میں کوئی improvement ہوئی ہے اور منسٹر صاحب یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس کو بھی انہوں نے جواب کے ساتھ شامل کرنا ہے تو وہ کاپی ان کو باقاعدہ ہاؤس میں circulate کرنا پڑے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ارشد لودھی صاحب اتنے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور یہ خود سے ہی House کی وضاحت کر کے اور خود ہی اس کو House میں رولنگ کے طور پر پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ارشد لودھی صاحب!

وزیر زراعت، جناب سپیکر! بڑے افسوس کا مقام ہے۔ جو پرنٹ ہو کر آیا ہے منسٹر نے وہی پڑھنا ہے لیکن اس کے ساتھ اس نے یہ کہنا ہے کہ یہ improved جواب آیا ہے۔ میں یہ آپ کو دے رہا ہوں۔ یہ کہاں پر لکھا ہے کہ منسٹر ایسا نہیں کر سکتا آپ مجھے دکھا دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ درست ہے کہ منسٹر نے جواب وہی پڑھنا ہے جو کاپی print ہو کر تقسیم ہو چکی ہے۔ اگر کوئی بعد میں improvement ہے اور منسٹر نے اس کو شامل کرنا ہے تو وہ کر سکتا ہے مگر اس کی کاپی تو ہمیں circulate کرنی چاہئے تھی۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ رولز کے متعلق House کو ارشد لودھی صاحب سکھا رہے ہیں۔

وزیر زراعت، آپ بھی سکھانے پر لگے ہوئے ہیں۔ ہم اس کی interpretation کر رہے ہیں۔ مجھے یہ دکھا دیں کہ تحریری جواب ہم نے آپ کو دینا ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! یہ میرے دوست ہیں اگر یہ کہتے ہیں تو میں printed جواب بھی پڑھ دیتا ہوں جس کی کاپی ان کو مل چکی ہے اور improved جواب جو بعد میں آیا ہے وہ بھی اگر یہ پوچھیں تو میں وہ بھی بتا دیتا ہوں۔ اس میں جھگڑے والی کوئی بات نہیں ہے۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیں!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پورے ایوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وزیر مال نے جو improved اور up to date جواب دیا ہے' براہ مہربانی اس کو accept کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' وزیر مال!

وزیر مال، جناب سپیکر! جونہی معزز ممبران کی طرف سے سوال آتے ہیں تو وہ فوراً متعلقہ محکمہ کو چلے جاتے ہیں اور اس سوال کا کوئی نہ کوئی جواب آجاتا ہے اور وہ print بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات جب آدمی توجہ دیتا ہے کہ یہ سوال آیا تھا اور اس کا جواب ٹھیک نہیں' میں نے اسمبلی میں جواب دینا ہے تو اس میں بعض اوقات ترمیم وغیرہ ہو جاتی ہے ورنہ تو یہ میرے لئے آسان کام ہے کیونکہ یہ چھوٹا جواب ہے اور میں اسے ابھی پڑھ دیتا ہوں۔ اس کے بعد آپ ضمنی سوال کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ جواب پڑھ دیں۔

وزیر مال،

(الف) ہربنس پورہ موضع میں جاگیر راجہ کوئی نہ تھی۔ بمطابق ریکارڈ یہ موضع غیر مسلم مالکان کی ملکیت تھی۔ بعد 1947ء سالم موضع ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ قائم ہوا اور موضع کا کل رقبہ 2738 ایکٹر ہے۔ 250 ایکٹر رقبہ پر ناجائز قابضین بصورت آبادی قائم ہیں جن کے نام کا اندراج ریونیو ریکارڈ میں نہ ہے۔ غیر قانونی قابضین کے نام و رہائش کا پتا سروے کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے جس کے لئے کم از کم دو ماہ کا وقت درکار ہے۔

(ب) حکومت ناجائز قابضین اور ان کے معاون سرکاری اہلکاران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ چونکہ ضلع لاہور کا بندوبست شروع ہو چکا ہے لہذا انشاءاللہ مرحلہ وار تمام مسائل حل کئے جائیں گے۔

رانا ثناءاللہ خان، جناب سپیکر! ویسے تو یہ محکمہ ریونیو کے ساتھ بھی اور اس محکمے میں جو ہزاروں کی تعداد میں پٹواری ہیں ان سب کے ساتھ بھی یہ بڑا ظلم اور زیادتی ہے کہ سدا بہار ریونیو منسٹر ارشد لودھی صاحب کو اس محکمہ سے محروم کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے جو یہ version پڑھا ہے اور جس کی

کاپی ہمیں circulate نہیں کی گئی اور جس کی support محترم لودھی صاحب نے کی ہے' وزیر صاحب نے یہ جو improved version پڑھا ہے' اس میں سے ضمنی سوال ارشد لودھی صاحب فرما دیں یا اس کے کسی حصے کو اٹھ کر یہ بیان فرما دیں کہ انہوں نے یہ جواب دیا ہے۔

وزیر مال، رانا صاحب! یہ جو میں نے ابھی پڑھا ہے یہ وہ improved version نہیں ہے۔ یہ وہ ہے جس کی کاپی آپ کو سپلائی ہو چکی ہے اور اب جو آپ نے ضمنی سوال کرنا ہے میں اس کا جواب دینے کے لئے حاضر ہوں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں ہے کہ "حکومت ناجائز قابضین کے معاون سرکاری اہلکاران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ وہ کون کون سے سرکاری اہلکاران ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟" وزیر صاحب اس کا جواب دیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں نے جو پہلے جواب پڑھا تھا اس میں بہت ساری کارروائی کے متعلق جواب ہے۔ آپ کے ضمنی سوال کے حوالے سے' اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

راجہ ریاض احمد: میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ وہ کون سے سرکاری افسران ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! جو ناجائز قابض تھے ان کا ریکارڈ پہلے بنانا تھا جو کل پرسوں مکمل ہو کر آیا ہے۔ یہ میرے پاس پورا ریکارڈ موجود ہے اور مجھے آج ملا ہے۔ میں یہ ایوان کی میز پر رکھ دیتا ہوں آپ دیکھ لیں۔ باقی رہا یہ کہ کون کہاں قابض ہے میں نے اپنے سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ سروے ہو رہا ہے۔ یہی وہ سروے ہے جو مکمل ہو گیا ہے کہ فلاں زمین پر فلاں آدمی قابض ہے۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میرا سوال یہ نہیں ہے جس کا جواب یہ بتا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کافی موٹی جلد ہے۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میرا یہ سوال ہی نہیں ہے۔ آپ براہ مہربانی سمجھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کہہ رہے ہیں کہ نام پڑھ دیں۔ وہ نام بہت لمبے ہیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں نام نہیں پوچھ رہا۔ میں صرف اتنا پوچھ رہا ہوں کہ ان سرکاری

اہلکاران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مال، جناب والا! آپ سمجھنے کی کوشش کریں کہ جو سروے آنے گا کہ فلاں جگہ پر فلاں آدمی قابض ہے اور فلاں پٹواری یا گرداور یا تحصیلدار نے قبضہ دلایا ہے پھر ہم اس کو پکڑیں گے۔ یہ سروے مجھے اب ملا ہے میں اس کو خود بھی پڑھوں گا۔ ساری چیزیں دیکھ کر اور جو جو متعلقہ اہلکار ہوں گے ان کو نوٹس دے کر ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ یہ کارروائی آپ جب چاہیں میں آپ کو ذاتی طور پر بھی دے سکتا ہوں۔ اگر آپ ہاؤس میں سوال پوچھیں گے تو سوال کے جواب میں ساری کارروائی یہاں پہنچاؤں گا۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان، وزیر موصوف نے یہاں جواب دیا ہے کہ 250 ایکڑ رقبہ پر ناجائز قابضین ہیں۔ جناب سپیکر! یہ جو ناجائز لوگ قابض ہیں کیا حکومت ان کو regularise کرے گی یا ان کو eject کرے گی۔ اس بارے میں وزیر صاحب بیان فرمادیں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! اسی سوال کا جواب جو میں پہلے پڑھ رہا تھا اس میں یہ کافی کچھ آچکا ہے' اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پڑھیں جی۔

وزیر مال، حکومت غیر قانونی قابضین کے خلاف کارروائی کرنے کا مکمل ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں ضروری اقدامات شروع کر دیئے گئے ہیں جس کے نتیجے میں بوگس الاٹمنٹ بنام پرویز افتخار وغیرہ رقبہ تعدادی 176 کنال خارج کیا جا چکا ہے۔ الاٹمنٹ کا انتقال نمبر 5956 ہے اور اس کی رو سے مابعد ہونے والے انتقالات جن کی تعداد 164 ہے' خارج کئے جا چکے ہیں۔ ایک آدمی نے قبضہ کیا۔ اس نے انتقال کروا دیا اور انتقال ہوتے ہوتے کسی ایک مسئلے کے 164 بوگس انتقالات کو خارج کیا جا چکا ہے اور اراضی بحق سرکار ضبط کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ انتقالات نمبر 5986 اور 5987 پر رقبہ تعدادی 15 کنال 15 مرلے بوگس ہونے کی وجہ سے خارج کر دیئے گئے ہیں اور ان کی رو سے

تصدیق ہونے والے مابعد 34 انتقالات بھی خارج کر کے رقبہ بحق سرکار ضبط کر لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں تبدیل حقوق ملکیت کے جملہ 10 عدد انتقالات خارج ہو کر رقبہ بحق سرکار ہو چکا ہے اور مابعد کے انتقالات کی تعداد 44 ہے' وہ بھی خارج کئے جا چکے ہیں۔ اس طرح تبدیل حقوق ملکیت کے 13 انتقالات اور ان کی رو سے مابعد ہونے والے کل انتقالات 255 خارج ہوئے جن کی رو سے رقبہ 2076 کنال 18 مرلے بحق سرکار ضبط ہو چکا ہے۔ 176 کنال کی جعل سازی کی بنا پر جعل سازوں اور بوگس الاٹیوں کے خلاف ایف آئی آر نمبر 793/2002 مورخہ 22-11-2002 تھانہ شمالی چھاؤنی درج کروائی جا چکی ہے۔ علاوہ ازیں اہلکاران کے خلاف کارروائی کے لئے محکمہ انٹی کرپشن کو بروئے چٹھی نمبر 600 مورخہ 14-11-2002 منجانب (S O) مہتمم بندوبست تحریر کر دیا گیا ہے۔

حاجی محمد اعجاز، میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے!

حاجی محمد اعجاز: میرا question ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ آیا وہاں پر کوئی ایسی سکیم متعارف کروائی جا سکتی ہے کہ جو قابضین وہاں پر before partition رہ رہے ہیں' ان سے پیسے لے کر کسی سکیم میں جگہ دے دی جائے' کوئی ایسی سکیم ان کے زیر غور ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی' منسٹر صاحب!

وزیر مال، اس وقت سکیم زیر غور نہ ہے لیکن اس کے متعلق سوچا جا سکتا ہے کہ بجائے اس کے قابضین جنہوں نے' وہاں آپ نے بھی دیکھا ہو گا میں بھی وہاں گیا تو وہاں کوٹھیاں اور سڑکیں بن چکی ہیں۔ اب اس میں کس کا قصور ہے؟ میں کسی کا نام نہیں لے سکتا۔ مختلف حکومتیں گزر گئیں۔ کسی نے کچھ نہیں کیا۔ اب بہتر تجویز یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسا حل کیا جائے کہ ان محلات اور کوٹھیوں کو' جھونپڑیوں کو نہ گرایا جائے اور یہ زمین ایک قانون کے تحت کسی طریقے سے dispose of ہو جائے۔ یہ نہ ہو کہ dispose of ہو جائے اور آپ کل یہاں شور شرابا شروع کر دیں کہ یہ آپ نے اپنے آدمیوں کو دے دی اور ہمیں نہیں دی تو اس صورت میں کوئی ایسی تجویز ہونی چاہئے جو جائز ہو۔ جو قابضین کے حقوق کا بھی' حق تو ان کا نہیں ہے کیونکہ وہ ناجائز قابضین

ہیں لیکن time factor ہے' اس لحاظ سے انہوں نے وہاں قبضہ کر کے مکان بنا لئے۔ بہر حال اس پر سوچا جا سکتا ہے یہ سوچ ہے لیکن ابھی تک materialise نہیں ہوئی۔ میں اس پر سوچوں گا پھر آپ سے' ہاؤس سے یا متعلقہ آدمیوں سے بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال نمبر 259' جناب آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان، اس کا جواب ابھی نہیں آیا۔ وہ ابھی کہہ رہے تھے کہ دیتے ہیں تو جتنی دیر circulate نہیں ہوتا 'that cannot be discussed' تو اس کو pend کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چلیں جی' pend کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال 353

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی پہلے امجد حمید دستی صاحب۔ جی' دستی صاحب فرمائیں!

سردار امجد حمید خان دستی، میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ ایک حادثہ پیش آیا اور اس کے ذمہ دار سپیکر صاحب ہیں' آپ ہیں یا سیکرٹری صاحب۔ کل ہمیں اسمبلی اجلاس سے پہلے پارٹی میٹنگ کے لئے بلایا گیا تو میں اسی غلط فہمی میں یہاں آٹھ ساڑھے آٹھ بجے پہنچ گیا کہ ناشتا تیار ہوگا مگر آگے کچھ نہ تھا۔ ریسٹوران کا پتا چلا تو میں نے کہا کہ چلو! یہاں میں ناشتا کر لیتا ہوں تو انہوں نے بتایا کہ سپیکر سیکرٹریٹ نے اسے بند کروا دیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیوں؟ تو کہا کہ ابھی مینڈر نہیں آئے۔ میں نے انکوائری کی کہ مینڈر آئے ہیں کہ نہیں؟ تو مجھے پتا چلا کہ مینڈر آ چکے ہیں اور کیا ممبران بیٹھے بیٹھے تھک جائیں؟ کیونکہ وزراء کے لئے تو انتظام ہے کہ ان کے چپڑاسی ہیں جو بھاگے بھاگے جاتے ہیں اور چائے بنا کر لے آتے ہیں۔ سپیکر صاحب کے لئے بھی انتظام ہے۔ سیکرٹری صاحب کے لئے بھی ہے لیکن ممبران گم شدہ بھیڑوں کی طرح ادھر ادھر پھرتے ہیں لیکن انہیں چائے نہیں ملتی۔ پھر مجھے یہاں سے 6 میل لمبا سفر کرنا پڑا اور میں اپنے گھر لاہور کنٹونمنٹ گیا اور وہاں سے ناشتا کر کے ایک گھنٹہ لیٹ آیا تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ریسٹوران کے مینڈر آ چکے ہیں جو کہ بند پڑے ہیں' کھلنے میں اگر کوئی دیر ہے تو میں کھول دیتا ہوں' کھولنا کوئی مشکل کام تو نہیں ہے۔ ہمیں ناشتا کرنے اور چائے پینے کے لئے مال روڈ یا پھر انارکلی جانا پڑتا ہے لہذا مہربانی کر

کے اس کا فوری طور پر نوٹس لیں اور سیکرٹری صاحب کو کہیں کہ وہ یہ کام جلدی کروائیں۔ بہت مہربانی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل جی' آپ کی بات درست ہے۔ میں سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ اس کا فوراً نوٹس لیا جائے اور اس پر عمل درآمد کروایا جائے۔ کیفے ٹیریا تو ہونا چاہئے لیکن پارٹی میٹنگ ہوئی تھی۔ آج کی بات کر رہے ہیں 'They will do something' جی!

سردار امجد حمید خان دستی: مسلم لیگ کی ایم این اے' ہماری ساتھی میرے ساتھ تشریف فرما تھیں تو میں انہیں چائے کے لئے کہنا چاہتا تھا تو غالباً وزیر صاحب اٹھ کر چائے پلانے کے لئے چلے گئے ہیں تو میں ان کی میزبانی کے فرائض سے اچھی طرح سے سبکدوش ہونا چاہتا تھا۔ لیکن یہ اس لئے نہ ہو سکا کیونکہ کیفے ٹیریا بند تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب یہ کیفے ٹیریا بھی کھول دیا جائے گا اور میرا کمرہ بھی حاضر ہے۔ آپ جب بھی آئیں آپ کی پوری خدمت کی جائے گی۔ نہ صرف آپ بلکہ تمام ممبران کے لئے یہ ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: آج ہی کھلوا دیں ورنہ سب کو اپنے ہاں چائے دینے کا بندوبست کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیں!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: میں اپنے بزرگ دستی صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کبھی ہم پر تو اتنی نظرکرم نہیں کی۔ نہ پانی پوچھا اور نہ ہی چائے جبکہ خاتون کے لئے اتنی نظرکرم کی۔ کیا وجہ ہے کہ ان کا خاص خیال رکھا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' next question ہے---

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز: جناب! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ یہ کئی سوالات ہیں مثلاً رانا آفتاب احمد خان صاحب اور احسان اللہ صاحب کے چار سوال ہیں اور بھی کئی سوالات ہیں جن کے

جوابات نہیں آئے۔ چھ چھ ماہ سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے ان سوالوں کو اسمبلی میں بھجوائے ہوئے لیکن ابھی تک ان کے جواب نہیں آئے۔ آیا ان کا جواب اسمبلی کی مدت میں آجائے گا؟ ہم لوگوں نے دس پندرہ دن پہلے جو سوال پوچھے تھے ان کا جواب کب آئے گا؟ اور جو جواب آتے ہیں تو ان پر جواب دینے کے لئے ہماری باری نہیں آتی اور ویسے ہی kill ہو جاتے ہیں۔ اس کا بھی کوئی بندوبست ہونا چاہئے کہ جن کے سوال kill ہو جائیں ان کو دوبارہ بھی put کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگلا سوال چودھری عبدالغفور خان صاحب کا ہے۔

شیخ تنویر احمد : طبع شدہ سوال نمبر 353 (معزز رکن نے چودھری عبدالغفور خان کے ایماء پر دریافت کیا)

وزیر کالونیز : جناب سپیکر! آپ نے رانا آفتاب احمد صاحب کے سوال نمبر 2 کے بارے میں رولنگ فرمائی ہے کہ اس سوال کو pending رکھا جائے۔ اس میں تھوڑی سی confusion ہے۔ میں اس بات clarification کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے سوال میں یہ پوچھا تھا کہ :

> " یکم جنوری 1999ء سے نومبر 2002ء تک صوبے کے کن کن اضلاع میں کن افراد کو کتنی کتنی اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ کتنی اراضی الاٹ اور پٹہ پر دی گئی نیز دیگر کن مقاصد کے تحت زمین و پلاٹ الاٹ کئے گئے؟ "

اس میں گزارش یہ ہے کہ صوبہ کے 25 کالونی اضلاع میں 12235 افراد کو 188379 ایکڑ اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ یہ landless لوگ یا مزارعین ہیں جنھوں نے اس زمین کو کاشت کاری کے قابل بنایا ہے۔ اگر رانا صاحب کو اس میں مزید دلچسپی ہے تو ہم ان تمام افراد کے ناموں کی فہرست انھیں فراہم کر دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر! آپ اس حوالے سے پہلے رولنگ دے چکے ہیں کہ ان الاٹیوں کی فہرست مہیا کی جائے۔ اب اس میں کوئی ambiguity نہیں ہے۔

وزیر کالونیز : میری عرض یہ ہے کہ اگر اس میں آپ کا کوئی point of interested ہے تو وہ ہمیں بتا دیں تاکہ ہم آپ کو صحیح معلومات دے سکیں۔

رانا آفتاب احمد خان : میرا ذاتی کوئی interest نہیں ہے بلکہ میری عوام کا interest ہے۔ یہ

public interest ہے کہ کس طریقے سے مخصوص لوگوں نے اس پنجاب کو لوٹا ہے اب جب تک یہ فہرست مہیا نہیں کریں گے اس وقت تک آگے بات نہیں ہو سکے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو میں نے pending کر دیا ہے' یہ information آپ کو مہیا کرنی ہے۔ It should be circulated in the House so that every one should know what is happening around

وزیر کالونیز: بہتر ہے۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 353 کا جواب عرض کرتا ہوں۔

(الف) اس حد تک درست ہے کہ بروئے ریکارڈ رجسٹر حقداران زمین 01-2000 موضع گنڈا سنگھ والا کھاتہ نمبر 109/101 نمبران خسرہ 71/18 رقبہ 12-0 بنجر قدیم تھور' 73\1 رقبہ 7-7 بنجر قدیم تھور' 73\2 رقبہ 7-7 بنجر قدیم تھور---

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب کو اپنا جواب پورا کر لینے دیں پھر میں آپ کو سنتا ہوں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! یہ اس سوال سے ہی متعلقہ پوائنٹ آف آرڈر ہے اور یہ بڑا relevant ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!

راجہ ریاض احمد: وزیر صاحب کس لئے سوال پڑھ رہے ہیں؟ کسی آدمی نے اپنے سوال کا نمبر نہیں پکارا اور نہ ہی کسی نے یہ کہا ہے کہ "ان کے ایماء پر" تو پھر وزیر صاحب کیوں سوال پڑھ رہے ہیں؟ چودھری عبدالغفور صاحب تو اس وقت ہاؤس میں موجود ہی نہیں ہیں۔

وزیر کالونیز: جب سپیکر سوال پکارتا ہے تو وزیر کا فرض ہے کہ اس کا جواب پڑھنا شروع کر دے۔ اگر سپیکر یا ہاؤس اجازت دے کہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور اس پر ضمنی سوال کئے جائیں تو پھر آپ ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: میری درخواست یہ ہے کہ یہ سوال چودھری عبدالغفور صاحب کا ہے اور وہ اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں کسی نے یہ بھی نہیں کہا کہ "ان کے ایماء پر کیا جائے" تو

پھر وزیر صاحب کیسے پڑھنا شروع ہو گئے ہیں؟

وزیر کالونیز : ایک معزز دوست نے "ان کے ایماء" پر فرمایا ہے۔

شیخ تنویر احمد : جناب والا! "ان کے ایماء پر" میں نے کہا ہے۔

رانا ثناءاللہ خان : جناب سپیکر! اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے کیونکہ یہ کافی لمبا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

موضع گنڈا سنگھ ضلع اوکاڑہ میں سرکاری زمین پر قبضہ

*353-چودھری عبدالغفور خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع گنڈا سنگھ تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں سرکاری اراضی کھیوٹ نمبر 101/97 کھتونی نمبر 441 خسرہ نمبر 71/18، 73 پر غیر قانونی طور پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقبوضہ زمین پر اس وقت گندم کی فصل محمد اقبال ولد نذر محمد قوم دھول اور دوسرے لوگوں نے کاشت کر رکھی ہے اور سرکاری پانی استعمال کرتے ہیں جس سے محکمہ کو لاکھوں کا نقصان اور دوسرے زمینداروں کی حق تلفی ہوتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ زمین پر راؤ محمد طارق پٹواری مال نے قبضہ کروا رکھا ہے اور غیر قانونی قابضین سے سالانہ ٹھیکہ وصول کرتا ہے جب کہ ریکارڈ میں زمین خالی ظاہر کرتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پٹواری نے سرکاری پانی جو مذکورہ سرکاری زمین کا حصہ ہے کو فروخت کر رکھا ہے؟

(ر) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ زمین قبضہ گروپ سے خالی کروانے، ان سے تاوان وصول کرنے اور مذکورہ پٹواری کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ

رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر کالونیز :

(الف) اس حد تک درست ہے کہ بروئے ریکارڈ رجسٹر حقداران زمین 01-2000، موضع گنڈا سنگھ والا کھاتہ نمبر 109/101 نمبران خسرہ 71/18 رقبہ 12-0 بنجر قدیم تھور' 73/1 رقبہ 7-7 بنجر قدیم تھور' 73/2 رقبہ 7-7 بنجر قدیم تھور 73/9-8 کنال قدیم تھور' 73/12 رقبہ 6-7 بنجر قدیم تھور قطعات 6 تعدادی 15-36 سرکاری اراضی سابقہ متروکہ غیر مسلم ہے اور مقبوضہ پاکستان رینجرز D کمپنی روہیلا 12 ونگ کنگن پور سٹیج رینجرز ہے۔ نمبران خسرہ 73/19. 71/18 تعدادی 15-6 موقعہ پر غیر کاشتہ بنجر قدیم ہے دیگر نمبران خسرہ 73/12.73/9. 73/2 قطعات 4 تعدادی 30k-0M موقعہ پر محمد اقبال ولد نذر محمد قوم دھول ساکن کھوے مرید والے نے گندم کاشت کی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ کسی دیگر شخص نے کوئی رقبہ سرکار پر ناجائز قبضہ یا کاشت نہیں کی ہے اور نہ کوئی بقایا رقبہ سرکار قابل کاشت موجود ہے۔ رقبہ کور بھی ناہموار اور سیم زدہ ہے اور یہ بی ایس لنک کے ملحقہ ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ ضمن (الف) رقبہ 30K-0m پر محمد اقبال ولد نذر محمد قوم دھول نے گندم کاشت کی ہوئی ہے۔ یہ رقبہ سرکاری پانی سے آبپاش نہیں ہو رہا ہے۔ بلکہ محمد اقبال نے اپنے ملحقہ ملکیتی رقبہ پر پنجر انجن نصب کیا ہوا ہے۔ جس سے مذکورہ رقبہ بھی سیراب ہوتا ہے۔ اس طرح نہ تو سرکاری رقبہ میں نہری پانی استعمال ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے دیگر زمینداران کی حق تلفی ہوتی ہے اور نہ ہی محکمہ کو کوئی نقصان ہو رہا ہے۔ محمد اقبال مذکورہ نے مذکورہ رقبہ 30K-0M (چار ایکڑ) پاکستان رینجرز D کمپنی روہیلا 12 ونگ کنگن پور سٹیج رینجرز سے -/1600 روپے سالانہ پٹہ از 02-6-30 تا 03-6-30 حاصل کیا ہوا ہے۔ جس کا اقرار نامہ معاہدہ کی فوٹو سٹیٹ شامل ہے۔

(ج) یہ غلط ہے کہ راؤ محمد طارق' پٹواری مال نے رقبہ مذکورہ پر قبضہ کرا رکھا ہے اور ٹھیکہ وصول کرتا ہے بلکہ محمد اقبال مذکور نے یہ رقبہ پاکستان رینجرز سے بروئے اقرار نامہ مورخہ

3-11-02 یک سال پٹہ پر حاصل کیا ہوا ہے اور گندم کاشت کی ہوئی ہے۔ جہاں تک ریکارڈ مال رجسٹر گرداوری بھی بروئے موقع بنجر قدیم تھور درست تحریر ہوئی ہے۔ موجودہ گندم کاشتہ کی گرداوری فصل ربیع 2003، ماہ مارچ مطابق کی موقع جائے گی۔

(د) غلط ہے چونکہ نہری پانی کی تقسیم وارہ بندی محکمہ انہار کرتا ہے۔ پٹواری مال کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ اس لئے راؤ محمد طارق پٹواری پر یہ الزام درست نہیں ہے۔

(ر) قانونی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ "تعدادی 15-36 سرکاری اراضی سابقہ متروکہ غیر مسلم ہے اور مقبوضہ پاکستان رینجرز D کمپنی روہیلا 12 ونگ کنگن پور ستلج رینجرز ہے"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو پاکستان رینجرز کی مقبوضہ ہے آیا وہ لیز ہوئی تھی یا انھوں نے ایسے ہی اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اگر ان کی مقبوضگی ہے اور اس پر کوئی لیز نہیں ہے تو انھوں نے آگے اس کو جو sub-lease یا sub-let کیا ہوا ہے وہ کس قانون کے تحت کیا گیا ہے؟ اس کی وضاحت فرما دیں۔

وزیر کالونیز: رینجرز نے اس کو لیز پر دیا ہوا ہے اس کا ذکر جواب میں کیا گیا ہے' آپ پورا جواب پڑھ لیں۔

MR ACTING SPEAKER. This must has been acquired or purchased by the Rangers Has it been acquired or purchased by the Rangers?

وزیر کالونیز: یہ رینجرز کے پاس ہے اور انھوں نے اسے sub-let کیا ہوا ہے۔

رانا مشہود احمد خان: کیا یہ acquire ہوئی ہے یا purchase کی گئی ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ان کا مطلب یہ ہے کہ آیا یہ acquire ہوئی ہے یا purchase کی گئی ہے یا اسی طرح ہی انھوں نے قبضہ کیا ہوا ہے جس طرح ملک پر انھوں نے قبضہ کیا ہوا ہے؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! جو سوال تھا اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔ اگر سوال کے سلسلے میں کوئی confusion ہے تو کہیں' اس کی میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ یہ رینجرز کی زمین ہے انھوں نے اس پٹواری کو لیز پر دے رکھی ہے۔

رانا مشہود احمد خان: آپ کے اپنے جواب کے اندر یہ چیز موجود ہے کہ سرکاری اراضی سابقہ متروکہ غیر مسلم ہے اور اس کی مقبوضگی رینجرز کے پاس ہے۔ اب یہ جو مقبوضگی ہے Is it acquired by

them? آیا لیز پر لی گئی ہے؟ رینجرز اس زمین پر کس طرح بیٹھی ہے؟ اگر لیز نہیں ہے تو وہ پھر آگے اس کو sub-let کس طرح کر رہے ہیں؟

وزیر کالونیز: میں گزارش کر رہا ہوں کہ یہ زمین رینجرز کے پاس ہے اور ان لوگوں نے رینجرز سے یہ رقبہ حاصل کیا ہوا ہے۔

رانا مشہود احمد خان: یہ تو پھر وہی بات ہوئی کہ پورا ملک فوج کے پاس ہے' جدھر مرضی آئے بیٹھ جائے۔ وزیر صاحب میرا سوال سمجھ نہیں رہے' میں پوچھ رہا ہوں کہ آیا یہ زمین acquire کی گئی ہے یا لیز پر لی گئی ہے؟

وزیر کالونیز: جس طرح حکومت کے باقی محکمے حکومت کی زمین حاصل کرتے ہیں اسی طرح رینجرز نے بھی یہ زمین لی ہوئی ہے۔

رانا مشہود احمد خان: کس طرح لی ہوئی ہے؟

وزیر کالونیز: لیز پر لی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر مال: جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

شیخ امجد عزیز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 607 بہت اہمیت کا حامل ہے۔ براہ کرم اس کو pend کر دیں تاکہ اگلے اجلاس میں آ سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات تو اب ختم ہو چکا ہے۔ اب نہیں ہو سکتا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جیسا کہ میرے ایک فاضل ممبر نے نشاندہی کی ہے کہ جب ہم سوال کرتے ہیں تو ان کے جواب نہیں آتے اور اگر جواب آتے ہیں تو بہت تاخیر سے آتے ہیں۔ یہ تو بالکل وہی مثال ہے جیسے کسی شاعر نے کہا تھا کہ

نامہ بر تو ہی بتا تو نے تو دیکھے ہوں گے
کیسے ہوتے ہیں وہ خط جن کے جواب آتے ہیں

جناب سپیکر! ان سوالات میں ایک بڑا اہم سوال نمبر 1080 تھا جس میں اوکاڑہ کے مزارعین کی حالت زار تھی اور فوج کی طرف سے جس جگہ پر قبضہ کیا گیا ہے اس کا بھی ذکر ہے۔ یہاں پر درج ہے کہ " کل رقبہ 17013 ایکڑ ہے 1913 میں بیس سال کے لئے بشرح 15.000 روپے سالانہ پٹہ پر دیا گیا "۔ آپ یقین مانیں کہ 70 سال ہو گئے ہیں اس پٹہ کی تجدید نہ کی گئی ہے۔ یہ بہت اہم سوال ہے۔ بڑے پُر مغز طریقے سے اس سوال کو تیار کیا گیا اور اسمبلی میں لایا گیا تا کہ ان مزارعین کی حالت زار کو سنوارا جا سکے۔ یہ سوال بھی آج kill ہو گیا ہے۔ یا تو آپ وقفہ سوالات کا وقت بڑھا دیں یا پھر ایسے اہم سوالات کو پہلے take up کر لیا کریں۔

MR ACTING SPEAKER: Sheikh Sahib. I have taken up all these according to the list. I did not know whether it was coming up or not اگر وقت کی کمی کی وجہ سے کوئی سوال رہ گیا ہے تو پھر مجبوری ہے۔ چونکہ وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ مختص ہے اور ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔ آپ اس سوال کو دوبارہ دے دیجئے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس جواب میں انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ یہ تجدید شدہ نہ ہے' یہ 1933 سے قابل تجدید ہے۔ اس طرح لاکھوں' کروڑوں روپے کا حکومت پنجاب کے خزانے کو نقصان ہو رہا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ نہ صرف اوکاڑہ میں بلکہ پورے ملک پر فوج کا قبضہ ہے لیکن یہ بڑا ظلم ہے' اگر ہم نے ان مزارعین کے حوالے سے یہاں discuss نہیں کرنا تو پھر اس وقفہ سوالات کا کیا فائدہ ہے؟ ہم پر یہ تو پابندی لگا دی جاتی ہے کہ آپ جرنیلوں کے بارے میں بات نہ کریں' ان کا قبضہ حکومت وقت نے درست تسلیم کر لیا ہے۔ کم از کم اس قبضے کے بارے میں تو بات کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کی بات کو تھوڑا آگے بڑھانا چاہتی ہوں کہ جب یہاں اوکاڑہ کے مزارعین کی بات ہوئی تو میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ اوکاڑہ کے مزارعین کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے اور وہاں پر ان کی جو حالت ہے مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئی ہوں۔ وہاں پر رینجرز نے جو ہمارے ساتھ بدتمیزی کی میں نے اس کے بارے میں تحریک استحقاق بھی پیش کی تھی لیکن اس پر صرف اس لئے اعتراض لگا کر واپس کر دیا گیا کہ یہاں اوکاڑہ کے مزارعین کی بات نہ کی جا سکے۔ اب آپ پر یہ

ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اگر یہ مسئلہ سوال کی صورت میں take up ہو رہا ہے تو میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اسے pend کر دیا جائے اور اگلے اجلاس میں پیش کیا جائے تاکہ ہم جو وہاں پر دیکھ کر آئے ہیں اور وہاں کے مزارعین کی جو باتیں سنی ہیں اور جس طرح سے ان کے حالات دیکھے ہیں وہ آپ تک اور حکومت تک پہنچا سکیں تاکہ ان غریبوں کی حالت زار کو کچھ بہتر بنانے کے لئے کوشش کی جا سکے۔ اس لئے آپ سے میری گزارش ہے کہ یا تو اس سوال کو out of turn لے لیا جائے یا اسے pend فرما دیا جائے تاکہ ہم اوکاڑہ کے issue پر بات کر سکیں۔ شکریہ۔

MALIK MUHAMMAD AHMAD KHAN(Advocate): Point of Clarification.

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے!

ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)، جناب والا! گزارش ہے کہ یہ illicit occupation کا سوال ہے تو 'there is a proper forum available' یہ جا کر جوڈیشل فورم پر agitate کریں اور public interest کی litigation کر دیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! یہ غلط جگہ پر آ گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ بھر میں تحصیل داروں اور نائب تحصیل داروں کی تفصیل

*541-**سید احسان اللہ وقاص**: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ بھر میں تحصیل داروں اور نائب تحصیل داروں کی تعداد کیا ہے۔ براہ راست نائب تحصیل دار گزشتہ دس سال میں کتنے بھرتی کئے گئے اور ان کی بھرتی کا کیا معیار تھا۔ ان میں سے کون کون کس سابقہ ایم۔این۔اے یا سابق ایم۔پی۔اے کا بھائی یا عزیز ہے۔ انہیں کیا مالی اور دیگر مراعات دی جاتی ہیں؟

(ب) اس وقت تحصیل دار اور نائب تحصیل دار کی کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ کیا خالی اسامیوں پر بھرتی پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ کرنے کا کوئی امکان ہے؟

(ج) تحصیل دار اور نائب تحصیل دار کے تعلیمی معیار کی بہتری و ٹریننگ کے لئے کیا اقدامات زیر غور ہیں اور کیا ان کے لئے کمپیوٹر ٹریننگ کا بھی کوئی پروگرام زیر غور ہے؟

وزیر مال،

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ خزانہ سے منظور شدہ تحصیلداران کی 182 اور نائب تحصیلداران کی 485 اسامیاں ہیں اور گزشتہ 10 سال میں کوئی نائب تحصیل دار براہ راست بھرتی نہ کیا گیا ہے۔ انہیں بمطابق بنیادی سکیل 14 مروجہ تنخواہ مع الاؤنس دیئے جاتے ہیں۔

(ب) فی الوقت براہ راست تحصیلداروں کی 18 اسامیوں پر بھرتی کے لئے پبلک سروس کمیشن کی ریکوزیشن مورخہ 06-04-2002 کو بھجوائی جا چکی ہے اور پبلک سروس کمیشن نے اسامیاں مشتہر کر دی ہیں۔ نائب تحصیلداروں کی تقریباً 143 جملہ اسامیاں پنجاب بھر میں خالی ہیں۔

(ج) تحصیلداران و نائب تحصیلداران کی تعلیمی قابلیت کم از کم بی۔اے (گریجوایشن) ہے جب کہ بھرتی کے بعد تحصیلدار کو 2 سال کی اور نائب تحصیلدار کو ایک سال کی تربیت اور دوران سروس 2ماہ کی ٹریننگ کے لئے مینجمنٹ اینڈ پروفیشنل ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور میں بھی بھجوایا جاتا ہے۔ نیز کمپیوٹر ٹریننگ کا پروگرام بھی زیر غور ہے۔

کورٹ آف وارڈز کی تقرری، آمدن اور اخراجات

*542-سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ تین سال میں کتنے کورٹ آف وارڈز کی تقرری کی گئی اور کتنی جائیدادیں کورٹ آف وارڈز کے تحت لی گئیں۔

(ب) ان کورٹ آف وارڈز کے مینجرز کون ہیں اور انہیں اس خدمت کا کیا معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔

(ج) ان کورٹ آف وارڈز کی جائیدادوں کی آمدنی اوسطاً سالانہ کیا ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف) گزشتہ تین سال میں کسی کورٹ آف وارڈز کی تقرری نہیں کی گئی اور نہ ہی کوئی جائیداد عرصہ تین سال کے دوران کورٹ آف وارڈز کے تحت کی گئی ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) ۔ایضاً۔

پی-پی 155 اور 156 میں سرکاری اراضی کی تفصیل

*607-شیخ امجد عزیز: کیا وزیر کالونیز ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پی-پی 155 اور 156 (لاہور) میں حکومت پنجاب کی کتنی اراضی کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) اس اراضی میں سے کتنی فارغ پڑی ہے اور کتنی اراضی ناجائز قابضین کے پاس ہے ان ناجائز قابضین کے نام کیا ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنی اراضی کن کن منصوبوں کے لئے مختص ہے؟

(د) کیا ناجائز قابضین سے حکومت اراضی واگزار کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) سیٹلمنٹ آفیسر لاہور کی رپورٹ کے مطابق ان حلقوں میں سرکاری اراضی کی رپورٹ درج ذیل ہے۔

موضع	مرلہ	کنال
1۔ رکھ کوٹ لکھپت	13	5266
2۔ سجیال	02	26
3۔ ملک پور	19	30
4۔ شیوپورہ کلاں	04	29
5۔ کیر خورد	04	100
کل میزان	02	5453

(ب) یہ سرکاری اراضی موقع پر فارغ نہ ہے بلکہ مندرجہ ذیل محکمہ جات کے قبضہ میں ہے۔

موضع رکھ کوٹ لکھپت

1۔ 2621 کنال 12 مرلہ (مقبوضہ محکمہ ملٹری)

2۔ 413 کنال 01 مرلہ (مقبوضہ محکمہ سول ایوی ایشن)

3۔ 57 کنال 07 مرلہ (مقبوضہ محکمہ لائیو سٹاک)

4۔ 224 کنال 19 مرلہ (مقبوضہ محکمہ P.W.D)

5۔ 522 کنال 8 مرلہ (مقبوضہ سول سروسز اکیڈمی)

6۔ 17 کنال 8 مرلہ (مقبوضہ عدالت ہائے ماڈل ٹاؤن)

7۔ 1309 کنال 18 مرلہ (مقبوضہ محکمہ ریلوے)

8۔ 5266 کنال 13 مرلے کل میزان

موضع ملک پور

1۔ 0 کنال 15 مرلہ (مقبوضہ محکمہ واپڈا)

2۔ 19 کنال 16 مرلہ (مقبوضہ محکمہ انہار)

3۔ 10 کنال 8 مرلہ (مقبوضہ محکمہ P.W.D)

30 کنال 19 مرلہ کل میزان

موضع شیو پورہ کلاں

1۔ 25 کنال 15 مرلہ (مقبوضہ محکمہ P W D)

2۔ 03 کنال 03 مرلہ (مقبوضہ محکمہ ڈیری فارم)

3۔ 0 کنال 06 مرلہ (مقبوضہ محکمہ واپڈا)

29 کنال 04 مرلہ کل میزان

موضع کیر خورد

1۔ 100 کنال 04 مرلہ (مقبوضہ محکمہ نہر)

(ج) مذکورہ اراضی مختلف محکمہ جات کے قبضہ میں ہے۔ تاحال کسی منصوبہ کے لئے مختص نہ ہے اور اگر کوئی عوام کی بہتری کے لئے منصوبہ بنا تو اراضی متعلقہ محکمہ سے خالی کروالی جائے گی۔

(د) اراضی محکمہ جات کے زیر قبضہ ہے۔ اگر ان کی حیثیت غیر قانونی ہوئی تو قانون کے مطابق ان محکموں کو فروخت کر دی جائے گی یا خالی کروالی جائے گی۔

تحصیل لیاقت پور میں اراضی کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*717-چودھری محمود احمد، کیا وزیر کالونیز ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وادے خان کٹوال اور ولیمنا کی نمبرداری واقع چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بہاول پور کی تحصیل لیاقت پور میں سال 2000 میں کتنی الاٹمنٹ ہوئی؟

(ب) جن لوگوں کو الاٹمنٹ ہوئی ہے ان لوگوں کے نام اور مکمل کوائف مثلاً شناختی کارڈ نمبر، رقبہ کے نمبر اور چکوک کے نام فراہم کئے جائیں۔

(ج) کیا ان لوگوں کو ذیل الاٹمنٹ تو نہیں ہوئی، کیا یہ لوگ واقعی چولستانی ہیں یا فرضی لوگ ہیں؟ مکمل کوائف / معلومات فراہم کریں۔

(د) بوقت الاٹمنٹ کیا ان کے شناختی کارڈز کی تصدیق متعلقہ اتھارٹی سے کروائی گئی؟

وزیر کالونیز،

(الف) وادے خان کٹوال اور ولیمنا کی نمبرداری میں چولستان ترقیاتی ادارہ بہاولپور نے تحصیل لیاقت پور میں سال 2000 میں کوئی الاٹمنٹ رقبہ نہ کی ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ۔ایضاً۔

چک 140/A میں اراضی کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*719-چودھری محمود احمد، کیا وزیر کالونیز ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چک نمبر 140/A (الف) شمالی تحصیل لیاقت پور میں بہاول پور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے کتنی الاٹمنٹ کی ہے۔ کن کن سالوں میں الاٹ کی ہے اور جن جن لوگوں کو الاٹمنٹ ہوئی ہے ان کے مکمل نام مع مکمل کوائف بتائے جائیں؟

(ب) ان چکوک میں کتنے لوگوں کو تبادلہ میں اراضی ملی جبکہ تبادلہ اراضی پر بورڈ آف ریونیو نے پابندی لگا رکھی ہے؟

(ج) ان چکوک میں کتنے لوگ ناجائز قابض ہیں۔ ان کے نام مع مکمل کوائف بتائے جائیں؟

(د) کیا ناجائز قابضین کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی؟

وزیر کالونیز،

(الف) چک نمبر 140/A۔(الف) شمالی میں چولستان ترقیاتی ادارہ بہاولپور کے 763 ایکڑ کی الاٹمنٹ بحساب 100 کنال فی خاندان پانچ سالہ عارضی کاشت سکیم تابع نوٹیفکیشن مورخہ 18-4-2002 مجریہ کالونیز ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کے تحت کی ہے اور یہ الاٹمنٹ صرف

اور صرف ان چولستانی افراد کو کی گئی جن کی درخواستیں سال 1978ء سے بقایا تھیں اور ان کے نام مرتب کردہ رجسٹر A/B کلاس میں درج تھے۔ دفتر ہذا میں ایسے افراد کے نام نمبرداری وار درج کئے گئے تھے۔ ان کے مکمل ایڈریس اور نام چک جھنڈی (الف) میں درج ہیں۔ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس چک میں 14 کس افراد کے تبادلہ رقبہ کی منظوری ہوئی جو جناب کمشنر صاحب بہاول پور ڈویژن بہاول پور کے حکم مورخہ 24-8-1989 کے تحت منظور ہوئے ازاں بعد تبادلہ گنندگان نے رقبہ کے حقوق ملکیت و پٹہ ملکیت حاصل کر لئے جو جناب طارق جاوید آفریدی سابق منیجنگ ڈائریکٹر چولستان نے بغیر کلکٹر اختیارات جاری کئے جن کی منسوخی کے کیس ممبر بورڈ آف ریونیو کی عدالت میں زیر سماعت ہیں جن کی آئندہ تاریخ پیشی 15-4-2003 مقرر ہے۔ ان کی تفصیل جھنڈی (ب) میں درج ہے۔ جھنڈی (ب) بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس چک میں 39 افراد ناجائز قابض ہیں۔ ان کے نام مکمل کوائف جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان اشخاص نے مختلف عدالتوں میں دعویٰ جات دائر کر رکھے ہیں اور عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کر کے رقبہ پر ناجائز کاشت کر رہے ہیں۔ ان کیسوں کی عدالتوں میں باقاعدہ پیروی کی جا رہی ہے اور حکم امتناعی خارج کروانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ حکم امتناعی خارج ہونے کے بعد ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروانے کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

سرائیکی مواضعات کے نمبرداران کے لئے نمبرداری لاٹ اور دیگر رقبہ جات کی فراہمی

*784-میاں محمد اسلم ایڈووکیٹ، کیا وزیر کالونیز ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

جنوبی پنجاب سرائیکی مواضعات میں نمبرداران موضع کو نمبرداری لاٹ نہ دی گئی ہے جبکہ چکوک میں ہر نمبردار کو ایک لاٹ نمبرداری دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ رقبہ چراگاہ و دیگر سرکاری عمارات، سکولز، ہسپتال وغیرہ کے لئے رقبہ وقف کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے جبکہ نمبرداری کمیشن فیس بھی سابقہ ہے؟

وزیر کالونیز:

یہ درست ہے کہ وہ چکوک جو کالونی ایکٹ 1912ء کے تحت آباد ہوئے۔ وہاں سرکاری رقبہ موجود ہونے کی وجہ سے نمبرداران کو مختلف شرائط پر ایک ایک لاٹ نمبرداری عطیہ پٹہ کے طور پر دی گئی۔ جہاں تک باقی نمبرداران کو سرکاری رقبہ کی فراہمی کا سوال ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ B O R نے اپنی جامع سفارشات جو کہ ایک اجلاس منعقدہ مورخہ 07-07-1999 زیر صدارت وزیر مال پنجاب منظور کی گئی تھیں۔ سابقہ وزیراعلیٰ پنجاب کو تلخیص کے ذریعے بذریعہ U.O.NO 1236-99/884-CV مورخہ 28 08 1999 برائے منظوری بھیجی گئیں جو تاحال واپس موصول نہ ہوئی ہیں۔ ضمیمہ (الف) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ نمبرداری کمیشن فیس کے بارے میں عرض ہے کہ اس میں بذریعہ ضمیمہ(ب) 3158-90/1535-ex مورخہ 15-10-1990 دگنا اضافہ کیا گیا ہے۔

زیر اشتمال مواضعات کی مثلوں کی کنفرمیشن

*791-جناب محمد عارف گوندل چمو آنہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا پنجاب میں 2000 سے 2002 تک جو مواضعات زیر اشتمال تھے ان کی کنفرم شدہ امثلہ حقیقت داخل دفتر اندر میعاد ہوئی ہیں؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو تفصیل بیان کی جائے۔ اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب ہاں میں ہے تو تفصیل سے آگاہ کیا جائے' اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مال،

(الف) پنجاب میں 2000 سے 2002 تک کل 354 مواضعات زیر اشتمال تھے۔ ان میں سے 129 مواضعات کی امثلہ حقیقت داخل دفتر ہو چکی ہیں۔

(ب) 354 مواضعات میں سے 129 مواضعات کی امثلہ حقیقت تیار ہو کر داخل دفتر سرکار ہوئیں۔ 109 مواضعات کی سکیم اشتمال درج ذیل وجوہات کی بناء پر بروقت کنفرم نہ ہوسکیں۔ نمبر 1 حکم امتناعی 84 مواضعات' نمبر 2 کمی عملہ فیلڈ 28 مواضعات نمبر 3 عدم تعاون / تبدیلی قبضہ جات 36 مواضعات بقیہ مواضعات میں شیڈول کے مطابق کارروائی جاری ہے۔

(ج) بوجوہ درج بالا جواب جز (ب) ضرورت نہ تھی۔

(د) تفصیل جز (ب) اور (ج) میں بیان کر دی گئی ہے۔

زیر اشتمال مواضعات کی شیڈول کے مطابق کنفرمیشن

*792۔جناب محمد عارف گوندل چمو آنہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں 2000 سے 2002 تک کتنے مواضعات زیر اشتمال تھے؟

I۔ ان میں سے کتنے شیڈول کے مطابق کنفرم ہوئے؟

II۔ کتنے مواضعات شیڈول کے مطابق کنفرم نہ ہوئے۔ نیز وجہ تاخیر بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ذمہ داران تاخیر کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ج) اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے' اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مال،

(الف) پنجاب میں 2000 سے 2002 تک کل 354 مواضعات زیر اشتمال تھے۔ 116 مواضعات شیڈول کے مطابق کنفرم ہوئے۔ 109 مواضعات مختلف وجوہات کی وجہ سے شیڈول کے مطابق کنفرم نہ ہو سکے جو کہ ذیل ہیں۔ نمبر 1 حکم امتناعی-84 مواضعات۔ نمبر 2 کی عملہ فیلڈ 28 مواضعات نمبر 3 عدم تعاون / تبدیلی قبضہ جات 36 مواضعات بقیہ مواضعات زیر اشتمال میں شیڈول کے مطابق کارروائی جاری ہے۔

(ب) صرف ضلع گوجرانوالہ میں ایک پٹواری محمد جہانگیر کے خلاف محکمانہ کارروائی کر کے نوکری سے برخاست کر دیا گیا ہے۔

(ج) تفصیل جز (الف) II اور جز (ب) میں بیان کر دی گئی ہے۔

(د) تفصیل جز (ب) اور (ج) میں بیان کر دی گئی ہے۔

اسٹامپ فروش کے لائسنس کا معیار اور تفصیل

*812۔ راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں اسٹامپ فروش کے لائسنس کے لئے کیا معیار مقرر کیا گیا ہے؟

(ب) گزشتہ تین سالوں میں کن کن افراد کو اسٹامپ فروش کے لائسنس جاری کئے گئے۔ ان کی تفصیل ضلع وار ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) ضلع رحیم یار خان میں 2002 اور 2003 میں کتنے افراد نے اسٹامپ فروش لائسنس کے حصول کے لئے درخواستیں جمع کروائی، کتنے افراد کو مذکورہ لائسنس جاری کئے گئے اور ان کا معیار کیا تھا اور جن درخواست گزاروں کو لائسنس جاری نہیں کئے گئے، وجہ بیان کیجئے؟

وزیر مال،

(الف) سٹمپ ایکٹ 1889 کے تحت جاری کردہ پنجاب سٹمپ رولز 1934 کے رول 26/25 کے مطابق اسٹامپ فروشی کا لائسنس ان افراد کو جاری کیا جاتا ہے جو اچھے کردار کے مالک، تعلیم یافتہ اور خوشخط لکھ سکتے ہوں۔ لائسنس ضلع وتحصیل کی سطح پر مقرر کردہ کوٹہ کی بنیاد پر جاری کئے جاتے ہیں۔ ضلع کلکٹر ایسے لائسنس اپنی صوابدید کے مطابق جاری کرنے کا مجاز ہے البتہ ضلع وتحصیل ہیڈکوارٹر کے لئے مقرر کردہ تعداد سے زائد کسی شخص کو لائسنس جاری کرنا مقصود ہو تو سابقہ کمشنر اور موجودہ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) سے تعداد میں اضافہ کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔

(ب) گزشتہ تین سالوں میں ضلع لاہور میں کسی شخص کو لائسنس جاری نہ کیا گیا ہے کیونکہ عدالت عالیہ میں ایک رٹ نمبر 94-14539 روبرو جناب جسٹس خلیل رمدے صاحب جج عدالت عالیہ لاہور پیش ہوئی تھی جس کی بنا پر سابقہ ڈپٹی کمشنر / کلکٹر لاہور نے اپنے حکم مورخہ 16-08-95 کے تحت نئے لائسنس کے اجراء پر پابندی عائد کی تھی جو ابھی تک قائم ہے۔ دوسرے اضلاع میں جاری کئے گئے لائسنسوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قصور	62	اوکاڑہ	28	شیخوپورہ	91
پاکپتن	3	ساہیوال	11	وہاڑی	41
خانیوال	18	ملتان	15	لودھراں	2
بہاولپور	22	بہاولنگر	37	گوجرانوالہ	19
نارووال	16	سیالکوٹ	31	حافظ آباد	32
منڈی بہاؤالدین	16	فیصل آباد	23	جھنگ	3
گجرات	8	جہلم	38	راولپنڈی	188
اٹک	15	ٹوبہ ٹیک سنگھ	13	سرگودھا	83
میانوالی	1	راجن پور	7	خوشاب	9

لیہ	15	مظفر گڑھ	19	ڈیرہ غازی خان	5
چکوال	19	جھکر	25	رحیم یار خان	37

(ج) گزشتہ تین سالوں میں ضلع رحیم یار خان میں 37 افراد کو اسلحہ فروشی کے لائسنس جاری کئے گئے۔ ضلع رحیم یار خان میں 2002 میں کل 35 درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے 6 افراد کو اسلحہ فروشی کے لائسنس جاری کئے گئے۔ 22 درخواستوں کو داخل دفتر کیا گیا جبکہ 7 درخواستیں زیر غور ہیں کیونکہ اسلحہ فروشی کی اسامیاں خالی نہ تھیں اس لئے 22 درخواستوں کو داخل دفتر کر دیا گیا۔ ضلع رحیم یار خان میں 2003 میں کل 12 درخواستیں موصول ہوئیں جن میں 11 درخواستیں زیر کارروائی ہیں جبکہ ایک درخواست گزار کو اسلحہ رولز 1934 کے مطابق لائسنس جاری کیا گیا ہے۔ جو درخواست گزار اسلحہ رولز 1934۔ کے معیار پر پورا نہ اترتے تھے ان کی درخواستیں داخل دفتر کی گئیں۔

راولپنڈی محکمہ مال کے ریکارڈ آفس میں آتشزدگی

*910۔راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں واقع محکمہ مال کے ریکارڈ روم میں آتشزدگی کا واقعہ پیش آیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ میں تمام ریکارڈ جل کر راکھ ہو گیا جس سے وہاں کے لوگوں کو مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب درست ہے تو حکومت ضائع ہونے والے پرانے ریونیو ریکارڈ کو کیسے compile کرے گی نیز آتشزدگی کی وجوہات کیا ہیں، واقعہ کیسے پیش آیا اور کیا حکومت اس واقعہ کی انکوائری کر کے ذمہ دار افسران و اہلکاران کے خلاف کوئی کارروائی

کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ تمام ریکارڈ جل گیا تھا۔ جلے ہوئے ریکارڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سیریل نمبر	تحصیل	تعداد جمع بندی	ٹوٹل جلا ہوا ریکارڈ	کچھ جلا ہوا ریکارڈ	ٹوٹل محفوظ ریکارڈ کی %	محفوظ ریکارڈ کی %
1-	راولپنڈی	362	207(57%)	10(3%)	145(40%)	40%
2-	گجر خان	384	180(47%)	36(9%)	168(44%)	44%
3-	مری	72	26(36%)	6(8%)	25(64%)	64%
4-	کوٹلی ستیاں	39	12(31%)	2(5%)	25(64%)	64%
5-	کہوٹہ	226	121(53%)	16(7%)	89(40%)	40%
6-	تلہ گنگ	56	16(29%)	16(29%)	24(43%)	43%
7-	ٹوٹل	1139	562(49%)	86(8%)	491(43%)	43%

(ج) یہ درست ہے کہ پرانا ریکارڈ جل گیا ہے اور متبادل ریکارڈ مکمل کرنے کا کام جاری ہے۔ ڈی۔او (آر) راولپنڈی کے مطابق رپورٹ یہ ہے کہ محکمہ سینئر ممبر، ای۔ڈی۔او (آر) راولپنڈی کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ اس نے رپورٹ دی ہے کہ کیس پولیس اسٹیشن سول لائنز راولپنڈی میں درج کروا دیا تھا جو ابھی تک زیر غور ہے اور کسی افسر یا اہلکار پر ابھی تک الزام ثابت نہ ہوا ہے کیونکہ معاملہ زیر غور ہے۔

ضلع خوشاب کے سیلاب سے متاثرہ افراد کی مالی امداد

*956۔ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب کے موضع جات سوڈھی جے وال، کھیال، کھوزا اور احمد آباد (سون ویلی) میں مورخہ 29-9-2002 کو آنے والے طوفانی بارش کے سیلاب میں لاکھوں کا جانی اور مالی نقصان ہوا لیکن ارباب اختیار سے گزارشات کے باوجود آج تک کوئی مالی امداد

نہیں دی گئی۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت متاثرہ لوگوں کی امداد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال،

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) خوشاب کی ابتدائی سروے رپورٹ کے مطابق ضلع خوشاب کے مواضعات سوڈھی وال، کھیال، کھوڑا اور احمد آباد (سون ویلی) میں شدید بارش اور ژالہ باری سے فصلوں کو نقصان پہنچا۔ دو بچے بھی فوت ہوئے۔ چونکہ رپورٹ نامکمل تھی اس لئے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر خوشاب کو کہا گیا ہے کہ نقصانات کا مکمل سروے کر کے جلد رپورٹ بھیجے تاکہ متاثرین کی امداد کی جا سکے۔ تاہم فوت ہو گئے دو بچوں کے لواحقین کی مالی امداد کے لئے ڈی۔ای۔او خوشاب کو ایک لاکھ تیس ہزار روپے مختص کر دیئے گئے اور ان کی جلد ادائیگی ہو جائے گی۔

1997ء سے 2003ء تک شیخوپورہ میں رجسٹری فیس کی تفصیل

*1015۔جناب علی عباس: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 1997 سے 2003 تک ضلع شیخوپورہ میں رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو کتنی آمدنی ہوئی؟ تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

وزیر مال،

ضلع شیخوپورہ میں رجسٹری فیس کی مد میں سن وار مندرجہ ذیل آمدنی ہوئی ہے۔

مالی سال	1997-98	76,95,041	لاکھ
ایضاً۔	1998-99	80,04,500/-	لاکھ
ایضاً۔	1999-2000	1,34,77,606/-	کروڑ

۔ایضاً۔	2000-01	1,44,60,709	کروڑ
۔ایضاً۔	2001-02	1,34,62,386	کروڑ
۔ایضاً۔	2002-03	1,06,79,132	کروڑ

(جنوری 2003 تک)

ملٹری فارم اوکاڑہ کے پٹہ زمین کی تفاصیل

*1080۔میاں یاور زمان، کیا وزیر کالونیز ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں ملٹری فارم کے نام سے ایک بہت بڑا زرعی رقبہ جو کہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہے، افواج پاکستان کے پاس پٹہ پر ہے۔ اگر یہ درست ہے تو مندرجہ ذیل تفصیلات بیان کی جائیں؛

1۔ رقبہ کی کل تعداد کیا ہے اور کون سے سال پر پٹہ پر دیا گیا نیز میعاد پٹہ اور شرائط پٹہ بیان فرمائیں؛

2۔ کیا اس وقت مذکورہ پٹہ تجدید شدہ ہے اگر نہیں تو یہ کب سے قابل تجدید ہے؛

3۔ کیا شرائط پٹہ کے مطابق پٹہ دار مذکورہ زمین کو آگے دوسرے کسی شخص کو پٹہ پر دے سکتا ہے یا نہیں؟

وزیر کالونیز:

درست ہے۔

I۔ کل رقبہ 17013 ایکٹر ہے اور 1913 میں 20سال کے لئے بشرح 15,000 روپے سالانہ پٹہ پر دیا گیا۔

II۔ اس وقت مذکورہ پٹہ تجدید شدہ نہ ہے۔ 1933ء سے قابل تجدید ہے۔

III۔ شرائط پٹہ کے مطابق پٹہ دار مذکورہ زمین کو کسی دوسرے شخص کو پٹہ پر نہیں دے سکتا۔ پٹہ دار زمین کو اسی مقصد کے لئے استعمال کرے گا جس مقصد کے لئے زمین پٹہ پر دی گئی تھی۔ اگر پٹہ دار مخصوص مقاصد کے علاوہ زمین کو استعمال کرے گا تو زمین بحق سرکار ضبط کرلی جائے گی۔ پٹہ کی تجدید کرنے یا نہ کرنے کا کلی اختیار بورڈ آف ریونیو پنجاب کے پاس ہے۔

نمبرداری کے رقبہ کی مالکانہ حقوق پر الاٹمنٹ

*1131۔ڈاکٹر تسنیم رشید، کیا وزیر کالونیز ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نمبرداری زمین بعض علاقوں میں مالکانہ حقوق پر الاٹ کر رہی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں جو زمین مالکانہ حقوق پر الاٹ کی گئی ہے وہ صرف سفارش کی بنیاد پر کی گئی ہے؟

(ج) صوبہ بھر میں جن لوگوں کو جن علاقوں میں زمین مالکانہ حقوق پر دی گئی ہے ان کی تفصیل ضلع وار کیا ہے؟

(د) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ بھر میں ایسی سکیم متعارف کرانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ نمبرداری زمین مالکانہ حقوق پر دی جا سکے۔ اگر نہیں تو کیا وجوہ ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ جن کالونی چکوک کے نمبرداران کو نمبرداری گرانٹ کے تحت رقبہ جات الاٹ کئے گئے تھے ان کو حکومت پنجاب کی پالیسی مورخہ 15.03.1976 کی شرائط پوری کرنے پر مالکانہ حقوق عطا کئے گئے تھے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ جن نمبرداران کو مالکانہ حقوق عطا کئے گئے وہ سفارش کی بنیاد پر تھے بلکہ حکومت پنجاب کی پالیسی مورخہ 13-07-1976 کی شرائط پوری کرنے کے بعد عطا کئے جاتے رہے ہیں۔

(ج) صوبہ بھر میں جن لوگوں کو نمبر داری سکیم کے تحت سرکاری زمین مالکانہ حقوق پر دی گئی ہے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

(د) جہاں تک نمبر داران کو حقوق ملکیت دیئے جانے کا سوال ہے تو سپریم کورٹ آف پاکستان (شریعت اپیلٹ بینچ) کے فیصلہ مورخہ 08-03-1999 میں بابت تقرری نمبر دار میں وراثت کے پہلو کو ختم کیا گیا ہے اس طرح رقبہ نمبرداری آفس تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر ایسے نمبر داران کو حقوق ملکیت تفویض کر دیئے گئے تو بعد میں مقرر ہونے والا نمبر دار فراہمی رقبہ کا مطالبہ کرے گا جو کہ BOR کے لئے ممکن نہ ہو گا۔ لہذا سردست ایسی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔

ضمیمہ (الف)

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد نمبرداران جن کو مالکانہ حقوق عطا کئے جا چکے ہیں۔
1۔	لاہور	--
2۔	قصور	--
3۔	شیخوپورہ	5
4۔	اوکاڑہ	36
5۔	ملتان	—
6۔	لودھراں	--
7۔	خانیوال	91
8۔	پاکپتن	18

9-	وہاڑی	6
10-	ساہیوال	340
11-	راولپنڈی	_
12-	اٹک	_
13-	جہلم	_
14-	چکوال	_
15-	گوجرانوالہ	_
16-	حافظ آباد	_
17-	منڈی بہاؤالدین	7
18-	نارووال	_
19-	گجرات	_
20-	سیالکوٹ	_
21-	ڈیرہ غازی خان	_
22-	مظفر گڑھ	_
23-	راجن پور	_
24-	لیہ	_
25-	فیصل آباد	11
26-	جھنگ	1
27-	ٹوبہ ٹیک سنگھ	4
28-	سرگودھا	188
29-	میانوالی	_
30-	خوشاب	_

31-	بھکر	-
32-	بہاول پور	116
33-	بہاول نگر	176
34-	رحیم یار خان	119
	کل میزان	1118

تحصیل جڑانوالہ میں نمبرداری رقبہ کی مالکانہ حقوق پر الاٹمنٹ

*1132۔ڈاکٹر تسنیم رشید: کیا وزیر کالونیز ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھڑیانوالہ تحصیل جڑانوالہ میں بعض علاقوں میں نمبرداری کی زمین مالکانہ حقوق پر دے دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو مالکانہ حقوق پر زمین الاٹ کر دی گئی ہے وہ صرف اور صرف سفارش کی بنیاد پر کی گئی ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف) درست نہ ہے نمبرداری گرانٹ (گانے پال) کے حقوق ملکیت نہ دیئے گئے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں مذکور ہے کہ نمبرداری گرانٹ (گانے پال) کے حقوق ملکیت نہ دیئے گئے ہیں لہذا سفارش کی بات درست نہ ہے۔

راولپنڈی میں تعینات عملہ محکمہ مال کے افسران کی تعداد، کوائف اور دیگر تفصیل

*1158۔جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں اس وقت کتنے قانونگو، نائب تحصیلدار اور تحصیلدار تعینات ہیں۔ ان کے نام، تعلیمی قابلیت اور مدت تعیناتی بتائی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد راولپنڈی میں تعینات ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ اور انٹی کرپشن کی کارروائی ہو رہی ہے۔ ہر ایک ملازم کی تفصیل الگ الگ ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مال،

(الف) ضلع راولپنڈی میں اس وقت 33 قانونگو، 18 نائب تحصیلدار اور 7 تحصیلدار تعینات ہیں۔ ان کے نام، تعلیمی قابیت اور مدت تعیناتی بھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 1۔ ان ملازمین میں سے دو قانونگو محمد آفتاب کوٹلی ستیاں اور محمد ممتاز تحصیل مری عرصہ تین سال سے زائد تعینات ہیں۔

2۔ 9 نائب تحصیل دار عرصہ تین سال سے زائد تعینات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

تحصیل راولپنڈی	4	تحصیل کہوٹہ	1
تحصیل گوجر خان	2	تحصیل ٹیکسلا	2

3۔ ضلع راولپنڈی میں کوئی بھی تحصیل دار عرصہ تین سال سے زائد تعینات نہ رہا ہے۔ قانونگو اور نائب تحصیل داران کو مفاد عامہ کے پیش نظر ٹرانسفر نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) I۔ قانونگو، محمد الیاس، حلقہ ساگری اور محمد حسین گرداور بندوبست کے خلاف محکمانہ انکوائری ہو رہی ہے۔

II۔ ضلع راولپنڈی میں نائب تحصیلداران کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہ ہو رہی ہے۔

III۔ سید عصمت علی بخاری اور غضنفر علی ملک تحصیلداران کے خلاف محکمانہ انکوائریاں زیر کارروائی ہیں۔

درج ذیل ملازمین (3 قانونگو، 4 نائب تحصیلدار اور 2 تحصیلداروں) کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں کارروائی ہو رہی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

قانونگو

1۔ جہانگیر اقبال، ریونیو میں جعلسازی FIR No 1 مورخہ 01-01-2001 زیر تفتیش ہے۔

2۔ غلام مجتبیٰ، ریونیو ریکارڈ میں جعلسازی FIR NO 14 مورخہ 25-09-2001 زیر تفتیش ہے۔

3۔ محمد حسین، خسرہ نمبر 2166/1/2 کے حصہ داران کو نقصان اور کریسنٹ ڈویپر کو غیر قانونی نفع پہنچانے پر FIR NO 30 اور دو عدد انکوائری نمبر 422/cc/2001 اور نمبر 6/cc/2003 زیر کارروائی ہیں۔

نائب تحصیلدار

1۔ محمد رمضان، ریونیو ریکارڈ میں جعلسازی FIR NO 14 مورخہ 25-09-2001 زیر تفتیش ہے۔

2۔ رضوان، ریونیو ریکارڈ میں جعلسازی FIR NO 33/2001 تا فیصلہ سول کورٹ کارروائی روک دی گئی ہے۔

3۔ ملک محمد ظہیر، ریونیو ریکارڈ میں جعلسازی FIR NO 5 مورخہ 18-05-2002 زیر تفتیش ہے۔

4۔ مرزا آفتاب، انکوائری نمبر 422/cc/2001 مورخہ 09-07-2001 زیر کارروائی ہے۔

تحصیل دار

1۔ سہیل مقبول، ریونیو ریکارڈ میں جعلسازی FIR NO 1 مورخہ 01-01-2001 زیر تفتیش ہے اور انکوائری نمبر 209/cc/2002 زیر کارروائی ہے۔

2۔ خالد محمود ستی، غیر قانونی رجسٹری کرنے پر انکوائری نمبر 209/cc02 مورخہ 13-09-2002 زیر کارروائی ہے۔

اوکاڑہ میں محکمہ کالونیز کے اقدامات اور اغراض و مقاصد

*1193۔محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر کالونیز ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ کالونیز عوام کی بھلائی اور سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہا ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ب) ضلع اوکاڑہ سے صوبائی سطح تک محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے۔ آفیسرز کے نام اور ایڈریس بیان کئے جائیں؟

وزیر کالونیز

(الف) 1۔ ضلع اوکاڑہ میں جملہ معاملات کالونیز حکومت پنجاب کے بتائے ہوئے قوانین بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور کی پالیسی کے مطابق عوامی بھلائی اور سہولت کی خاطر اقدامات کرتا ہے اور مستحقین کو بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور سے جاری شدہ ہدایات کے مطابق زرعی رقبہ و احاطہ جات الاٹ کئے جاتے ہیں۔

2۔ مختلف سکیم ہائے کے لئے پٹہ داران کو رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت الاٹ شدہ کے حقوق ملکیت بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور سے جاری شدہ ہدایات کی روشنی میں تصدیق کئے جاتے ہیں اور یہ الاٹ غیر آباد رقبہ کو قابل کاشت بنا کر حکومت کی آمدنی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

3۔ رقبہ صوبائی حکومت سے ناجائز قبضہ کو احکامات زیر دفعہ 34/34 آبادی ایکٹ کے ذریعے ختم کروایا۔ اس طرح حکومت کے مفادات کا تحفظ کیا جاتا ہے اور ناجائز قابضین پر تاوان عائد کر کے رقم وصول کر کے داخل خزانہ سرکار کروائی جاتی ہے۔

(ب) تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام و عہدہ	رہائش
1-	غلام نبی کروڑی، ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
2-	محمد موسیٰ خاں، ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
3-	اشفاق احمد خان، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
4-	ملک محمد اشرف اعوان، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	رینالہ خورد
5-	عظمت محمود، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	دیپالپور
6-	رانا خالد محمود، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
7-	مشتاق احمد، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
8-	ذوالفقار علی بھٹی، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
9-	عبدالسلام عارف، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)/سب رجسٹرار	اوکاڑہ
10-	مسعود انور، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	رینالہ خورد
11-	شبیر احمد، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	دیپالپور
12-	ملک محمد افضل خاں، تحصیل دار	ایضاً
13-	میاں خالد صدیق کمیانہ، تحصیل دار	اوکاڑہ
14-	چودھری محمد ارشاد، تحصیلدار	رینالہ خورد
15-	حاجی نذیر احمد، نائب تحصیلدار	دیپالپور
16-	محمد یونس شاہ، نائب تحصیل دار	دیپالپور
17-	محمد سلیم مشرف، نائب تحصیلدار	دیپالپور
18-	عمران اشرف، نائب تحصیل دار	دیپالپور
19-	نیاز احمد ڈوگر، نائب تحصیل دار	دیپالپور
20-	حاجی عبدالعزیز، نائب تحصیل دار	دیپالپور

21۔	محمد اسلم سلیمی' نائب تحصیلدار	دیپالپور
22۔	میاں مختار احمد وٹو' نائب تحصیل دار	رینالہ خورد
23۔	رانا مختار احمد' نائب تحصیل دار	اوکاڑہ
24۔	محبوب احمد خاں' نائب تحصیل دار'	اوکاڑہ
25۔	غلام نبی شاہد' نائب تحصیلدار	اوکاڑہ

اوکاڑہ میں محکمہ مال کے اقدامات اور اغراض و مقاصد

*1195۔محترمہ انجم سلطانہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ مال عوام کی بھلائی اور سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہا ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؛

(ب) ضلع اوکاڑہ سے صوبائی سطح تک محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے۔ آفیسرز کے نام اور ایڈریس بیان کئے جائیں؛

وزیر مال،

(الف) محکمہ مال عوام کی بھلائی اور سہولت کے لئے بہت سے درج ذیل اقدامات کر رہا ہے۔

1۔ محکمہ مال عوام الناس کی جائیداد کا ریکارڈ رکھتا ہے۔
2۔ محکمہ مال گرداوری کے ذریعہ ہر چھ ماہ کا ریکارڈ قابضین موقع رکھتا ہے۔
3۔ محکمہ مال سیلاب بارش' آندھی' طوفان اور الیکشن وغیرہ میں عوام کے شانہ بشانہ کام کرتا ہے۔
4۔ محکمہ مال گورنمنٹ واجبات کی وصولی اور قرضہ جات بلیک ہائے کی وصولی کرتا ہے۔
5۔ عوام کو قرضہ کے حصول کے لئے سینٹرز قائم ہیں جہاں محکمہ مال کا عملہ بروز پیر و منگل موقع پر حاضر رہتا ہے۔ علاوہ ازیں دو دن متعلقہ یونین کونسل کے دفتر میں مع ریکارڈ

حاضر رہتے ہیں تاکہ عوام کو ریکارڈ کی نقولات میں دشواری نہ ہو اور انتقالات وراثت بروقت درج کئے جاتے ہیں۔

6۔ اراضی کے متعلقہ تمام شکایات پر جلد از جلد داد رسی کی کوشش کی جاتی ہے اور فریقین کی شکایات سماعت کرنے کے بعد تنازعات بمطابق قانون پُرامن طریقہ سے حل کئے جاتے ہیں۔

(ب) تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام و عہدہ	رہائش
1۔	غلام نبی کروڑی، ایگزیکٹیو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
2۔	محمد موسیٰ خان، ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
3۔	اشفاق احمد خان، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
4۔	ملک محمد اشرف اعوان، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	رینالہ خورد
5۔	عظمت محمود، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	دیپالپور
6۔	رانا خالد محمود، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
7۔	مشتاق احمد، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
8۔	ذوالفقار علی بھٹی، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	اوکاڑہ
9۔	عبدالسلام عارف، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)، سب رجسٹرار	اوکاڑہ
10۔	مسعود انور، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	رینالہ خورد
11۔	شبیر احمد، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	دیپالپور
12۔	ملک محمد افضل خان، تحصیل دار	ایضاً
13۔	میاں خالد صدیق کمیانہ، تحصیل دار	اوکاڑہ
14۔	چودھری محمد ارشاد، تحصیلدار	رینالہ خورد
15۔	حاجی نذیر احمد، نائب تحصیلدار	دیپالپور

16-	محمد یونس شاہ' نائب تحصیل دار	دیپال پور
17-	محمد سلیم مشرف' نائب تحصیلدار	دیپال پور
18-	عمران اشرف' نائب تحصیل دار	دیپال پور
19-	نیاز احمد ڈوگر' نائب تحصیل دار	دیپال پور
20-	حاجی عبدالعزیز' نائب تحصیل دار	دیپال پور
21-	محمد اسلم سلیمی' نائب تحصیلدار	دیپال پور
22-	میاں مختار احمد وٹو' نائب تحصیل دار	رینالہ خورد
23-	رانا مختار احمد' نائب تحصیل دار	اوکاڑہ
24-	محبوب احمد خاں' نائب تحصیل دار	اوکاڑہ
25-	غلام نبی شاہد' نائب تحصیلدار	اوکاڑہ

تحصیل ہیڈ کوارٹر فیروز والا کی مرید کے منتقلی

*1229: جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا تحصیل فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ کے عوام کی بھلائی کے لئے تحصیل ہیڈ کوارٹر، مقام فیروزوالا جو کہ ضلع لاہور میں جزیرے کی شکل میں ہے صرف 2۔ایکڑ رقبہ میں واقع ہے۔ فیروزوالا سے مرید کے ضلع شیخوپورہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اور اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں نہیں؟ یاد رہے کہ ایک ضلع کے تحصیل ہیڈ کوارٹر کا دوسرے ضلع میں واقع ہونا اپنی مثال آپ ہے۔

وزیر مال،

تحصیل فیروز والا کا صدر مقام شاہدرہ میں جی۔ٹی روڈ پر واقع ہے۔ یہ مقام ماضی میں شیخوپورہ ضلع کا حصہ رہا ہے اور صوبائی دارالحکومت کے قریب ترین ہے۔ شرق پور شریف اور ملحقہ

دیگر علاقہ جات کے لوگوں کے لئے اس سے بہتر اور پر سہولت کوئی مقام نہ ہے جبکہ مرید کے کا قصبہ ضلع شیخوپورہ کے ایک کونے میں واقع ہے اور اس کو تحصیل کا صدر مقام بنانے سے تحصیل کے دیگر علاقہ کے لوگوں کے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ تحصیل ہیڈ کوارٹر پر تین ایڈیشنل سیشن جج، چار سول ججوں کی عدالتیں اور دیگر 280 وکلاء کے چیمبرز تعمیر شدہ ہیں۔ لہذا ایسے حالات میں تحصیل ہیڈ کوارٹر کی منتقلی مالی اور دیگر عوامی سہولت کے پیش نظر مناسب نہ ہے۔ مزید برآں ضلع شیخوپورہ کا ہیڈ کوارٹر کسی دوسرے ضلع میں نہ ہے بلکہ شیخوپورہ شہر میں ہی واقع ہے۔

تحصیل فیروز والا کے ہیڈ کوارٹر کی مرید کے منتقلی

*(A)-1230: جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا سابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے تحصیل فیروزوالا ضلع شیخوپورہ جو کہ اس وقت ضلع لاہور کی حدود میں واقع ہے جسے صرف دو ایکڑ رقبہ acquire کر کے جزیرے کی شکل میں تحصیل فیروزوالا بنا دیا گیا ہے، کو مرید کے ضلع شیخوپورہ میں منتقل کرنے کا مورخہ 31-8-96 کو ڈائریکٹو جاری کیا تھا جسے سابق وزیراعلیٰ منظور احمد وٹو نے منظور کیا تھا اس پر اب تک کیا کارروائی ہوئی؟

(ب) کیا تحصیل فیروزوالا کے علاوہ کوئی اور مثال بھی موجود ہے کہ کسی تحصیل کا ہیڈ کوارٹر دوسرے کسی ضلع میں واقع ہو؟

وزیر مال:

(الف) تحصیل فیروز والا کا موجودہ ہیڈ کوارٹر پہلے ضلع شیخوپورہ کا ہی حصہ تھا اور اس جگہ کو کسی دوسرے ضلع سے acquire نہیں کیا گیا۔ مزید برآں دفتر ہذا میں ایسا کوئی حکومتی فیصلہ/حکم موصول نہ ہوا ہے جس کے تحت تحصیل فیروز والا کا دفتر شاہدرہ سے منتقل کیا جانا

مطلوب ہو۔

(ب) کسی تحصیل کا ہیڈ کوارٹر دوسرے ضلع میں واقع ہونے کی مثال دفتر ہذا کے علم میں نہ ہے البتہ عوام کی سہولت کے تحت حکومت کو ایسا انتظام کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے۔ مزید برآں تحصیل فیروز والا کا موجودہ انتظام لوگوں کو سہولت فراہم کرتا ہے۔

مظفر گڑھ میں لینڈ ریفارمز کے نتیجہ میں مزارعین کو ہونے والی الاٹمنٹس

*1456۔جناب طارق احمد گورمانی: کیا وزیر کالونیز ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لینڈ ریفارمز کے ذریعے صوبائی حکومت نے ضلع مظفر گڑھ میں 1973,1958 اور 1976 کے برسوں کے دوران کتنی زمینیں تحویل میں لیں۔

(ب) ضلع مظفر گڑھ میں مزارعوں کو ان اصلاحات کی مد میں کتنی زمینیں تقسیم ہوئیں اور ان کا فارمولا کیا تھا؟

(ج) الاٹمنٹوں کے معاملات پر کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں؟

(د) ان مقدمات کو نمٹانے کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر کالونیز،

(الف) زرعی اصلاحات 1972,1959 اور 1977 کے تحت ضلع مظفر گڑھ میں حسب ذیل رقبہ صوبائی حکومت کی تحویل میں لیا گیا۔

(1) زرعی اصلاحات 1959، 19009 ایکٹر (2) زرعی اصلاحات 1972، 18697 ایکٹر (3) زرعی اصلاحات 1977 3697 ایکٹر

(ب) ضلع مظفر گڑھ میں زرعی اصلاحات کی مد میں 30453 ایکٹر رقبہ تقسیم کیا گیا۔ زرعی اصلاحات 1959 کے تحت حکومت کی تحویل میں لی گئی اراضی قابض مزارعین کو فروخت کرنی

تھی۔ ایک مزارع زیادہ سے زیادہ معاشی یونٹ (50 ایکڑ آبپاش /100 ایکڑ غیر آبپاش) تک رقبہ خرید سکتا تھا۔ قابض مزارعین کے حق استحقاق سے فالتو اراضی اور دیگر ضبط شدہ اراضی دیگر اہلی مزارعین اور چھوٹے مالکان کو یا بذریعہ نیلامی فروخت کرنی تھی۔ چھوٹے مالکان کو گزارا یونٹ (آدھ مربعہ یا آدھی مستطیل یا 12/1/02 ایکڑ جو بھی زیادہ ہو) پورے کرنے کے لئے ضبط شدہ رقبہ فروخت ہو سکتا تھا۔ زرعی اصلاحات 1972ء کے تحت ضبط شدہ اراضی قابض مزارعین اور گزارا یونٹ سے کم مالکان کو تقسیم کرنی تھی۔ زرعی اصلاحات 1977 کے تحت ضبط شدہ اراضی قابض مزارعین اور 12۔ ایکڑ سے کم مالکان کو 12 ایکڑ پورے کرنے کے لئے تقسیم کرنی تھی۔

(ج) 105 مقدمات۔

(د) الاٹمنٹ کے مقدمات کو جلد از جلد نمٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔

تحصیل بورے والا کے چکوک میں سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ

*1491۔ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر: کیا وزیر کالونیز ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل بورے والا میں صوبائی حکومت کی قیمتی اراضی (زرعی زمین) موجود ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ عظیم آباد، حلقہ عزیز آباد چک 261/EB، چک 263/EB، چک 327/EB میں ناجائز قابضین موجود ہیں، ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر کالونیز:

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل بورے والا میں صوبائی حکومت کی زرعی اراضی موجود ہے۔

(ب) موقعہ کی صحیح صورت حال بارے رپورٹ ازاں جناب ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو بوریوالا طلب کی گئی تھی۔ جس کی روشنی میں جملہ چکوک مندرجہ سوال میں رقبہ سرکار پر ناجائز قابضین موجود ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل پیش خدمت ہے۔

عظیم آباد بوریوالا

تین کس افراد کے خلاف کارروائی بیدخلی کی گئی ہے جبکہ دو کس ناجائز قابضین نے فاضل عدالت دیوانی سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔ منجانب سرکار پیروی مقدمہ جاری ہے۔ جونہی حکم امتناعی کا اطلاق اختتام پذیر ہو گا ناجائز قابضین کو بیدخل کر دیا جائے گا۔

عزیز آباد 439/EB اربین

29 کس افراد کے خلاف کارروائی بیدخلی عمل میں لائی گئی ہے اور رقبہ بقدر 28k-08M-12-S واگزار کرایا جا چکا ہے۔ صرف 2 کس افراد نے فاضل عدالت دیوانی سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے جس کی پیروی منجانب سرکار جاری ہے اور حکم امتناعی کے اختتام پذیر ہوتے ہی کارروائی بیدخلی حسب ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

چک نمبر 261/EB

دو کس ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی بیدخلی عمل میں لا کر رقبہ سرکار بقدر 13k-12M واگزار کرایا جا چکا ہے۔

چک نمبر 263/EB

پانچ کس ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی بیدخلی کی گئی ہے اور رقبہ بقدر 5k-1M اراضی سرکار واگزار ہو چکی ہے۔

چک نمبر 327/EB

اراضی سرکار پر قابضین بہت دیرینہ ہیں۔ ان کو جناح آبادی سکیم کے تحت سندات الاٹمنٹ تقسیم شدہ ہیں۔ حسب آمد رپورٹ ازاں ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) بوریوالا جملہ علاقہ جات مندرجہ بالا میں دیرینہ ناجائز قابضین کو کچی آبادی جناح سکیم کے تحت سندات الاٹمنٹ

تقسیم شدہ ہیں۔ اس لئے ان کے خلاف کارروائی بیدخلی عمل میں نہ لائی گئی ہے تاہم ناجائز قابضین کی اکثریت کو بیدخلی کر دیا گیا ہے اور جن افراد نے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔ ان کے مقدمات کی پیروی کی جارہی ہے اور جناب ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) بوریوالہ کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ حکم امتناعی کے اختتام پذیر ہوتے ہی ناجائز قابضین کو بیدخل کر دیا جائے۔

لاہور کے پٹوار سرکل، سٹاف اور دیگر تفاصیل

*1547۔ چودھری عبدالغفور خان، کیا وزیر مال زراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور کے کل کتنے پٹوار سرکل ہیں؛ ان پٹوار سرکلز کے نام اور ان میں تعینات پٹواریوں، قانونگو، تحصیل دار اور نائب تحصیل دار کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور لاہور میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ب) ان ملازمین کی تعیناتی کن اصولوں پر کی جاتی ہے، کیا لاہور میں تعینات ان ملازمین کی تعیناتی کے وقت یہ اصول مدنظر رکھے گئے تھے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

(ج) لاہور میں پٹواری حضرات کے دفاتر کس کس جگہ ہیں اور ہر دفتر میں کتنے پٹواری بیٹھتے ہیں اور ان کے ڈیوٹی کے اوقات کار کیا ہیں نیز ان دفاتر کا کرایہ کون ادا کرتا ہے؛

(د) لاہور میں تعینات کتنے پٹواریوں کے خلاف انٹی کرپشن میں مقدمات درج ہیں ان پٹواریوں کے نام، ولدیت اور حلقہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ر) لاہور میں تعینات کتنے پٹواریوں کو ایک سے زائد پٹوار حلقہ کا ایکسٹرا چارج دیا گیا ہے، ان کے نام، ولدیت اور ایکسٹرا حلقہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے اور یہ چارج کس کے کہنے پر کن وجوہات کی بناء پر دیا گیا ہے؛

(ہ) اس وقت لاہور کے کتنے گاؤں کب سے زیر اشتمال ہیں' ان گاؤں کے نام اور ان میں اشتمال کا کام کب تک مکمل ہونے کی امید ہے؟

وزیر مال،

(الف) لاہور کے 208 پٹوار سرکل ہیں۔ ان میں سے 79 پٹوار سرکل تحصیل سٹی اور 129 تحصیل کینٹ میں ہیں۔ ان پٹوار سرکلز میں تعینات پٹواریوں' قانونگو' تحصیلدار اور نائب تحصیلداروں کے نام' عہدہ' تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ملازمین کی تعیناتی حکومت کی پالیسی اور اہلیت کے مطابق کی جاتی ہے اور لاہور میں بھی ان ملازمین کی تعیناتی ان ہی اصولوں کے مطابق کی گئی ہے۔

(ج) لاہور میں پٹواری حضرات کے 56 دفاتر موجود ہیں اور ان دفاتر میں پٹواری حضرات کے بیٹھنے کی تفصیل جھنڈی(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان دفاتر کے ڈیوٹی اوقات کار صبح 8 بجے سے 3 بجے سہ پہر کے ہیں۔ زیادہ تر پٹوار خانے سرکاری ملکیت ہیں اور باقی ماندہ پٹوار خانے مالکان دیہہ نے مہیا کئے ہیں۔

(د) لاہور میں تعینات چار پٹواریوں کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں مقدمات درج ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ محمد منشا ولد دوست محمد — حلقہ ماڈل ٹاؤن

2۔ نسیم اللہ ولد غلام رسول — حلقہ جامعہ

3۔ عبدالغفور ولد جیان خان — جیل میں ہے۔

4۔ ذوالفقار علی ولد عطا محمد — معطل ہے۔

(ہ) لاہور میں تعینات 67 پٹواریوں کو ایک سے زائد پٹوار حلقہ جات کا ایڈیشنل چارج دیا گیا ہے۔ ان کے نام' ولدیت اور ایکسٹرا حلقہ جات کی تفصیل جھنڈی(ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ چارج مجاز افسر EASO کے حکم کے مطابق بوجہ کمی سٹاف پٹواریاں

اور مفاد عامہ کے پیش نظر دیا گیا ہے۔

(ہ) لاہور میں اس وقت 14 گاؤں زیر اشتمال ہیں۔ گاؤں کا نام، کام شروع ہونے کی تاریخ اور اشتمال مکمل ہونے کی تاریخ درج ذیل ہے۔

نام گاؤں	جب سے زیر اشتمال ہے	اشتمال کا کام مکمل ہونے کی امید
نیاز بیگ	1-5-1966	31-3-2004
مل	3-1-1982	31-13-2003
رائے	26-3-1962	30-9-2003
ھلوکی	14-6-1993	30-8-2003
طور وڑائچ	1-10-1992	30-8-2003
خانو ہارنی	201-2-1994	30-9-2003
اعوان ڈھائیوالہ	27-10-1997	31-3-2004
کاہنہ	13-5-1985	31-12-2003
لدھیکے نویں	12-11-1995	31-3-2004
سرائچ	21-6-1993	30-9-2003
مہدی پور	21-9-2001	30-3-2004
آتو اصل	2-6-2002	30-8-2003
لدھڑ	14-3-1991	30-9-2003
ڈیال	26-12-1992	30-9-2003

پی-پی 95 گوجرانوالا میں محکمہ مال کے سٹاف کی تفصیل

*1581: میاں سعود حسن ڈار، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی۔پی 95 میں تعینات پٹواری، قانونگو، نائب تحصیلدار اور تحصیل داروں کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین حکومت کی پالیسی کے برعکس عرصہ تین سال سے زائد حلقہ میں تعینات ہیں۔ ان کے نام، عہدہ اور اس حلقہ میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا حکومت عرصہ تین سال سے زائد تعینات ملازمین کو اس حلقہ سے ٹرانسفر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) اس حلقہ میں تعینات کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ یا دیگر کارروائیاں زیر غور ہیں ان کے نام عہدہ، گریڈ اور انکوائریوں کی تفصیل نیز یہ انکوائریاں کب تک مکمل ہوں گی؟

وزیر مال:

(الف) حلقہ پی۔پی 95 گوجرانوالا میں 17 پٹواری، 3 قانون گو، 2 نائب تحصیلدار اور 2 تحصیلدار تعینات ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایک حلقہ ہی میں 5 پٹواری عرصہ تین سال سے زائد تعینات ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	عہدہ	عرصہ تعیناتی
1۔ محمد ارشد	پٹواری	تین سال چار ماہ
2۔ محمد اقبال	پٹواری	تین سال دو ماہ
3۔ محمد عارف	پٹواری	تین سال چار ماہ
4۔ محمد اختر بھنڈر	پٹواری	پانچ سال 10 ماہ
5۔ محمد ریاض	پٹواری	تین سال پانچ ماہ

(ج) عرصہ تین سال سے زائد تعینات ملازمین کو مفاد عامہ کے پیش نظر اور حکومت پنجاب کی طرف سے ٹرانسفر پر پابندی عائد ہونے کی وجہ سے تبدیل نہ کیا گیا ہے۔

(د) اس حلقہ میں محمد منشاء چیمہ، قانونگو گریڈ نمبر 9 کے خلاف محکمانہ انکوائری زیر کارروائی ہے اور یہ انکوائری جلد ہی مکمل کر لی جائے گی جبکہ پٹواریوں، نائب تحصیلدار اور تحصیلداران کے خلاف کوئی محکمانہ اور دیگر کارروائی زیر غور نہ ہے؟

دفتر قانونگو کی عمارت میں پولیس اسٹیشن کا قیام

*1655۔محترمہ شاہینہ اسد، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دفتر قانونگو بصیر پور (اوکاڑہ) کو ایک پولیس اسٹیشن میں تبدیل کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر ایسا ہے تو دفتر قانونگو بصیر پور اس وقت کس عمارت میں کام کر رہا ہے۔ عمارت سرکاری ہے یا غیر سرکاری، اگر غیر سرکاری ہے تو اس کا ماہانہ کرایہ کتنا ہے اور یہ کس کے حکم کے تحت حاصل کی گئی ہے؟

(ج) اگر یہ دفتر حکومت کی منظوری سے محکمہ پولیس کی تحویل میں دیا گیا ہے تو اس اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ دفتر کو واپس محکمہ مال کو دلوانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال،

(الف) یہ درست ہے کہ دفتر قانونگو بصیر پور ضلع اوکاڑہ جو کہ "اپنی مدد آپ" کے تحت عہد مال نے تعمیر کیا تھا کو پولیس اسٹیشن بصیر پور میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(ب) دفتر قانونگو بصیر پور افسران مال کے حکم کے تحت اس وقت ایک نجی عمارت میں عارضی طور پر قائم ہے جو کہ غیر سرکاری ہے اور اس کا ماہانہ کرایہ تقریباً -/1600 روپے اپنی مدد آپ کے تحت ادا کیا جا رہا ہے۔

(ج) جہاں تک حوالگی پولیس کے لئے حکومت کی منظوری کا تعلق ہے تو ریکارڈ محکمہ مال میں ایسے کوئی احکام موجود نہ ہیں بلکہ محکمہ پولیس نے اس جگہ کو زبردستی اپنے تھانہ جو کہ ملحقہ ہے، میں شامل کر لیا تھا اور آج تک واپس نہیں کیا۔

(د) چونکہ دفتر قانونگو کی عمارت محکمہ مال کی ملکیت ہے اور محکمہ کو اپنے دفتر کے لئے اس جگہ کی اشد ضرورت بھی ہے اس لئے محکمہ مال کی شدید خواہش ہے کہ یہ بلڈنگ اسے واپس مل جائے جس کے لئے متعدد بار محکمہ پولیس سے رابطہ کیا گیا ہے جس کا ابھی تک کوئی مثبت رد عمل نہ ہوا ہے۔

زرعی ٹیکس کی ناجائز کٹوتی

*1666۔ رائے فاروق عمر خان کھرل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 100 کنال رقبہ تک کے حامل زمینداروں کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیراعلیٰ کے اعلان کے باوجود 5۔ ایکڑ اراضی سے زائد کے مالکان سے زرعی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت 100 کنال رقبہ کے حامل زمینداروں کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے۔

وزیر مال،

(الف) اس سلسلہ میں موجودہ حکومت جدوجہد کر رہی ہے اور کیبنٹ نے منظوری دے دی ہے اور اس کا بل پاس ہونے کے لئے صوبائی اسمبلی میں چلا گیا ہے۔ جونہی بل صوبائی اسمبلی سے پاس ہو جاتا ہے تو اسی لمحہ 100 کنال رقبہ تک کے زمینداروں کو انکم ٹیکس سے

مستثنیٰ قرار دے دیا جائے گا۔ فی الحال موجودہ صورت حال میں موجودہ نوٹیفکیشن کے تحت پانچ ایکڑ تک معافی ہے اور اس سے زائد رقبہ کے مالکان سے انکم ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔

(ب) چونکہ جب تک 100 کنال کے زمینداروں کو مستثنیٰ کرنے کے سلسلہ میں بل صوبائی اسمبلی سے پاس نہیں ہو جاتا اس وقت تک موجودہ نوٹیفکیشن کے تحت پانچ ایکڑ تک معافی ہے۔ اس سے زائد رقبہ کے مالکان سے انکم ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔

(ج) ہاں جونہی صوبائی اسمبلی سے بل پاس ہو جائے گا زمینداروں کو 100 کنال تک انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا۔

چولستان 1959/60ء گرو مور (Grow More) سکیم کے تحت الاٹ شدہ اراضی کے مالکانہ حقوق

*1685۔ ملک محمد اقبال چنڑ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1959/60 میں گرو مور (Grow More) فوڈ سکیم کے تحت چولستان میں رقبہ الاٹ کیا گیا تھا اگر ایسا ہے تو اس سکیم کے تحت کتنا رقبہ الاٹ ہوا تھا؟

(ب) اس سکیم کے تحت الاٹ شدہ رقبہ کے کتنے الاٹیان کو مالکانہ حقوق منتقل ہو گئے ہیں اور کتنے افراد کو ابھی تک رقبہ کے حقوق منتقل نہ ہوئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت باقی افراد کو بھی مالکانہ حقوق منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال،

(الف) یہ درست ہے کہ سال 60-1959ء میں گرومور (Grow More) فوڈ سکیم کے تحت چولستان میں سرکاری رقبہ تعدادی 31041 ایکڑ الاٹ کیا گیا تھا؟

(ب) اس سکیم کے تحت الاٹ شدہ رقبہ کے 861 الاٹیان کو مالکانہ حقوق منتقل ہو گئے ہیں اور 1230 الاٹیان کو حقوق ملکیت ابھی تک منتقل نہ ہوئے ہیں۔

(ج) حکومت نے باقی الاٹیان کو بھی مالکانہ حقوق دینے کی اجازت دے رکھی ہے لیکن کچھ الاٹیان نے مالکانہ حقوق حاصل کرنے کے لئے درخواست نہ دی۔ کچھ الاٹیان مالکانہ حقوق کی شرائط کی تکمیل نہ کر سکے تاہم کچھ الاٹیان کو مالکانہ حقوق دینے کی کارروائی ہو رہی ہے باقی الاٹیان کو بھی مالکانہ حقوق کی تکمیل شرائط پر مالکانہ حقوق دیئے جا سکتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

خاتون رکن اسمبلی کے بارے میں ریمارکس

پر اراکین حزب اختلاف کا احتجاج

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں بہت ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ Now I take up Privilege Motions۔ جی احسان اللہ وقاص صاحب فرمائیے۔ تحریک استحقاق نمبر 86۔

ایک معزز ممبر: [***]

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! ان کو سمجھایا جائے کہ یہ تمیز سے بات کرنا سیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! پلیز آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ Now I am taking تحریک استحقاق نمبر 88، پہلی pend ہو گئی ہے، till 1st۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ سپیکر ہیں 'you are custodian of the House,' جس طرح ایک فاضل رکن نے نازیبا بات کی ہے۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 493 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے؛

جناب قائم مقام سپیکر، کس کے بارے میں---

رانا آفتاب احمد خان: یہی محترمہ بتا رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کس نے کی ہے؟

رانا آفتاب احمد خان، اب وہ چلے گئے ہیں---(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk please۔ اگر کسی نے کی ہے تو that is expunged from record.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس طرح یہ ہاؤس نہیں چل سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، ہم ان سے زیادہ احتجاج کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایسی کوئی بات نہیں ہو گی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ایک فاضل رکن ایسے ہی بات نہیں کر رہی۔ آپ دیکھیں کہ ان کو عورت کا احترام بھی ختم ہو گیا ہے' this is very derogatory۔

جناب قائم مقام سپیکر، رانا صاحب! آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! He should apologize for passing these remarks (Interruption)

MR ACTING SPEAKER: No cross talk please No personal allegations against each other I would ask the honourable ladies to please sit down.

(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھیں' ایسی بات نہ کریں جس سے ہاؤس کے decorum میں فرق آئے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! اگر اس میں اتنی اخلاقی جرات ہے تو وہ کھڑا ہو کر بات کرے ہم اس کا جواب دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، پلیز آپ بیٹھیے۔ پلیز بی بی' آپ بیٹھیے۔ رانا صاحب پلیز! ایک معزز ممبر بات کرے گا تو مجھے سمجھ آئے گی ناں۔ شور میں تو کسی بات کی سمجھ نہیں آسکتی۔ I ask you Bibi please sit down.

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب تشریف لائے ہیں۔ راجہ صاحب! ہماری ایک فاضل رکن بات کر رہی تھیں تو your member passed derogatory remarks which is against the basic ethics and moral values۔ جناب والا! جتنی دیر تک وہ ممبر یہاں آ کر معذرت نہیں کرے گا We will stage the walk out

MR ACTING SPEAKER: What did he say? Let me know

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے تمام معزز اراکین ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر، کیا بات ہوئی ہے؟ I did not hear it۔

وزیر تعلیم، جناب والا! بالکل کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' ایسی کوئی بات نہیں' انھوں نے کوئی بات کی ہے' وہ ایسے ایوان سے باہر کیوں گئے ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں جا کر اپوزیشن سے بات کر کے انھیں واپس لاؤں اور کیانی صاحب کو بھی میرے ساتھ بھیجیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' آپ اور لودھی صاحب جا کر اپوزیشن والوں کو لے آئیں۔

(اس مرحلے پر وزیر تعلیم میاں عمران مسعود اور وزیر زراعت جناب ارشد خان لودھی معزز حزب اختلاف کو لینے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

محترمہ شہلا رانھور، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے!

محترمہ شہلا رضا: جناب سپیکر! مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ہماری بہنوں کی کیا strategies ہیں۔ میں تو چاہتی تھی کہ اگر اپوزیشن کی خواتین ایوان میں ہوتیں تو میں اس وقت اپنے comments express کر سکتی۔ جناب والا! اپوزیشن کے بنچز سے ہی ہمارے بھائی احسان اللہ وقاص صاحب جن کی ہم بہت عزت کرتے ہیں' آج ان کا وہ بیان اخبار میں بھی آیا ہے۔ انھوں نے اپنے بیان کے ذریعے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ہم خواتین یہاں پر صرف لڑائی جھگڑا کرتی ہیں حالانکہ وقفہ سوالات دیکھ لیجئے اس میں خواتین کی contribution شامل ہے۔ آپ تحاریک التوائے کار دیکھ لیجئے اس میں خواتین کی contribution شامل ہے۔ بل دیکھ لیجئے' قرار دادیں دیکھ لیجئے حتیٰ کہ خواتین کی ہر issue پر contribution شامل ہے۔ اگر میرے بھائی نے محترم خاتون کو کہا ہے کہ تشریف رکھیے یا بیٹھ جائیے دونوں کا ایک ہی مطلب ہے لیکن وہ کہتی ہیں کہ ہماری insult ہوئی ہے۔ اپوزیشن بنچز پر بیٹھے ہوئے رانا ثناء اللہ صاحب نے کیا کیا نازیبا الفاظ اس ایوان میں استعمال نہیں کئے تھے اس وقت یہ اس بات کو فخر سمجھ رہی تھیں؟ راجہ ریاض صاحب خواتین پر کیا کیا criticize کرتے رہے' اس وقت وہ خواتین فخر محسوس کرتی رہیں۔ مجھے احسان اللہ وقاص صاحب کے ان بیانات پر بہت افسوس ہے کہ انھوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔ ہم اپنے حقوق کے لئے لڑنے آئی ہیں اور لڑتی رہیں گی۔ جب تک ہم اپنے حقوق کو پا نہیں لیں گی اس وقت تک لڑتی رہیں گی۔ بہت شکریہ۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

محترمہ شمیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' بی بی فرمائیے!

محترمہ شمیم اختر: جناب سپیکر! کل جناب احسان اللہ وقاص صاحب نے کہا کہ خواتین یہاں صرف لڑائی کرنے کے لئے آتی ہیں اس لئے ان کو اس ہاؤس میں لے کر نہیں آنا چاہئے تھا تو میں یہ کہوں گی کہ اس ملک کی پوری آبادی میں سے نصف سے زیادہ خواتین کی آبادی ہے۔ ابھی بھی آبادی کے لحاظ سے اس ایوان میں خواتین کی نشستیں کم ہیں وہ برابر تعداد میں ہونی چاہئیں تھیں بلکہ پاکستان

کے ہر ایوان میں خواتین کو پچاس فیصد نمائندگی ملنی چاہئے تھی۔ اس کے بعد میں عرض کرنا چاہوں گی کہ ہمارے اپوزیشن والے بھائی بات بات پر روٹھ کر اسمبلی سے باہر چلے جاتے ہیں۔ میں ان کے لئے ایک نظم پڑھوں گی۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا پہلے لودھی صاحب کو بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بی بی! آپ بیٹھیے۔ میں ارشد لودھی صاحب کو floor دیتا ہوں۔ جی' لودھی صاحب!

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے ہمیں یہ کہا کہ ہم اپنے دوستوں کو لے کر آئیں۔ میں' چشتی صاحب اور وزیر تعلیم وہاں پر گئے اور اپنے دوستوں سے درخواست کی کہ آپ تشریف لائیں۔ اگر ادھر سے کوئی derogatory الفاظ استعمال ہوئے ہیں تو I apologise and they accepted. (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، تمام معزز اراکین سے خواہ وہ اپوزیشن سے ہیں یا حکومتی پارٹی سے ہیں میری التماس ہے کہ جب بھی اجلاس ہو رہا ہو There should be no cross talk. اور آپ جب بھی بحث میں حصہ لے رہے ہوں تو ایک دوسرے کا احترام ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ احترام کے ساتھ ایک دوسرے سے سوالات کئے جائیں اور ان کے جوابات سنے جائیں کیونکہ اسی میں ہم سب کی عزت ہے اور اسی میں ہاؤس کی عزت ہے۔ جذبات کی بجائے آرام سے ایک دوسرے کو اپنا مسئلہ سمجھایا جائے۔ جیسا کہ لودھی صاحب نے کہا ہے کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے اگر اپوزیشن کو کسی بات کی خلش ہوتی ہے تو انہوں نے اس کی معذرت کر لی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کے بعد کوئی مزید موقع نہ دیا جائے جو ہاؤس میں بدمزگی کا سبب بنے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' بی بی فرمائیے!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! میں لودھی صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اسے seriously لیا اور ہمیں وہ ایوان میں واپس لے کر آئے ہیں' but problem is this کہ یہ ایک

غلط روایت بنتی جا رہی ہے کہ جب کوئی خاتون کھڑی ہو تو وہاں سے یا ادھر سے کوئی لقمہ دیا جائے اور جس طرح سے مجھے کہا گیا that was very wrong کہ میں کوئی گلی محلے میں کھڑی ہوئی ہوں اور مجھے وہاں سے لقمے دیئے جا رہے ہیں "بیٹھ جا بی بی' نیچے بیٹھ جا " I am fortunately 'Member of this House' میں اس اسمبلی کی معزز ممبر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی درست ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: اس پر صرف میرا نہیں بلکہ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ مجھے اس طرف کی بہنوں کے ساتھ بہت زیادہ افسوس ہے کہ جیسے ہمیشہ آپ عورتوں کے حقوق کی بات کرتی ہیں۔ آج اگر میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے' ان کی طرف سے کسی بندے نے اگر مجھ پر آواز کسی ہے تو ان کو میرے ساتھ واک آؤٹ کرنا چاہئے تھا۔ الٹا کہنا شروع کر دیا' کیا میرا رونا اس پر نہیں بنتا تھا؟ کیا میرے privilege کو انہوں نے breach نہیں کیا۔ میرے ساتھ زیادتی نہیں کی گئی کہ میں بات کرنے کے لئے کھڑی ہوں' کیا میں غلط بات کر رہی تھی؟ میں اپنے personal issue پر بات کر رہی تھی۔ میں اوکاڑہ کے مزارعین کی بات کر رہی تھی۔ میں پنجاب کے لوگوں کی بات کر رہی تھی۔ اس میں' میں کیا غلط بات کر رہی تھی کہ مجھے اس طرح سے نیچے بٹھانے کی کوشش کی گئی اور اگر اس طرح کی غلط tradition آئندہ قائم کی گئی اور آئندہ اگر کوئی ایسا ہوا تو ہم بہت سخت ایکشن بھی لیں گے۔ لودھی صاحب بہت سینئر منسٹر ہیں وہ تشریف لائے ہیں' ہم نے ان کا احترام کیا ہے لیکن آئندہ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: Let her finish۔ میں تمام معزز اراکین سے استدعا کروں گا کہ جب کوئی خاتون بول رہی ہوں' میں خاص طور پر حضرات سے گزارش کروں گا کہ خواہ وہ اپوزیشن کی خواتین ہوں یا حکومتی بنچوں کی خواتین ہوں' ان کا احترام کیا جائے۔ ان کے متعلق مردوں کی طرف سے کوئی آواز نہیں آنی چاہئے۔ خواتین اگر ایک دوسرے پر سوال کرنا چاہیں تو ان کو بھی میں یہی عرض کروں گا کہ وہ بھی جذبات سے بالاتر ہو کر ایک دوسرے پر سوال جواب کریں۔ مرد حضرات کو خصوصی طور پر خیال کرنا چاہئے کہ خواتین سب کے لئے قابل احترام ہیں ہم سب کی مائیں بہنیں ہیں

اور ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔

چودھری خضر الیاس ورک، جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی' آپ فرمائیے!

چودھری خضر الیاس ورک، جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں اپنی ان بہنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ ہمیں ہر ڈیپارٹمنٹ میں نمائندگی ملنی چاہئے۔ جیسا کہ انہوں نے کہا کہ ہماری اس وقت نمائندگی 33 فیصد ہے اور احسان اللہ وقاص صاحب نے جو ریمارکس دیئے تھے اس سے بھی انہیں تکلیف ہوئی ہے۔ میں بھی ان کے اس point کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں عدلیہ میں بھی اور ہمارے دوسرے جو ادارے ہیں جیسے پولیس ہے' آرمی ہے' انٹ فورس ہے' نیوی ہے' جیسے دوسرے ملکوں میں بھی ہے' میں ان کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ وہاں پر بھی ان کو نمائندگی ملنی چاہئے کیونکہ یہ بہت اچھا participate کر رہی ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! میں ایک گزارش کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، فرمائیں۔

سید احسان اللہ وقاص، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میری دو محترم بہنوں نے جو معزز اراکین اسمبلی ہیں' میرے کل کے ریمارکس پر اظہار خیال فرمایا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ میرے لئے تمام خواتین ازحد قابل احترام ہیں لیکن میری یہ رائے ہے اور اس رائے پر مجھے اصرار ہے اور نہ صرف یہ میری رائے ہے بلکہ ہماری پارٹی کی یہ پالیسی ہے کہ یہ ساری خواتین کی جو سیٹیں ہیں [**********] ان کا اس اسمبلی میں کوئی رول نہیں ہے' ان کا کوئی رول اسمبلی میں ہونا نہیں چاہئے۔۔۔(قطع کلامیاں)

آوازیں، نہیں' نہیں۔

سید احسان اللہ وقاص، یہ الیکشن لڑیں۔ اب میری بات تو سنیں۔

---

* حکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 493' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اقتدار اور معزز اراکین حزب اختلاف
اپنی نشستوں پر کھڑی ہو گئیں اور احتجاج کرتی رہیں)

سید احسان اللہ وقاص، اب میری بات تو سنیں--- یہی تو میں کہتا ہوں کہ بات نہیں کرنے دیتیں۔ یہ میری رائے ہے۔ میں یہ بات کروں گا' آپ میرے خلاف تحریک استحقاق لے کر آئیں یا جو مرضی کریں مجھے اس رائے پر اصرار ہے ان کا اس اسمبلی کے اندر کوئی رول نہیں ہے' یہ ساری ایل ایف او کی پیداوار ہیں۔ اگر یہ کہتی ہیں کہ ہم پچاس فیصد ہیں تو یہ الیکشن لڑیں' الیکشن لڑ کر آئیں۔ الیکشن لڑ کر اسمبلیوں کے اندر آئیں' یہ کیوں الیکشن لڑ کر نہیں آتیں؛ امریکہ کے اندر' یورپ کے اندر' دنیا کی کسی اسمبلی کے اندر 33 فیصد خواتین کو نمائندگی حاصل نہیں ہے۔ ان کو صرف اس لئے کہ ایک مخصوص سوچ کو پھیلانے کے لئے اتنی بڑی تعداد میں یہاں پر بھیج دیا گیا ہے۔ ان میں سے ایسی خواتین بھی ہیں جو اپنے علاقے سے اگر کونسلر کا الیکشن لڑیں' خدا کی قسم وہ دو سو ووٹ بھی نہیں لے سکتیں لیکن یہاں پر یہ صوبائی اسمبلی کی رکن بن گئی ہیں۔ ان کا یہاں پر کوئی رول نہیں ہے۔ ہماری جو ماضی کی تاریخ ہے وہ اس بات کی گواہ ہے کہ خواتین الیکشن لڑ کر آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقاص صاحب! دیکھیں---

سید احسان اللہ وقاص، الیکشن لڑ کر آئیں' منتخب ہو کر آئیں پھر ہم ان کو مانیں گے۔ [*****]

جناب قائم مقام سپیکر، وقاص صاحب وہ بھی اس ایوان کی معزز رکن ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص، [**********] ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے---

جناب قائم مقام سپیکر، اس وقت تمام خواتین اس ایوان کی ممبر ہیں۔ انہوں نے بھی حلف لیا ہے اور وہ باقی ممبران کی طرح اس ایوان کی معزز رکن ہیں۔ حلف لینے کے بعد وہ اس ایوان کی معزز رکن ہیں' اس پر بحث نہیں چھیڑنی چاہئے۔ چونکہ آپ کی طرف بھی خواتین ہیں' ادھر بھی خواتین ہیں۔ ان کو بھی اعتراض ہے اور ان کو بھی اعتراض ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھوں گا کہ آپ اس

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 493' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

بحث میں نہ پڑیں آپ اپنی خواتین کو بھی debar کر رہے ہیں۔ They are the hon'ble Members of the House Everybody has taken oath in this House جیسے آپ نے حلف لیا ہے ویسے ہی انہوں نے بھی حلف لیا ہے اور تمام اس معزز ایوان کی رکن ہیں۔ They have come as a member of the House This question has been resolved Let's not get into discussions

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اقتدار اور معزز اراکین حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑی ہو گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر، بی بی! آپ کیوں بات کرنا چاہتی ہیں؟ ان کی خواتین بھی آپ کے ساتھ شامل ہیں۔ We should not get into this controversy This is no issue. This is no issue Please sit down پلیز آپ بیٹھیں! پلیز آپ بیٹھیں!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! یہ [***] کا کیا مطلب ہے؟ [***] کیا چیز ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، کیا؟

وزیر تعلیم، [***] انہوں نے خواتین کو [***] کہا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر۔ آرڈر۔ آرڈر پلیز۔۔۔ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔۔۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، تشریف رکھیں۔ آپ سب سے التماس ہے کہ آپ بیٹھیں۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ بی بی! آپ بھی بیٹھئے۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

I give you the floor. آرام سے بیٹھیں۔ جی فرمائیے!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ احسان اللہ وقاص صاحب نے جو کہا یہ ان کی ذاتی رائے تو ہو سکتی ہے لیکن اس کا قانون، آئین اور ضابطے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کے اپنے پارٹی لیڈر کی صاحبزادی اس وقت سینیٹر ہیں، یہ ان کی ذاتی رائے ہو سکتی

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 493 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہے' میرا خیال ہے کہ ان کی پارٹی کی بھی یہ رائے نہیں ہے۔ میری استدعا ہے کہ decorum کو قائم رکھتے ہوئے اس معاملے پر خواتین کو اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دے دیا جائے اور میں جناب کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ اس ایوان کو اچھے اور احسن طریقے سے رولز کے مطابق چلانے کی روایت کو قائم رکھا جائے اور اپنی اپنی باری پر سب بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جیسے احسان اللہ وقاص صاحب نے نہ صرف اپنا بلکہ اپنی پارٹی کا موقف اس ایوان کے سامنے رکھا۔ وقاص صاحب بھی قابل احترام ہیں اور ان کی پارٹی بھی قابل احترام ہے اور جمہوریت یہی ہے کہ کسی بھی مسئلہ پر ہر پارٹی اپنا نقطہ نظر احسن طریقے سے اس ایوان کے سامنے رکھ سکتی ہے۔ اسی حوالے سے پاکستان پیپلز پارٹی کا اس issue پر بالکل ایک واضح موقف ہے۔ ایل ایف او کی بہت ساری شقیں ہیں' جب مرکز میں اسے open کیا جائے گا تو اس کی صرف 7 شقیں ایسی ہیں جو متنازع ہیں' باقی شقوں کے اوپر پاکستان کی تقریباً تقریباً تمام پارٹیوں کا concensus ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس ملک میں 55 سال سے معاشرے کے بہت سارے گروہ اور طبقے ایسے ہیں مثلاً غریب' خواتین' مزدور اور کسان' جن کے مسائل پر اس پارلیمنٹ میں بات ہوتی ہے' موجودہ الیکشن سسٹم کے تحت وہ ان اسمبلیوں میں نہیں آ سکتے۔ اگر آپ آج پنجاب اسمبلی کا analysis کریں تو مجھے بتائیں کہ اس ملک کی 90 فیصد آبادی جو غرباء پر مشتمل ہے یہاں اس اسمبلی کے اندر اس کلاس کے حقیقتاً کتنے نمائندے موجود ہیں' آپ پر سب کچھ عیاں ہو جائے گا۔۔۔

(قطع کلامیاں)

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف خواتین کو مخصوص نشستوں کے ذریعے پارلیمنٹ میں آنا چاہئے بلکہ معاشرے کے ایسے طبقے جن کے پاس سرمایہ نہیں ہے ان کے لئے بھی اس ایوان میں نشستیں مخصوص کرنی چاہئیں۔ ان میں چاہے مزدور ہوں' چاہے کسان ہوں' چاہے خواتین ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ خواتین کی مخصوص نشستیں پاکستان کے سماجی اور معاشی حالات کے حوالے سے بالکل درست ہیں اور ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام ہمیشہ حضرت عائشہ صدیقہ سے مشاورت کرتے تھے اور اسلام نے خواتین کو بحیثیت ماں، بیٹی اور بہن کیا کیا درجات نہیں دیئے اور مردوں کو ماں ہی جنم دیتی ہے۔ یہ ایوان میں تشریف لائے ہیں تو کون ان کی ٹریننگ کرتا ہے اور کیا یہ صرف مردوں کے ووٹوں سے آتے ہیں؟ اس وقت تو یہ خواتین کی منتیں کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ووٹ دیجئے۔ جب ہماری آدھی نمائندگی ہے تو انہیں تہذیب ہونی چاہئے کہ "سویٹ ڈش" عورت ہوتی ہے کہ۔۔۔ یہ جیسے مرضی منہ اٹھا کر بولتے ہیں۔ ویسے تو یہ اسلام کی بڑی علمبرداری کرتے ہیں لیکن اسلام کے بارے میں جانتے کچھ نہیں۔

محترمہ ثمینہ جدون (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

محترمہ ثمینہ جدون (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ حکومتی بنچز اور اپوزیشن بنچز کی خواتین کے بارے میں ریمارکس نہیں دیئے جائیں گے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب یہاں ہماری (پیٹریاٹ) کی خاتون ممبر انبساط خان کھڑی ہوتی ہیں تو انہیں "لوٹی لوٹی" کہہ کر بٹھایا جاتا ہے۔ یہ بھی انہیں بتایا جائے کہ ان کے بارے میں بھی کچھ نہ کہا کریں اور دوسرا ابھی میری بہن کو پنجابی میں یہی کہا گیا تھا کہ "بہہ جا"۔ اس وقت انہوں نے احتجاج کیا، یہ واک آؤٹ کر گئیں۔ جب انہیں "سویٹ ڈش" کہا گیا تو انہوں نے واک آؤٹ کیوں نہیں کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کی توجہ چاہتی ہوں کہ رب العزت نے مرد کو جب پہلا ساتھی دیا تھا تو وہ ایک عورت کا ساتھ تھا۔ وقت چاہے کہاں سے کہاں تک کیوں نہ چلا جائے یہ وہ پر وقار خاتون ہے، یہ وہ پر وقار ذات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مقام دیا کہ جو ان مردوں کے لئے ایک باعث رحمت تھی اور کچھ نہیں۔ جب مرد جنم لیتا ہے تو وہ عورت کی کوکھ

سے جنم لیتا ہے' جب اس کی پرورش ہوتی ہے تو عورت کے شیر پر اس کی پرورش ہوتی ہے جب وہ چلنا شروع کرتا ہے تو وہ عورت کی انگلی تھام کر چلتا ہے' جب وہ بولنا سیکھتا ہے تو وہ ماں کے لفظ سے کلمہ سیکھتا ہے۔ جس وقت وہ چلتا ہے تو اس کے قدموں کی چاپ یہ عورت ہی ہوتی ہے' جب وہ دیکھتا ہے تو وہ اس کی نظروں کی حیا ہے' جب وہ بولتا ہے تو وہ اس کے لہجے کی نرما ہے اور جب وہ رسول بنا تو اس پر ایمان لانے والی سب سے پہلے ایک عورت ہی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور ان مردوں کو بتا دیجئے کہ یہ عورت کا وہ مقام ہے کہ قیامت والے دن جب انہیں اپنے نام کی بھی ضرورت ہو گی تو اللہ کے فضل سے وہ ایک عورت کے نام سے اٹھائے جائیں گے۔ انہیں بتا دیجئے کہ جنہیں عورتوں کی کبھی عزت کرنی نہیں آئی اس کی آواز ہم اٹھائیں گی۔ ہم آج تک ان کے گیت گاتی آئی ہیں' ہم ان پر فخر کرتی آئی ہیں۔ ہم انہیں عزت کا نام دیتی آئی ہیں کہ ہاں! یہ ہمارے شوہر ہیں' ہمارے بھائی ہیں' ہمارے باپ ہیں' ہمارے لیڈر ہیں اور آج ان کا یہ کام ہے کہ اگر یہاں پر خواتین اپنی آواز بن کر ان کا ساتھ دینے کے لئے آ ہی گئی ہیں تو انہوں نے اس قسم کا رویہ اختیار کیا ہے کہ ایل ایف او کے تحت وہاں جو عورتیں بٹھائی ہیں' میں کہتی ہوں کہ اگر ایل ایف او کو یہاں لے آئیں اور ساری خواتین فلور کراس کر کے ادھر آ جائیں ہم ان کی ان سے زیادہ عزت کریں گی۔ یہ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟ یہ ایک انتہائی افسوس ناک بات ہے' انہوں نے کیا سمجھا ہے کہ ہم اپنا تحفظ نہیں کر سکتی؟ عدالتیں بھی قائم ہوں گی' پولیس بھی ہو گی اور عورتیں آ جائیں ہم انہیں بتائیں گی کہ یہ "سویٹ ڈش" کھانی اتنی آسان بھی نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے۔ بی بی! بی بی! آپ بولیں گی' it is the day of ladies now' خواتین بول رہی ہیں لہذا مرد حضرات بیٹھ جائیں۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج الحمد اللہ مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کا یوم ولادت ملک میں پورے جوش و خروش کے ساتھ منایا جا رہا ہے۔ میری بہن نے ابھی بڑی اچھی باتیں کیں جس پر ہم نے بھی ڈیسک بجا کر ان کا ساتھ دیا۔ میں اپنے تمام بھائیوں کو یہ

بات یاد کرانا چاہتی ہوں کہ چلیں میرے ساتھ نصف صدی پہلے اور دیکھیں کہ محترم قائد اعظم نے کس طرح اس ملک کو آزادی دی جس کی بدولت ہم یہاں سب ممبران اسمبلی وزراء کی شکل میں اور لیڈران کی شکل میں بیٹھے ہیں۔ کیا محترمہ فاطمہ جناح نے ان کا ساتھ نہیں دیا تھا؟ کیا انہوں نے آپ کے ساتھ مل کر جدوجہد نہیں کی تھی؟ کیا اس وقت ماؤں نے اپنی بچیوں کی قربانیاں نہیں دی تھیں؟ کیا ان کے سروں سے دوپٹا نہیں کھینچا گیا تھا؟ جناب احسان اللہ وقاص صاحب! آپ کو تو ہمیں ایسی بہت سی باتیں سمجھانی اور بتانی چاہئیں جس سے ہمارے کام میں اور نکھار آئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آج افسوس کے ساتھ کہتی ہوں کہ آج ایوان میں جس طرح عورت کا نام لیا جا رہا ہے' جس طرح سے عورت کو تمسخر کا نشانہ بنایا جا رہا ہے' کیا ہم خواتین اس ملک کا حصہ نہیں؟ ارے! ہم تو اس ملک کا حصہ ہیں۔ آج سے چودہ سو سال پہلے جس نے قرآن و سنت میں عورتوں کو برابر کے حقوق دیئے' وہ حقوق دیئے جس کی بدولت آج پاکستان کا آئین اور ہمارے قوانین ہمیں برابر کے حقوق دیتے ہیں۔ رانا صاحب! راجہ صاحب! آج آپ چپ کر جائیں آج خواتین کے اوپر مذاق بن رہا ہے۔ ہم نے باہر جا کر 52 فیصد آبادی کو منہ دکھانا ہے۔ ہم نے ان کے حقوق کے لئے بات کرنی ہے۔ کل ہی میں نے اخبار میں پڑھا کہ سات سال کی بچی کے ساتھ پچاس سال کے بوڑھے نے نکاح کر لیا۔ ارے وہ بھی آپ کی بیٹی ہے۔ سات سال کی بچی کو rape کر دیا جاتا ہے' اس کی شاہ رگ کاٹ دی جاتی ہے' بچیوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے' وہ آپ کی بیٹیاں ہیں' آپ کی مائیں ہیں' آپ کی بہنیں ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ قرآن نے جو حقوق دیئے اور قائد اعظم نے جس طرح مادر ملت کے ساتھ اس ملک کے لئے جدوجہد کی' اس میں خواتین کا برابر کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ یہ اکیلے ملک کی ترقی میں اپنا کام اور جدوجہد کر کے دکھائیں۔ کیا ملک یا گاڑی ایک پہیے سے چل سکتی ہے؟ یہ گاڑی ٹھہر جائے گی' جب تک گاڑی کے دونوں پہیے اکٹھے نہیں چلیں گے۔ اس ملک کے محب وطن یہ بھی ہیں اور اس ملک کی برابر کی شہری آرٹیکل (25) کے تحت ہم بھی ہیں اور برابر کے حقوق رکھتی ہیں۔ میں افسوس کے ساتھ کہتی ہوں کہ آپ اس پر سخت سے سخت رولنگ دیں۔ ہم خواتین آپ سے زیادہ پاکستان کی ہمدرد اور آپ سے زیادہ

اسلام پسند ہیں۔ ہمیں اس قسم کے ریمارکس ہرگز نہ دیے جائیں اور انھیں کارروائی سے حذف کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ نشاط افزاء!

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! دونوں طرف کی خواتین نے عورت کی عظمت اور اس کے وقار پر بڑے مدلل دلائل دیئے ہیں اور اس طرح احسان اللہ وقاص صاحب پر واضح کیا ہے کہ عورت کا کیا مقام ہے۔

جناب والا! میں آپ سے کہتی ہوں کہ آپ تو اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ اپنے آپ کو اسلام کی علمبردار کہتی ہے' کیا اسلام میں عورت کے وقار کا کوئی chapter نہیں پڑھا' یہ ایک عالمگیر حقیقت ہے۔ یاد رکھیے! یہ عالمگیر حقیقت ہے کہ آج تک دنیا کے معاشرے میں ایسا کوئی انقلاب کامیاب نہیں ہو سکا جس میں عورت کی شمولیت نہیں ہوئی' ان باتوں کی تاریخ شاہد ہے۔ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں' ایسا کبھی کوئی انقلاب آج تک کامیاب نہیں ہوا جس میں عورتوں کی شمولیت نہ ہو۔

جناب! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں بھی عورتیں میدان جنگ میں جاتی تھیں' پانی پلاتی تھیں' زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ ہر وہ کام جو حضور پاک کرتے تھے' ہمیں ان کی تقلید کرنی چاہئے۔ کیا یہ اسلام میں ہمارے حقوق کو سلب کرنے کی باتیں یہاں بتائی جا رہی ہیں؟ بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ آپ اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنے آپ کو اسلام کی علمبردار کہتی ہے اور عورتوں کے حقوق کی تلفی کی بات اور ان کی حق تلفی کی تلقین کر رہے ہیں کہ عورتیں یہاں کیوں بیٹھی ہیں؟ یاد رکھیے کہ عورتوں کی آبادی اس ملک میں آپ سے زیادہ ہے اور ہم آدھی آبادی کی علمبردار ہیں اور ہمیں اپنی خواتین کے لئے آواز اٹھانی چاہئے۔ میری بہنوں! ایک بات یاد رکھیں' آپ چاہے ان بنچوں سے ہوں چاہے ان بنچوں سے ہوں' عورت کی آواز مشترکہ طور پر اپنے حقوق کے لئے اٹھنی چاہئے۔ عورت کی آواز کبھی بھی کمزور نہیں پڑ سکتی جب ہم مشترکہ ہو کر قدم اٹھائیں گی۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہاں جتنی بھی discussion ہوئی ہے' ہماری lady members نے یہاں جتنی بھی discussion کی ہے اور انھوں نے عورت کا مقام بتایا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ کسی آدمی کو اس پر ذرا بھر بھی اعتراض نہیں۔ ہم اس بات کی تائید بھی کرتے ہیں اور اس بات کا احترام بھی کرتے ہیں۔ یہاں مادر ملت کا بھی ذکر ہوا لیکن میں اگر یہ کہوں کہ انہوں نے بھی president کا الیکشن لڑا تھا۔۔۔ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے جائے اسمبلی میں بٹھا دو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! مجھے عورتوں کی نمائندگی پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جب اس طرح کی نمائندگی ان کو ملی ہے تو وہ اس ہاؤس میں بیٹھ کر اپنے کردار سے' اپنی گفتار سے ثابت کریں کہ ہم اس اسمبلی کی اہل ہیں اس لئے اسمبلی میں بیٹھی ہیں لیکن جب ہم باہر جاتے ہیں تو یہاں visitor's gallery میں جتنے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں یقین کریں اگر میری بہنوں اور ممبران کو محسوس نہ ہو تو وہ یہ ضرور کہتے ہیں کہ اس ہاؤس کا ماحول ان عورتوں کی وجہ سے خراب ہوا ہے۔ اگر وہ محسوس نہ کریں۔ لیکن آج کے بعد' ہماری یہ submission ہے کہ یہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں اور یہ ہاؤس کی honourable members ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں میں آپ کو ایک چیز واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری قابل احترام خواتین جس موضوع پر گفتگو کر رہی تھیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں بات کرنا چاہتا ہوں اور میری بات بڑی وزنی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کی honourable members ہیں' ان کو رہنا چاہئے اور یہ یہاں رہیں۔ اس طرح یہ اس ممبرشپ کو ثابت کریں کہ جس طرح ان کو نمائندگی ملی ہے۔ ہم اس کا احترام بھی کرتے ہیں اور ہم ان کی خیر خواہی بھی کرتے ہیں لیکن اس ہاؤس میں یہ اس طرح ثابت کریں کہ ان کی جو ممبرشپ ہے یہ بالکل ضروری ہے اور آئندہ بھی رہنی چاہئے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ خواتین قابل احترام ہیں'

They have every right to speak in this House The ladies have every right in this House to speak They are the hon'ble Members of the House I give them full respect. I give all the ladies full respect They have every right to be in the House and please let them make the speeches according to their points of order. I give the floor to Rana Sahib

جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس issue پر جو بات ہوئی ہے' آپ ہاؤس کے ماحول کو بہتر کرنے کے لئے ایک فیصلہ فرمائیں کہ جس موضوع پر یہ بات ہوئی ہے' احسان اللہ وقاص نے بات کی ہے' اس کے بعد نوانی صاحب نے بات کی ہے اور نوانی صاحب نے بات کو' ان کی بات سے بھی آگے بڑھا دیا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ آپ ایسا کریں کہ دونوں طرف سے جتنی خواتین اس موضوع پر بات کرنا چاہتی ہیں انھیں آپ پہلے موقع دے دیں اس کے بعد کوئی male member بات کرے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، جی' رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! احسان اللہ وقاص صاحب نے یہاں پر جو بھی بیان فرمایا یہ ان کی رائے ہے' ان کی پارٹی کی لائن ہو گی۔ میں بطور پیپلز پارٹی کے رکن کے اس موقعے پر پاکستان پیپلز پارٹی کا جو پروگرام ہے وہ پورے ہاؤس کے لئے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی جس کی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو ہیں وہ خود خاتون ہیں اور یہ ہمارے لئے فخر ہے کہ ہماری قائد خاتون ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی joint electorate پر اتفاق کرتی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی خواتین کی seats کو support کرتی ہے۔ ہمارا یہ موقف ہے کہ ہماری یہ مائیں بہنیں ہیں' ان کے مسائل ہیں۔ They should be given representation in

the Assembly and we support this as Pakistan Peoples Party (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، جی، لاء منسٹر صاحب بات کریں گے!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو issue ہے آج اس کا موقع بھی نہیں تھا کہ اس کو اٹھایا جائے۔ پچھلے طویل عرصے سے ہماری محترم خواتین اس ایوان کی ممبر بھی آ رہی ہیں اور بلاتفریق اور بلاامتیاز تمام جماعتوں کو وہ represent بھی کر رہی ہیں۔ اگر کسی جماعت کو ان کی نمائندگی پر اعتراض تھا تو وہ اعتراض اس وقت اٹھانا چاہئے تھا جب ان کو representation دی جا رہی تھی۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جناب احسان اللہ وقاص میرے انتہائی قابل احترام ہیں، میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بات کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ یہ ان کی پارٹی کی پالیسی بھی ہے۔ میں ان سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ میں ہمیشہ یہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی بات کرنی ہو تو پہلے اس کی ابتداء ہمیں اپنے گھر سے کرنی چاہئے۔ اگر ان کی پارٹی کی پالیسی ہوتی تو آج قاضی صاحب کی جو بیٹی ہیں وہ کسی ایوان میں موجود نہ ہوتیں۔

جناب سپیکر! ہم ہمیشہ، اول دن سے یہاں اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ ہماری محترم خواتین کو اس قانون کا شکرگزار ہونا چاہئے کہ جس کے تحت انہیں نمائندگی دی گئی۔ آج اگر ہمارے ان ایوانوں میں یہ خواتین موجود ہیں تو انہیں نمائندگی کا ایک موقع دیا گیا ہے، اپنی کلاس کو represent کرنے کا موقع دیا گیا ہے، اپنی کلاس کے مسائل کو ایوانوں میں پیش کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ میری بہن نے انتہائی خوبصورت باتیں کی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے آج اس issue پر اس لئے بحث نہیں کرنی چاہئے کہ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ ان کو نمائندگی ملی اور یہ نمائندگی کر رہی ہیں۔ اگر کسی کو اعتراض ہے تو انہیں اس وقت اعتراض کرنا چاہئے تھا کہ جب یہ ایوان میں آ رہی تھیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں میرے بھائی سعید اکبر خان نے فرمایا کہ خواتین کی وجہ سے ماحول خراب ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ میں نہیں کہہ رہا، پیچھے سے میری ایک بہن نے کہا کہ یہ اپنی اپنی سوچ کی بات ہے۔

اس لئے اس issue پر جتنی ہم بات کریں گے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو detrack کر رہے ہیں' خواتین کی نمائندگی موجود ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے بھائی وقاص صاحب جو پنڈی سے تعلق رکھتے ہیں وہ بات کرنے کے لئے بڑے بے تاب ہیں۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو بات ختم ہو چکی ہے آپ اس کو کیوں issue بناتے ہیں؟ اس وقت آپ نے خواتین کو ووٹ بھی دیئے' نمائندگی بھی دی اور آج یہاں پر اعتراض کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس کو issue نہیں بنانا چاہئے اور ہمیں اس ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلانا چاہئے۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: میں دونوں طرف سے درخواست کروں گا۔۔۔ بی بی! پلیز آپ تشریف رکھیں۔ میں اپوزیشن لیڈران سے اور لاء منسٹر صاحب سے بھی request کروں گا کہ اس موضوع کو جو ایک متفقہ موضوع ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جو خواتین اس ہاؤس میں حلف اٹھا کر آئی ہیں وہ قابل احترام ممبر ہیں اور وہ ہم سب کی مائیں' بہنیں اور بیٹیاں ہیں' ان کا وقار ہمارے لئے قابل احترام ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تھوڑی خواتین ہیں' ان کو اس سے بھی زیادہ حق ملنا چاہئے۔ میں ہاؤس سے یہ استدعا کروں گا کہ اس بحث کو یہیں ختم کریں' یہ کوئی بحث نہیں ہے۔ اس میں کسی کو کوئی شک نہیں ہے کہ یہ اس ہاؤس کی ممبر ہیں۔ اگر کسی پارٹی کی پالیسی ہے تو وہ دوران تقریر اپنی وضاحت کر سکتا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

مجھے بات کرنے دیں' جب میں بول رہا ہوں تو آپ کو سننا چاہئے۔ میں آپ کو ٹائم دوں گا۔۔۔ It is my prerogative I am speaking . Please sit down میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس موضوع پر مزید بحث کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا سوائے اس کے کہ آپس میں مزید الجھاؤ ہو گا۔ بہتر ہے کہ جب ایک چیز طے ہے کہ ہم سب اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں' چاہے وہ خواتین ہیں' چاہے وہ مرد حضرات ہیں' آپ سب ہاؤس کے قابل احترام ممبر ہیں۔ یہ تحریک استحقاق کا وقت ہے ہمیں اس طرف آنا چاہئے۔ آپ اس میں اپنی تحریک استحقاق پیش کر سکتی ہیں' خواتین بھی پیش کر سکتی ہیں اور مرد بھی کر سکتے ہیں کیونکہ یہ آپ کا استحقاق ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی: جناب والا! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہمارے بزرگ بات کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! خاتون کا مقام اور خاتون کے مقام کی عظمت زیر بحث نہیں ہے۔ یہاں کوئی مسلمان خاتون کی عظمت کے انکار پر گفتگو نہیں کر رہا۔ سب کے نزدیک خواتین بہت معظم' انتہائی عظمت والی' ان کے پاؤں کے نیچے خدا نے جنت رکھی ہے لیکن اس وقت جو بات سامنے آ رہی ہے اور جس بنیاد پر احسان اللہ وقاص صاحب نے بات کہی ہے وہ پردے کا مسئلہ ہے۔ سب کا ایمان قرآن پر ہے' کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں جو قرآن کا انکار کرتا ہو۔ کون ہے جو قرآن کا انکار کرتا ہے؟ اگر کوئی ہے تو ہاتھ اٹھائے اور کہے کہ میں قرآن کا منکر ہوں' کوئی قرآن کا انکار کرنے والا ہے؟ پیپلز پارٹی کا کوئی بندہ قرآن سے انکار کرتا ہے؟ (ن) لیگ کا کرتا ہے' (ق) لیگ کا کرتا ہے؟ قرآن کا کوئی انکار کر سکتا ہے؟ کیا قرآن کا انکار کر کے کوئی مسلمان رہ سکتا ہے؟ حضرات محترم! قرآن کے اندر جا بجا عورت کے لئے پردے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب قرآن پردے کا حکم دیتا ہے تو اس کے پیش نظر یہ بات کہی گئی تھی۔۔۔ (قطع کلامیاں)

آپ خاموش رہیں' میں اب انشاء اللہ آپ کی تسلی کرا دیتا ہوں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب فیاض الحسن چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ جی' آپ بولیں۔ میں نے اس لئے اپوزیشن لیڈران سے بھی استدعا کی تھی کہ وہ اپنی خواتین کو مطمئن کریں اور میں وزیر قانون صاحب سے بھی کہوں گا کہ وہ اپنی صرف والوں کو بٹھائیں تاکہ کوئی بات چل سکے۔

جناب فیاض الحسن چوہان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب! اب آپ آرام سے بیٹھیے۔۔۔ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے ہاؤس in order کرنے دیں۔ میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب فیاض الحسن چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' فرمائیے!

جناب فیاض الحسن چوہان: جناب سپیکر! یہاں پر ایم ایم اے کی پالیسی کے بارے میں بات کی گئی اور مختلف پارٹیوں کی طرف سے یہ بات آئی کہ شاید یہ ہماری پارٹی کی پالیسی ہے۔ میں بالکل categorically یہ بات کہوں گا کہ متحدہ مجلس عمل قطعاً کسی بھی ایسی پالیسی پر کاربند نہیں ہے۔ ہم خواتین کی عزت' ان کا احترام' ان کی prestige' ان کی projection' ان کی dignity' ہر چیز کا خیال رکھتے ہیں اور اس کی واضح مثال یہ ہے کہ پچھلے سات مہینوں میں ایل ایف او پر جتنی negotiations متحدہ مجلس عمل کی حکومت وقت کے ساتھ ہوئیں اس میں ہم نے خواتین کی سیٹوں پر تکرار نہیں کیا کہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہم نے قطعاً بھی ان کی حیثیت پر شک نہیں کیا۔ ہم نے ان کی entity اور identity پر شک نہیں کیا۔ ہم نے چار چیزوں پر بات کی۔ ہم نے وردی پر بات کی' ہم نے 58(2)(b) پر بات کی' ہم نے نیشنل سکیورٹی کونسل پر بات کی اور ہم نے ججوں کی مدت بڑھانے پر بات کی۔ اگر احسان اللہ وقاص صاحب نے یہ بات کہی ہے تو یہ ان کا ذاتی خیال ہے اور یہ ایم ایم اے کی پالیسی نہیں ہے۔ ہم خواتین کی عزت و احترام کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر ایک بات کی وضاحت ہو گئی ہے کہ خواتین کے بارے میں نہ تو ایم ایم اے کے خدشات ہیں' نہ پیپلز پارٹی کے ہیں' نہ (ن) لیگ کے ہیں' نہ (ق) لیگ کے ہیں۔ سب خواتین کے احترام میں ہیں اور خواتین کو اس ایوان کی ممبر تصور کر چکے ہیں اور وہ سب کی متفقہ ممبر ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ سب پارٹیوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم خواتین کو ممبر کی حیثیت سے دیکھنا چاہتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' فرمائیے!

محترمہ فائزہ احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گی کیونکہ جو ہنگامہ ہوا ہے وہ صرف خواتین کے موقف پر ہوا کہ خواتین کی سیٹیں نہیں ہونی چاہئیں۔ میں ذاتی طور پر بھی اور اپنی تمام خواتین ارکان اسمبلی کی طرف سے بھی اس issue پر بھرپور مذمت کرتی ہوں۔ میں ان سب خواتین

کی طرف سے کہوں گی کہ جن مرد حضرات کو خواتین کی نشستوں یا خواتین کی ایوان میں موجودگی سے تکلیف ہوتی ہے میرا ان کو ایک بہن کی حیثیت سے اور ایک colleague کی حیثیت سے مشورہ یہ ہے کہ وہ استعفیٰ دے دیں اور ہمارے ساتھ نہ بیٹھیں۔ یہ صرف احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے بات نہیں ہوئی بلکہ حکومتی ایوانوں کی طرف سے بھی یہ بات کی گئی ہے۔میں سیدھی اور صاف بات کر رہی ہوں کہ جن مرد حضرات کو تکلیف ہے' خواہ وہ ادھر سے تعلق رکھتے ہوں یا ادھر سے تعلق رکھتے ہوں' اگر خواتین کی موجودگی سے ان کو تکلیف ہوتی ہے تو وہ گھر چلے جائیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے!

محترمہ عابدہ جاوید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! بڑی جدوجہد کے بعد آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں آپ کے توسط سے اپنے تمام ممبران کو یہ بات بتانا چاہتی ہوں کہ آج محترمہ فاطمہ جناح کا یوم ولادت ہے اس لئے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لئے یہاں پر کیک کاٹا جائے اور ان کے کردار کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے کہ تحریک آزادی میں جو کردار محترمہ فاطمہ جناح نے ادا کیا تھا' جو کردار انہوں نے خواتین کو منظم اور متحرک کرنے میں ادا کیا تھا وہ ناقابل فراموش ہے۔ ان کا اخلاقی کردار' ان کا سیاسی کردار' ان کی نجی زندگی جو ہمارے سامنے ایک ماڈل کی صورت میں ہے وہ ناقابل فراموش ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خواتین کے کردار کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس ملک میں 52 فیصد خواتین ہیں۔ اس لئے براہ مہربانی اس topic کو ختم کیا جائے اور یہاں پر فاطمہ جناح کی سالگرہ کا کیک کاٹا جائے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ نوید، پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ جی' محترمہ آپ فرمائیے۔

محترمہ ثمینہ نوید، جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جہاں تک خواتین کو نشستیں دینے کا مسئلہ ہے تو یہ پیپلز پارٹی کے منشور میں شامل ہے۔ ہم نے ایل ایف او کے حوالے سے اس حق میں کبھی بھی اس بات کی مخالفت نہیں کی بلکہ ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔ ہمارے منشور میں

یہ بات شامل ہے کہ خواتین کو نشستیں ان کے تناسب سے دی جائیں۔ پاکستان کی آبادی جو 52 فیصد خواتین پر مشتمل ہے اور مرد حضرات تو ویسے بھی برداشت نہیں کرتے کہ خواتین ان سے آگے بڑھ جائیں۔ ہمارا معاشرہ male dominated ہے جس میں صرف مرد ہی ہر طرف اپنی حکمرانی چاہتا ہے' اپنا اقتدار چاہتا ہے' وہ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ خواتین ترقی کر جائیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ پاکستان کے کتنے ایسے ادارے ہیں جہاں پر خواتین کی participation نہیں ہے' کیا تعلیم میں خواتین نہیں ہیں؟ کیا میڈیکل میں خواتین نہیں ہیں؟ کیا آپ برداشت کریں گے کہ آپ کی بہنوں اور ماؤں کی ڈلیوری مرد ڈاکٹر کریں؟ کیا آپ اس بات کو سمجھتے ہیں یا اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ مناسب ہے؟ کون سا ایسا محکمہ ہے کہ جہاں پر خواتین کی اہمیت کو ignore کیا جا سکتا ہے۔ جیسے احسان اللہ وقاص صاحب نے کہا ہے کہ خواتین کی نشستیں نہیں ہونی چاہئیں تو میں ان سے درخواست کروں گی کہ یہ مجھے بتائیں کہ ان کے زیر کنٹرول جو سکول چل رہا ہے اس میں 50 فیصد سٹاف خواتین کا ہے۔ میرے خیال میں ان کو چاہئے کہ سب سے پہلے ان کو suspend کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ نوید: جناب سپیکر! میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ جیسا کہ یہاں پر جنرل الیکشن کی بات ہو رہی ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ کیا ہمارے مرد حضرات یہ برداشت کرتے ہیں کہ ان کی مائیں اور بہنیں الیکشن مہم چلائیں' یہ ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں میں آپ کو ابھی floor دیتا ہوں۔ پہلے رانا صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

آوازیں: دستی صاحب کو floor دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ابھی ان کو floor دیتا ہوں۔ پہلے رانا صاحب بات کر لیں۔ جی رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ یہاں پر پریس کے دوست موجود ہیں میری

درخواست یہ ہے کہ میرے محترم دوست جناب احسان اللہ وقاص صاحب نے خواتین کے متعلق جو [***] والے الفاظ استعمال کئے ہیں' براہ مہربانی ان کو حذف کروا دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، رانا آفتاب صاحب نے جو الفاظ mention کئے ہیں وہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔جی' دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر اور خواتین و حضرات! میری گزارش سنیں۔ میں اپنی عمر کے 85 سال گزار چکا ہوں اور 86 ویں میں دوڑ لگا رہا ہوں' اللہ خیر و عافیت سے رکھے لیکن اس عمر میں' دانا کہتے ہیں کہ 80 سال سے عمر تجاوز کر جائے تو عورت اور مرد میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! اس لحاظ سے میں Neutral gender ہوں' Neutral sex ہوں' میں عورتوں میں بھی شمار ہو سکتا ہوں اور مردوں میں بھی۔۔۔ (قہقہے)

تو میں حق کی بات لگی لپٹی بغیر کروں گا۔ میں جناب مولانا صاحب سے پوچھتا ہوں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیٹی جب ان کے سامنے آتیں تو آپ احتراماً کھڑے ہو جاتے تھے۔ مولوی حضرات بتائیں کہ میں غلط کہہ رہا ہوں یا صحیح؟ اگر صحیح کہہ رہا ہوں تو سنیں' جو احترام دنیا کی سب سے بڑی ہستی نے خواتین کو دیا ہے وہ ہم نہیں چھین سکتے۔ صرف مرد اور عورت میں گواہی کے سلسلے میں فرق رکھا گیا ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے لیکن یہاں تو گواہی کا کوئی سوال نہیں بلکہ یہاں تو حقوق کا سوال ہے۔ میں ببانگ دہل کہتا ہوں کہ کوئی مولوی مجھ سے مباحثہ کر لے کہ خواتین اور مردوں کے درمیان اسلام نے جو مساوی حقوق دیئے ہیں اور جن کا بار بار حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ذکر کیا ہے انہیں کوئی نہیں چھین سکتا اور یہ پاؤں میرے ساتھ اتفاق کرے گا کہ ان کے حقوق ہمارے برابر ہیں۔ مولانا صاحب! آپ نے بھی یہ بات سنی ہو گی کہ ماں کے پاؤں میں جنت ہے نہ کہ یہ کہا کہ باپ کے قدموں میں۔ خاتون اور ماں کے متعلق کہا کہ جنت اس کے قدموں تلے ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو مرد نے جنا تھا یا عورت نے؟ اگر عورت نے جنا تھا تو اس کا احترام کریں۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' فرمائیے بی بی!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایک بات ذرا غور سے سننے کہ ایک مولانا صاحب ایک بی بی کو بہت ہی لمبے چوڑے وعظ اور حق کی باتوں سے نواز رہے تھے کہ پردہ کیا ہے؟ اگلے روز اس بی بی پر کچھ اثر ہوا اور کچھ نہ ہوا تو مولانا صاحب نے بی بی کو دوبارہ بلھایا اور کہنے لگے کہ میں نے تجھے کل بتایا نہیں کہ یہ شق ہے اور یہ یہ سب کچھ کرنا ہے تو بی بی نے جواب دیا کہ مولانا صاحب کل تو تیری مجھ پر نظر پڑی تھی اور آج تو نے میری طرف دیکھا ہے۔ یہ پردہ عورتوں سے زیادہ مردوں پر واجب ہے۔ مرد کو اسلام میں اس چیز کا حکم ہے کہ عورتوں کی عزت کرے۔ جو لوگ' جو مرد' جو معاشرہ' یہ male oriented society جو آج اس دنیا کی حکمرانی کی دعویدار ہے اس کو میرے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ پہلے تو اپنی نظر میں حیاء کو گھول لے۔ تجھے کوئی حق نہیں کہ تو دیکھے اور یہی میرا جواب اور یہی میری demand ہے اور میں آپ لوگوں کو گورنمنٹ بنچز سے' اس فورم کی وساطت سے یہ دعویٰ کرتی ہوں کہ انشاء اللہ اس طرف بیٹھی ہوئی خواتین ہیں یا اس طرف بیٹھی ہوئی' ہم پاکستان کی خواتین کی محافظ بن کر آئی ہیں۔ ہم کسی قسم کی بات نہیں سنیں گی اور اپنی طرف کسی کو دیکھنے نہیں دیں گی۔ ہم وہ آنکھیں نکال کر ہاتھوں پر رکھ دیں گی۔ ہم ان لوگوں کو سمجھا دیں گی کہ پاکستانی خواتین اشتہاروں پر نہیں چھپیں گی اور ان عورتوں کے بارے میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ کیا یہ مسلمان عورتیں ہیں؟ ہر مسلمان عورت اس چیز کا دعویٰ لے کر آئی ہے' میں دیکھوں گی کہ یہ کیا کرلیں گے۔ ہم نے اگر چوڑیاں پہنی ہیں تو صرف ان کی عزت کے لئے پہنی ہیں۔ آج جو یہاں بیٹھ کر دعویدار ہیں کہ ہم direct election سے آئے ہیں' 52 فیصد ووٹ تو انہیں خواتین نے دیئے تھے۔ میں آپ کو باور کراتی ہوں کہ ہماری حکومت کا دعویٰ ہے کہ پرویز مشرف صاحب' جمالی صاحب' پرویز الٰہی صاحب' حکومت کی بنچز کی طرف سے اس وقت کی قائد خاتون بھی بنے گی اور آپ کو دکھا بھی دے گی کہ وہ اس ملک میں اور اس history میں کیا فرق ڈال سکتی ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے بڑی دیر کے بعد مجھے نائم تو دیا۔ ابھی میرے بھائیوں نے یہاں عورت کے متعلق [***] نام لیا۔ میں یہ کہوں گی کہ اگر عورت صرف [***] نام پر ہی ہوتی ہے تو ایک مرد جس کی بیوی فوت ہو جائے تو اس کے بچے چاہے جتنے بھی بڑے بچے ہوں' اسے دوسری بیوی کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ عورت کے تقدس' اس کی خدمات' عورت کے احترام کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ وہ ایک بچے کی خاطر اپنی ساری عمر گزار دیتی ہے لیکن آپ کسی ایک مرد کا بتائیں جو بغیر بیوی کے رہ سکتا ہو۔ اس لئے کہ گھر کا نظام عورت ہی چلا سکتی ہے اور گھر کا نظام چلانا اتنا مشکل کام ہے کہ اگر آدمی کو دیں تو ایک دن بھی نہیں چلا سکتا اور اسمبلیوں میں بھی عورتوں کے آنے کا مقصد یہی ہے کہ وہ اگر گھر چلا سکتی ہیں تو اسمبلی میں بھی بہت اچھے طریقے سے یہاں خواتین کے مسائل' جن کے حل کے لئے یہاں عورتوں کو بھیجا گیا ہے' وہ ان کے مسائل بہتر طریقے سے حل کر سکیں گی اس لئے کہ عورت کے پاس وہ دل ہوتا ہے جو مرد کے پاس نہیں۔ عورت وفادار بھی ہوتی ہے اور عورت کے دل میں درد بھی ہوتا ہے جس سے وہ بات کو جلدی سمجھتی ہے۔ میرے بھائیوں نے عورت کے لئے یہ بات کہی تو اس [***] کا مطلب تو یہ ہے کہ بغیر کسی معاوضے یا محنت کے' یہ بات نہیں ہے۔ میری بہت سی بہنیں ایسی ہیں جو پندرہ پندرہ' بیس بیس سال سے اس field میں آ کر اپنی اپنی جماعت کے لئے خدمات سرانجام دے رہی ہیں' چاہے وہ پیپلز پارٹی کی ہوں' ایم ایم اے کی ہوں' چاہے وہ مسلم لیگ کی ہوں۔ سب نے بہت محنت کے بعد یہ مقام حاصل کیا ہے اور میرے خیال میں کئی مرد حضرات ایسے بھی ہیں جو کہ بالکل تنے ہیں لیکن خواتین بہت محنت کر کے اس مقام تک پہنچی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور دوبارہ اس بات کو نہ دہرائیں کہ خواتین کو یہ سیٹ بغیر کسی

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 493' الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محنت کے ہی ہے۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اس ساری بحث سے یہ محسوس ہوا کہ کبھی کبھار [***] کڑوی بھی ہو جاتی ہے تو میری یہی درخواست ہے کہ ہاؤس کی رائے کو محسوس کرتے ہوئے، کیونکہ اپوزیشن کی بہت سی خواتین واک آؤٹ کر گئی ہیں، میری اپنے معزز بزرگ سے درخواست ہے کہ انہوں نے اپنی جو statement یہاں دی ہے اس پر تھوڑی سی نظر ثانی کریں، کچھ الفاظ کی واپسی یا کچھ ایسے الفاظ کی ادائیگی کریں کہ جس سے خواتین کی تھوڑی سی حوصلہ افزائی ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر، میں شکر گزار ہوں کہ اس اسمبلی کے متعدد حضرات نے میرے موقف کی تائید کی ہے اور میں ان کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے میرے موقف کو درست نہیں سمجھا۔ یہ ان کا جمہوری حق ہے، جس طرح مجھے ایک رائے رکھنے کا حق ہے اسی طرح انھیں بھی اپنی ایک رائے رکھنے کا حق ہے۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے میری رائے سے اتفاق نہیں کیا۔ دراصل میری بات کا مطلب شاید غلط طور پر سمجھا گیا ہے۔ اگر [***] کے الفاظ کو کسی غلط معنوں میں لیا گیا ہے تو میں اس پر معذرت چاہتا ہوں۔ میں کہنا یہ چاہتا تھا، میرا مقصد یہ تھا کہ کسی جدوجہد، کسی کوشش کے بغیر، الیکشن لڑے بغیر انھیں یہ سیٹیں دے دی گئی ہیں، اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خواتین الیکشن لڑیں، الیکشن میں حصہ لیں۔ ہم بھی ان کو ووٹ دیتے ہیں، ہم بھی ان کو ووٹ دیں گے۔ یہ الیکشن میں حصہ لے کر اسمبلی میں آئیں۔ محترمہ فاطمہ جناح رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہاں ذکر کیا گیا۔ مادرِ ملت وہ عظیم خاتون تھیں جنہوں نے ایوبی آمریت کو للکارا تھا اور اس کے مقابلے میں الیکشن لڑا تھا۔ ایک دفعہ بھی

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 493، الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وہ reserve seat پر کسی اسمبلی یا ہاؤس کی ممبر نہیں بنی ہیں۔ اگر وہ اس طرح بغیر الیکشن لڑے کسی بھی ہاؤس کا ممبر بننا چاہتیں تو بن سکتی تھیں' یہ ان کا حق تھا لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ انھوں نے الیکشن میں حصہ لیا' آمریت کو ڈٹ کر للکارا۔ میری بہنیں ان کی مثال کس طرح quote کر رہی ہیں؟ میری بہنیں' بیٹیاں جو کہ یہاں پر ممبران ہیں وہ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ ایسی قطعاً کوئی بات نہیں ہے' میں خود بچیوں والا ہوں' بہنوں والا ہوں یہ بھی میری بہنیں اور بچیاں ہیں۔ میں ان کے احترام میں کوئی کمی نہیں کر سکتا' ایسا میں سوچ بھی نہیں سکتا لیکن میرا ایک سیاسی موقف ہے' ایک نقطہ نظر ہے' اس حوالے سے میں نے بات کی ہے۔ باقی میرے دل میں ان کے احترام کے لحاظ سے کوئی کمی نہیں ہے۔ میں آج بھی ان کا احترام کرتا ہوں' کل بھی کرتا رہوں گا۔ میں اس ہاؤس کے ان تمام معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے میرے موقف کی حمایت کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر :اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 88 ہے۔

وزیر خوراک : جناب سپیکر ا پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر :جی' فرمائیے!

وزیر خوراک :جناب سپیکر ' میں بڑے ادب سے اپنے بھائی سعید اکبر خان سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ انھوں نے ہاؤس کے اندر جو یہ بات کی ہے کہ معزز خواتین کی وجہ سے ماحول خراب ہوتا ہے' یہ بڑی نامناسب بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری مائیں' بہنیں اور بیٹیاں جو یہاں بیٹھتی ہیں ہمارے لئے بڑی قابل احترام ہیں۔ جیسے سید احسان اللہ وقاص صاحب نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا ہے اسی طرح سعید اکبر خان صاحب بھی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے الفاظ واپس لے لیں تاکہ ہاؤس کو اچھے طریقے سے آگے بڑھایا جا سکے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی : جناب سپیکر ا سعید : کبر خان صاحب کی طرف سے میں معذرت کر لیتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر! میں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی۔ شاید شور کی وجہ سے میری بات سمجھی نہیں جا سکی۔ میں نے کہا کہ ہم ان سیٹوں کا احترام کرتے ہیں اور ہم ان سیٹوں کے حامی ہیں۔ دوسرا میں نے یہ کہا کہ اب ہم نے اپنے کردار، رویے اور role سے یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ سیٹیں صحیح ہیں۔ سیٹیں مل گئیں، اب ہم نے اپنے کردار سے بہتر انداز میں کام کرنا ہے۔ میں نے یہ بات کہی ہے۔ میں نے قطعاً ماحول خراب کرنے والی بات نہیں کہی۔ خواتین ممبران اور ہم سب نے مل کر اس ہاؤس کے ماحول اور کارکردگی کو بہتر کرنا ہے۔ اگر میری اس بات میں کوئی غلط لفظ شامل ہے تو میں اسے واپس لینے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے یہی کہا ہے کہ ہم نے اپنے رول سے ثابت کرنا ہے کہ ہم اس ہاؤس کے بہترین ممبر ہیں اور ہمیں جو نمائندگی دی گئی ہے ہم اس کے اہل ہیں۔ چودھری اقبال صاحب شاید شور کی وجہ سے میری بات سن نہیں سکے اور میں اپنی بات مکمل بھی نہیں کر سکا تھا اسی لئے یہ confusion پیدا ہوئی ہے۔ میں یہی کہنا چاہتا تھا کہ اب اس ہاؤس کے جتنے ممبرز بن گئے ہیں وہ قابل احترام ہیں۔ ہم اور اپوزیشن نے مل کر اپنے کردار اور role سے اس ہاؤس میں participate کر کے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہمیں صحیح نمائندگی ملی ہے۔ ہم ان کی نمائندگی کے حامی ہیں۔ اسی لئے آج تک ہم LFO کی حمایت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ہم خواتین کی نمائندگی کے خلاف نہیں ہیں۔ خواتین کے مقام سے کون آدمی ناآشنا ہے اور اس سے کون انکار کر سکتا ہے؟ جیسے میرے بزرگوں نے کہا ہے کہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ ہر آدمی یہ بات سمجھتا اور مانتا ہے، اسی بات میں سارا راز چھپا ہوا ہے۔ ماں کے پاؤں میں جنت رکھ دی گئی ہے تاکہ ان پر آئندہ کوئی آدمی اعتراض ہی نہ کر سکے اور عورت کے تقدس کا ہر آدمی قائل ہو جائے۔ یہ بات مناسب نہیں ہے کہ ایک بات کو نہ سمجھتے ہوئے ہوا دی جائے۔ میں نے کہا ہے کہ اب جبکہ نمائندگی مل گئی ہے تو اب ہم نے اپنی اہلیت کو ثابت کرنا ہے کیونکہ یہ ابتدائی ایام ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہماری یہ خواتین اپنی اہلیت ثابت کریں گی اور اسمبلیوں میں بہتر role play کریں گی۔ میرا یہی موقف تھا اسے سمجھنے میں غلطی ہو سکتی ہے۔ میرے کہنے میں غلطی نہیں تھی۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر جی، فرمائیے!

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! اب یہ معاملہ resolve ہو گیا ہے اور دونوں صاحبان جن کی بات پر اعتراض تھا انھوں نے اپنی اپنی وضاحت فرما دی ہے۔ اسی دوران اپوزیشن کی خواتین واک آؤٹ کر گئی تھیں تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ انھیں واپس ہاؤس میں لانے کے لئے کسی کو بھیجیں۔

جناب قائم مقام سپیکر میں سید احسان اللہ وقاص صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ اپوزیشن کی خواتین کو ہاؤس میں واپس لائیں۔

سید احسان اللہ وقاص جناب سپیکر! میری تو ابھی تحریک استحقاق take up ہو رہی ہے۔ اس کے بعد ہی جا سکوں گا۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس آ گئیں)

ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ) : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ) : جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ پچھلے ڈیڑھ گھنٹہ سے یہ بحث ہو رہی ہے۔ جتنی خاتون ارکان یہاں پر ہیں ان کا گھر میں تو ماں، بہن کا role ہے لیکن یہاں پر ان کی ایک سیاسی حیثیت ہے، accepted political نام ہے، یہ یہاں پر بطور legislators بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ معاملہ زیر بحث نہیں ہے کہ ہم ان کی عزت کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ یہاں پر انھوں نے اپنا role خود determine کرنا ہے۔ یہ ہماری equal counterparts ہیں and they should be respected۔ جہاں تک احسان اللہ وقاص کی بات تھی، ان کے کوئی remarks ایسے ہیں جو کہ expunge ہونے چاہئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر وہ تو expunge ہو گئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ) : میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس بات کی خوشی ہے، میں احسان اللہ وقاص صاحب سے اظہار تشکر کرتا ہوں کہ ان کی وجہ سے کسی ایک نکتہ پر تو یہ ہمارے legislators متفق ہوئے ہیں۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ جی سید احسان اللہ وقاص صاحب!

نیشنل فنانس کمیشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

سید احسان اللہ وقاص : جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 160(5) کے تحت حکومت پر لازم ہے کہ وہ نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات صوبائی اسمبلی کو پیش کرے۔ متذکرہ سفارشات اسمبلی میں پیش نہ کر کے آئین کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ لہذا نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آئین کے آرٹیکل 160(5) کو آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ

> "160(5) . The recommendations of the National Finance Commission , together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon . shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies "

جناب سپیکر! اس آرٹیکل کے اندر واضح طور پر کہا گیا ہے کہ نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات کو صوبائی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ اب صوبائی اسمبلی کو وجود میں آئے ہوئے تقریباً 10 ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے' اس کا سال پورا ہونے میں دو ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اس لئے یہ رپورٹ یہاں پر آنی چاہئے تھی لیکن ابھی تک اس رپورٹ کو پیش نہیں کیا گیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جو چیزیں

آئین کے اندر موجود ہیں ان پر ہمارے متعلقہ محکمے کیوں عمل درآمد نہیں کرتے اور ان کا احترام کیوں نہیں کرتے؟ میں گزارش کرتا ہوں کہ چونکہ یہ رپورٹ ایوان میں پیش نہ کر کے میرا استحقاق مجروح کیا گیا ہے لہذا میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، جی فنانس منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان نے جولائی 2000ء میں وفاقی حکومت کی طرف سے اکٹھے کئے جانے والے محاصل کی وفاق اور صوبوں کے درمیان تقسیم کے فارمولے پر سفارشات پیش کرنے کے لئے آئین کے آرٹیکل 160 کے تحت ایک قومی مالیاتی کمیشن تشکیل دیا۔ اس قومی مالیاتی کمیشن نے ابھی تک نہ تو اپنی سفارشات کو حتمی شکل دی ہے اور نہ ہی یہ طے ہوا ہے کہ موجودہ کمیشن ہی اپنی سفارشات پیش کرے گا یا اس کی بجائے کوئی نیا کمیشن تشکیل دیا جائے گا۔ جب قومی مالیاتی کمیشن اپنی حتمی سفارشات صدر پاکستان کو پیش کرے گا اور صدر پاکستان اس پر بذریعہ صدارتی حکم نامہ مناسب کارروائی کریں گے تو یہ سفارشات اور ان پر ہونے والی کارروائی معزز ایوان کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔ معزز اراکین اسمبلی نے ایک مفروضے کی بنا پر تحریک استحقاق پیش کی ہے' مناسب ہو گا کہ اس تحریک استحقاق کو out of order قرار دیا جائے۔ Sir, I would like to say one sentence کہ نیشنل فنانس کمیشن صدر پاکستان constitute کرتے ہیں اور صوبے کو فنانس منسٹر کے علاوہ اپنا ایک ایک پرائیویٹ ممبر بھی دینا پڑتا ہے لیکن اتفاق سے ایک صوبے نے بروقت اپنا ممبر نہ دیا جس وجہ سے نیشنل فنانس کمیشن constitute نہ ہو سکا اور اس مالیاتی سال میں resources کی distribution پچھلے یعنی پانچویں فنانس کمیشن ایوارڈ کے ذریعے طے شدہ فارمولے کے مطابق ہوئی۔ اب نیا کمیشن constitute ہو چکا ہے اور بہت جلد وفاقی وزیر خزانہ صاحب اس کی میٹنگ بلائیں گے جس میں اس کی deliberations شروع ہوں گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کب تک ہوں گی؟

وزیر خزانہ، جناب والا! یہ تو وفاقی حکومت ہی بہتر بتا سکتی ہے کہ وہ کب میٹنگ بلائے گی۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس وقت پچھلے فنانس کمیشن کی رپورٹ کے

تحت صوبوں میں finances تقسیم کئے گئے ہیں تو یہ اس کی رپورٹ یہاں پیش کر دیتے۔ ان اسمبلیوں کا وقار اسی صورت میں بنے گا کہ آئین کے اندر اسمبلیوں کو جو حقوق دیئے گئے ہیں ان کا تحفظ کیا جائے۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مثلاً صوبہ سرحد کی حکومت کو سترہ ارب روپے دینے چاہئیں تھے لیکن ابھی تک انہیں صرف ایک ارب روپیہ ادا کیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ پنجاب اسمبلی کا نہیں ہے لیکن میں یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ یہ اسمبلیوں میں اس لئے نہیں لاتے کہ چونکہ اگر یہ رپورٹیں یہاں آئیں گی تو لوگ بحث کریں گے لیکن میں کہتا ہوں کہ ہمیں پتا تو چلے کہ پنجاب کا کیا حق بنتا ہے۔ سندھ اسمبلی کے اندر ہر روز معزز ممبران اور باقی لوگ کبھی تھل کینال کے مسئلے پر پنجاب کے خلاف آواز بلند کرنا شروع کر دیتے ہیں اور کبھی کالا باغ ڈیم کے مسئلے پر ہمارے خلاف باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی یہ حق دیا جائے کہ جو پنجاب کا حق ہے' جو فنانس کمیشن کے تحت ہمیں ملنا چاہئے' ہمیں پتا چلے کہ ان میں سے ہمیں کیا کیا ملا ہے اور کیا نہیں ملا اور یہ اسی صورت میں ہو گا جب یہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے گی' تب ہمیں پتا چلے گا۔ اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ یا تو وزیر خزانہ مجھے اس کی یقین دہانی کرائیں کہ اس سال کے اندر اندر یہ رپورٹ پیش کر دی جائے گی تو ٹھیک ہے میں اس پر خاموشی اختیار کر لیتا ہوں۔ اگر یہ اس سال کے اندر پیش نہیں کرتے تو پھر میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! اس سال کے فنانس کمیشن کے فارمولا کی رپورٹ معزز رکن کو مہیا کر دی جائے گی اور جونہی نئے فنانس کمیشن کی سفارشات finalize ہوتی ہیں تو وہ بھی ضرور ایوان کے نوٹس میں لائی جائیں گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ احسان اللہ وقاص صاحب! آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! یہ بتائیں کہ پچھلی رپورٹ کیوں نہیں پیش کی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ پچھلی اسمبلی میں پیش ہو گئی تھی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! اس بیچاری کو تو مرحوم ہوئے بھی تین سال ہو گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ پیش ہو گئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: 2001-2002 کی دے دیں۔ کوئی رپورٹ تو یہاں لائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ رپورٹ سالانہ نہیں ہوتی' جب کمیشن بنتا ہے تو اس وقت دیتے ہیں۔ اب چونکہ نیا کمیشن بن رہا ہے اور جیسے فنانس منسٹر صاحب نے کہا ہے تو جونہی رپورٹ آتی ہے پیش کر دی جائے گی In the meantime this is being disposed of

سید احسان اللہ وقاص، میں اس میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کی طرف سے وفاقی حکومت کو کہا جائے کہ اس کمیشن کی کارروائی کو جلد مکمل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے!

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! I draw your attention to the Rule 130

> **"130. Report Observance of Principles of Policy:** The annual report on the observance and implementation of the principles of policy in relation to the affairs of the Province of the Punjab shall be laid in the House by a Minister."

جناب سپیکر! جتنی دیر تک یہ رپورٹ lay نہیں ہوتی آپ اس پر بحث نہیں کر سکتے۔ میں نے last time جنوری میں بھی یہ point raise کیا تھا تو وزیر قانون نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم بہت جلد اسے ہاؤس میں پیش کر دیں گے۔ اگر یہ پیش نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات بتا دیں اور یہ بھی بتا دیں کہ کب تک پیش کر دیں گے؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 89 میں رانا آفتاب صاحب کا بھی جواب آتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! میری تحریک استحقاق نہیں ہے میرا تو پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ under Rule 130.

جناب قائم مقام سپیکر، یہ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر مجھے موقع دیں تو میں گزارش کر دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے!

وزیر قانون، جناب سپیکر! رانا آفتاب صاحب نے بالکل درست آپ کی توجہ مبذول کروائی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سے پہلے بھی اس مسئلے پر بات ہوئی تھی اور ہم نے یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے گی۔ اب جیسے آپ فرما رہے ہیں کہ اسی issue پر سید احسان اللہ وقاص صاحب، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب اور مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 89 بھی ہے۔ میں نے دو دن پہلے بھی گزارش کی تھی کہ اس پر جواب آ جائے تو پھر میں معزز ایوان میں جواب دوں گا۔ محکمے نے کل مجھے یہ جواب دیا تھا کہ چونکہ اس محکمے کے متعلقہ منسٹر وزیراعلیٰ صاحب تھے اس لئے اس تحریک استحقاق کا جواب منظور کروانے کے لئے انھوں نے لکھا تھا کہ ہم نے note بھیجا ہے، واپس آنے کا تو ہم بات کریں گے۔ اس کے بعد میں نے ذاتی طور پر اس معاملے کو take up کیا تھا اور آج اس معزز ایوان میں اس تحریک استحقاق کے جواب میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا اور ساتھ معزز رکن نے پوائنٹ آف آرڈر بھی اٹھایا ہے کہ پرنسپل آف پالیسی، صوبائی محتسب کی رپورٹ، اس کے علاوہ نیشنل فنانس کمیشن کی بات تو میرے بھائی کر چکے ہیں، اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ۔ میں سوال کے جواب یا تحریک استحقاق کے جواب کی بات نہیں کرتا بلکہ ان تمام رپورٹوں کو ہاؤس میں lay کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری move کی ہے اگر آج permission مل جائے اور واپس آ جائے تو ہم lay کر دیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جلد سے جلد، جب بھی ہمیں سمری واپس ملے گی ہم وہ رپورٹیں یہاں lay کر دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! میری گزارش ہے کہ پھر اسے pend کر دیا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! pend کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ It has been pended۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 90

جناب محمد وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا! یہ ساری مشترکہ تحاریک استحقاق ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اسے پیش کر دیں، پھر اسے pend کر دیں گے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب محمد وقاص، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 230(4) کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پنجاب اسمبلی کے سامنے پیش کی جانی ضروری ہے۔ متذکرہ رپورٹ پیش نہ ہونے سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ اس پر میں short statement دے دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس سے پہلے 89 بھی move کرنی تھی۔

پرنسپلز آف پالیسی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

ڈاکٹر سید وسیم اختر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل (29) کے تحت لازم ہے کہ حکومت ہر سال پرنسپلز آف پالیسی کی رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے گی اور قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ (130) کے تحت متذکرہ بالا رپورٹ پر اسمبلی میں بحث ہوگی۔ آئینی تقاضے کے باوجود ابھی تک پچھلے تین سال کی مذکورہ رپورٹ نہ تو اسمبلی میں پیش کی گئی ہے اور نہ ہی اس پر بحث ہوئی ہے۔ اس آئینی تقاضے کی خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ move ہو گئی ہے اور اسے موخر کیا جاتا ہے۔ دوسری تحریک استحقاق نمبر 89 اس کو بھی موخر کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحریک استحقاق نمبر 91 پر آتے ہیں۔ 92 is

pended till Thursday اور 91 کہہ رہے ہیں کہ آج move نہیں ہوئی۔ اب ہم 96 نمبر پر آتے ہیں۔ لالہ شکیل الرحمان تشریف نہیں رکھتے اس لئے dispose of ہوتی ہے۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب والا! میں نے آج سوال بھی دیا ہوا تھا۔ یہ صفحہ نمبر 24 پر ہے کہ ایک ضلع کے تحصیل ہیڈ کوارٹر کا دوسرے ضلع میں ہونا اپنی مثال آپ ہے۔ جواب یہ ہے کہ مزید برآں ضلع شیخوپورہ کا ہیڈ کوارٹر کسی دوسرے ضلع میں نہ ہے بلکہ شیخوپورہ شہر میں ہی واقع ہے۔ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہا ہوں اور جواب ضلعی ہیڈ کوارٹر کا' میرا دوسرا سوال نمبر 1230 ہے۔ سوال یہ تھا کہ کیا سابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ جو کہ اس وقت ضلع لاہور کی حدود میں واقع ہے' صرف دو ایکڑ رقبہ acquire کر کے جزیرے کی شکل میں تحصیل فیروز والا بنا دیا تھا اس کو مزید کے ضلع شیخوپورہ میں منتقل کرنے کا مورخہ 96-8-31 کو ڈائریکٹو جاری کیا تھا جسے سابق وزیراعلیٰ منظور احمد وٹو نے منظور کیا تھا۔ اس پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے؟ دوسرا جزیہ ہے کہ کیا تحصیل فیروز والا کے علاوہ کوئی اور مثال موجود ہے کہ کسی تحصیل کا ہیڈ کوارٹر کسی دوسرے ضلع میں واقع ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ "تحصیل فیروز والا کا موجودہ ہیڈ کوارٹر پہلے ضلع شیخوپورہ کا حصہ تھا اور اس جگہ کو کسی دوسرے ضلع میں ایکوائر نہیں کیا گیا۔ مزید براں دفتر ہذا میں ایسا کوئی حکومتی فیصلہ / حکم موصول نہ ہوا ہے جس کے تحت تحصیل فیروز والا کا دفتر شاہدرہ سے منتقل کیا جانا مطلوب ہو۔" یہ بالکل غلط کہا گیا ہے حالانکہ اس کا آرڈر محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے بھی کیا تھا اور سابق وزیراعلیٰ منظور احمد وٹو صاحب نے بھی کیا تھا۔ اگر ان کے پاس یہ آرڈر نہیں ہیں تو میں ان کو یہ آرڈر پیش کر سکتا ہوں۔ مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ کیا سابق وزیراعظم یا سابق وزیراعلیٰ کا جو حکم ہے اس کا دفتر چھوڑنے کے بعد کیا وہ احکامات قابل عمل رہتے ہیں یا نہیں؟ اگر ان پر عمل کیا جانا چاہئے تو پھر مجھے بتایا جائے کہ ان پر عمل کیوں نہیں کیا گیا؟ اگر وہ قابل عمل نہیں ہیں تو بتایا جائے کیوں؟

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر مال صاحب تو موجود نہیں ہیں۔ وزیر قانون صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون ،جناب سپیکر! اگر معزز رکن میرے ساتھ بات کر لیں کیونکہ off hand مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ پھر وزیر قانون سے ان کے چیمبر میں مل لیں' بات ہو جائے گی اور اس کی وضاحت بھی ہو جائے گی۔

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)،جناب والا! مریدکے' کے عوام کا اتنا بڑا مطالبہ ہے۔ مریدکے کی آبادی اس وقت ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہے۔ اس کے گرد و نواح کے دیہات الگ ہیں۔ اگر یہ مطالبہ یہاں پورا نہ کیا گیا تو میرے سمیت وہاں کے تمام نمائندے جس میں ناظمین' نائب ناظمین اور دوسرے ممبران بھی شامل ہوں گے وہ سب بھوک ہڑتال کرنے پر مجبور ہوں گے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر فیروز والا کی جگہ کو مریدکے میں شفٹ کیا جائے۔ شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، آپ وزیر قانون سے چیمبر میں بات کر لیں۔ انشاء اللہ آپ کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 574 رانا ثناء اللہ خان صاحب۔ یہ move ہو چکی ہے' وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں گے کیونکہ یہ pending تھی۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! 574، 579 اور 580 یہ محکمہ ہاؤسنگ سے متعلقہ ہیں اور یہ جمعہ تک کے لئے موخر ہوئی تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے ان کو ہم جمعہ کو take up کریں گے۔ تینوں جمعہ کو take up ہوں گی؟

رانا ثناء اللہ خان ، وزیر موصوف نے ان کو موخر کرایا تھا کہ اس سلسلے میں محکمے سے جواب بھی لے لیں اور اس کے اوپر جو بھی پیش رفت ہے اس کا جائزہ لے لیں۔ آج غالباً انہوں نے اپنے

چیمبر میں اس سلسلے میں کوئی میٹنگ بھی رکھی ہوئی ہے اور کچھ افسران کو بلایا بھی ہوا ہے۔ ان سے بات ہونے کے بعد پھر جمعہ کو ان کو take up کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ ان کو جمعہ کو take up کیا جائے گا۔ اب اس کے بعد ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 583 ہے۔

بہاولپور شہر میں پینے کا مضر صحت پانی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بہاولپور شہر جو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر بھی ہے میں تقریباً نصف سے زائد شہر میں زیر زمین پینے کا پانی صحت کے لئے انتہائی مضر ہے۔ پھر جہاں کہیں کارپوریشن یا محکمہ ہاؤسنگ کی ٹینکی سے پانی سپلائی کیا جاتا ہے وہاں نصف صدی گزر جانے کی وجہ سے پائپ گل سڑ گئے ہیں اور دو سال قبل گندے پانی کی ملاوٹ سے ایک علاقہ اسلامک کالونی میں کئی اموات واقع ہو گئیں اور سو سے زائد افراد کو ہسپتال میں داخل کرنا پڑا۔ یہ فوری اور بنیادی اہمیت کا معاملہ ہے اور حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ عوام کو پینے کا صاف پانی میسر ہو۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس پر short statement دے دوں؟

جناب قائم مقام سپیکر، تحریک التوائے کار پر short statement نہیں ہو سکتی۔ وزیر ہاؤسنگ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، یہ درست ہے کہ بہاولپور شہر کے زیادہ تر حصہ کا زیر زمین پانی صحت کے لئے مضر ہے۔ مختلف ادوار میں شہریوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے مختلف واٹر سپلائی سکیمیں بنائی گئی ہیں جن میں سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کچھ واٹر سپلائی سکیمیں اپنی افادیت کھو بیٹھی ہیں جن کی rehabilitation درکار ہے تاہم عرض ہے

کہ واٹر سپلائی کا سسٹم لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت اب متعلقہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بہاولپور کے زمرے میں آتا ہے میں گزارش کروں گا کہ میں نے یہ request forward کر دی ہے تو اب وہ اس پر ایکشن لیں گے۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی مناسب طریقہ کار نہیں ہے۔ یہ اتنا اہم معاملہ ہے اور اسے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف refer کیا جا رہا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہاں اس معاملے کو بار بار اٹھانے کی کوشش کی بھی جاتی ہے تو وہ فنڈز کی کمی کا رونا روتے ہیں۔ اس میں بہاولپور شہر کے اندر دو تین مقامات پر پانی کی سپلائی کے لئے overhead reservior' ٹینکیاں بنی ہوئی ہیں مثلاً تین مربہ ہاؤسنگ سکیم ہے' اسی طرح مہاجر کالونی ہے' اسی طرح ماڈل ٹاؤن (سی) ہے۔ ماڈل ٹاؤن (سی) اور تین مربہ ہاؤسنگ سکیم کے اندر پانی کی ٹینکیاں محکمہ ہاؤسنگ نے بنائی ہیں اور ابھی تک ماڈل ٹاؤن (سی) کو وہاں کی ٹی ایم اے نے take over ہی نہیں کیا اور وہ معاملہ درمیان میں لٹکا ہوا ہے۔ ٹی ایم اے اسے take over نہیں کرتی' ٹینکی بن کر کھڑی ہے اور صحیح طریقے سے پانی کی سپلائی ہو نہیں پاتی۔ اسی طرح تین مربہ ہاؤسنگ سکیم میں ٹینکی بنا دی گئی ہے اس کے اوپر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں لیکن پانی کی سپلائی دینے کے لئے اس کے اندر پائپ لائنیں نہیں بچھائی گئی ہیں اور اسے بھی ابھی تک ٹی ایم اے نے take over نہیں کیا کیونکہ سکیم مکمل نہیں ہے۔ باقی جس طرح میں نے گزارش کی ہے اور میں نے واقعہ بھی quote کیا ہے کہ دو سال قبل وہاں اتنا سنگین واقعہ ہوا' پنجاب سے وہاں ریلیف ٹیمیں گئیں' وہاں پر باقاعدہ ایمرجنسی کے طور پر موقع پر ہسپتال قائم کرنا پڑا۔ اس سلسلے میں بہت ساری اموات بھی ہو گئیں اور ویسے بھی منسٹر صاحب نے بھی اس بات سے agree کیا ہے کہ وہاں زیر زمین پانی brackish ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہاولپور ایریا گردوں کی بیماری کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ پانی کی اس خرابی کی وجہ سے ہسپتالوں میں بہت بڑی تعداد میں روزانہ گردوں کی بیماریوں کے مریض رجوع کرتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ ایک بنیادی حق ہے۔ اس سلسلے میں' میں یہ التماس کرتا ہوں کہ وزیر موصوف اپنے اختیارات کو بروئے کار لائیں اور اس معاملے پر اس طرح کی چشم پوشی نہ کریں کہ ہم اسے تحصیل یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو refer کر رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ عرض کروں گا کہ یہ محترم

وزیراعلیٰ صاحب سے اس حوالے سے بات کریں اور میں اس حوالے سے یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ مہینہ' ڈیڑھ مہینہ پہلے وزیراعلیٰ پرویز الٰہی صاحب دورے پر بہاولپور تشریف لائے تھے' وہاں سرکٹ ہاؤس کے اندر میٹنگ ہوئی' اس میٹنگ کے اندر اس مسئلے کو میں نے بھی اٹھایا اور بھی دو چار دوستوں نے بڑی شد و مد سے اس مسئلے کو اٹھایا اور چیف منسٹر صاحب کے ہمراہ ایڈیشنل سیکرٹری تھے انہیں کہا کہ اس اہم مسئلے کو note بھی کریں اور یہ remarks بھی دیئے کہ اس کے بارے میں ہمیں کچھ کرنا بھی ہے۔ اب اس سلسلے میں منسٹر صاحب سے میری التماس یہ ہے کہ وہ اس بات کو آگے بڑھائیں اور اگر وہ اس دیرینہ مسئلے کو حل کرنے میں کامیاب ہوں گے تو یہ ان کی آخرت کے لئے بھی بڑے ثواب کا باعث ہوگا کہ لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر آئے گا۔ لوگ اور خاص طور پر چھوٹے بچے بہت ساری بیماریوں سے بچ جائیں گے تو وہ ان کے لئے دعا کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' گیلانی صاحب!

وزیر ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، شکریہ جی۔ آپ کو میری آخرت کا بھی بڑا احساس ہے' آپ کی بڑی مہربانی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرخرو کرے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میں بھی اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ وہاں پانی پینے کے قابل نہیں ہے اور brackish water ہے۔ پھر میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ 'Local Government Ordinance is there and this is the reality' کچھ باتیں ان کے زمرے میں آتی ہیں اور اس سے ہم اتفاق کرتے ہیں اور ہمیں کرنا بھی ہے مگر جہاں تک 'being a Minister my duties are concerned' میں انہیں اس بات کی یقین دہانی ضرور کراتا ہوں کہ ہمارے پاس P C W.R S S کا پراجیکٹ چل رہا ہے جو پینے کے لئے صاف پانی مہیا کر رہا ہے' جس میں 34 اضلاع اور 56 تحصیلیں ہیں۔ مجھے صرف یہ چیک کرنا پڑے گا کہ آیا یہ ایریا اس میں fall کرتا ہے کیونکہ ہم بہاولپور میں کافی جگہ واٹر سپلائی سکیم دے رہے ہیں۔ اگر تو یہ اس میں شامل ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ میں یہ کر سکتا ہوں کہ میں ان کی اس سوسائٹی کو واٹر سپلائی سکیم اپنے P C W R S S کے پراجیکٹ میں سے مہیا کر دوں۔ یہ ایک request ہے' but I have to talk to the concerned officers over there and then انشاء اللہ تعالیٰ میں اسے دیکھ کر پھر بات کروں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، میں یہ التماس کروں گا کہ منسٹر صاحب نے بڑی اچھی گفتگو فرمائی ہے۔ میں ان سے ایک تو یہ مطالبہ کروں گا کہ یہ اپنے محکمے کے ذریعے بہاولپور شہر میں جہاں جہاں brackish water ہے۔ اس کا باقاعدہ ایک سروے بھی کرائیں اور اس کے حوالے سے ایک جامع منصوبہ مرتب کریں تاکہ یہ اس کے مطابق funding کروانے کی کوشش کریں۔ میں اس سلسلے میں بر سبیل تذکرہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہر چیز تحصیل اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو refer ہوتی ہے تو پورے پنجاب کے ہر ضلع کے اندر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہے اور ہر تحصیل کے اندر تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ اس اسمبلی کو بھی devolve کر دیا جائے اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے تحت ہمیں کر دیا جائے تاکہ ہم رو پیٹ کر اپنے کوئی فنڈز لے سکیں کیونکہ ہم جب بھی کسی ایسے مسئلے کو یہاں پر اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تو اس میں پچھلے دو تین دن کی کارروائیوں کے اندر بھی یہ بات آتی ہے' جب کوئی ایسا معاملہ آتا ہے تو اس میں متعلقہ وزراء صاحبان کی طرف سے یہ بات آ جاتی ہے کہ یہ معاملہ چونکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو devolve ہو گیا ہے' یہ معاملہ چونکہ تحصیل ایڈمنسٹریشن کو refer ہو گیا ہے اس لئے اب وہی اس کو کریں گے اور پھر کل بھی اس قسم کی بات آ رہی تھی کہ وہ ہمیں جوابدہ بھی نہیں ہیں تو اس حوالے سے میں یہ التماس کروں گا کہ یہ ایک بہت ہی سنگین معاملہ ہے اور اس کے اندر پورا ایک policy matter involve ہے' اس لئے اس کو منظور کیا جائے اور اس پر بحث کی جائے۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے صحیح فرمایا ہے کہ the Hon'able Minister has given a statement that this falls within the ambit of the 'district government' پہلے تو I would request the Hon'able Minister کہ یہ ایک circular سارے دیں کہ یہ کن معاملات میں مداخلت کر سکتے ہیں کہ ان کا sphere of work کیا ہے؟ یہ کیا کر سکتے ہیں؟ supposing with the devolution plan' منسٹر (سی اینڈ ڈبلیو) کی

جتنی سڑکیں تھیں وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو چلی گئیں، کچھ ادھر رہ گئیں، اس طریقے سے۔ devolution plan کے بعد اگر منسٹر صاحب is ineffective اور یہ اس پر نہیں ایکشن لے سکتے ہیں تو

Why should not move an adjournment motion or privilege motion?

Because I would request first of all that all the concerned ministers should tell all the members کہ یہ چیزیں ہیں جن پر آپ بات کر سکتے ہیں، ان پر آپ ہمیں تجاویز دے سکتے ہیں But again that writ of the Government lies with Punjab کیونکہ گورنمنٹ آف پنجاب کے اندر تمام اضلاع کی حکومتیں وزارت لوکل گورنمنٹ کے ذریعے fall کرتی ہیں۔ I would request that he should try to follow his father's footsteps, be an effective minister, and he should slove the problems of the people

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ جو بات ہوئی ہے میں اس حوالے سے کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی معزز رکن رانا آفتاب صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہم یہاں پر ineffective ہیں اور ہماری جو roads devolve ہو کر جا چکی ہیں ان پر ہمارا اثر نہیں ہے یا ہماری grip نہیں ہے۔ صورت حال اس طرح نہیں ہے۔ میں جناب کی وساطت سے رانا صاحب کو گزارش کروں گا کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے 32 ہزار کلومیٹر roads devolve کر کے district government کو hand over کر دی ہیں جس کا انتظامی صرامۃً repair ان کے ذمہ ہے لیکن انہیں مانیٹر کرنا، ان کی repair کو دیکھنا، اس کے لئے پنجاب میں پہلے ہمارے پاس 4 چیف انجینئرز ہوتے تھے اب ہم نے ایک نیا پانچواں چیف انجینئر تعینات کیا ہے جسے ہم ڈسٹرکٹ سپورٹ اینڈ مانیٹرنگ چیف انجینئر کہتے ہیں، اس کی وجہ سے اس نظام کے اوپر حکومت کی پوری grip ہے اور ہم اسے رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق احسن طریقے سے چلا رہے ہیں۔ اب ماضی کی طرح کسی قسم کی ہوائی تلوار سے کام نہیں کیا جاتا۔ رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق کام کیا جاتا ہے اور پوری طرح writ of government established ہے اور جہاں پر بھی کہیں کسی جگہ پر ہمیں کوئی سقم نظر آتا ہے اسے ہم قرار واقعی سزا دیتے ہیں اور writ of governemnt کا کسی جگہ پر مسئلہ نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرے بھائی نے بجا فرمایا ہے کہ after the devolution

plan District Nazim is the incharge of the postings and transfers and for the annual budget of the district جس افسر کو وہ چاہے گا رکھے گا' otherwise he relieves that officer۔ جس وزیر کی اس محکمے کے افسر کے اوپر کمانڈ نہیں ہوگی اس کی ACR بھی اس نے نہیں لکھنی ہے کیونکہ under the devolution plan میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ you can run only one system نہیں تو devolution plan چلے گا یا گورنمنٹ چلے گی۔ because there is going to be head-on crash later on, may be after two months or three months یہ میرے بڑے بھائی ہیں' یہ بالکل صحیح کہتے ہوں گے۔ اس کے بعد یہ پانچواں چیف انجینئر لگا دیں گے' چھٹا لگا دیں گے لیکن تعداد بڑھانے سے you can never improve the quality. He should agree to my point that after the devolution plan the answerable person is the Nazim and not the Minister

وزیر مواصلات و تعمیرات: اگر یہ کسی اور محکمے کے بارے میں فرما رہے ہوتے تو شاید میرا علم ناقص تھا کہ میں اس کے بارے میں جواب نہ دیتا لیکن میں اپنے محکمے کے بارے میں گزارش کروں گا کہ اس معاملے میں میرے معزز دوست کا علم ناقص ہے۔ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو میں جتنے بھی آفیسر ہیں' ان میں سی اینڈ ڈبلیو کا سیکرٹریٹ ان کو ٹرانسفر کرنے کا مجاز ہے نہ کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا ناظم مجاز ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آخری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور جس طرح رانا آفتاب صاحب نے بھی فرمایا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ کچھ عرصہ پہلے محترم گیلانی صاحب جو منسٹر ہاؤسنگ ہیں' کام کرنا چاہتے ہیں' محنت کرنا چاہتے ہیں' مجھے اخباروں کے ذریعے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایل ڈی اے کے کسی افسر نے کوئی بڑا الٹا سیدھا کام کیا ہوا تھا۔ انھوں نے موقع پر چیک کیا اور اخبارات کی زینت بنا کہ یہ اس پر ایکشن لینا چاہتے تھے لیکن بعد میں یہ باتیں بھی اخبارات کی زینت بنیں کہ ڈسٹرکٹ ناظم لاہور میاں عامر محمود نے اعتراض کیا ہے کہ یہ میرے اختیارات میں تجاوز ہے اور آج ہی رانا صاحب نے چودھری ممتاز صاحب کے حوالے سے بات کہی تھی کہ گورنمنٹ کے تین سسٹم چل رہے ہیں۔ یہ ساری ambiguity create ہوئی ہوئی ہے۔ ان ساری چیزوں کو clear بھی ہوں

چاہئے۔ میں اس میں آخری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر منسٹر صاحب اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ وہ بہاولپور شہر کا اس حوالے سے باقاعدہ سروے کروائیں گے اور اس بارے میں باقاعدہ پلان بنا کر ہاؤس کے اندر پیش فرمائیں گے تو میں اس پر مزید press نہیں کروں گا اگر وہ اس بات کو تسلیم کر لیں۔

وزیر ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! میں دو باتیں یہاں پر عرض کرنا چاہوں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ رانا صاحب نے ابھی ایک بات کی تھی کہ میں اپنے والد کے footsteps پر چلوں۔ میں یہاں پر یہ ضرور کہوں گا کہ اس وقت laws میں devolution نہیں آیا تھا۔ جب سے محکمے devolve ہوتے ہیں تو اس میں میرے اختیارات جتنی حد تک ہیں، میں ان کو استعمال بھی کرتا ہوں اور مجھے استعمال کرنا بھی آتے ہیں۔ یہ شہر کی جو بات کر رہے ہیں اس میں میں وضاحت کرنا چاہوں گا کہ جو P C W R S S ہے، ہم دیہی علاقوں میں پانی فراہم کر رہے ہیں، یہاں پر شہر کی بات آ رہی ہے۔ اس میں rehabilitation ہونا درکار ہے، یہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ اب میں یہ کہوں گا کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جیسا کہ ظہیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم اس کو مانیٹر کرتے ہیں اور ہم انھیں چیک کرنے کا اختیار اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں۔ اگر تحصیل ناظم یا ڈسٹرکٹ ناظم اس پر عمل درآمد نہیں کرتا تو I am there as a Minister for them انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو مانیٹر بھی کریں گے اور چیک بھی کریں گے۔ آپ اس حلقے کے ایم پی اے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ یہ سوال ہمارے پاس لے کر آئے اور مجھے آپ نے بتایا کہ وہاں کیا مشکلات ہیں۔ آپ ہی ہیں جنھوں نے ہمیں آگاہ کرنا ہے۔ اگر اب وہ کام نہیں کریں گے تو آپ ہی نے مجھے بتانا ہے کہ وہ کام نہیں کر رہے ہیں مگر میں اتنی وضاحت ضرور کروں گا کہ اب یہ میرے علم میں ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کو خود مانیٹر کروں گا اور آپ سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ مہربانی فرما کر میرے دفتر میں آئیں۔ ہم اکٹھے بیٹھیں گے، اس معاملے پر غور کریں گے اور کوئی مثبت حل نکال لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میں اس حوالے سے آخری بات کرتا ہوں۔ منسٹر صاحب نے اس حوالے سے کافی یقین دہانی کروائی ہے لیکن میں پھر بھی اس پر اصرار کرتا ہوں کہ کم از کم وہاں

پر ان کے محکمے کا پورا set up موجود ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ان کا پورا کنٹرول بھی ہے۔ اس حوالے سے میں یہ التماس کروں گا کہ یہ اس حوالے سے باقاعدہ اپنے محکمے کے through بہاولپور شہر کا سروے کروائیں۔ میں اس بات پر اعتراض نہیں کرتا' مجھے خوشی ہے کہ دیہاتوں کے اندر پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے حوالے سے یہ بڑے conscious ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ دیہاتوں میں ضرور ساری سہولیات ملنی چاہئیں لیکن شہروں کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر شہر ہے اور وہاں پر جو کیفیت ہے' یہ کم از کم اپنے محکمے سے اس کا پورا سروے کروالیں تاکہ اندازہ ہو جائے کہ سکیم کتنے کی ہے۔ اس کے بعد جس طرح مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ بھی منت ترلا کر لیں گے اور ہم بھی ان کے ساتھ منت ترلا کر کے کسی نہ کسی ایجنسی کو ساتھ ملا کر کچھ نہ کچھ معاملات کر لیں گے۔ رہی یہ بات کہ T M A کرے گی تو یہ ہم پچھلے اڑھائی تین سال سے بلکہ کئی سال سے محنت کر رہے ہیں' ان کے پاس نہ اتنے فنڈز ہوتے ہیں اور نہ وہ یہ کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ پھر ان کی اپنی اپنی political reservations بھی ہیں جس کی بھینٹ عام آدمی' غریب آدمی چڑھ جاتا ہے۔ اس لئے میں اس پر یہی کہوں گا کہ مہربانی کر کے اس کا یہ سروے کروائیں اور تخمینہ لگائیں کہ کتنے فنڈز وہاں پر درکار ہیں۔ آیا وہ T M A یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فراہم کر بھی سکتی ہے یا نہیں؟ اگر اس کے purview سے باہر ہے تو پھر یہاں پنجاب کے اندر بے شمار فنڈز موجود ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب کی صوابدیدی گرانٹ موجود ہے اور جس طرح منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ بہت ساری ایجنسیاں ہیں جن سے ہم یہ کام کروا سکتے ہیں' اس کے بارے میں پھر ہم مل جل کر زور لگانے کے قابل ہو جائیں گے۔ کم از کم سروے تو اس حوالے سے مکمل کروائیں۔

وزیر ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں نے کسی ایجنسی کی بات نہیں کی اور نہ ایسی کوئی بات ہے۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ یہ T M A کو forward ہو چکا ہے اور جہاں تک Local Government Ordinance 2001 کا تعلق ہے۔ Law is for everyone یہ ہمارے لئے ہے بلکہ وزیراعلیٰ' وزیراعظم اور سب کے لئے Law ہے۔ اس کو ہم penetrate نہیں کر سکتے۔ اس میں کوئی بھی ایسی شق نہیں ہے کہ ہم اس کے beyond کوئی کام کر سکیں۔ میرے اختیار میں جو ہے' میں نے وضاحت کر دی ہے کہ میرے اختیارات میں جو بات

تھی کہ میں ان کی درخواست وہاں تک پہنچاؤں اور اس پر عمل در آمد کو یقینی بناؤں وہ میں وضاحت کر چکا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں کافی وضاحت ہو گئی ہے کہ وہ عمل در آمد کروا دیں گے۔ اس کے بعد I dispose of this motion۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' فرمائیے۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ اسمبلی میں ہم جو سوالات بھیجتے ہیں یہ ہمارے علاقے کے اہم مسائل ہوتے ہیں۔ یہ صرف اس لئے نہیں بھیجتے کہ یہاں پر صرف ہمارا نام آ جائے بلکہ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان مسائل کو حل کیا جائے۔ پچھلے دو تین مہینے کے دوران جو پریکٹس رہی ہے' تھوڑے بہت جو ہنگامے ہوتے ہیں یا پھر روز مطل کرنے کے بعد لا اینڈ آرڈر پر بحث ہوتی رہی ہے' ان دنوں میں ہمارے جو سوالات تھے وہ سارے کے سارے ختم ہو گئے ہیں۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس طرح سے جب بھی کبھی ہو تو اس کو repeat کیا جائے تاکہ ہم اس پر بحث کر سکیں اور ان مسائل کو حل کیا جا سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔

چودھری محمد شوکت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' فرمائیے۔

چودھری محمد شوکت: جناب سپیکر! ابھی پینے کے صاف پانی کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میری بھی اس بارے میں تحریک التوائے کار تھی جو کہ پچھلے اجلاس میں kill ہو گئی تھی۔ روزنامہ "جنگ" اور روزنامہ "دن" میں اس حوالے سے سروے شائع ہوتا تھا کہ لاہور میں خصوصاً شمالی لاہور میں پینے کا پانی انسانوں کے پینے والا نہیں ہے۔ اس کو مضر صحت قرار دیا گیا تھا' وہاں پانی کی رنگت پیپسی کولا سے ملتی جلتی ہے' اس میں smell ہے۔ اس لئے میری جناب منسٹر سے یہ بھی گزارش

ہے کہ جہاں دیہات میں وہ کام کر رہے ہیں' وہاں شہروں میں بھی اس حوالے سے خصوصی توجہ دیں کیونکہ یہاں دیہاتوں سے آبادیاں شفٹ ہو رہی ہیں اور صاف پانی انھیں میسر نہ ہونا بڑا تکلیف دہ ہے اور جو پانی انسانوں کے پینے کا نہیں ہے' اس پر خصوصی توجہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ!

وزیر ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، میں نے یہ بات سنی ہے اور میں چودھری صاحب سے درخواست کروں گا کہ مہربانی فرما کر مجھے مکمل بتائیں کہ کون سا علاقہ ہے؟ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کا estimate بھی لگواتا ہوں۔

چودھری محمد شوکت، میں انھیں دوبارہ بنا کر دے دیتا ہوں۔ یہ خصوصی توجہ کے قابل ہے۔

وزیر ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، آپ میرے آفس میں بھجوا دیں۔ میں اس کو دیکھ لوں گا۔

سرکاری کارروائی

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 95(3) کی مقتضیات کی معطلی کی تحریک

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law has given a notice of motion that the requirement of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under Rule 234 for immediate consideration of the amendments in the rules 148, 176 and 180, as recommended by the standing committee on Law and Parliamentary Affairs. Minister for Literacy!

MINISTER FOR LITERACY: Mr Speaker, Sir, I move:

"That the requirement of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under rule 234 ibid، for immediate consideration of the amendments in rules 148 176 and 180 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is

"That the requirement of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under rule 234 ibid، for immediate consideration of the amendments in rules 148، 176 and 180 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs."

(The motion was carried)

قاعدہ نمبر 148، 176 اور 180 میں ترامیم کا پاس کیا جانا

MR ACTING SPEAKER: Now، we take up the amendments to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 Minister for Literacy!

MINISTER FOR LITERACY: Sir، I move

"That the amendments in rules 148، 176 and 180 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 as recommended by the Standing Committee

on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the amendments in rules 148, 176 and 180 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is

"That the amendments in rules 148, 176 and 180 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the amendment in rule 148 Minister for Literacy!

MINISTER FOR LITERACY: Sir, I move:

"That the amendment in rule 148 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The amendment is under consideration Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is,

"That the amendment in rule 148 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be passed"

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Next amendment is in rule 176 Minister for Literacy

MINISTER FOR LITERACY: Sir, I move

"That the amendment in rule 176 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be passed"

MR ACTING SPEAKER: The amendment is under consideration Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is

"That the amendment in rule 176 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be passed"

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Next amendment is in rule 180 Minister for Literacy

MINISTER FOR LITERACY: Sir, I move

"That the amendment in rule 180 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be passed"

MR ACTING SPEAKER: The amendment is under consideration. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is

> "That the amendment in rule 180 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be passed."

(The motion was carried)

تعلیم پر عام بحث

MR ACTING SPEAKER: Now, we begin the general discussion on Education. Minister for Education!

MINISTER FOR EDUCATION: Mr Speaker! Sir, with your permission we have these two amendments. One is related to the Punjab Education Foundation and other one is related to the Lahore College for Women University, Lahore. Would you like to take them now or in the next sitting? Sir, if you permit me, I would like to ask all the Honourable Members, would they like to talk first and then I can respond back.

جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ نے اپنی ترجیحات میں سب سے بڑی جس چیز کو رکھا ہے وہ ایجوکیشن سیکٹر ہے۔ کیبنٹ نے سب سے پہلا جو فیصلہ announce کیا that was the announcement of free education۔ اس وقت ہمارے پورے پنجاب میں جو figures ہم نے حاصل کئے ہیں ان کے مطابق ہم 63 ہزار سکول operate کر رہے ہیں۔ ان 63119 سکولوں میں، جن میں پہلی سے دسویں تک جو سکول چل رہے ہیں، تقریباً 9 ملین طالب علم اس وقت اس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اب یہ نوے لاکھ بچے جس کا بیشتر تعلق غریب غرباء کے بچوں کے ساتھ ہے اور ان تمام سرکاری سکولوں میں ایسے والدین کے بچے پڑھتے ہیں جن

کی اکانومک سیکٹر میں بے شمار involvement نظر آتی ہے۔ اب اس میں ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ ہم ایسی پالیسیاں وضع کریں جس سے ہمارے جو desired targets ہیں وہ حاصل ہو سکیں۔ ہمارا ٹارگٹ یہ ہے کہ ہم کسی طریقے سے enrolment number کو بڑھائیں اور اپنے drop out rate کو کسی طریقے سے کم کریں۔ ہم نے جو پہلا فیصلہ free education کا کیبنٹ میٹنگ میں کیا اس کے پیچھے جو فلاسفی involve تھی وہ یہی تھی کہ ہم لوگ اپنے بچوں سے ماہانہ 14 اور 20 روپے فیس لیا کرتے تھے اور اس مد میں تقریباً 43 کروڑ روپے کی ہمیں آمدن ہوتی تھی' revenue generate ہوتا تھا جو فیسوں کی مد میں ہمیں حاصل ہوتا تھا۔ وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم free education کا اعلان کریں گے اور 43 کروڑ کا extra burden محکمہ خود برداشت کرے گا۔ اس کے پیچھے logic یہ تھا کہ وہ بچے جو یہ 14 اور 20 روپے فیس نہیں دے سکتے تھے اور کسی طریقے سے اگر ان کے ماں باپ دے دیتے تھے تو بچوں کی کتابیں خریدنے کے لئے ان کے پاس پیسے نہ ہوتے تھے' یونیفارم' بستے خریدنے کے لئے ان کے پاس پیسے نہ ہوتے تھے۔ ہم نے یہ سارا burden ختم کرنے کے لئے اور ان کو سہولت پہنچانے کے لئے اس ٹیوشن فیس کو abolish کیا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس موقع پر جناب چیئرمین گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) مشتاق احمد کیانی
کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

اس لئے abolish کیا کہ کوئی بھی ایسا غریب کا بچہ جو کہ تعلیم حاصل کرنا چاہے' اس کے تعلیم حاصل کرنے میں 14 اور 20 روپے آڑے نہ آئیں۔ ہم نے اس کا اعلان کیا اور بڑا honestly ہم نے اس announcement کو implement کیا۔ یکم اپریل سے ہمارا academic year شروع ہوتا ہے اور اس academic year میں کسی بھی سکول میں کسی بھی بچے سے ٹیوشن فیس نہیں لی جا رہی۔ بے شمار ادوار میں ہر حکومت نے free education کا اعلان کیا لیکن کبھی بھی implement نہیں ہوا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ کسی حکومت نے free education کا اعلان کیا اور ہم نے اس کو actually on the ground implement کیا۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی' فرمائیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! وزیر تعلیم بالکل اپنی پالیسیاں بتا رہے ہیں چونکہ یہ بڑے اعلیٰ سکولوں یعنی ایچی سن وغیرہ میں پڑھے ہوئے ہیں۔ I would request کہ یہ بھی اقدامات بتائیں کہ جو عام سکولوں میں پڑھ کر ہم لوگ آتے ہیں ان کی quality of education کو بہتر کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ کہیں یہ بھول نہ جائیں۔ شکریہ

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں تو ایک ٹاٹ کے سکول سے پڑھ کر آیا ہوں۔ رانا صاحب تو بڑے امیر سکولوں میں پڑھتے رہے ہیں جیسے St. Anthony, Harvard' ہمیں غریب طالبعلموں کا بڑا احساس ہے۔ ہمیں یہ بھی احساس ہے کہ جو ہمارے طلبہ میں احساس کمتری پایا جاتا ہے ہم نے اس کو کسی طریقے سے دور کرنا ہے۔ حکومت پنجاب یہ محسوس کرتی ہے اور حکومت وقت اس چیز کا احساس رکھتی ہے کہ ہمارے نزدیک بچہ چاہے امیر آدمی کا ہو کہ جس کا تعلق رانا صاحب کی فیملی سے ہو یا بچہ کسی غریب فیملی سے تعلق رکھتا ہو' ہمارے نزدیک تمام تر بچے اسے کلاس شہری ہیں اور اسے کلاس طالب علم ہیں۔ ہم یہ کبھی بھی تفریق نہیں رکھنا چاہتے کہ ہم کچھ بچوں کو اچھی تعلیم دے دیں اور جو دیہی علاقوں میں ہیں ان کو ignore کر دیں۔ ہم نے پنجاب کی ایک power policy بنائی ہے اور ہماری کوشش ہے کہ شہر اور گاؤں کے فرق کو ختم کیا جائے۔ ہم نے تین سالہ Chief Minister Reform Package شروع کیا ہے اور ہماری کوشش یہ ہے کہ اس سارے reform میں ہم ایسی پالیسیاں لے کر آئیں---

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی' آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں ان کے سوال کا جواب دینا چاہتی ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ انہوں نے گاؤں میں اور شہر کی سطح پر جتنے بچے ہیں ان کو ایک برابر تعلیم دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اتنا بڑا جھوٹ اس floor پر کھڑے ہو کر تو نہ بولیں۔ جن سکولوں کو انہوں نے ڈی نیشنلائز کیا ہے ان میں تو سات روپے فیس تھی جس کو انہوں نے بڑھا کر 250 روپے ماہانہ کر دیا ہے۔ یہ کس

قسم کی غریب پروری ہے؟ آپ کس قسم کی مفت تعلیم غریبوں کو دے رہے ہیں؟ میرے اپنے علاقہ میں رحمان پورہ این ڈی سکول جس کا رزلٹ ہر سال قابل تعریف تھا وہاں پر سات روپے یا بیس روپے فیس تھی۔ اس وقت وہاں پر فیس بڑھا کر اتنی زیادہ کر دی گئی ہے کہ کوئی غریب آدمی سکول میں جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ وزیر صاحب کون سے غریبوں کی ہمدردی کی بات کرتے ہیں؟ کن سکولوں کی بات کرتے ہیں؟ ان سکولوں کی بات کرتے ہیں جن کے کمروں کے اندر تین تین فٹ گہرا پانی کھڑا ہے؟ جہاں پر مچھلیاں بھی پکڑی جا سکتی ہیں۔ انہوں نے کبھی ان سکولوں میں جا کر نہیں دیکھا کہ ان سکولوں کی چھتیں گری ہوئی ہیں' ان سکولوں کی دیواریں گری ہوئی ہیں' پہلے ان سکولوں کو جہاں پر ٹاٹ ہیں ان کو بچ تو مہیا کئے جائیں۔

جناب محمد عبداللہ وینس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی ان کو ایک بات سمجھائی تھی کہ خواتین کے درمیان مداخلت مت کریں' پہلے بھی پورا دن اسی بات پر ضائع ہوا ہے۔ آپ ان کو سمجھائیں۔

جناب چیئرمین، وینس صاحب! آپ بیٹھیں' میں آپ کی بات بعد میں سنوں گا۔ براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ بھی تشریف رکھیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کھڑی ہوئی ہوں اور اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتی ہوں لیکن میں آپ کی اجازت سے کھڑی ہوئی تھی' بغیر اجازت کے کھڑی نہیں ہوئی تھی۔

جناب چیئرمین، محترمہ! آپ نے اپنے point پر بات کر لی ہے اور اب وزیر صاحب کو بات کرنے دیں۔

وزیر تعلیم، شکریہ۔ جناب سپیکر! میری تو بڑی کوشش ہے کہ میں تھوڑے سے وقت میں ساری باتیں اپنے معزز ممبران کو بتا دوں۔ محترمہ نے جو کہا ہے کہ ہمیں سکولوں کی حالت کا احساس نہیں ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں سکولوں کی حالت کا بالکل احساس ہے اور ہماری کوشش ہے کہ ہم اس تین سالہ پروگرام میں جو ہم نے ابھی launch کیا ہے' جو ہم Chief Minister Education

Reforms Package دے رہے ہیں اس میں ہماری سب سے بڑی توجہ development side پر ہے۔ میں محترمہ کی اطلاع کے لئے یہ بتانا چاہوں گا کہ 63,119 سکول جو اس وقت پورے پنجاب میں چل رہے ہیں اوران سکولوں میں 90 لاکھ بچہ پڑھ رہا ہے ان میں 60 فیصد ایسے سکول ہیں کہ جہاں پر کوئی چار دیواری نہیں ہے۔ ایسے سکول ہیں کہ جہاں پر بجلی نہیں ہے' پانی نہیں ہے' چھت نہیں ہے' واش روم نہیں ہے' بیٹرین نہیں ہے۔ ہمیں ان ساری چیزوں کا بہت زیادہ احساس ہے۔ محکمہ نے اس کو ایک چیلنج کی حیثیت سے لیا ہے اور اسی کمی کو محسوس کرتے ہوئے اگر ہم بات کریں کہ ہمیں enrolment بڑھانا ہے' ہم نے standard of education کو اوپر لے کر جانا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ غریب آدمی اور امیر آدمی کے بچے کے درمیان inferiority اور superiority complex کو ختم کرنا ہے تو سب سے پہلے ہمیں اپنے enviornment کو decent بنانا پڑے گا۔ اس سکول کو اتنا attractive بنانا پڑے گا کہ بچہ خوشی سے گھر چھوڑ کر سکول میں آئے۔ اب ہوتا کیا ہے کہ سکول میں تو آ جاتا ہے' وہاں نہ تو اسے کوئی چار دیواری نظر آتی ہے' نہ ہی وہاں کوئی فرنیچر ہے اور بستے کا بوجھ اتنا زیادہ ہے کہ بچہ frustrate ہو کر گھر کو واپس چلا جاتا ہے۔ اس وقت صوبہ پنجاب میں نوے لاکھ بچوں میں سے چالیس لاکھ بچے drop out ہو رہے ہیں۔ یہ کسی بھی ایجوکیشن سیکٹر میں دنیا کا سب سے بڑا drop out rate ہے۔ یہ ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہمیں وہ drop out rate کم کرنا ہے۔ وہ بچہ چوتھی یا پانچویں جماعت میں drop out کیوں ہوتا ہے؟ یا تو اس کے ماں باپ اس کی فیس نہیں دے سکتے۔ اگر فیس معاف ہو گئی تو وہ یونیفارم نہیں خرید سکتا' بستہ یا بیگ نہیں خرید سکتا' کتابیں نہیں خرید سکتا۔ ہم نے سب سے بڑا incentive دیا ہے کہ ہم نے فیس کو abolish کیا' ہم نے یہ کیا کہ بچے پر جو فیس کا بوجھ ہے وہ کسی طریقے سے کم کر دیں۔ اب ہم نے بچے کو گھر سے کس طریقے سے سکول میں لے کر آنا ہے' اگر سکول میں آ گیا ہے تو اس کو retain کس طرح کرنا ہے۔ جب تک ہم اس بچے کو decent enviornment یا سکول کی حالت ٹھیک نہیں کریں گے تو وہ بچہ سکول میں نہیں ٹکے گا۔

جناب سپیکر! اب ساتھ ہی ساتھ پرائیویٹ سیکٹر بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے ہم نے اس کو بھی visualize کیا ہوا ہے۔ ہم اس چیلنج کا بھی مقابلہ کر رہے ہیں۔ آپ نے بجٹ میں سنا بھی ہو

کا ہم نے یہ جو تین سالہ پروگرام announce کیا ہے۔ میں اس کا background صرف یہ بتانا چاہوں گا کہ ہمارا روائتی بجٹ جو ہمارے محکمہ تعلیم کو 33 ارب روپیہ ملتا ہے یہ کوئی اتنا زیادہ نہیں ہے کیونکہ یہ تمام بجٹ کا صرف 2.5 فیصد بنتا ہے۔ اصولی طور پر تو اسے زیادہ ہونا چاہئے لیکن ہر حکومت کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔ لیکن اس 33 ارب روپے میں سے 26 ارب روپیہ تنخواہوں کی مد میں چلا جاتا ہے۔ وہ اس لئے جاتا ہے کہ ہمارے اس پورے محکمہ میں اگر آپ گورنمنٹ آف پنجاب کے جتنے بھی محکمے ہیں ان کی تعداد کو دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ سات لاکھ پچیس ہزار لوگ اس وقت پنجاب کے سرکاری محکموں میں کام کر رہے ہیں۔ ان سات لاکھ پچیس ہزار میں سے چھ لاکھ سے زائد لوگ صرف محکمہ تعلیم میں کام کر رہے ہیں جن کی تنخواہ 26 ارب روپے بنتی ہے۔ اب 33 ارب میں سے 26 ارب روپے تنخواہوں کی مد میں چلے گئے تو باقی تقریباً چھ ارب روپے رہ گئے اس میں سے چار پانچ ارب non-development فنڈ میں چلا جاتا ہے اور development side کے لئے ہمارے پاس صرف ایک یا ڈیڑھ ارب روپے روائتی طور پر بچتا تھا۔ اس ڈیڑھ ارب روپے کی حالت یہ تھی کہ چادر پاؤں پر لو تو سر سے نکل جاتی تھی سر پر لو تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے۔ اب ہماری کوشش تو یہ ہے کہ ہم اپنے سکولوں کو بہت زیادہ upgrade کر دیں۔ کارپٹ بچھا دیں' اے سی لگا دیں' بجلی بھی دے دیں لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے۔ عملی طور پر یہ ناممکن ہے کیونکہ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔ ہمارے پاس آ جا کر وہی ڈیڑھ ارب روپیہ رہ جاتا ہے کہ جس سے ہم نے ڈویلپمنٹ کرنی ہوتی ہے لیکن آپ کو یہ سن کر خوشی محسوس ہو گی کہ یہ پہلی حکومت ہے جس نے تعلیم کی اہمیت کو محسوس کیا ہے۔ اس کا background یہ ہے کہ ہر وزیراعظم' ہر وزیراعلیٰ ہمیشہ جلدی میں ہوتا ہے۔ ہر وزیراعظم یا ہر وزیراعلیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس کا ووٹ بنک بڑھے' ان کی جماعت کا ووٹ بنک بڑھے اور وہ ایسے علاقہ میں ایسے کام کریں اور پیسا لگائیں جس کے فوری نتائج ملیں۔ مگر محکمہ تعلیم میں فوری نتائج نہیں ملتے۔ ہاں فوری نتائج محکمہ مواصلات و تعمیرات میں ملتے ہیں' کچی سڑک کو پکا کر دیا' پل بنا دیا' ربن کاٹے' تالیاں بجیں اور ووٹ بہت زیادہ بن گئے۔ محکمہ تعلیم واحد سیکٹر ہے کہ جس میں آج تک کسی بھی لیڈر نے investment نہیں کی کیونکہ ہر کوئی یہ جانتا ہے کہ شاید دو سال حکومت چلے یا تین سال چلے لیکن یہ واحد حکومت ہے اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر ہم نے اس ملک کو

crisis سے نکالنا ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ quality life ہو' quality environment ہو' nation building ہو تو سب سے بڑا سیکٹر جس میں ہم نے investment کرنا ہے وہ سیکٹر تعلیم کا سیکٹر ہے and the biggest investment is going to be in the human beings یہ ہمارے آنے والے بچے ہماری سب سے بڑی investment ہیں۔ اگر ہم global peace کی بات کرتے ہیں' اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اس معاشرے میں قانون عدل اور انصاف کی بات ہو' اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک کو ہم نے crisis میں سے نکالنا ہے' اگر ہم نے اپنی ترقیوں کی منازل کو چھونا ہے تو اس میں کوئی بھی short cut نہیں ہے۔ کوئی بھی ایسا ایریا جس میں ہم investment کرنا چاہیں اور جس سے ہمیں رزلٹ ملیں گے وہ صرف تعلیم کا سیکٹر ہے تو اس حکومت نے تین سالہ ایک ایسا پروگرام بنایا کہ جس میں ہم نے اس روائتی ڈیڑھ ارب روپے کو اٹھا کر 21 ارب روپیہ allocate کیا جو کہ ہر سال 7 ارب روپے development sector میں لگے گا اور اس میں ہم نے تمام دوستوں سے ان کے علاقے سے متعلق آراء اور ڈیمانڈز مانگیں کہ آپ ہمیں ground realities بتائیں کہ کیا کیا missing facilities ہیں جو آپ کو درکار ہیں۔ ہم نے ہر ڈسٹرکٹ کا ایک profile بنایا جس میں ہم نے اپنے محکمہ کے لوگوں سے اور stake holder سے پوچھا کہ کون سے سکول کی چار دیواری نہیں ہے اور کہاں پر بجلی کی ضرورت ہے' کہاں پر فرنیچر نہیں ہے' کیا کیا ایسی چیزیں ہیں جو درکار ہیں؟ وہ district profile ہم نے compile کئے اور اس current budget میں three years, programme کی announcement کی جس میں 21 ارب روپے ان تین سالوں میں development sector میں رکھیں گے۔ اب ہمارا جو اس سال کا current budget ہے وہ That is more than 40 billion ہے۔ آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ حکومت بلوچستان کا ٹوٹل بجٹ 33.50 ارب روپے ہے۔ ہمارے محکمہ کا صرف 43 ارب روپے current budget چل رہا ہے۔ اب یہ پیسا ہم نے کس طرف لگایا؟ محترمہ نے نشان دہی کی کہ سکولوں کی حالت ٹھیک نہیں ہے جس کا ہمیں احساس ہے۔ اب ہم وہ چار دیواری بنا رہے ہیں' فرنیچر سپلائی کر رہے ہیں' جن مڈل سکول میں بچیاں جاتی ہیں تو وہاں واش روم ہے نہ لیٹرین اور نہ ہی کوئی چار دیواری تو ایسے سکولوں میں بچی کو safe environment نہیں ملتا تو وہ بچی drop out ہو جاتی ہے اور اس کا رخ

واپس گھروں کو ہو جاتا ہے۔ اب اس drop out کو کم کرنے کے لئے اور enrolment بڑھانے کے لئے ہم نے یہ تمام اقدامات اٹھائے ہیں۔

جناب سپیکر! سکول ایجوکیشن کی طرف آئیے۔ 26 سال بعد ہم نے اپنا سلیبس change کیا ہے۔ ہم ہائی سٹینڈرڈ ایجوکیشن کی بات کرتے ہیں لیکن وہی ہمارا پرانا اور فرسودہ سلیبس چل رہا تھا۔ اس کو 26 سال بعد ہم نے up grade کیا۔ اس وقت جو سلیبس بنا ہوا ہے وہ ہماری پنجاب حکومت اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے بنایا ہے۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اپنا سلیبس صوبوں کو صرف recommend یا propose کر سکتا ہے اور اسے فیڈرل گورنمنٹ پاس کرتی ہے۔ یہ آئینی طور پر ان کا حق ہے۔ یہ صوبے اپنے سلیبس خود سے approve یا بنا نہیں سکتے لیکن یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ صوبہ پنجاب اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے جو سلیبس بنایا ہے فیڈرل گورنمنٹ نے اسے پاس کیا ہے اور اس وقت پنجاب کا بنایا ہوا سلیبس باقی تینوں صوبوں میں بیک وقت لاگو ہے۔

اس وقت یونیفارم سلیبس چاروں صوبوں میں چل رہا ہے جس کا credit پنجاب کو جاتا ہے۔ اب سلیبس میں ہم نے کوشش کی ہے کہ ایسا ہو کہ ہمارا بچہ confident feel کرے۔ انگریزی language ہمارے سکولوں میں نہیں پڑھائی جاتی۔ چھٹی جماعت سے English language پڑھائی جاتی تھی۔ ہم نے کہا کہ اسے پہلی جماعت سے compulsory کریں۔ یہ فرق کیوں رکھا گیا اور اس میں کیا فلسفہ تھا، یہ پچھلی حکومتوں نے فیصلے کئے لیکن ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم English language پہلی جماعت سے رکھیں گے تاکہ ہمارے گاؤں کا بچہ بھی اپنے آپ کو confident feel کرے اور وہ feel کرے کہ اسے ignore نہیں کیا جا رہا۔ سکول ایجوکیشن میں ہم نے نئی teaching methodologies pedagogy اور modern techniques کو اپنایا تاکہ ہم بچے کو صحیح ایجوکیشن دے سکیں۔ اب اس سارے سلسلے میں پورے سیکٹر میں جتنی مرضی interventions کر لیں، جتنے مرضی ہم پیسے بنا لیں، جتنی مرضی ہم چار دیواری بنا لیں جو کچھ بھی کر لیں لیکن دو ایسے areas ہیں جن کی طرف دھیان دینا بہت ضروری ہے۔ اگر ہم اپنی ایجوکیشن کا سٹینڈرڈ بڑھانا چاہتے ہیں وہ دو areas ہیں جن میں ایک تو سلیبس ہے جس کی بات کی ہے اور

دوسرا ٹیچرز۔ جب تک ہمارے ٹیچرز trained نہیں ہوں گے تب تک ہمارے desired results جنہیں ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں یا ٹارگٹ achieve نہیں ہو سکیں گے۔ ایک زمانہ تھا جب ٹیچرز ٹریننگ کے کلچر کو بالکل highlight نہیں کیا جاتا تھا۔ ہم نے اس پالیسی میں ٹیچرز ٹریننگ کلچر کو بہت زیادہ promote کیا۔ ابھی ایک یونیورسٹی آف ایجوکیشن بنائی ہے یہ واحد یونیورسٹی ہے جو سکولز سیکٹر میں بنی ہے اور ٹیچرز ٹریننگ کی طرف بہت زیادہ دھیان دے رہی ہے۔ اس current budget میں بھی ہم نے بہت زیادہ پیسا ٹیچرز ٹریننگ کے لئے مختص کیا ہے اور ابھی 2-1 اگست کو ہم ڈیڑھ لاکھ ٹیچرز کی ٹریننگ شروع کر رہے ہیں۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں صرف ایک ہی teacher cadre ہے۔ management cadre ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہ ٹیچرز جو ساری عمر سکولوں میں پڑھاتے ہیں پھر on one fine morning ہم انہیں اٹھا کے کہیں DEO یا EDO لگا دیتے ہیں۔ تو ان کو management کی ٹریننگ نہیں ہوتی۔ اس teaching کے ساتھ ساتھ managerial activity کی طرف بھی ہم نے دھیان دینا ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ٹارگٹ achieve کرنے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم ٹیچر ٹریننگ پر بہت زیادہ زور دے رہے ہیں تاکہ ہمارے بچوں کو اچھی تعلیم مل سکے۔ اس کے لئے ٹیچروں کو بڑا زبردست ہونا پڑے گا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس ڈیپارٹمنٹ میں پچھلے ادوار میں گھوسٹ سکول بنائے گئے تھے، بوٹی مافیا تھا اور سنٹروں میں cheating ہوتی تھی، میٹرک، ایف اے، ایف ایس سی اور بی اے کی جعلی ڈگریاں بکا کرتی تھیں جنہیں ہم نے ختم کیا تھا اور ہماری کوشش یہ تھی کہ اچھے ٹیچروں کی identification کریں، ان کو highlight کریں اور مافیا کے جو چند لوگ ہیں وہ سارے نظام کو گندہ کر کے اس نظام پر دھبہ بنے ہوئے ہیں جس سے لوگوں کا اعتماد ختم ہوا اور لوگوں نے اپنے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں بھیجنا شروع کر دیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم ٹیچروں کو عزت دیں، انہیں ان کا مقام دیں۔ ان کے salary package کو ٹھیک کریں اور انہیں سکول میں operate کرنے کی اتنی آسانی دیں تاکہ وہ خوشی سے بچوں کو پڑھائیں کیونکہ اگر ٹیچر خوش ہو گا تو بچہ بھی خوش ہو گا۔ اگر ٹیچر خود ہی اپنی مشکلات میں involved ہوں گے تو بچے کو کسی طریقے سے بھی صحیح تعلیم نہیں دے سکیں گے تو ہمارا یہ بڑا اچھا پروگرام

ہے جس میں ہم missing facilities کو دور کریں گے تا کہ ہمارے آنے والے بچوں کو اچھی تعلیم ملے۔ ان کو ایک descent environment ملے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات کی طرف دھیان دینا چاہوں گا کہ ہائر ایجوکیشن میں ہم نے کمپیوٹر کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ اور اس وقت 373 پورے پنجاب میں کالج ہیں جن میں سے تقریباً 80 فیصد کالجوں میں کمپیوٹر کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور پرائیویٹ سیکٹرز اپنی investment labs کی صورت میں کرتے ہیں۔ premises ہماری use کرتے ہیں اور profit sharing تھوڑی بہت ہوتی ہے۔ کوشش یہ ہے کہ یہاں پر ایسے subjects اور ایسے advance courses شروع کریں جس سے بچوں کو modern education مل سکے اور وہ اپنے آپ کو confident feel کر سکیں۔ اب اسی پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ میں ایجوکیشن فاؤنڈیشن ہمارا ایک ادارہ ہے جس کا basic role یہ ہے کہ ہم پبلک یا پرائیویٹ سیکٹر کو facilitate کریں۔ کوئی ایسا educationist یا ایسا بندہ اگر پرائیویٹ سیکٹر میں سکول کھولنا چاہتا ہے تو ایجوکیشن فاؤنڈیشن اسے loan یا grant کی صورت میں مدد کرے۔ ہماری یہ پالیسی بڑی liberal سی ہے جس میں ہم promote کرتے ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کو increase کرتے ہیں کیونکہ ہمارے ملک میں ایک محتاط اندازے کے مطابق جو literacy rate 34% چل رہا ہے اس میں بہت زیادہ contribution پرائیویٹ سیکٹر کی ہے۔ اس لئے ہم ان کو increase کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کو بالکل decrease نہیں کرنا چاہتے ہیں اور ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم ان کو ایسی پالیسیاں دیں جس سے زیادہ سے زیادہ سکول کھولیں اور بچہ سرکاری سکول میں جائے یا پرائیویٹ سکول میں جائے، تعلیم اس کو ملتی رہے، کیونکہ تعلیم دینا ہر حکومت کا فرض ہے۔

محترمہ صبا صادق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیے۔

محترمہ صبا صادق، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف نے ابھی پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے حوالے سے یہ فرمایا ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کی جو تعلیم ہے اسے facilitate

کرنے کے لئے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن loan plus grant issue کر رہی ہے۔ جہاں تک میری information ہے یا جو اس وقت پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے rules and regulations ہیں اس میں صرف loan دے رہے ہیں جو interest free ہے اس میں گرانٹ ختم کر دی گئی ہے۔ دوسری بات پرائیویٹ سیکٹر کے institutions کو facilitate کرنے کے متعلق فرمارہے ہیں تو ہر گز ایسی بات نہیں ہے۔ ان کو بالکل facilitate نہیں کیا جارہا بلکہ ان کے لئے مسائل' rules and regulations and descipline day by day increase ہوتے جا رہے ہیں۔ میں اس کی چھوٹی سی مثال پیش کر کے اپنے پوائنٹ آف آرڈر کی بات ختم کر کے بیٹھ جاؤں گی۔ آپ کمیونٹی سکولوں کی مثال لے لیں' کمیونٹی کالج دے دیئے ہیں کہ لوگ آئیں اور سکولوں میں کالج بنائیں۔ ان کی رجسٹریشن' affiliation کے حوالے سے عرض کروں گی کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ نہ اس کو چیک کرتا ہے' نہ دیکھتا ہے بلکہ صرف اس نام پر ان کو رجسٹریشن grant کر دی جاتی ہے کہ یہ community schools ہیں۔ اس کے برعکس اگر پرائیویٹ سیکٹر میں کسی انسٹی ٹیوشن کو رجسٹریشن کی ضرورت پڑ جائے تو میرے خیال میں یا تو وہ بندہ بھاگ جاتا ہے یا وہ ادارہ بھاگ جاتا ہے یا بورڈ اسے سرے سے رجسٹریشن grant ہی نہیں کرتا۔ میری آپ کے توسط سے وزیر صاحب اور اس ہاؤس سے گزارش ہے کہ اگر پرائیویٹ اداروں اور حکومت کے اداروں کا معیار ہم نے بہتر رکھنا ہے تو ہمیں دوہری پالیسی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ ہمیں دونوں کو اکٹھے چلانا چاہئے تاکہ ملک میں جو day by day literacy rate decrease ہو رہا ہے اسے اوپر لے کر جائیں اور ہم ترقی پذیر ممالک کی صف میں سے نکل کر ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑے ہو سکیں۔ شکریہ

وزیر تعلیم . جناب سپیکر ' ہماری colleague نے جس طرف نشاندہی کی ہے وہ C.P.P پراجیکٹ ہے۔ یہ ایک totally different project ہے۔ ان کی نشاندہی کسی حد تک بالکل درست بھی ہے۔ یہ ایک different concept ہے۔ ہمارے سکولوں اور کالجوں کی عمارتیں ایک بجے چھٹی ہونے کے بعد خالی پڑی رہتی ہیں۔ تو ہم نے C P P کے تحت ایک ایسی سکیم شروع کی ہے کہ اگر کوئی پرائیویٹ پارٹی کوئی سکول کھولنا چاہے تو وہ ہمارے ان سکولوں کے premises استعمال کرے لیکن شرط یہ ہو گی کہ اگر کوئی پرائمری سکول ہے تو اسے آپ up grade کر کے مڈل تک کرلیں'

اگر کوئی مڈل ہے تو اسے آپ ہائی سکول کر لیں' یہ ایک Community Participation ہے' اگر آپ چاہیں تو میں اس کی تھوڑی سی تفصیل عرض کر دیتا ہوں۔ اس وقت C.P.P کے ذریعے 6166 ادارے کام کر رہے ہیں۔ ان اداروں کا ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے کوئی تعلق نہیں ہے' That is the totally seperate subject. یہ ہم نے public private partnership کے تحت شروع کیا ہے۔ This is one way to enhance the literacy rate of Punjab یہ ان علاقوں کے بچوں کو access دینے کا ایک طریقہ ہے جن علاقوں میں ہائی سکول نہیں ہیں اور اگر ہیں تو وہ بہت دور ہیں۔ اگر انہیں up graded school وہیں پر' اپنے ہی علاقے میں evening class کی شکل میں مل جائیں تو اس سے انہیں ایک access پہنچ جاتی ہے۔ یہ لوگ utility bill خود دیتے ہیں۔علاوہ ازیں اپنی آمدنی کا دس فیصد فروغ تعلیم فنڈز میں دیں گے جبکہ بچوں سے فیسیں یہ خود وصول کرتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی' فرمائیے'

شیخ اعجاز احمد جناب سپیکر' میں معزز وزیر تعلیم اور دیگر وزراء' جو کہ اس وقت خوش گپیوں میں مصروف ہیں' سے گزارش کروں گا کہ ایجوکیشن کے حوالے سے بات ہو رہی ہے' بہت اہم موضوع ہے لہذا وہ متوجہ ہوں۔ ہاؤس کو in order کرنا جناب کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ وزیر تعلیم صاحب اپنی تقریر کو سمیٹتے ہوئے policy matters پر آئیں تا کہ معزز ممبران تعلیم کے حوالے سے عام بحث کا آغاز کر سکیں۔ وزیر صاحبان سے خصوصی گزارش ہے کہ وہ ہاؤس کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں۔

جناب چیئرمین: سب توجہ دے رہے ہیں' آپ فکر نہ کریں۔ جی' وزیر تعلیم صاحب'

وزیر تعلیم: جناب سپیکر' میری خواہش یہ تھی' بہتر یہی تھا کہ پہلے سارے معزز ممبران بول لیتے پھر میں سب کو جواب دیتا اور wind up کرتا۔ بہرحال اب میں پانچ منٹ میں اپنی بات کو مکمل کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ ہمارے اس C.P.P پراجیکٹ کا target یہی ہے کہ ہم literacy rate enhance کریں۔ ہمارے پاس اتنے زیادہ فنڈز نہیں ہوتے' this is a fact اور اس حقیقت کا سب کو علم ہے۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ given parameters کے اندر رہتے ہوئے ہمیں جو چیزیں available ہیں ان سے فائدہ اٹھائیں۔ ہمارے صوبے اور ملک کے جو financial constraints ہیں انہی میں رہتے ہوئے ہم نے اپنی پالیسیاں بنائی ہیں۔ البتہ will of the government ہونی چاہئے۔ ہم نے اپنی will کو exhibit کیا۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے مفت تعلیم مہیا کرنے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد ہم بچوں کو پہلی سے پانچویں جماعت تک مفت کتابیں بھی دینے لگے ہیں' انشاءاللہ تعالیٰ اب ہم یہ شروع کریں گے۔

جناب سپیکر! تعلیم میں بچیوں کا participation rate بڑا low ہے۔ کچھ ایسے علاقے بھی ہیں کہ جہاں پر کوئی بھی بچی سکول میں نہیں جاتی۔ ہم نے کچھ ایسے گاؤں trace کئے ہیں تو ہمارا یہ traget ہے کہ بچیوں کی ایجوکیشن میں participation زیادہ کی جائے' بچیوں کو تعلیم حاصل کرنے کی طرف راغب کرنے کے لئے انہیں incentives دیں۔ ہم انہیں stipend دے رہے ہیں جو بچی مہینے میں 22 دن سکول attend کرے گی اسے ہم کچھ نقد رقم as a stipend reward دیں گے تاکہ ہمارا gender gap کم ہو سکے اور بچیوں کی ایجوکیشن میں participation کسی طریقے سے زیادہ ہو جائے۔ یہ اس حکومت کی بہت بڑی will ہے' بہت بڑا مشن ہے جس کا ہم نے بار بار ہر فورم پر اظہار کیا ہے۔ مفت تعلیم' مفت کتابیں اور stipend دینے کا انتظام پہلے کبھی بھی نہیں ہوا۔ اعلیٰ تعلیم کے حوالے سے ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم ایسے disciplines کھولیں' یونیورسٹیوں میں ایسے نئے شعبے کھولے جائیں جس سے بچوں کو modern subjects ملیں۔ پہلے ہمارے ہاں بچے انہی روایتی مضامین مثلاً اردو' پنجابی' اسلامیات' سوشیالوجی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ کوئی بھی بچہ modern subject میں نہیں جاتا تھا۔ مثلاً مائیکرو بیالوجی' کیمسٹری' زوالوجی' بائنی وغیرہ میں کم بچے جاتے ہیں۔ بے شمار ایسے disciplines ہیں جن میں ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے ہم نے بہت زیادہ فنڈز رکھے ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر میں university charters دیئے' گورنمنٹ کالج کو یونیورسٹی بنایا' لاہور

کالج برائے خواتین کو یونیورسٹی بنایا۔ اسی طرح فیصل آباد، سرگودھا اور کئی دوسرے شہروں میں یونیورسٹیاں بنانے کا ہمارا ارادہ ہے۔ ہمارا aim یہ ہے کہ ہم تعلیم کو عام کریں۔ تعلیم کو سب تک پہنچائیں۔ ملک کو صحیح سمت میں چلانے کے لئے تعلیم بہت ضروری ہے۔ لہذا اس شعبے میں زیادہ invest کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر : کہنے کو تو بہت کچھ تھا لیکن اب میں چاہوں گا کہ زیادہ سے زیادہ وقت میرے colleagues کو ملے تاکہ میں ان کے مفید مشوروں کو سنوں اور انھیں اپنی پالیسی میں induct کر سکوں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: اب میں صغیرہ اسلام صاحبہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ خطاب فرمائیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی مشکور ہوں۔ ابھی ابھی ہمارے وزیر تعلیم صاحب نے انتہائی خوبصورت انداز میں on the Floor of the House جو کچھ کہا اس کے بارے میں، میں یہ نہیں کہتی کہ وہ صرف دعوے ہیں، ہو سکتا ہے کہ اس میں تھوڑی بہت حقیقت بھی ہو۔ جتنی بھی پالیسیاں بنتی ہیں ان میں ان کا اپنا کوئی قصور نہیں ہوتا، پالیسیاں تو اوپر سے بن کر آتی ہیں۔ پالیسیاں بنانے والے اور ہوتے ہیں۔ یہ تو صرف اس ایوان میں بول سکتے ہیں، بولنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین! دنیا میں جتنی بھی ترقی یافتہ اقوام ہیں انھوں نے اس وقت ترقی کی جب انھوں نے اپنے اداروں کو تحفظ فراہم کیا۔ وہ ادارے چاہے آئینی ہوں، قانونی ہوں یا تعلیمی ہوں۔ ابھی ہمارے وزیر تعلیم صاحب نے بہت بڑا دعویٰ کیا کہ مفت تعلیم اور مفت کتابیں دی جائیں گی۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ ہماری حکومت کے دور میں جناب ذوالفقار علی بھٹو (شہید) نے تمام سرکاری سکولوں میں مفت تعلیم دینے کا اعلان کیا تھا۔ میں اس موقع پر وزیر تعلیم صاحب سے ایک سوال پوچھنا چاہوں گی کہ جن سکولوں یا اداروں میں بہتر رزلٹ دیئے جاتے تھے، بہتر طریقے سے ان میں تعلیم مہیا کی جا رہی تھی ان اداروں کو حکومت نے واپس کیوں کیا؟ کیا یہ ادارے اپنے جاننے والوں کو دیئے گئے ہیں تاکہ وہ اپنی تجوریاں بھر لیں؟ جب ایک ادارہ بہت اچھے طریقے سے چل رہا ہو، اچھے رزلٹ دے رہا ہو تو پھر میرے خیال میں اسے کسی نجی شخص

کو دینے کا مقصد صرف اپنے من پسند لوگوں کو مضبوط کرنا ہے۔ میری تجویز ہے کہ بہتر ہوتا کہ اگر یہ خدمات ان لوگوں کو دی جاتیں جنھوں نے ماضی میں تعلیمی قابلیت میں کوئی بہتر کارنامہ سرانجام دیا ہوتا تو شاید میں آپ کو اس بات پر بہت زیادہ appreciate کرتی۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ محترمہ specifically بتا دیں کہ وہ یہاں پر کس ادارے کا ذکر کر رہی ہیں؟ کونسا ایسا ادارہ ہے جو مالی مفاد کے لئے کسی کو واپس کر دیا گیا ہے؟ میں چاہوں گا کہ اس کا نام، جگہ اور علاقہ بتا دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: سب سے پہلے ایف سی کالج، سنٹرل ماڈل سکول، ایم بی سکول، آپ کو ایم بی سکول کے ساتھ ہی ایک بابے کا سکول یا ایم سی سکول نظر کیوں نہ آیا؟ اس کو ڈی نیشنلائز کیوں نہیں کیا گیا؟ صرف اس لئے کہ وہاں پر گھٹنوں گھٹنوں پانی کھڑا ہوتا ہے۔ جس کی چھتیں زمین کے ساتھ لگی ہوئی ہیں، جس کے بچے باہر درختوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ان کو کسی ایسے شخص کو کیوں نہیں دے دیا تا کہ وہ چلاتا اور پتا چلتا کہ اس میں کتنی قابلیت ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے ایک لفظ پڑھایا وہ میرا آقا قرار پایا لیکن یہاں پر استاد کا یہ احترام ہے کہ جس استاد کو ہم روشنی کا مینار کہتے ہیں اس استاد کو مستقل بنیادوں پر نوکری نہیں دی جاتی بلکہ ایڈہاک بنیادوں پر ملازمت دی جاتی ہے۔ اس لئے ان کو ہمیشہ اپنے مستقبل کی فکر ہوتی ہے کہ پتا نہیں انھیں کس وقت نوکری سے نکال دیا جائے گا اور اس کے علاوہ ان کی وہ تمام سہولتیں جو میڈیکل کی صورت میں، ہاؤس رینٹ کی صورت میں دی جاتی ہیں وہ بھی ختم کر دی گئی ہیں۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گی کہ آپ نے جو سکولز این جی اوز کو دیئے ہیں وہاں پر کم تنخواہ کے ساتھ وہ استاد رکھے گئے ہیں جو بچوں کو تعلیم تو نہیں دیتے لیکن ایک اچھی سی تجارت کا ذریعہ ضرور بن گئے ہیں۔ وہاں پر بچوں سے زیادہ فیس لی جاتی ہے چونکہ میں خود ایک ٹیچر ہوں اور اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر آپ کو یہ بتا رہی ہوں کہ میرے نزدیک ایسے سکول ہیں جن میں بچوں کی تعداد تو بہت زیادہ ہو گئی ہے کیونکہ آپ نے کہہ دیا ہے کہ نرسری سے انگلش شروع کی جائے گی۔ آپ اپنے مشیروں کو یہ مشورہ دیں کہ یہ ان سکولوں کو چیک کریں جو این جی اوز چلا رہی ہیں تو ان کو اندازہ ہو جائے گا کہ وہ این جی اوز تجارت کر رہی ہیں۔ وہ سکول صرف تجارت کی بنیاد پر بنے ہیں۔ وہاں پر پڑھائی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ جہاں بچوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح

بھرتی کریں گے وہاں پر کیا پڑھائی ہو گی؟

جناب والا! میں یہاں پر کچھ ایسے سکولوں کا ذکر کروں گی مثلاً قصور کا ایک سکول کئی ایکڑ زمین پر مشتمل تھا جو آپ نے اپنے کسی من پسند آدمی کو دیا۔ اس نے تمام زمین فروخت کر دی۔ اب سکول صرف چند کمروں پر مشتمل رہ گیا ہے۔ اس کے علاوہ راولپنڈی میں راجہ بازار میں ایک بہت بڑا سکول تھا اب وہ صرف کمروں پر مشتمل رہ گیا ہے باقی تمام کے تمام سکول میں دکانیں بنا کر اسے کمرشل مارکیٹ بنا دیا گیا ہے۔ یہ تو ان سکولوں کا حال ہے جنھیں آپ نے نجی لوگوں کو دیا ہے۔ وہ اس طریقے سے سکولوں کو چلا رہے ہیں کہ انھیں بیچ بیچ کر وہاں پر کمرشل مارکیٹیں بنائی جا رہی ہیں۔ ریلوے کے تمام سکولوں کو بیکن ہاؤس کو دے دیا گیا ہے چونکہ بیکن ہاؤس میں وزیر خارجہ قصوری صاحب کا حصہ ہے۔ لاہور میں کارپوریشن کے جتنے سکول ہیں وہ Care کی مالکہ سمیعہ عزیز کو دے دیئے گئے بالکل اسی طرح جیسے پنجابی کا محاورہ ہے۔" اندھا بانٹے ریوڑیاں مڑ مڑ اپنیاں نوں دیوے۔" آپ نے تعلیمی پالیسی کے مطابق جن لوگوں کو یہ ادارے دیئے ہیں انھوں نے ان کے ساتھ جو حشر کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں تنقید اس لئے کر رہی ہوں کہ آپ کو صحیح صورتحال کا پتا چل سکے۔ یقینی بات ہے کہ آپ کے مشیر تو آپ کو کہیں گے کہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن میں آپ کو ساری بات اس لئے سمجھا رہی ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین، پلیز آپ wind up کریں باقی لوگوں نے بھی بولنا ہے اور وقت بہت کم ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب! آج آپ سپیکر کی کرسی پر ہیں اس لئے آپ کا اور میرا آمنے سامنے جھگڑا نہیں۔ آج آپ سپیکر بن کر رہیں اور سپیکر کی طرح ہی بات کریں۔ آج آپ نیچے نہیں ہیں بلکہ سپیکر کی سیٹ پر بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین، اور لوگوں نے بھی تو بولنا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! آج میں بولوں گی اور آپ کو سننا پڑے گا۔ میں آپ کی توجہ ایک بہت اہم موضوع کی طرف دلاؤں گی۔ پنجاب کے جتنے ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ ہیں ان کے بارے میں بتاؤں گی کہ یہ تمام ایک انڈسٹریل اتھارٹی کے تحت کام کرتے تھے لیکن صرف پنجاب میں ایسا ہوا کہ انھیں TEVTA کے سپرد کر دیا گیا۔ تمام ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس کا چیئرمین سکندر مصطفیٰ خان ہے۔ یہ

کیسی بے انصافی ہے؟ کیا وہ تمام سکول پہلے پرنسپلز نہیں چلاتے تھے؟ اب وہاں پر ڈسٹرکٹ منیجر، جنرل منیجر، ڈویژنل منیجر اور اس طرح کی باقی پوسٹوں پر صرف پیسے کو ضائع کرنے کے لئے بھاری تنخواہ پر ملازمین رکھے گئے ہیں۔ اگر یہ اتنی ہی اچھی سکیم ہے تو پھر اسے پورے پاکستان میں رائج کر دیا جائے، صرف صوبہ پنجاب پر ہی اتنا رحم کیوں کیا گیا ہے؟ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ جس طرح پہلے یہ سکول چلتے تھے اسی طریقے سے انھیں دوبارہ چلایا جائے TEVTA کے نظام کو ختم کیا جائے اور یہ سکول جیسے پہلے انڈسٹریل اتھارٹی کے تحت کام کرتے تھے انھیں اسی طریقے سے دوبارہ کام کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب والا! یہاں پر میں امتحان کے متعلق ایک تجویز دوں گی کہ امتحان چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ہو، وہ امتحان ہوتا ہے۔ پانچویں کلاس کے امتحان کے لئے دو ماہ پہلے ہمیں کہا گیا کہ امتحان معروضی ٹائپ کے لئے جائیں گے لیکن کتابیں فراہم نہ کی گئیں اور نہ ہی طریقہ کار بتایا گیا۔ جب بچے امتحان دینے کے لئے سنٹروں میں گئے تو انھیں یہ پتا ہی نہیں تھا کہ معروضی سوالوں کے جواب کیسے لکھے جاتے ہیں؟ آپ اپنے مشیروں سے کہیں کہ پالیسیاں بناتے وقت سکولوں کو inform کیا کریں۔ پالیسیاں دنوں میں مت بنایا کریں۔ وہ پالیسیاں بنایا کریں جو دیرپا ہوں۔ آپ ایک سال نہم اور دہم کا امتحان علیحدہ علیحدہ کر دیتے ہیں اگلے سال پھر اکٹھا کر دیتے ہیں۔ آپ ایک سال فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کا امتحان علیحدہ کرتے ہیں تو دوسرے سال پھر اکٹھا کرتے ہیں۔ ہماری تعلیم کا نصاب اتنا فرسودہ اور اتنا پرانا ہے کہ میرا خیال ہے میری ماں کے زمانے میں بھی وہی نصاب چلتا تھا اور اب میرے نواسے بھی وہی نصاب پڑھ رہے ہیں۔ وہی پرانی کچھوے اور خرگوش کی کہانی، وہی پیاسے کوے کی پرانی کہانی، وہی شیر شاہ سوری کی پرانی کہانی، اس سے آگے ہماری سوچ نہیں گئی۔ آپ وزیر تعلیم ہیں۔ میں آپ سے امید رکھتی ہوں کہ آپ میں کام کرنے کا جذبہ ہے اس لئے آپ تعلیم کی پالیسی کو بہتر طریقے سے چلائیں گے۔ صرف ان مشیروں پر مت رہیں یہ کبھی بھی آپ کو صحیح بات نہیں بتائیں گے۔ بیورو کریسی کا یہ کام ہوتا ہے کہ یہ وزراء اور حکومت کو کس طرح ناکام کرتے ہیں؟ یہ آپ کو جو مشورہ بھی دیں آپ اسے خود چیک کریں اور دیکھیں کہ ان کے مشورے کے پیچھے ان کے کون سے مقاصد ہیں؟

جناب والا! یہاں پر میں آپ کی توجہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کی طرف دلانا چاہوں گی کہ آپ کے جتنے بھی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفسر ہیں وہ صرف دفتروں میں بیٹھ کر حکومت کرتے ہیں' کوئی کسی سکول میں جا کر چیک نہیں کرتا۔ گاؤں میں یہ ہوتا ہے کہ سکول میں ٹیچرز بیٹھی ہوتی ہیں اور کہتی ہیں کہ گھروں سے لسی لائیں' ساگ لائیں اور آتے وقت ساتھ مکھن بھی لائیں۔ جب گاؤں کے سکولوں کا یہ حال ہو گا کہ بچے صرف ٹیچرز کے لئے کھانے پینے کی چیزیں اکٹھی کریں گے تو اس نظام تعلیم کا کیا حال ہو گا؟ تعلیمی نظام میں سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ جب ہم بغیر یہ چیز دیکھے کہ کوئی آدمی اس پوسٹ کا اہل ہے یا نہیں ہے۔۔۔ جناب وزیر تعلیم! میں آپ کی توجہ چاہوں گی' آپ فائلیں بعد میں دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین، نہیں' نہیں۔ وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب والا! سردار گرلز ہائی سکول کی ہیڈ مسٹریس جو کہ 17 ویں گریڈ کی ہے۔ ہائی سکولوں میں ہمیشہ جو ہیڈ مسٹریس لگائی جاتی ہے وہ 19 ویں سکیل کی لگائی جاتی ہے۔ سفارش کے اوپر آپ جب بھی کسی کو بڑی پوسٹ پر لگائیں گے تو وہ ہمیشہ آپ کی leg pulling کرے گی اور وہ کبھی بہتر کام نہیں کرے گی۔ انہیں پتا ہوتا ہے کہ ہمارے پیچھے بہت بڑی سفارش ہے۔ چراغ ہائی سکول کی ہیڈ مسٹریس جو کہ ایک ریسرچ آفیسر تھی 17 ویں سکیل میں تھی اس کو بھی اپ گریڈ کرکے اسی سکیل میں لگایا گیا۔ یہ وہ باتیں ہیں جو تعلیمی پالیسی کو ناکام بنانے کے لئے کی جا رہی ہیں۔

محترمہ ثمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' فرمائیں۔

محترمہ ثمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، جناب والا! میں محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔ کیا انہوں نے ان سکولوں کی نشاندہی کی ہے جو پرائیویٹ سکول ہیں' پیگ میں بچہ داخل کرائیں پہلی میں جاتا ہے تو کہتے ہیں اور فیسیں دو۔ داخلہ فیس ہمیں اور دو۔ کیا یہ بتانا پسند کریں گی کہ یہ گورنمنٹ کو کیا دیتے ہیں؟ کیا یہ بتانا پسند کریں گی کہ ایک ٹیچر کو جو کہ بی اے پاس ہوتی ہے یہ 1200 روپے دیتے ہیں بلکہ یہ کاغذوں میں 1200 روپے دیا جاتا ہے' حقیقت میں اس کو چھ سو

روپے دیا جاتا ہے؟ کیا یہ پرائیویٹ سیکٹر والے لوگ بتانا پسند کریں گی---

ایک معزز رکن، یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ ثمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہی ہوں۔ آپ نہیں بول سکتے۔ میرے پوائنٹ آف آرڈر کا آپ جواب دیں گے؟ پہلے میں بات کر لوں۔ آپ بول نہیں سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، بی بی آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں ان پرائیویٹ اداروں کی نشاندہی کرنا چاہتی ہوں کہ جو ہزاروں کے حساب سے فیسیں وصول کرتے ہیں---

MR CHAIRMAN: You can make a speech on this. This is not a point of order. We will discuss that.

محترمہ ثمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ پرائیویٹ اداروں والے جو لاکھوں روپے ماہانہ کماتے ہیں یہ گورنمنٹ کو کیا دیتے ہیں میرا بس یہی سوال ہے۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں' آپ کو موقع دیں گے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔

محترمہ ثمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہی سوال ہے کہ یہ پرائیویٹ اداروں والے گورنمنٹ کو کیا دیتے ہیں' کیا یہ جائز ٹیکس دیتے ہیں؟

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب والا! یہ اگر منسٹر صاحب سے پوچھتیں تو وہ ان کو بہتر جواب دیتے---

(قطع کلامیاں)

MR CHAIRMAN: Let her finish

محترمہ صغیرہ اسلام، جناب والا! اتنے اتنے بڑے تعلیمی ادارے جو ہیں' جو ایک ایک بچے سے ہزاروں لاکھوں روپے فیسیں لیتے ہیں وہ گورنمنٹ کو کیا دیتے ہیں؟ یہ تو وزیر موصوف ہی آپ کو بتائیں گے۔ ہمارا تو نصاب پرانا ہے' یہاں پر تو یورپین نظام چل رہا ہے۔ ان انگریزی سکولوں میں تو یورپین نظام چل رہا ہے' یہ تو وزیر موصوف کو بتانا پڑے گا کہ وہ گورنمنٹ کو کیا دیتے ہیں کیونکہ جتنی سہولتیں دی جاتی ہیں ان کو دی جاتی ہیں۔ ان غریبوں کے سکولوں کو تو کچھ بھی نہیں دیا جاتا۔

میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گی کہ جو آپ مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں میں اس کا جواب آپ کو اسی floor پر دوں گی۔ میرا ایک سکول ہے جس میں صرف 80 بچے ہیں۔ میرے سکول کا نام اسلام اکیڈمی ہے۔ میں نے اپنے مرحوم شوہر کے نام پر سکول کھولا ہے' مجھے وہاں سے کوئی آمدنی نہیں چاہئے۔ مجھے صرف اس بات پر فخر ہے کہ وہاں سے جو بچے پڑھ کر جاتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ جناب ہم اسلام اکیڈمی سے پڑھ کر آئے ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔

ایک آواز: غلط۔

محترمہ صغیرہ اسلام: میں پانچ وقت کی نمازی ہوں' مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: پلیز آپ subject سے ادھر ادھر نہ ہوں اور wind up کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! یہ میری چھوٹی چھوٹی suggestions ہیں اور بہتری کے لئے ہیں۔ اگر آپ نظام تعلیم میں کوئی تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں تو کچھ دیر پہلے بتا دی جائیں تو میرا خیال ہے کہ وہ زیادہ بہتر طریقے سے سکولوں میں حل ہو سکتی ہیں۔ جیسے کہ میں نے آپ کو بتایا کہ معروضی امتحانات کے لئے ہمیں بہت ہی مشکلات پیش آئیں۔ رزلٹ چونکہ بنا نہیں انہوں نے کہا ہے کہ پہلا رزلٹ log book میں دے دیا جائے۔ براہ مہربانی آپ خود ہر بات کو چیک کیا کریں' آپ بیورو کریسی پر مت depend کریں کیونکہ بیورو کریسی کا کام ہی صرف یہ ہے کہ حکومتوں کو ناکام کیا جائے۔ میری دعا ہے کہ جو پالیسی آپ نے شروع کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے اوپر کامیابی کے ساتھ عمل درآمد کروانے کی توفیق بھی دے۔ آپ جو چاہتے ہیں وہ کر کے بھی دکھائیں' صرف خالی دعووں پر نہ رہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ خالدہ منصور۔

محترمہ خالدہ منصور: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ایک اہم ڈیپارٹمنٹ پر بات کرنے کا موقع ملا' میں یہ کہوں گی کہ بے علم اور لاعلم افراد ریاست پر بوجھ ہوتے ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں تعلیمی نظام شروع ہی سے سیاسی تلاطم کا شکار رہا ہے۔ ہمارے بعد آزاد ہونے والے ملکوں میں ایجوکیشن کی شرح 90 فیصد اور اور سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہمارے ملک کی شرح 40 فیصد

ہے جو کہ بڑی حیران کن ہے اور افسوسناک بھی۔ بدقسمتی سے یہاں ہمیشہ پرائمری تعلیم پر زیادہ توجہ دی گئی کیونکہ پرائمری تعلیم کے لئے باہر سے فنڈز آسانی سے مہیا ہو جاتے ہیں۔ وزیر تعلیم بہت اچھی تقریر کر رہے تھے اور انہوں نے اچھے طریقے سے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا کہ وہ ملک میں شرح خواندگی کو بڑھانے کی کوشش کریں گے لیکن اگر وہ غور کریں کہ ابھی بھی ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بچے ہوٹلوں پر کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور بھیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کی عمر سکول جانے کی ہے' پڑھنے کی ہے۔ کیا حکومت نے ان بچوں کے متعلق بھی کچھ سوچا ہے؟ وزیر تعلیم یہ بھی بتا رہے تھے کہ وزیراعلیٰ نے سکولوں میں ٹیوشن فیس معاف کر دی ہے۔ بڑی معذرت کے ساتھ میں ان سے یہ کہوں گی کہ میرے علم کے مطابق صرف ٹیوشن فیس ہی معاف ہوئی ہے لیکن سکولوں میں بچوں سے ابھی بھی بہبود فنڈ' الیکٹرسٹی فنڈ' یونین فنڈ' لائبریری فنڈ اور اس طرح کے بے شمار فنڈز لئے جاتے ہیں جو کہ والدین پر ابھی بھی بوجھ ہیں۔ ٹیوشن فیس معاف کرنے سے جناب وزیر صاحب کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس پر بھی توجہ دیں۔

جناب والا! دوسری بات میں ان سے یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے ملک میں شرح خواندگی میں کمی کی وجہ دوہرا نظام تعلیم ہے۔ ابھی انہوں نے بتایا کہ انگریزی کی تعلیم پہلی سے شروع کرنی ہے تو میں ان کو مبارک باد دیتی ہوں کہ اگر واقعی یہ ہو گیا ہے' میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ 1958 میں ایک شریف کمیشن بنا تھا اور اس نے یہ رپورٹ دی تھی کہ پاکستان اس وقت تک جدید تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتا جب تک ان کی زبان انگریزی تعلیم میں نہ ہو۔ اتنے سال تو اس پر عمل نہ ہو سکا لیکن میں وزیر صاحب کو مبارک باد دوں گی کہ اگر واقعی انہوں نے انگریزی زبان کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اور پاکستان کو ترقی کے دور میں ڈالنے کے لئے انگریزی کو رائج کیا ہے تو بہت اچھی بات ہے اور میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہوں گی کہ انگریزی کو رائج کرنے سے ایک اور فائدہ آپ کو یہ ہوگا کہ ہمارے ملک میں پرائیویٹ ایجوکیشن' پرائیویٹ ادارے جنہوں نے تعلیم کے میدان میں بہت لوٹ مچا رکھی ہے۔ ہزاروں لاکھوں کے حساب سے فیسیں لے رہے ہیں۔ لوگ اس لئے ان اداروں میں جاتے تھے کہ وہاں پر انگریزی پڑھائی جاتی تھی۔ اگر آپ یہاں پر

انگریزی پڑھائیں گے تو ظاہر ہے کہ وہاں سے لوگ آپ کے اداروں میں ضرور آئیں گے لیکن اس کے ساتھ میں آپ کو یہ رائے دینا چاہوں گی کہ ایسے پرائیویٹ اداروں کے لئے ایک مانیٹرنگ کمیشن قائم کریں جو یہ جا کر دیکھے کہ وہ کیا فیسیں لے رہے ہیں' کیا پڑھا رہے ہیں' ان کا طریقہ کار کیا ہے' گورنمنٹ کو کیا دیتے ہیں اور ان اداروں کی کارکردگی کیا ہے؟

جناب والا! آپ نے یہ بھی ذکر کیا کہ اگر ہم نے اچھا رزلٹ لینا ہے تو سٹاف کی مشکلات کو بھی ہمیں دیکھنا چاہئے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات بھی لانا چاہتی ہوں کہ 1991 سے لیکچرارز اور ٹیچرز کا ہاؤس رینٹ freeze کر دیا گیا ہے۔ یہ ان لیکچراروں اور ٹیچروں کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہے اور خاص طور سے خواتین کے حوالے سے میں بات کروں گی کہ ان کا حق بنتا ہے کہ وقت کے مطابق ان کو ہاؤس رینٹ دینا چاہئے اور اسے freeze نہیں کرنا چاہئے۔ ایک اور بات بھی وزیر موصوف کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ ہمارے معاشرے میں یا ہمارے تعلیم کے نظام میں نیشنلائز اداروں اور نیشنل اداروں میں بہت فرق ہے۔ جو نیشنلائز ادارے ہیں ان کا سٹاف بھی وہی پڑھا رہا ہے جو کہ نیشنل اداروں کے استاد پڑھا رہے ہیں لیکن ان کے ساتھ جو رویہ رکھا گیا ہے وہ بہت غلط ہے اور میرے علم کے مطابق 120 لیڈی لیکچررز کا گریڈ 20 روکا گیا ہے اور ان کو اگلے گریڈ میں ترقی نہیں دی جا رہی کیونکہ ان کا تعلق نیشنلائز اداروں سے ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ فنڈز کی کمی ہے۔ میرا نہیں خیال کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے ایسا ہو' یہ ایک فرق ہے جو نیشنلائز اور نیشنل اداروں کے سٹاف کے درمیان رکھا گیا ہے۔ ایک اور بڑا اہم مسئلہ جو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گی کہ گورنمنٹ نے انگلش ٹیچرز کی تقرریاں کی ہیں۔ پہلے وہ contract پر تھیں' اب وہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ سے کیس جیت کر ریگولر سٹاف میں آ گئے ہیں لیکن میں ان کی تعیناتی اور خاص طور پر لیڈیز ٹیچرز کی تعیناتی کے متعلق بات کرتی ہوں۔

MR CHAIRMAN: Time of the sitting is extended for one hour

محترمہ خالدہ منصور، لیڈیز ٹیچرز کی تعیناتی کرتے ہوئے یہ بالکل خیال نہیں رکھا گیا کہ وہ کس علاقے میں رہتی ہیں اور کہاں ان کی تعیناتی ہونی چاہئے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ مرکز میں ان کی تعیناتی ہو لیکن مرکز کہاں' تحصیل کہاں بلکہ ڈسٹرکٹ سے گھروں میں اتنی دور ان کی تعیناتی کر دی گئی اور ان کو

موقع مل گیا کہ وہ ہیڈ مسٹریس کے ساتھ ملی بھگت کر کے ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتیں۔ ہفتے میں ایک یا دو دن جاتی ہیں جس سے بچوں کا بہت زیادہ حرج ہو رہا ہے۔ براہ مہربانی میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ ایسے سٹاف کو اگر ان کے مرکز میں نہیں تو کم از کم تحصیلوں میں ان کی تعیناتی ضرور کیجئے تا کہ وہ خواتین اپنے فرائض پوری طرح انجام دے سکیں۔ بہت شکریہ۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بی بی!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کی توجہ ایک بہت ہی اہم issue کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ ہم وزیر صاحب کے بیانات بھی پڑھتے رہے کہ ہم تعلیم دینا چاہتے ہیں، مفت تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ میں اس کی ایک مثال دینا چاہتی ہوں کہ میرے ضلع شیخوپورہ میں پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ میں بچیوں کے لئے 84 لاکھ سے ایک سکول بنایا۔ جیسے ہی اس سکول کی تعمیر ختم ہوئی تو پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ چلی گئی۔ اس عمارت کے ساتھ اب یہ سلوک کیا جا رہا ہے کہ آج تک وہ کسی کو hand over نہیں کی گئی۔ 84 لاکھ روپیہ ہمارے ملک کا بہت بڑا سرمایہ ہے جو اس بلڈنگ پر لگا ہوا ہے۔ میں وزیر تعلیم کی توجہ چاہوں گی کہ پلیز اسے consider کریں۔ محکمہ تعلیم اسے اپنی custody میں لے تا کہ وہاں پر جلد سے جلد بچیوں کا سکول شروع کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ چوہان صاحب!

جناب فیاض الحسن چوہان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ دوسری سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ آج خطہ پوٹھوہار کے عظیم سپوت سپیکر کی سیٹ پہ بیٹھے ہیں اور میں اس خوشی کا اظہار بھی کرنا چاہوں گا اور آپ کو appreciate بھی کروں گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ میں وزیر تعلیم کو پنڈی کے محکمہ تعلیم سے متعلق کچھ معاملات کے بارے میں چند ایک تجاویز دینا چاہوں گا۔ میں نے پچھلے ایک دو ماہ کے اندر ایک دو تحاریک التواء بھی پیش کیں، سوالات بھی put کئے لیکن وہ

ایل ایف او کی نظر ہو گئیں۔ ایک تو راولپنڈی کے اندر کچھ کالج اور کچھ سکول ایسے ہیں کہ جنہیں ہمارے وہاں کے ایک ایم این اے نے پچھلے اڑھائی تین سالوں میں بنایا لیکن بنانے کے بعد' وہ جیسے کہتے ہیں،

مسجد تو بنا دی شب بھر میں
ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے
برسوں میں نمازی بن نہ سکا

جناب چیئرمین! وہ ادارے بنا دیئے گئے لیکن انہیں محکمہ تعلیم سے باقاعدہ بجٹ ابھی تک allocate نہیں کیا گیا۔ ان میں سے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پنڈورا ہے' گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بھاری کالونی ہے' گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج ڈھوک حسو ہے۔ اس طرح تقریباً نو یا دس کے قریب ایسے ادارے ہیں جنہیں فوری طور پر بنا تو دیا گیا لیکن daily basis, weekly basis and monthly basis کی transactions کے لئے انہیں بجٹ allocate نہیں کیا جاتا۔ میں نے وہاں پر دو تین سکولوں اور کالجوں کا visit کیا تو وہاں کے مرد و خواتین پرنسپل حضرات نے اپنا رونا یہ رویا کہ ہم کبھی اپنے سکول کے بچوں اور بچیوں سے پانچ پانچ' دس دس روپے لے کر اپنے معاملات کو solve کرتے ہیں اور کبھی سکول کا عملہ اپنی جیب سے پیسے اکٹھے کر کے اپنے daily transactions fulfill کرتا ہے۔ محترم وزیر صاحب سے میری ایک تو یہ request ہے کہ پنڈی یا پنجاب کے اندر اگر کوئی ایسے ادارے ہیں جنہیں محکمہ تعلیم سے باقاعدہ طور پر بجٹ نہیں ملتا تو براہ مہربانی انہیں اس حوالے سے بھی consider کیا جائے۔

جناب چیئرمین! دوسری بہت ہی اہم بات یہ ہے کہ آج سے کوئی دو تین یا چار سال پہلے انگلش سکول ٹیچر کے نام پر کچھ بھرتیاں ہوئیں اور وہ ایم اے (انگلش) اور ایم فل کئے ہوئے ٹیچرز ہیں اور وہ پرائمری سکول کے بچوں کو پڑھا رہے ہیں۔ انہیں اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ فی الحال آپ کو post کیا جائے گا لیکن اس کے بعد آپ کے لئے ایک proper promotion کا criteria define کیا جائے گا اور آپ کو وہ تمام facilities and luxuries ملیں گی جو ایک گریڈ 17 کے صوبائی یا

وفاقی حکومت کے افسر کو ملتی ہیں' وہ آپ کو دی جائیں گی لیکن صورت حال یہ ہے کہ مرد و خواتین انگلش سکول ٹیچر ایم اے (انگلش) اور ایم فل کر کے پچھلے چار پانچ سالوں سے دو دو اور تین تین ہزار تنخواہ پر تعلیم دے رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ پرائمری سکول کے اندر ایک ایم اے اور ایم فل کئے ہوئے ٹیچر کو نہیں ہونا چاہئے لیکن ایک انسان کی جو education ہے یا اس کی جو credibility ہے یا اس کی جو worth ہے یا اس کی جو capacity ہے یا اس کی جو efficiency ہے اس کے مطابق اگر اسے عزت' احترام' prestige اور پروٹوکول نہیں دیا جاتا تو یہ بھی ایک ظلم ہے جس کی نہ تو ہمیں شرع اجازت دیتی ہے' نہ کسی معاشرے کی تہذیب' اخلاق' روایت اور تمدن اس چیز کی اجازت دیتی ہے تو محترم وزیر تعلیم سے میری یہ دو تجاویز ہیں کہ براہ مہربانی اس حوالے سے انہیں consider کیا جائے اور ان کا کوئی حل نکالا جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین، چودھری محمد شوکت صاحب!

چودھری محمد شوکت، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ وزیر تعلیم نے حکومت پنجاب کی پالیسی بیان کی ہے جس میں انہوں نے تعلیم کو expand کرنا اور مفت تعلیم دینے کا ذکر کیا ہے۔ بہت خوش آئند بات ہے لیکن پالیسیاں اور منصوبے بنانا ایک الگ بات ہے' اصل چیز عمل درآمد ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت میں اپنی بات کو کسی سیاسی رخ پر نہیں لے کر جانا چاہتا لیکن یہ ایل ایف او کی پیداوار ہمارا جو ڈسٹرکٹ نظام بنایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر تعلیم کی بیان کی ہوئی پالیسی پر عمل درآمد میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس میں ایک بات جو مفت تعلیم کے حوالے سے ہے یہ بڑی خوش آئند بات ہے لیکن نیچے عملاً بات یہ ہے کہ لوگ سات روپے کی تعلیم بھی لینا پسند نہیں کرتے۔ اس لئے کہ وہاں سکولوں کے اندر ٹاٹ نہیں ہیں' پینے کا پانی نہیں ہے اور وہاں پر بجلی موجود نہیں ہے۔ ان حالات میں لوگ پیسے بچانے کے لئے سکولوں میں داخل نہیں ہوتے بلکہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے وہاں جاتے ہیں تو تعلیم نام کی کوئی چیز وہاں موجود نہیں ہے۔ اسی طرح جو تعلیم کو expand کرنے کا معاملہ ہے اس میں بھی ہماری ضلعی حکومتیں اس منصوبے کو ناکام بنانے کے لئے پوری طرح درپے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ڈسٹرکٹ

ناظم لاہور کے باقاعدہ احکامات کے تحت 29 سکولوں کو لاہور میں merge کیا گیا اور انہیں سگیڑا گیا۔ یہ کام انتہائی غیر فطری انداز میں کیا گیا کہ جس کی مثال یہ ہے کہ میرے حلقہ شاد باغ میں ایک سکول سیکنڈ شفٹ میں چل رہا تھا' وہاں طلبہ کی 600 تعداد ہے اور 20 کے قریب سٹاف ہے۔ اس سکول کو 20 کلومیٹر دور گرین ٹاؤن میں merge کر دیا گیا اور اس سکول کو سرے سے ختم ہی کر دیا گیا اور اسی طرح دو دو تین تین سکولوں کو ملا کر merge کیا گیا جو کہ بالکل غیر فطری ہے اور میں نے وہاں سے لیٹر بھی لکھے ہیں اور بات بھی کی ہے لیکن وہاں سے یہ جواب ملتا ہے کہ یہ ضلعی ناظم کا آرڈر ہے۔ اسی طرح وہاں وسن پورہ سکیم نمبر 2 میں تعلیم کے لئے 14 کنال اراضی باقاعدہ ہاؤسنگ سکیم کے تحت الاٹ ہے لیکن آج تک وہاں سکول نام کی کوئی چیز بنی نہیں ہے۔ چونکہ اسی علاقے میں پہلے میں ناظم تھا تو یہی ڈسٹرکٹ ناظم تھے میں نے انہیں وہاں سے لیٹر بھی لکھے کہ یہ جگہ موجود ہے جو کہ ایک محکمہ دوسرے محکمے کو منتقل کر چکا ہے اور محکمہ تعلیم اس کی رقم کی ادائیگی کر چکا ہے تو خدارا! اسے acquire کیجئے' یہاں چار دیواری بنائیے تاکہ قبضہ گروپوں سے نجات حاصل ہو۔ وہاں اس وقت صورت حال یہ ہے کہ رہائشی آبادی ہے اور وہاں پہلوان لنگوٹے پہن کر کشتیاں وغیرہ کرتے ہیں اور وہاں پتنگ بازی ہوتی ہے اور لوگ تاش کھیلتے ہیں۔ اس پر قبضہ گروپوں کی پوری نظر ہے اور وہ جگہ ابھی تک عوامی نمائندوں کی وجہ سے بچی ہوئی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ خدارا جو پالیسی آپ نے declare کی ہے۔ اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے بھی کوئی سسٹم بنائیں اور یہ جو دوہرا سسٹم چل رہا ہے کہ ضلعی نظام اور گورنمنٹ میں کوئی راستے نکالئے تاکہ آپس میں کھینچا تانی نہ ہو۔ صورت حال یہ ہے کہ میں نے بھی دو تین بار چیف منسٹر صاحب کے ڈائریکٹو بنا کر بھیجے ہیں جو بالکل صحیح مسئلہ تھا اور گورنمنٹ پالیسی ہے کہ خواتین اساتذہ کو ان کے گھروں کے قریب ڈیوٹی دی جائے۔ جناب وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو میرے پاس موجود ہیں۔ میں ای ڈی او کے پاس لے کر گیا تو انھوں نے کہا کہ ہمارے ڈسٹرکٹ ناظم نے ٹرانسفر وغیرہ پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ وہاں وزیر اعلیٰ کے احکامات کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔

جناب والا! میں بہت لمبی چوڑی تقریر کرنے کی بجائے انہی دو تین points پر وزیر تعلیم' حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی توجہ دلاؤں گا کہ جو پالیسی آپ نے declare کی ہے

اس پر عمل درآمد کے لئے کوئی راستہ جائیں اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹس جو رکاوٹ پیدا کرتی ہیں ان پر بھی یہ واضح ہو کہ بالادست کون ہے۔ بالادست پنجاب اسمبلی ہے یا ڈسٹرکٹ ناظم ہے۔ بالادست وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں یا ڈسٹرکٹ ناظم ہیں۔

جناب والا! 29 سکول merge کئے گئے ہیں۔ آپ میرٹ پر دیکھیں کہ کیا معاملہ ہے۔ وسن پورہ سکیم نمبر 2 میں جو جگہ تعلیم کے حوالے سے الاٹ کی گئی ہے وہ بیابان ہے' اگر وہاں کوئی سکول تعمیر ہو جائے کیونکہ جگہ موجود ہے تو اس طرح وہاں بچے تعلیم حاصل کریں گے تو یقیناً یہ صدقہ جاریہ ہو گا۔ میری یہ گزارشات ہیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! مجھے سب سے پہلے تعلیم جیسے شعبہ کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا ہے کہ آج جو ماحول یہاں ہے جبکہ ایک انتہائی اہم شعبہ پر گفتگو ہونا تھی۔ بہرحال ہم جو اس شعبہ کے متعلق سمجھتے ہیں' وہ ضرور بیان کریں گے۔

جناب چیئرمین! حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ماں کا دودھ اور علم ہر بچے کا حق ہے۔ اگر کوئی ماں اپنے بچے کو دودھ نہ دے سکے تو اسے ماں کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی ریاست میں جنم لینے والے بچوں کو ریاست علم نہ دے سکے تو اس ریاست کو ریاست کہلانے کا حق نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج انسانی تاریخ میں بے شمار ادوار میں طاقت کے مختلف ہتھیار رہے ہیں۔ ایک دور تھا کہ جس شخص کے پاس زیادہ غلام ہوتے تھے تو سمجھا جاتا تھا کہ وہ شخص یا ریاست زیادہ طاقتور ہے۔ پھر ایک دور آیا کہ جس کے پاس جتنی زیادہ جاگیر ہوتی تھی تو سمجھا جاتا تھا کہ وہ شخص اتنا ہی زیادہ طاقتور ہے۔ اڑھائی صدیاں پہلے انسانی تاریخ میں ایک دور آیا کہ صنعتی انقلاب کو طاقت سمجھا گیا اور یہاں سے دولت کی افزائش کا' دولت تخلیق کرنے کا ایک عمل شروع ہوا اور جو ملک صنعتی میدان میں زیادہ طاقتور تھے انھیں ہی طاقتور سمجھا گیا۔ اب یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ اکیسویں صدی میں طاقت کا ہتھیار نہ صنعت ہے' نہ جاگیر ہے' نہ کوئی غلام ہیں بلکہ اکیسویں صدی میں طاقت کا معیار اور ہتھیار صرف اور صرف علم ہو گا۔ اکیسویں صدی میں وہی قوم آگے جا سکے گی' وہی قوم ترقی کر سکے گی جو علم کے ہتھیار سے مالا مال ہو گی۔ اس لئے یہ کوئی ایسا

شعبہ نہیں ہے کہ جسے غیر سنجیدگی سے لیا جائے۔ اس کے لئے میں چند ضروری باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ وطن عزیز میں 55 سال سے تعلیم کو غیر سنجیدہ رویے سے زوال آیا ہے۔ ہمارا غیر سنجیدہ رویہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ تعلیم کے زوال کے اسباب میں پہلا نمبر ہے کہ شاید اس ملک کے بچے یا اس ملک کے والدین پانچ روپے فیس نہیں دے سکتے۔ اس لئے تعلیم کا شعبہ زوال کا شکار ہے۔

جناب والا! یہ بالکل سطحی سوچ ہے جو 55 سال سے اس شعبہ کو لے ڈوبی ہے۔ کون ہے جو اپنے بچے کے لئے پانچ روپے فیس ادا نہیں کر سکتا؟ یہ سوچ کیسی ہے کہ صرف پانچ روپے فیس نہ دینے کی وجہ سے بچے سکول نہیں جاتے؟ اگر جنوبی ایشیاء میں ہم دیکھیں تو اس کے سات ممالک ہیں' ان میں پاکستان کا چھٹا نمبر ہے۔ اس کے علاوہ جو انٹرنیشنل تعلیم کا انڈیکس ہے اس میں پاکستان کا ایک ایٹمی قوت ہونے کے باوجود گھانا' کمبوڈیا اور کینیا کے level پر 135واں نمبر ہے۔ یہ وطن عزیز کی تعلیم کے شعبہ میں صورت حال ہے۔ اگر اس بات کو آگے بڑھائیں تو اس شعبہ کے ساتھ یہ کچھ ہوا کہ 91-1990 میں اساتذہ اور طالبعلموں کا تناسب 1 39 تھا جبکہ 2003 میں یہ تناسب تقریباً 60 کے قریب پہنچ گیا۔ آپ بتائیں کہ جس کلاس میں استاد کے پاس تقریباً 70 طالبعلم ہوں گے تو وہاں آپ تعلیم بھلے مفت کر دیں' وہاں بے شک پستے مفت بانٹ دیں' وہاں کتابیں مفت دے دیں لیکن اصل مسئلہ یہ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ جس کی طرف میں پنجاب حکومت کی نشان دہی کرانا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں اساتذہ کی کمی ہے۔ اگر صرف پرائمری شعبہ کی طرف آئیں تو تقریباً 80000 صرف پرائمری کی سطح پر کم ہیں۔ اگر اس میں ہائی کلاسوں کو شامل کرلیں تو یہ تعداد تقریباً سوا لاکھ بن جاتی ہے۔ جب ایک کلاس میں استاد اور طالبعلم کا تناسب 60/70 ہوگا تو پھر تعلیم مفت بھی دیں تو کس طرح کی تعلیم اس ملک کے نونہال حاصل کریں گے۔

جناب والا! اس سے آگے چلیں کہ جو مسئلہ ہے کہ یہاں یکساں نظام تعلیم ہی نہیں ہے۔ یہاں پانچ طرح کے نظام چل رہے ہیں۔ یہاں 55 سال سے انگریزی کی بات کی گئی۔ مجھے دنیا کا کوئی ایک ملک دکھا دیں کہ جس کے سمجھنے کی' خواب دیکھنے کی زبان ہوتی ہے' وہ اصل میں سوچنے کی زبان ہوتی ہے۔ جس زبان میں ہم خواب دیکھتے ہیں' مجھے دنیا کی کوئی قوم دکھا دیں کہ خواب دیکھنے والی

زبان اور ہو اور تعلیم حاصل کرنے والی زبان اور ہو اور اس قوم نے بڑی ترقی کی ہو۔ ہم انگریزی کی اہمیت سے انکار نہیں کرتے' یہ ٹھیک ہے کہ یہ انٹرنیشنل زبان ہے' یہ ٹھیک ہے کہ یہ ہائر ایجوکیشن میں استعمال ہونے والی زبان ہے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ اس کو پرائمری کی سطح پر اس ملک کی حکومتیں لے کر آئی ہیں۔ یہ یقین رکھیں کہ جب بچہ تین' چار یا پانچ سال کا ہوتا ہے تو اسے اگر تعلیم اس کی سوچنے والی زبان میں نہ دی جائے تو وہ قوم کبھی بھی اعلیٰ سطح پر اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ نہیں کر سکتی۔ ایسی قوموں کا مجموعی تخلیقی اظہار انتہائی نچلی سطح پر ہوتا ہے۔

جناب والا! یہاں پرائیویٹ سیکٹر کی بات ہو رہی تھی۔ یہاں ایک سسٹم ہے کہ ہم نے ہر شہر میں' ہر ضلع میں تعلیم غریب کے بچے تک لے کر جانی ہے لیکن جب اس شہر کا والی' اس شہر کا مالک' اس شہر کا ناظم میاں عامر محمود جب ایسے سکول کھولے۔ ابھی اس سال یہ ظلم کی بات ہے کہ اس نے Resource Acadmia کے نام سے لاہور شہر میں ایک سکول کھولا۔ اس کے ایک بچے کی فیس چھ ہزار روپے ہے۔ جب والی شہر اس ملک میں ذاتی طور پر یہ دھندہ شروع کر دے تو پھر یہ کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ---

ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میاں عامر سال ڈیڑھ سال پہلے ضلعی ناظم بنے ہیں اور ان کی ایجوکیشن فاؤنڈیشن اس ملک کی جو خدمت کر رہی ہے میرا خیال ہے کہ میرے معزز بھائی اس چیز سے واقف نہیں ہیں۔ وہ سالانہ وظائف دیتے ہیں اور free education دیتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' محترمہ! فرمائیے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، جناب چیئرمین! میں اپنے محترم بھائی کو جواب دینا چاہتی ہوں کہ یہ language کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ آپ نے پانچویں جماعت سے انگلش شروع کر دی تو انہیں شاید

معلوم نہیں کہ علی گڑھ یونیورسٹی کا قیام سر سید احمد خان کیوں لائے تھے؟ انہوں نے کہا کہ مسلمان پیچھے صرف اسی لئے رہ رہے ہیں کہ ان کو انگلش پر عبور حاصل نہیں۔ آپ internationally کس طرح compete کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہم اردو کا احترام کرتے ہیں لیکن جب تک ہمیں انگلش پر عبور حاصل نہیں ہو گا ہم internationally compete ہی نہیں کر سکیں گے اور ان کی ریسرچ کا ساتھ نہیں دے سکیں گے۔ یہ تو وزیر تعلیم اور جناب چیف منسٹر صاحب کا انقلابی کام ہے کہ جس کو ہمیں appreciate کرنا چاہئے۔ وہ زیادہ سے زیادہ سکولوں میں جا کر خود visit کرتے ہیں۔ کتابیں مہیا کی گئی ہیں اور female students کو 200 روپیہ اور گھی کا ایک ڈبہ بھی دیا جاتا ہے تا کہ انہیں ہوم اکنامکس کا بھی پتا چلے۔ بجائے تنقید کرنے کے، وہ خود جا کر دیکھیں تو سہی کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ تنقید برائے تنقید کسی بیماری کا علاج نہیں ہوتی۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جی شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد، جناب چیئرمین! میں نے صرف ایک بات کی طرف معزز ہاؤس کی توجہ دلائی ہے کہ جنرل ڈسکشن کا مطلب obviously یہ ہوتا ہے کہ ہر بندہ اپنا point of veiw اس floor پر لائے تا کہ اس میں سے کچھ conceive کر کے بہتری کی طرف ہم مائل ہو سکیں۔ جو قابل احترام خاتون کھڑی ہوئی تھیں ان کی خدمت میں بھی یہ عرض ہے کہ سمیع اللہ خان صاحب اپنا point of view جنرل ڈسکشن پر بیان کر رہے ہیں۔ جنرل ڈسکشن تو ہر بندے کا حق ہے۔ وہ ایسے ہی ہونی چاہئے جیسے ہو رہی ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے پر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں تو میرا خیال ہے کہ ایسے ٹائم ہی ضائع ہو گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین، بہت شکریہ۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب چیئرمین! شاید ان کو میری بات کی صحیح طرح سے سمجھ نہیں آئی۔ میں بالکل انگلش زبان کے خلاف نہیں ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی ملک مجھے دکھا دیں کہ جس کی پرائمری سطح پر سوچنے کی زبان اور ہو اور بولنے کی زبان اور ہو۔ میں فکری بات کر رہا ہوں کہ کوئی ایک ملک دکھا دیں، پھر اس قوم کا تخلیقی اظہار اعلیٰ سطح پر ہو۔ اعلیٰ سطح پر میں انگلش زبان کو بالکل سمجھتا

ہوں اور اس کو مانتا ہوں لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ جب آپ پرائمری سطح پر انگلش کو لے آئیں گے تو بحیثیت قوم ہمارے سمجھنے کی زبان اور ہو گی' بولنے کی زبان اور ہو گی۔ پھر کبھی بھی ہم بحیثیت قوم اعلیٰ تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار نہیں کر پائیں گے۔ ملک صاحب! دوسری بات یہ ہے کہ میں گروپ آف کالجز کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں اور وہ اتنا انکم ٹیکس دیتے ہیں کہ شاید آپ کو پتا نہیں ہے۔ پنجاب گروپ آف کالجز کس ویلفیئر سوسائٹی' کس این جی او کے تحت چل رہا ہے؟ اس کا نام میں آپ کو بتا سکتا ہوں۔ وہ این جی او صرف اس لئے بنائی گئی کہ میاں عامر محمود صاحب جو ان اداروں سے اربوں روپیہ کما رہے ہیں وہ اس این جی او کے پاس صرف ٹیکس چوری کرنے کے لئے ہیں۔ میں اس floor پر آپ کو ان کا نام بتا سکتا ہوں۔ میرا ان کے کالجوں سے کوئی concern نہیں تھا۔ میں یہاں صرف یہ بات کر رہا تھا کہ اس پرائمری ایجوکیشن کو تو چھوڑ دیں' جب حکومت پنجاب پرائمری ایجوکیشن کے بارے میں اتنے بلند بانگ دعوے کر رہی ہے تو پھر والٹی شہر۔۔۔ کی نظر میں پرائمری کا شعبہ بھی محفوظ نہیں ہے۔ ٹھیک ہے کہ ہائیر ایجوکیشن میں ان کی دو یونیورسٹیاں ہیں' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ان کو charter ملا ہے لیکن پرائمری شعبہ میں اگر وہ لاہور شہر میں prep کے students کی چھ ہزار روپیہ فیس رکھے گا تو پھر کس طرح ہم پنجاب حکومت کے دعووں پر یقین کریں کہ وہ اس لاہور شہر یا پورے پنجاب میں پرائمری کی سطح پر ایک quality ایجوکیشن اور مفت تعلیم دے سکتے ہیں؛ کاروبار ہر بندے کا حق ہے' وہ اپنا کاروبار کریں اور اپنے کالج چلائیں' اپنی یونیورسٹیاں چلائیں لیکن خدا کے لئے پرائمری ایجوکیشن کو' جس طرح سرکار دعوے کر رہی ہے' ہم چاہتے ہیں کہ ان دعووں کا ٹیسٹ ہو۔ میں صرف نشاندہی کرنا چاہ رہا تھا۔ پھر وہ تنقیدی بات آ جائے گی کہ یہ صرف نعرے بازی ہے' عملاً آپ کچھ کر رہے ہیں اور آپ کے جو کارندے یا حکومتی نمائندے ہیں ان کا عملاً کردار کچھ اور ہے۔ میں وہ بات نہیں کرنا چاہتا تھا' میں نے صرف نشاندہی کی ہے کہ آپ اس سارے معاملے کو دیکھ سکتے ہیں۔

جناب والا! آخری بات ہے کہ یہ خوش آئند بات ہے کہ پنجاب کے تعلیمی بجٹ میں اضافہ کیا گیا لیکن جب تک آپ good governance نہیں لائیں گے' یہ صرف تعلیم کے شعبے میں نہیں ہے' یہ عام لوگوں میں تاثر ہے کہ بجٹ جب کسی بھی شعبہ میں بڑھتا ہے' یہ ایک کیک ہے جس کو

اس ملک کی اشرافیہ کھاتی ہے اور بجٹ بڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کیک کے سائز میں اضافہ ہوا ہے تاکہ اس کیک کو مزید لوٹا جائے۔ جب تک آپ سب ایمانداری سے اس کی لوٹ کھسوٹ کو بند نہیں کریں گے تب تک یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ پنجاب کے عام عوام میں یہ تاثر ہے کہ بجٹ کے بڑھنے کا مطلب اس ملک کی' اس پنجاب کی اشرافیہ کے ہاتھ میں ایک بڑے سائز کا کیک آ گیا ہے جس کو وہ بے دردی سے کھائیں گے اور لوٹیں گے۔ بہت شکریہ

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب چیئرمین! شکریہ کہ آپ نے وقت دیا۔ میں جناب منسٹر صاحب کی تعلیم کے حوالے سے توجہ دلانا چاہوں گی کہ بات تعلیم مفت ہونے کی نہیں ہے' بات تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کی ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ پنجاب کے 39 ضلعے ہیں۔ پچھلے سالوں میں جب بھرتیاں ہوئیں تو 24 ہزار کے قریب اساتذہ کی بھرتیاں ہوئیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ کئی سکول ایسے ہیں جہاں پر ابھی اساتذہ کی کمی ہے اور وہاں پر پوری طرح سے کوئی توجہ نہیں دی جاتی----

جناب چیئرمین: ٹائم بہت کم ہے۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب کو ان چیزوں کا پتا ہے۔ آپ کو موقع دیا جائے گا اور آپ تقریر کر لیجئے گا۔ جی' عامر صاحب! پلیز اپنا ٹائم تھوڑا محدود کر لیں تو سب کو اجازت مل جائے گی۔ تین منٹ تک بولیں تو we will finish by 4 o'clock

جناب عامر عثمان عادل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اس فریب مصلحت سے دور رہنے دو مجھے
اب علی الاعلان حق کی بات کہنے دو مجھے
مجھ کو وہ تعلیم مت دو جس سے مر جائے ضمیر
اس سے بہتر ہے کہ تم جاہل ہی رہنے دو مجھے

جناب چیئرمین! وزیر تعلیم نے اپنی تعلیمی پالیسی کے نکات ہمارے سامنے رکھے۔ بڑی

خوش آئند بات ہے کہ ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ تعلیمی نظام میں سکولوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ڈویلپمنٹ فنڈ کے نام پر سات ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ ٹیچرز ٹریننگ کا اہتمام بھی کیا گیا ہے اور 26 سال کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ فرسودہ نصاب تعلیم کو بدلنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر ہم تعصب کی عینک کو اتار کر دیکھیں تو بلاشبہ ہمیں وزیراعلیٰ پرویزالٰہی کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے کہ ملکی تاریخ میں اور صوبہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ تعلیم کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے' وہ ہم سب کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! تعلیم اور تعلیمی نظام کسی بھی ملک کا اثاثہ ہوا کرتا ہے۔ قوموں کی تاریخ اور ملکوں کی ترقی کی تاریخ کو سامنے رکھا جائے تو ہمیں یہ حقیقت ماننا پڑتی ہے کہ دنیا کی کوئی قوم تعلیم کے بغیر دوسری قوموں کے شانہ بشانہ نہیں چل سکتی۔ آیئے ہم تعلیمی نظام کو انسانی جسم سے تشبیہ دے کر دیکھتے ہیں کہ ڈھانچہ ایک عمارت کی مانند ہے۔ اگر سکول کی عمارت صحیح ہو گی تو تعلیمی نظام کا ڈھانچہ صحیح کام کرے گا۔ اس ڈھانچے میں اس جسم کے اندر سکول کی انتظامیہ دل کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کی رگوں میں شریانوں میں دوڑنے والا لہو جو اسے زندگی مہیا کرتا ہے وہ مالیاتی نظام ہے۔ سکول کا سربراہ اس کے دماغ کی مانند ہے اور سٹاف عضائے جسمانی کی حیثیت رکھتا ہے۔

آج ہمارے ملک کو معرض وجود میں آئے 56 برس ہو چکے' آج ہمیں ذرا سی دیر کے لئے سوچنا ہے کہ اقبال نے قائد کے خوابوں کو تعبیر دینے کی جو حسین تصویر دیکھی تھی آج 56 برس گزر جانے کے بعد کیا یہ وطن ان خوابوں کا گہوارہ بنایا جا سکا ہے یا نہیں۔ آج ہم جذباتی قوم ہونے کے ناتے اپنے ازلی دشمن سے ایک ہزار سال لڑنے کی بات کرتے ہیں اور جذباتی قوم ہونے کے ناتے ہم یہودیوں سے اظہار نفرت کے لئے پیپسی کا بائیکاٹ تو کرتے ہیں لیکن کیا کبھی ہم نے دردمندی سے یہ بات سوچنے کی کوشش کی ہے کہ ہمارے وہ ازلی دشمن --- ان کے پاس تو تقریباً ایک ملین پی ایچ ڈی ہیں اور ہمارے ہاں پی ایچ ڈی افراد تو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ وہ ازلی دشمن جس سے ہم پیپسی کا بائیکاٹ کر کے اس کی معیشت کو نقصان پہنچانے کا دعویٰ کرتے ہیں' وہ ازلی دشمن کہ وہ پی ایچ ڈی سے کم کو پڑھا لکھا مانتے ہی نہیں ہیں۔ آج ہمیں اپنی تعلیمی پالیسی کو وضع کرتے ہوئے اور وطن عزیز کے سب سے بڑے صوبے' صوبہ پنجاب کے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لئے یہ باتیں

سامنے رکھنا ہوں گی کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو کیا دے رہے ہیں۔ آج افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا سب سے بڑا المیہ جناب وزیر تعلیم! یہ ہے کہ ہماری جو بھی پالیسیاں بنی ہیں اور جتنی بھی پالیسیاں بنائی گئی ہیں وہ عجلت میں بنائی گئی ہیں اور ان کو implement کرنے سے پہلے یہ نہیں دیکھا گیا، زمینی حقائق کو سامنے نہیں رکھا گیا۔ یہاں ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں، آراستہ کمروں میں بیٹھ کر پالیسیاں وضع کرنے والوں نے یہ نہیں سوچا کہ لاہور سے کوسوں دور کسی دیہات کے اندر جب اس تعلیمی پالیسی کو رائج کیا جائے گا تو اس کے نتائج کیا نکلیں گے؟ کیا اس پالیسی کو رائج کرنے سے قبل یہ سوچا گیا کہ اس کو implement کرنے کے لئے ضروری ساز وسامان ہے؟ وہاں لوگوں کو شعور دے دیا گیا ہے؟ اساتذہ کو ضروری تربیت دے دی گئی ہے؟ اس کی واضح مثال میں دینا چاہوں گا کہ ابھی پچھلے دنوں نویں اور دسویں جماعت کے بورڈ کے امتحان کا طریقہ وضع کیا گیا تھا اور میں آپ کو یہ بات واضح کر سکتا ہوں میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ بات واضح کی تھی کہ جب نویں جماعت کے بورڈ کے امتحان کا طریقہ کار وضع کیا گیا تو چار ماہ تک نئے کورس کی کتابیں بازار میں مہیا نہیں تھیں۔ اساتذہ اور طالب علم کس سوہان روح سے گزر رہے تھے اور آج اس کی عملی صورت ہمارے سامنے آتی ہے کہ جب ہم نویں کلاس کا رزلٹ دیکھتے ہیں تو بچوں کے رزلٹ پر اس چیز کا بہت بُرا اثر پڑا ہے اور اب بھی یہ کہا جا رہا ہے کہ دوبارہ نیا نظام رائج ہو رہا ہے لیکن ابھی تک نوٹیفکیشن نہ ہونے کے باعث اساتذہ کو کچھ واضح نہیں ہے کہ انہوں نے کون سا نصاب پڑھانا ہے اور کس طرح سے پڑھانا ہے؟ یہ ہمارا المیہ ہے۔ ہمیں پالیسی بناتے وقت اور پالیسی وضع کرتے وقت کم از کم یہ سوچنا چاہئے کہ کیا اس سے پہلے ہم نے ضروری ہوم ورک مکمل کر لیا ہے۔ کیا ہم نے اس کے لئے اساتذہ کو ضروری شعور فراہم کر دیا ہے۔ آج ہم جس دوراہے پر کھڑے ہیں، جس سٹیج پر کھڑے ہیں افسوس سے کہتا ہوں کہ ہم تعلیم کے ساتھ تجربے کر رہے ہیں۔ آج ہم اپنے نظام تعلیم کو تجربوں کے مراحل سے گزار رہے ہیں۔

کیا ہے تجھ کو کتابوں نے کور ذوق اتنا
کہ صباء سے بھی نہ مل سکا تجھے بوئے گل کا سراغ

جناب چیئرمین! اب میں تعلیمی نظام کے حوالے سے جو مسائل ہیں وہ ایک ایک کر کے میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں اور یہ پالیسی سازوں کو مدد دے سکتے ہیں گورنمنٹ سیکٹر میں جو سکول ہیں وہاں پر سائنس کی تعلیم کا انتظام تو ہے لیکن خصوصاً طالبات کے حوالے سے اور دیہات کے حوالے سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ وہاں کی بچیاں بھی اکیسویں صدی میں داخل ہونے کی آرزو رکھتی ہیں۔ وہ بھی یہ چاہتی ہیں کہ سائنس کی تعلیم حاصل کریں لیکن وہاں سائنس کی تعلیم کا نظام خاطر خواہ نہ ہونے کے باعث وہ اپنی اس آرزو کا گلا گھونٹنے پر مجبور ہو جایا کرتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دیہاتی علاقوں میں بھی سائنس کی تعلیم کا نظام رائج کیا جائے اور طالبات کی سائنس کے حوالے سے ضروری پالیسیاں بنائی جائیں اور جن سکولوں میں لیبارٹریاں ہیں لیکن سامان نہیں ہے وہاں پر لیبارٹری کے سامان کو ضروری اور فوری بنیادوں پر فراہم کیا جائے۔ لیبارٹری اسسٹنٹ فراہم کئے جائیں۔

جناب چیئرمین: چار دیواری کے حوالے سے وزیر تعلیم نے پہلے ہی بڑی تفصیل سے [illegible] کر دیا۔

جناب چیئرمین: اس کے بعد ان مسائل کے حوالے سے ایک اور اہم بات کہ تعلیم کے حوالے سے جب ہم بات کرتے ہیں تو education is a long term process یہ کوئی وقتی بات نہیں ہے۔ اس حوالے سے جب پالیسی بنائی جا رہی ہے کہ سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے اور اس کمی کو پورا کیا جانا مقصود ہے تو میری عرض یہ ہے کہ کم از کم کنٹریکٹ پر بھرتیوں کے سلسلہ کو ایجوکیشن سیکٹر میں نہ آزمایا جائے کیونکہ جب دو یا تین سال کے لئے اساتذہ کو چنا جائے گا تو ان کی کارکردگی بہتر ہونے کی توقع کس طرح کی جا سکتی ہے؟ میں آپ کو مثال دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے دیہات کے علاقوں میں ایسے ایسے سکول ہیں کہ وہاں کا سٹاف جو ہے ان میں سے کچھ بیرون ملک جا چکے ہیں، کچھ چھٹی پر ہیں اور بے بس بچے ہیں۔ صرف ایک ایک استاد پر پورے سکول کا نظام چل رہا ہے۔ میری آپ کے توسط سے وزیراعلیٰ اور وزیر تعلیم سے یہ گزارش ہے کہ پالیسیاں بناتے وقت اگر قانون سازی بھی کرنی پڑے تو قانون سازی کریں اور دیہات کے سکولوں کو تباہ ہونے سے بچا لیجئے۔ آپ خود اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم جب اپنے سالانہ امتحانی نتائج کو دیکھتے ہیں تو وہ

نتائج پکار پکار کر اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کے سکولوں میں محنت آج بھی کرائی جا رہی ہے۔ آج بھی اساتذہ ناکافی وسائل کے ہوتے ہوئے اور ناگریز ضروریات کے ہوتے ہوئے بڑی تندہی اور جانفشانی کے ساتھ اپنے تعلیمی فرائض کو سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ سے میری یہ گزارش سمجھ لیں کہ فوری طور پر قانون سازی کریں کہ جہاں جہاں اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں وہاں پر فوری طور پر بھرتی کا سلسلہ شروع کیا جائے تاکہ ہمارے غریبوں کے بچے اس نظام کو تباہ ہونے سے بچا سکیں۔

جناب چیئرمین! ڈی نیشنلائزیشن اور نج کاری کی خبریں آئے دن سننے کو ملتی رہتی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ایسی افواہیں اساتذہ کو دلجمعی سے کام نہیں کرنے دیتیں۔ واضح طور پر آج کوئی پالیسی وضع کر دیجئے اور اس کو نافذ کر دیجئے تاکہ روز روز اساتذہ کے سروں پر خطرے کی لٹکتی ہوئی تلوار دور ہو سکے۔ جب آپ اساتذہ کو بھرتی کریں تو سختی سے میرٹ سسٹم کو نافذ کر دیں۔ کیونکہ اگر یہاں آپ کسی کو نوازیں گے۔ کوٹہ سسٹم شروع کریں گے تو پھر وہی ہو گا جو آج تک ہمارے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے۔

جناب چیئرمین! پرائمری کی تعلیم کے حوالے سے میرے فاضل دوستوں نے بہت باتیں کیں۔ ہمارا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ باقی دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کو دیکھ لیجئے کہ وہاں پر پی ایچ ڈی کی سطح کے اساتذہ پرائمری تعلیم دیتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ تعلیم کی اساس ہوا کرتا ہے لیکن افسوس کہ سابقہ ادوار میں ہم نے دیکھا کہ ہمارے معاشرے کا ایک trend بن گیا کہ ملک کے دوسرے شعبوں میں طبع آزمائی کے بعد اگر کسی کو کہیں اور ٹھکانہ نہ ملتا تو وہ پی ٹی سی کر کے پرائمری ایجوکیشن کی طرف آ جاتا۔ ہمیں اس رجحان کی حوصلہ شکنی کرنا ہے اور ہمیں کوشش یہ کرنا ہے کہ اگر ہم آج اپنے وطن عزیز میں اپنے نظام تعلیم کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اچھے سکیل کے ساتھ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور کوالیفائیڈ اساتذہ کو پرائمری ایجوکیشن کی طرف لانا ہو گا۔

جناب چیئرمین! ٹیکنیکل اور پرائیویٹ سکولوں کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے۔ وزیر موصوف نے کوریا اور جرمنی کا دورہ بھی کیا ہے اور انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ وہاں رائج ٹیکنیکل نظام کا مطالعہ کیا ہے تو میری تجویز ہے کہ وطن عزیز میں جو بے روزگاری کا سیلاب ہے

لوگ ہم سے اپنے بچوں کی ڈگریاں اٹھائے روزگار مانگتے ہیں تو اس کا واحد حل یہ ہے کہ گورنمنٹ پر یہ بوجھ برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ گورنمنٹ کے شعبوں میں کتنے لوگوں کو روزگار دیا جاسکتا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ روائتی تعلیم کے ساتھ ساتھ میٹرک کی سطح پر ٹیکنیکل ایجوکیشن کا نفاذ بھی عمل میں لایا جائے تاکہ ہم اپنے وطن عزیز میں بے روزگاری کے اس اہم مسئلے کو دور کر سکیں۔

جناب چیئرمین، آپ مزید کتنا وقت لیں گے کیونکہ اور لوگوں نے بھی بولنا ہے۔ عامر صاحب!

kindly will you finish

جناب عامر عثمان عادل: مختصراً ٹیچروں کے مسائل گوش گزار کرتا ہوں کہ وہ ہستی جو ہمیں فرش سے عرش کی رفعتوں سے آشکار کرتی ہے۔ آج وہ اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھنے کے لئے ٹیوشن پڑھانے پر مجبور ہے۔ وزیر تعلیم سے گزارش ہے کہ پالیسی بناتے وقت اساتذہ کے لئے ایک معاشی پیکج وضع کیا جائے جس میں ان کے معاشی مسائل کا حل ہو تاکہ وہ دلجمعی کے ساتھ اپنے اساتذہ کے فرائض سرانجام دے سکیں اور اگر ہو سکے تو ملکی تاریخ میں ٹیچرز فاؤنڈیشن کے قیام کو عمل میں لایا جائے تاکہ باقی اداروں میں جس طرح ٹیچرز کالونیاں بنتی ہیں اساتذہ کے لئے بھی بنائی جائیں۔ ان کے بچوں کو درپیش مسائل کا حل بھی کیا جائے۔ آخر میں wind up کرتے ہوئے جو move over اور سلیکشن گریڈ کے حوالے سے باتیں کی گئیں' پنشن کے حصول کے لئے 50 فیصد کمیوٹیشن کا نظام بحال کر دیا جائے۔ سربراہان ادارہ کو سپیشل چارج الاؤنس دیا جائے۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ بنیوولنٹ فنڈ کے حوالے سے باقی محکموں کے جو گریڈ 16 ہیں ان کو 25 ہزار ملتا ہے جبکہ ایجوکیشن کے گریڈ 16 کے SST کو صرف 16 ہزار ملتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس ناانصافی کو دور کیا جائے اور دوران ملازمت وفات پا جانے والے اساتذہ کے لئے گروپ انشورنس کا انتظام کیا جائے۔ معذوری کی صورت میں اس کو گروپ انشورنس دی جائے۔ ریٹائر ہونے والے اساتذہ کی چونکہ گروپ انشورنس پریمئم میچور ہو جاتی ہے لیکن انہیں دی نہیں جاتی تو اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ ان پر خصوصی رحم کیا جائے اور بھرتی کئے گئے انگلش ٹیچرز کا سروس سٹرکچر واضح کیا جائے اور آخر میں بڑی اہم تجویز دے کر بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! ہم دیکھتے ہیں کہ اوقاف کے محکمے کو درباروں سے لاکھوں' کروڑوں کی آمدن ہوتی ہے تو میری تجویز ہے کہ ضلع کے اندر جو خاص دربار ہیں اس حوالے سے ایک خصوصی سکالر شپ فنڈ قائم کر دیا جائے کہ اس ضلع کے ہر میٹر ک' ایف اے' ایف ایس سی کے امتحان میں فرسٹ' سیکنڈ اور تھرڈ آنے والے بچوں اور غریب' نادار اور یتیم بچوں کو اس دربار کی آمدنی سے خصوصی فنڈ قائم کر کے سکالرشپ دے دیا جائے جو ان کی آگے اعلیٰ تعلیم کا ذمہ دار ہو جائے۔ اساتذہ بڑی محنت کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ وزیر تعلیم سے یہ بھی گزارش ہے کہ جن سکولوں کا چار چار سال سے رزلٹ 100 فیصد آ رہا ہے' ان کی حوصلہ افزائی کے لئے کوئی خصوصی انعام' ایوارڈ کا سلسلہ شروع کیا جائے اور اس میں میری تجویز یہ ہے کہ ہر ضلع کی سطح پر جو استاد outstanding performance دکھائے اپنے رزلٹ کے حوالے سے انہیں سرکاری حیثیت سے حج پر بھیجا جائے۔ اللہ کرے کہ ہمارے وطن عزیز میں تعلیم کی اساس درست ہو جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب! میری معزز اراکین سے درخواست ہے کہ وہ تین تین منٹ بولیں کیونکہ میرے پاس بے شمار نام ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انشاء اللہ تین منٹ ہی بولوں گا۔ باقی بھی میرے نقش قدم پر چلیں۔ گزارش یہ ہے کہ۔

ساڈے بال وی پڑھ لکھ کے بک ڈینہ حاکم بنڑ سن

ہن اکانہ ترجمہ وی کینا کروں ناں کہ۔ ہمارے بچے بھی تعلیم حاصل کر کے ایک نہ ایک دن حاکم بن جائیں گے۔

ساڈے بال وی پڑھ لکھ کے بک ڈینہ حاکم بنڑ سن
کیا احساس سرائیکیاں دے ھن آتیکوں سمجھاواں
کندھی آلے ترسے رھون کیا سوچے دریاواں

یعنی دریا انہیں گزرتے ہوئے کیا سمجھائے کہ ان کی دیوار کے قریب جو بیٹھے ہیں وہ پیاسے رہے ہیں۔ یہ شعر تعلیم سے متعلق تھا۔

چونکہ ٹائم کافی ہو چکا ہے اس لئے مختصر عرض کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو مجھے یہ فخر ہے کہ میں اپوزیشن کا رکن ہوں لیکن اللہ نے ہمیں اتنا اعزاز اور حوصلہ بخشا ہے کہ جو شخص اچھا کام کرے اس کی تعریف کریں اور ہمارے لیڈروں کی طرف سے ہمیں یہ ہدایت نہیں ہے کہ آپ نے تنقید برائے تنقید ہی کرنی ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ ہمارے وزیر تعلیم کو اللہ تعالیٰ نے شکل بھی خوب صورت نوازی ہے اور محنت بھی بڑی اچھی کرتے ہیں' با اخلاق بھی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی کوششوں اور صلاحیتوں کے مطابق بھرپور کام کر رہے ہیں اور ان میں سننے اور سمجھنے کا بھی حوصلہ ہے اس کے لئے میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

ایک دو چھوٹی چھوٹی گزارشات ہیں اگر ان پر کچھ غور و فکر ہو سکے۔ اس میں ایک صحت ہے اور دوسری تعلیم اور ایک شاید صوبائی و قومی اسمبلیاں ہیں جن کی مدت مختص نہیں ہے۔ یعنی شعبہ تعلیم کے لیکچررز اور پروفیسرز کے لئے پبلک سروس کمیشن بند کر دیا گیا ہے اور ڈاکٹروں کے لئے بھی پبلک سروس کمیشن بند کر دیا گیا ہے۔ ہم تو ویسے ہی ایڈہاک پر ہوتے ہیں۔ ہمارا کوئی پتا نہیں ہوتا کہ کتنی دیر تک یہ سلسلہ رہے گا؟ ہمارا کنٹریکٹ تو کبھی پورا ہی نہیں ہوا۔ میری استدعا یہ ہے کہ یہ اچھی روایت نہیں ہے۔ ایک جگہ بات چلی تو میرے دوست نے مجھے کہا کہ کنٹریکٹ پر لیکچررز اور ڈاکٹرز کو اس لئے رکھا جاتا ہے کہ اگر ان کی کارکردگی اچھی نہ ہو تو انہیں ہٹا دیا جائے تاکہ پھر وہ محنت کر کے اپنی کارکردگی کو بہتر کریں۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کا یہ تجربہ اور feed back آیا ہے تو بڑی خوش آئند بات ہے۔ میں نے کہا کہ یہی تجربہ ہم اور بھی دو تین جگہوں پر کر لیتے ہیں۔

میں نے کہا کہ سب سے important جو ہمارا ادارہ ہے' جو ہمارے لئے انتہائی قابل احترام اور متبرک ہے وہ پاکستان کی فوج ہے جسے ہم دل و جان سے چاہتے ہیں۔ ہم یہ کیوں نہ کریں کہ اگر فرض کرو کہ کور کمانڈرز اور جرنیل تین تین مہینے کے کنٹریکٹ پر رکھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر انڈیا فتح ہو گیا تو ٹھیک ہے' اگر مطلوبہ ٹارگٹ نہ ملا تو آپ کو بھیج دیں گے۔ اگر یہ بات بہت سخت ہے تو اس کو ہٹا دیتے ہیں۔ اسی طرح عدلیہ ہمارا قابل احترام ادارہ ہے۔ وہاں بھی ججوں کو کہتے ہیں کہ اگر باہر لوگوں نے شکایت کی کہ انصاف سستا نہیں اور پاکستان میں انصاف نہیں مل رہا تو تمہارے تین مہینے کا کنٹریکٹ ہے تمہیں ہٹا دیں گے تاکہ کارکردگی بہتر ہو اور لوگوں کو آسان' سستا اور جلد

انصاف مہیا ہو سکے۔ اسی طرح سول بیوروکریسی کا ادارہ خاص طور پر D.M.G کا ہے۔ ان کی قابلیت اور احترام سر آنکھوں پر لیکن میں دیکھتا ہوں کہ میرے پروفیسرز صاحبان specially بزرگ تیس تیس، چالیس چالیس سال کی سروس والے 'ایک D.M.G گروپ والے چودہ پندرہ یا سولہ سال کے ایڈمنسٹریشن کا experience رکھنے والے سیکشن آفیسر کے انتظار میں باہر کھڑے ہیں اور 21 گریڈ کا ڈاکٹر انتظار میں ہے کہ سیکشن آفیسر مہربانی کر کے اسے بلائے گا اور اس کی فائل move ہو گی جس کا بڑا افسوس ہوتا ہے جو کہ ایک المیہ ہے۔

اسی طرح ایجوکیشن میں بھی ہے۔ میں نے پروفیسروں اور پرنسپلوں کو دیکھا ہے کہ just سی ایس ایس کی وجہ سے وہ بیچارے آتے ہیں اور ویسے یہ بھی اچھا تجربہ کیا جا رہا ہے کہ تعلیم اور یونیورسٹیوں کو جرنیلوں کے حوالے کیا جا رہا ہے اور امید ہے کہ کالجوں کو شاید بریگیڈیئروں کے حوالے نہ کیا جائے۔

ایک دو میری آخری گزارشات ہیں ایک تو یہ ہے کہ میرے حلقہ ملتان شہر میں 1991 میں ٹی ڈی جمنداں ملتان شہر میں ایک جگہ ہے جہاں انٹر میڈیٹ کالج بنایا گیا تھا' اس کی انٹریول کی بلڈنگ complete ہو گئی تھی۔ بعد میں اس دور کے ایم پی اے اور ایم این اے کی چپقلش کی وجہ سے لوگ پہلے وہاں سے لینٹر کی چھتیں اتار کر لے گئے۔ پھر دیواروں کی اینٹیں اٹھا کر لے گئے۔ پھر لوہے کی گرلیں اتار کر لے گئے۔ اس وقت وہ پورے کا پورا گراؤنڈ ہے اور پچھلے دنوں ٹاؤن ناظم آئے تو انہوں نے کہا کہ میں دس لاکھ دیتا ہوں کہ اس کو پارک بنا لیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ میں نے question بھی کیا تھا بعد میں جواب کا موقع نہیں ملا تھا۔ میری استدعا ہے کہ کم از کم اس کی انکوائری کروائی جائے کہ پورے کا پورا بنا بنایا کالج جس کو اٹھا کر لے گئے ہیں اس پر کیا ایکشن ہوا ہے؟ اور اس کی جگہ پر محکمہ تعلیم کیا کرنا چاہتا ہے؟

دوسری گزارش یہ ہے اور آپ یہ سن کر شاید حیران ہوں گے کہ ملتان شہر میں گرلز ہائر سیکنڈری سکول ہی نہیں ہے۔ ہائی سکول تو ہیں لیکن کوئی گرلز ہائر سیکنڈری سکول نہیں ہے۔ میری استدعا ہے کہ اگر مہربانی فرما کر کوئی ایک آدھ گرلز ہائیر سیکنڈری سکول ملتان شہر کو تجویز کر دیا جائے تو ہم آپ کے انتہائی مشکور رہیں گے۔ آخر میں T.E.V.T.A کا مجھے نہیں معلوم کہ محکمہ تعلیم میں آتا

ہے کہ نہیں' تو وہ جب آئے گا تو دیکھیں گے۔

جناب چیئرمین: جناب عامر فدا پراچہ صاحب!

جناب عامر فدا پراچہ: جناب چیئرمین' سب سے پہلے میں جناب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں' آپ جو اس وقت کرسی صدارت پر براجمان ہیں' یہ ہمارے لئے' خطہ پوٹھوہار کے لئے نہایت فخر کی بات ہے۔ وقت کی کمی کے باعث میں صرف ایک گزارش آپ کے توسط سے محترم وزیر تعلیم صاحب سے کرنا چاہوں گا۔ ہمارے راولپنڈی شہر میں ایک وفاقی وزیر موصوف موجود ہیں جنھیں تعمیرات کا بہت شوق ہے' صرف اس لئے کہ اپنے نام کی زیادہ سے زیادہ تختیاں لگا سکے۔ وہاں پر وہ عمارتیں کھڑی کرتے جا رہے ہیں جبکہ ان سکولوں کی عمارتوں میں وہ بنیادی سہولتیں موجود نہ ہیں جن کی کسی سکول کو اشد ضرورت ہوتی ہے۔ پہلے سے موجود سکولوں میں اساتذہ کی کمی' لیبارٹریز' لائبریری اور فرنیچر میسر نہ ہونے کی طرف تو کوئی توجہ نہیں دی جا رہی' وزیر موصوف صرف اپنے نام کو چمکانے کی خاطر نئے سکول بناتے جا رہے ہیں۔ ہمیں پچھلے دنوں معلوم ہوا ہے کہ ایجوکیشن کے حوالے سے ہمارے پاس فنڈز موجود ہیں تو میں اپنے وزیر موصوف سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس وفاقی وزیر کی غلطیوں کو درست کرنے کے لئے اس فنڈ کو استعمال کریں۔ اس حوالے سے ایم پی اے صاحبان نے بھی اپنی سکیمیں دی ہوئی ہیں۔ براہ کرم ان پر جلد از جلد عمل درآمد کروایا جائے۔ اس سے راولپنڈی شہر کے بچے بہتر تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ سکولوں میں جن چیزوں کی کمی ہے وہ مہیا کی جا سکیں گی اور بچے ان سے مستفید ہو سکیں گے۔

جناب چیئرمین: ملک نذر فرید کھوکھر صاحب!

ملک نذر فرید کھوکھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر' میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں literacy rate بہت کم ہے۔ اسی وجہ سے ہمارا ملک پسماندہ ہے' اسے backward ممالک میں شامل کیا جاتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے سب سے اہم شعبہ تعلیم ہے۔ ہمارے وزیراعلیٰ اور وزیر تعلیم اس شعبے کی ترقی کے لئے خاص طور پر توجہ دے رہے ہیں۔ جیسا کہ

آپ کو معلوم ہے کہ ابتدائی تعلیم کو مفت کر دیا گیا ہے اور میں نے آج کے اخبار میں یہ بھی پڑھا ہے کہ چھٹی سے آٹھویں جماعت تک کی طالبات کے لئے وظائف بھی مقرر کئے جا رہے ہیں۔ جو ممالک تعلیم میں آگے نکلتے ہیں' اگرچہ ان کے پاس وسائل ہوں یا نہ ہوں وہ ممالک ترقی کرتے ہیں۔ ہمارا وطن عزیز وسائل سے مالا مال ہے لیکن اس کے باوجود ہم بہت سے ممالک سے پیچھے ہیں جبکہ جاپان میں کوئی وسائل' کوئی معدنیات موجود نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود وہ دنیا میں نمبر 1 پر جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر literacy rate سب سے زیادہ ہے۔ اگرچہ ہماری حکومت اس معاملے میں نہایت دلچسپی لے رہی ہے پھر بھی میں چند ایک تجاویز وزیر تعلیم صاحب کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔

MR CHAIRMAN: The sitting time is extended for 15 minutes.

ملک نذر فرید کھوکھر جناب والا' literacy rate کم ہونے کی اصل وجہ poverty ہے۔

جناب محمد وقاص جناب چیئرمین' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی' فرمائیے'

جناب محمد وقاص . جناب والا! تعلیم جیسے اہم شعبے پر بحث ہو رہی ہے اور آپ ملاحظہ فرمالیں کہ اس وقت ہاؤس کورم میں بھی نہیں ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس بحث کو آپ ایک دن کے لئے extend کر دیں' اسے کل تک رکھ لیں' ویسے بھی ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: کیا آپ کورم کی نشاندہی کر رہے ہیں؛ صرف دو تین لوگ رہ گئے ہیں' انھیں اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔

شیخ امجد عزیز : جناب سپیکر ؛ اس serious issue پر بحث کل تک کے لئے بڑھا دیں' کل بھی تعلیم کے حوالے سے بحث رکھی جائے تاکہ سارے لوگ اس پر بات کر لیں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب ' 15/20 منٹ تو بات ہونے دیں' اگر ضرورت پڑی تو پھر مزید extend بھی کر دیں گے۔ دو تین حضرات بات کرنے والے رہ گئے ہیں' تھوڑا سا برداشت رکھیں۔

شیخ امجد عزیز: جناب والا ہاؤس تو خالی پڑا ہے کیا ہم پنجوں کو اپنی بات سنائیں؟ میرا خیال ہے کہ اس شعبے پر بات کرنے کے لئے پورے ہاؤس کی موجودگی بہت ضروری ہے۔ ہم اپنی بات کس کو سنائیں؟ لہذا میری گزارش ہے کہ اسے کل تک کے لئے extend فرما دیں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب، ملک نذر فرید کھوکھر صاحب کو اپنی تقریر ختم کر لینے دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا ہاؤس میں کورم نہیں ہے، کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے۔ اس لئے اب رولز کے مطابق ہاؤس کورم کے بغیر نہیں چل سکتا۔

جناب چیئرمین: کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔ لہذا اب اجلاس کل مورخہ 31 جولائی 2003ء صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

	Issue Nr.	Page Nr.
-Detail of use of funds allocated for Wahdat Colony Quarters *(Question No 1014*)*	3	306
-Extension programme of Sialkot-Wazirabad Road *(Question No 1522*)*	3	319
-Illegal encroachers in Wahdat Colony *(Question No 458*)*	3	291
-Irregularities in Highway Department Mandi Bahauddin *(Question No 999*)*	3	303
-One-way formation of road from Kamonke to Tatley-Aali *(Question No 1389*)*	3	316
-One-way formation of Sialkot-Aimanabad Road *(Question No 710*)*	3	294
-Problems and solution of construction and repair of state property *(Question No 1157*)*	3	311
-Problems due to incomplete Sargodha bypass road *(Question No.1272*)*	3	314
-Reconstruction of bridge of damp-water course near Muridke Village *(Question No 1127*)*	3	310
-Recovery of toll tax and the exempted persons/institutions *(Question No 817*)*	3	299
-Transfer of buildings of primary schools for boys & girls to the Education Department in Tehsil Depalpur *(Question No 1497*)*	3	318
ZAHID IQBAL SANDHU, CHAUDHRY		
-Oath of office	1	11
ZAHID PARVAIZ, CHAUDHRY		
QUESTION regarding-		
-Detail of murder case of Ch. Khalid Hummayun and others *(Question No 1121*)*	1	111

W

	Issue Nr.	Page Nr.
WASEEM AKHTAR, DR SYED		
ADJOURNMENT MOTIOIN regarding-		
-Unhygienic drinking water in Bahawalpur City	4	508
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Non presentation of report of Principles of Policy in the House	4	505

Y

YAWAR ZAMAN, MIAN		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of heinous crimes (murder, dacoity and rape) in the Province *(Question No 1071*)*	1	102
-Detail of land-lease of Military Farm Okara *(Question No 1080*)*	4	447
-Steps by the Government for extension in existing jails and construction of new jails *(Question No.1086*)*	1	110

Z

ZAHEER UD DIN KHAN, CHAUDHRY (Minister for Communication & Works)		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Completion of road from Mong to Malikwal Mandi Bahaud-din *(Question No 1000*)*	3	304
-Construction and extension of road from Bhera Interchange to Shahpur *(Question No 806*)*	3	298
-Construction and repair of bridge of Bhutterwal Road (Chunian Hujra Shah Muqeem Link Road) *(Question No 11[illegible]*)*	3	312
-Construction and repair of Defence Road Lahore *(Question No 121[illegible]*)*	3	313
-Construction and repair of overhead bridge Sadiqabad *(Question No 1337*)*	3	315
-Construction and repair of Phallia Saida Sharif Warryam Road *(Question No 860*)*	3	302
-Construction and repair of road from bridge Wan to Moaza Puran (Depalpur, Okara) *(Question No 1494*)*	3	317
-Construction and repair of road from Kamonke to Goga Link *(Question No 83[illegible]*)*	3	301
-Construction and repair of Sargodha-Talibwala Road Chak 28 Southern *(Question No 640*)*	3	293
-Construction of Bara Ghar-Jaranwala Road and bridge *(Question No 799*)*	3	297
-Construction of bypass for Jhang City *(Question No 1091*)*	3	309
-Construction of green belt in centre of main Sheikhupura Road *(Question No 160*)*	3	273
-Construction of inter-district roads *(Question No 550*)*	3	291
-Construction of Kallo Wal Road Sialkot *(Question No 745*)*	3	295
-Construction of new bridge between District Mandi Bahauddin and Hafizabad over River Chenab *(Question No 1473*)*	3	316
-Construction of road from Bhalwal to Bhera *(Question No 100*)*	3	270
-Construction of road from Thokar Niaz Baig to Mohlanwal Bridge *(Question No 348*)*	3	284
-Construction of Sargodha Kandiwal Road *(Question No 641*)*	3	293
-Construction of Umar Sukha to Attari Depalpur Road *(Question No 75[illegible]*)*	3	296
-Constructions on water tank of Wahdat Colony *(Question No 15[illegible]*)*	3	288
-Contracts of Highway Department from 1997 to 2002 *(Question No 249*)*	3	281
-Detail of funds allocated for construction of roads in Rawalpindi from 1997 to 2002 *(Question No 1156*)*	3	310
-Detail of funds in the head of patch work of Lahore-Sheikhupura Road since 1999 *(Question No 1020*)*	3	307
-Detail of projects of Highway Department in PP-164 from 1997 to 2003 *(Question No 1922*)*	3	308

	Issue Nr.	Page Nr.
SESSION-		
Notification regarding summoning of 11th session held on 25-7-2003	1	1
SHAGUFTA ANWAR, MS		
EXTENSION IN PERIOD FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-		
-Revision of emoluments of Public Representatives Bill 2003	2	214
REPORT regarding-		
-Amendment in Rule 224(A) of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997	2	214
SHAHEENA ASAD, MRS		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	231
QUESTION regarding-		
-Establishment of police station in the building of office of Kanoongo in Basirpur (Okara) *(Question No 1655*)*	4	468
SHAKIL-UR-REHMAN, LALA (ADVOCATE)		
QUESTIONS regarding-		
-Delegation of powers to Prosecution Branch of Police and Public Safety Commission *(Question No 1075*)*	1	105
-Misuse of powers by the employees of Elite Force in Gujranwala *(Question No 1076*)*	1	107
SHELA RATHOR, MRS		
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P A	4	474
QUESTIONS regarding-		
-Lady Police Stations in Sialkot *(Question No 154*)*	1	48
-Number of Police employees and crimes in Sialkot *(Question No 155)*	1	52
SIALKOT		
-Suspension of rules and discussion on incident of District Jail Sialkot	2	163
SUMMONING-		
-Notification regarding summoning of 11th session held on 25-7-2003	1	1
SUSPENSION OF RULES-		
-For discussion on incident of District Jail Sialkot	2	163
T		
TAHIR AKHTAR MALIK, MR		
QUESTIONS regarding-		
-Construction of Kallo Wal Road Sialkot *(Question No 745*)*	3	295
-Extension programme of Sialkot Wazirabad Road *(Question No 1522*)*	3	319
TAJAMMAL HUSSAIN, RANA		
QUESTIONS regarding-		
-Construction and repair of road from Kamonke to Goga Link *(Question No 837*)*	3	300
-Extension programme of Sialkot - Wazirabad Road *(Question No 1522*)*	3	319
TANVEER AHMAD, SHEIKH		
QUESTION regarding-		
-Detail of transfers in Police Department *(Question No 38)*	1	120
TARIQ AHMAD GURMANI, MR		
QUESTION regarding-		
-Allotments to the tenants in result of land reforms in Muzaffar Garh *(Question No 1456*)*	4	461
TASNEEM RASHEED, DR		
QUESTIONS regarding-		
-Allotment of Lumberdari land on proprietary rights *(Question No 1131*)*	4	449
-Allotment of Lumberdari land on proprietary rights in Tehsil Jaranwala *(Question No 1132*)*	4	452

	Issue Nr.	Page Nr.
SABA SADIQ, MISS		
POINTS OF ORDER regarding-		
-Invitation to the Opposition by the Government for negotiation	1	20
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P A	4	482
QUESTION regarding-		
-Detail of staff and registered cases in Lady Police Stations *(Question No 1233*)*	1	117
SAEED AKBAR KHAN, MR (Minister for Prisons)		
ANSWER TO THE QUESTION regarding-		
-Number of Wardens and their special allowances in Prisons Department *(Question No 102*)*	1	43
POINTS OF ORDER regarding-		
-Invitation to the Opposition by the Government for negotiation	1	15
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P A	4	485,498
SAGHIRA ISLAM, MS		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	534
-Incident of District Jail Sialkot	2	190
SAJJAD HAIDER GUJJAR, CHAUDHRY		
QUESTION regarding-		
-Reconstruction of bridge of damp-water course near Muridke Village *(Question No 112*)*	3	309
SAMI ULLAH KHAN, MR		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	547
POINTS OF ORDER regarding-		
-Invitation to the Opposition by the Government for negotiation	1	21
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P A	4	480
QUESTION regarding-		
-Construction of green belt in centre of main Sheikhupura Road *(Question No 160*)*	3	273
SAMIA AMJAD, DR		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	233
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P A	4	481 494
SAMINA NAVEED, MISS		
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P A	4	491
SANAULLAH KHAN, RANA		
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-		
-Getting free Sir Syed Town and Allama Iqbal Colony, the housing schemes of FDA, from the bindings of the rules	3	393
-Steps to abolish the Lumberdari system	3	392
-Undue siege of the house of Ex-Chief Minister by the Police	1	137
CONDOLENCE-		
-On the deaths in the incident of District Jail Sialkot	2	152
POINT OF ORDER regarding-		
-Invitation to the Opposition by the Government for negotiation	1	21
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Derogatory remarks of Police employees against M P.As	1	127
QUESTION regarding-		
-Inquiry against Director- General, Ayub Research Institute, Faisalabad *(Question No 646*)*	1	83
SAUD HASSAN DAR, MIAN		
QUESTION regarding-		
-Detail of staff of Revenue Department in PP-95 Gujranwala *(Question No 1581*)*	4	466

	Issue Nr.	Page Nr.
REVENUE, RELIEF AND CONSOLIDATION DEPARTMENT		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Exemption of property tax to the widow house owners	3	392
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Improper behaviour of Kanoongo Consolidation Circle Karor lower District Layyah, with M P A	3	383
-Steps to abolish the Lumberdari system	3	392
QUESTIONS regarding-		
-Confirmation of files of under consolidation Moazas *(QuestionNo 791*)*	4	441
-Confirmation of under consolidation Moazas according to schedule *(Question No.792*)*	4	442
-Detail and criterion for licence of stamp-dealer *(Question No 812*)*	4	443
-Detail of Patwar Circle-staff of Lahore *(Question No 1547*)*	4	464
-Detail of registry fee in District Sheikhupura during 1997 to 2003 *(Question No 1015*)*	4	447
-Detail of staff of Revenue Department in PP-95 Gujranwala *(Question No 1581*)*	4	466
-Detail of Tehsildars and Naib Tehsildars in the Province *(Question No 541*)*	4	434
-Establishment of police station in the building of office of Kanoongo in Basirpur (Okara) *(Question No 1655*)*	4	468
-Financial aid to the flood affected people of District Khushab *(Question No 956*)*	4	446
-Fire at record office of Revenue Department Rawalpindi *(Question No 910*)*	4	445
-Illegal occupants and area of Jagir Raja District Lahore *(Question No 130*)*	4	415
-Number particulars and other detail of officers of Revenue Department posted at Rawalpindi *(Question No 1158*)*	4	452
-Promotion of clerical staff as Naib Tehsildar and Tehsildar *(Question No 88*)*	4	413
-Proprietary rights of the land allotted under "Grow More Food" scheme in Cholistan in 1959-60 *(Question No 1685*)*	4	470
-Transfer of Tehsil Headquarter Ferozewala to Muridke *(Question No 1229*)*	4	459
-Transfer of Tehsil Headquarter Ferozewala to Muridke *(Question No 1230-A*)*	4	460
-Unjustified deduction of agricultural tax *(Question No 1666*)*	4	469
-Works and aims of Revenue Department in Okara *(Question 1195*)*	4	457
RIAZ AHMAD, RAJA		
CONDOLENCE-		
-On the deaths in occurrence at Quetta and death of father George Ibrahim	1	10
DISCUSSION ON-	2	173
-Incident of District Jail Sialkot		
RULES OF PROCEDURE OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB 1997		
MOTION regarding-		
-Amendments passed in rules 148, 176 and 180 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997	4	518
-Suspension of the requirement of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 234 for consideration of the amendments in rules 148, 176 and 180 of the rules *ibid*	4	517

S

SAADIA HUMAYUN, MRS		
QUESTION regarding-		
-Need for Government steps against obscenity *(Question No 681*)*	1	85

	Issue Nr.	Page Nr.
-Steps by the Government for extension in existing jails and construction of new jails *(Question No 1086*)*	1	110
REVENUE, RELIEF & CONSOLIDATION DEPARTMENT		
-Confirmation of files of under consolidation Moazas *(Question No.791*)*	4	441
-Confirmation of under consolidation Moazas according to schedule *(Question No 792*)*	4	442
-Detail and criterion for licence of stamp-dealer *(Question No.812*)*	4	443
-Detail of Patwar Circle-Staff of Lahore *(Question No 1547*)*	4	464
-Detail of registry fee in District Sheikhupura during 1997 to 2003 *(Question No 1015*)*	4	447
-Detail of staff of Revenue Department in PP-95 Gujranwala *(Question No.1581*)*	4	466
-Detail of Tehsildars and Naib Tehsildars in the Province *(Question No 541*)*	4	434
-Establishment of police station in the building of office of Kanoongo in Basirpur (Okara) *(Question No 1655*)*	4	468
-Fire at record office of Revenue Department Rawalpindi *(Question No 910*)*	4	445
-Financial aid to the flood affected people of District Khushab *(Question No 956*)*	4	446
-Illegal occupants and area of Jagir Raja District Lahore *(Question No 130*)*	4	415
-Number, particulars and other detail of officers of Revenue Department posted at Rawalpindi *(Question No 1158*)*	4	452
-Promotion of clerical staff as Naib Tehsildar and Tehsildar *(Question No 88*)*	4	413
-Proprietary rights of the land allotted under "Grow More Food" scheme in Cholistan in 1959-60 *(Question No 1655*)*	4	470
-Transfer of Tehsil Headquarter Ferozewala to Mundke *(Question No 1229*)*	4	459
-Transfer of Tehsil Headquarter Ferozewala to Mundke *(Question No 1230-A*)*	4	460
-Unjustified deduction of agricultural tax *(Question No 1666*)*	4	469
-Works and aims of Revenue Department in Okara *(Question 1195*)*	4	457

R

RAZA ALI GILLANI, SYED (Minister for Housing, Urban Development and Public Health Engineering Department)		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Unhygienic drinking water in Bahawalpur City	4	508
RECITATION-		
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 25-7-2003	1	9
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 28-7-2003	2	151
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 29-7-2003	3	261
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 30-7-2003	4	399
REHANA JAMEEL, BEGUM		
QUESTIONS regarding-		
-Contracts of Highway Department from 1997 to 2002 *(Question No 249*)*	3	281
-Detail of Police encounters in Lahore District *(Question No 76*)*	1	40
-Illegal occupants and area of Jagir Raja District Lahore *(Question No 130*)*	4	415
-Promotion of clerical staff as Naib Tehsildar and Tehsildar *(Question No 88*)*	4	413
REPORT regarding-		
-Amendment in Rule 224(A) of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997	2	214
EXTENSION IN PERIOD FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-		
-Revision of emoluments of Public Representatives Bill 2003	2	214

	Issue Nr.	Page Nr.
-Construction of Bakhshi Khana in Lahore Cantt Courts *(Question No 967*)*	1	97
-Construction of building of Police Station Islamabad *(Question No 1135*)*	1	115
-Delegation of powers to Prosecution Branch of Police and Public Safety Commission *(Question No 1075*)*	1	105
-Detail of cases registered in Police Stations of Sialkot *(Question No 528*)*	1	82
-Detail of criminal occurrences in the Punjab during last five years *(Question No.906*)*	1	94
-Detail of heinous crimes (murder, dacoity and rape) in the Province *(Question No 1071*)*	1	102
-Detail of murder case of Ch Khalid Hummayun and others *(Question No 1121*)*	1	111
-Detail of murder cases registered in Police Station Northern Lahore Cantt *(Question No 500*)*	1	67
-Detail of Police encounters in Lahore District *(Question No 76*)*	1	40
-Detail of Police encounters in Sheikhupura from 2000 to February 2003 *(Question No 1030*)*	1	100
-Detail of Police encounters in Sheikhupura in 2000 *(Question No 1029*)*	1	98
-Detail of Police stations and their buildings in Pakpattan Sharif *(Question No 692*)*	1	86
-Detail of proceedings of criminal cases registered in Police Station Chuchak, Okara *(Question No 1123*)*	1	114
-Detail of proclaimed offenders in Faisalabad *(Question No 859*)*	1	87
-Detail of staff and registered cases in Lady Police Stations *(Question No 1233*)*	1	117
-Detail of theft cases registered in Police Station Saddar Jhang *(Question No 398*)*	1	63
-Detail of transfers in Police Department *(Question No 38)*	1	120
-Difficulties of new Police Order *(Question No 355)*	1	57
-Fine on violations of traffic rules in the Province *(Question No 186*)*	1	55
-Increase in fee for domicile *(Question No 905*)*	1	93
-Inquiry against Director – General, Ayub Research Institutes Faisalabad *(Question No 646*)*	1	83
-Lady Police Stations in Sialkot *(Question No 154*)*	1	48
-Loss of children *(Question No 305*)*	1	80
-Misuse of powers by the employees of Elite Force in Gujranwala *(Question No 1076*)*	1	107
-Need for Government steps against obscenity *(Question No 681*)*	1	85
-Number of murders, the arrested accused persons of murders and suicides in Lahore *(Question No 105)*	1	46
-Number of Police employees and crimes in Sialkot *(Question No 155)*	1	52
-Recovery of the amount received as bribery *(Question No 1003*)*	1	97
-Schemes and Institutions of Police Welfare *(Question No 194*)*	1	71
-Theft cases registered in Police Station Chuchak, District Okara and proceedings against the Incharge thereof *(Question No 1122*)*	1	113
PRISONS DEPARTMENT		
-Detail of capacity and number of prisoners in Central Jail Sahiwal	1	88
-Facilities to the influenced prisoners and classification of prisoners according to rules *(Question No 55)*	1	122
-Number of Wardens and their special allowances in Prisons Department *(Question No.102*)*	1	43
-Provision of facilities for lady prisoners in Camp Jail and Kot Lakhpat Jail *(Question No 901*)*	1	91

	Issue Nr.	Page Nr.
-Construction and repair of Defence Road Lahore *(Question No 1217*)*	3	312
-Construction and repair of overhead bridge Sadiqabad *(Question No 1337*)*	3	315
-Construction and repair of Phallia Saida Sharif Warryam Road *(Question No 860*)*	3	301
-Construction and repair of road from bridge Wan to Moaza Puran (Depalpur, Okara) *(Question No 1494*)*	3	317
-Construction and repair of road from Kamonke to Goga Link *(Question No 837*)*	3	300
-Construction and repair of Sargodha - Talibwala Road Chak 28 Southern *(Question No 640*)*	3	292
-Construction of Bara Ghar-Jaranwala Road and bridge *(Question No 799*)*	3	296
-Construction of bypass for Jhang City *(Question No 1091*)*	3	308
-Construction of green belt in centre of main Sheikhupura Road *(Question No 160*)*	3	273
-Construction of inter-district roads *(Question No 550*)*	3	291
-Construction of Kallo Wal Road Sialkot *(Question No 745*)*	3	295
-Construction of new bridge between District Mandi Bahauddin and Hafizabad over River Chenab *(Question No 1473*)*	3	316
-Construction of road from Bhalwal to Bhera *(Question No 100*)*	3	270
-Construction of road from Thokar Niaz Baig to Mohlanwal Bridge *(Question No 348*)*	3	284
-Construction of Sargodha - Kandiwal Road *(Question No 641*)*	3	293
-Construction of Umar Sukha - Attari Depalpur Road *(Question No 757*)*	3	295
-Constructions on water tank of Wahdat Colony *(Question No 457*)*	3	288
-Contracts of Highway Department from 1997 to 2002 *(Question No 249*)*	3	281
-Detail of funds allocated for construction of roads in Rawalpindi from 1997 to 2002 *(Question No.1156*)*	3	310
-Detail of funds in the head of patch work of Lahore-Sheikhupura Road since 1999 *(Question No 1020*)*	3	307
-Detail of projects of Highway Department in PP-164 from 1997 to 2003 *(Question No 1022*)*	3	307
-Detail of use of funds allocated for Wahdat Colony Quarters *(Question No 1014*)*	3	305
-Extension programme of Sialkot-Wazirabad Road *(Question No 1522*)*	3	319
-Illegal encroachers in Wahdat Colony *(Question No 458*)*	3	290
-Irregularities in Highway Department Mandi Bahauddin *(Question No 999*)*	3	302
-One-way formation of road from Kamonke to Tatley-Aali *(Question No 1389*)*	3	315
-One-way formation of Sialkot-Aimanabad Road *(Question No 710*)*	3	294
-Problems and solution of construction and repair of state property *(Question No 1157*)*	3	311
-Problems due to incomplete Sargodha bypass road *(Question No 1272*)*	3	313
-Reconstruction of bridge of damp-water course near Muridke Village *(Question No 1127*)*	3	309
-Recovery of toll tax and the exempted persons/institutions *(Question No 817*)*	3	298
-Transfer of buildings of primary schools for boys & girls to the Education Department in Tehsil Depalpur *(Question No 1497*)*	3	318
HOME DEPARTMENT		
-Cases of kidnap for ransom in District Sialkot *(Question No 527*)*	1	81
-Conditions of privatization of Police Welfare Schools *(Question No 950*)*	1	96

	Issue Nr.	Page Nr.
-Facilities to the influenced prisoners and classification of prisoners according to the rules *(Question No 55)*	1	122
-Number of Wardens and their special allowances in Prisons Department *(Question No 102*)*	1	42
-Provision of facilities to lady prisoners in Camp Jail and Kot Lakhpat Jail *(Question No 901*)*	1	91
-Steps by the Government for extension in existing jails and construction of new jails *(Question No 1086*)*	1	110
PRIVILEGE MOTIONS regarding-	1,3	127,323
-Derogatory remarks about M P.As by the Police (Contd.)	1	132
-Derogatory remarks by Mr. Nouman, Inspector, National Highway against M P.As	3	377
-Improper behaviour of M.S Shorkot Hospital with M P.A	3	383
-Improper behaviour of Kanoongo Consolidation Circle Karor lower District Layyah, with M.P.A	3	373
-Insult of M.P A by S.H.O Ahmedpur Lummah Circle Sadiqabad	4	500
-Non presentation of report of National Finance Commission in the House	4	505
-Non presentation of report of Principles of Policy in the House	1,3	124,319
-Non presentation of report of Punjab Bait-ul-Mal in the House (Contd)		
Q		
QASIM ZIA, MR (Leader of Opposition)		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	164
POINT OF ORDER regarding-		
-Invitation to the Opposition by the Government for negotiation	1	11
QUESTIONS regarding-		
-Constructions on water tank of Wahdat Colony *(Question No 457*)*	3	288
-Illegal encroachers in Wahdat Colony *(Question No 458*)*	3	290
QUESTIONS Regarding-		
COLONIES DEPARTMENT		
-Allotment of Lumberdari land on proprietary rights *(Question No 1131*)*	4	449
-Allotment of Lumberdari land on proprietary rights in Tehsil Jaranwala *(Question No 1132*)*	4	452
-Allotments to the tenants in result of land reforms in Muzaffar Garh *(Question No 1456*)*	4	461
-Appointment, income and expenditures of Court of Wards *(Question No 542*)*	4	435
-Detail of allotment of land in Chak 140/A *(Question No 719*)*	4	439
-Detail of allotment of land in Tehsil Liaqatpur *(Question No 717*)*	4	438
-Detail of land-lease of Military Farm Okara *(Question No 1080*)*	4	448
-Detail of state land in PP-155 and PP-156 *(Question No 607*)*	4	436
-Grant of proprietary rights of land in the Districts of the Province *(Question No 2*)*	4	408
-Illegal possession on state lands in villages of Tehsil Burewala *(Question No 1491*)*	4	462
-Possession on state land in Moaza Ganda Singh District Okara *(Question No 353*)*	4	429
-Provision of Lumberdari lot and other lands for Lumberdars of Saraiki Moazas *(Question No 784*)*	4	440
-Works and aims of Colonies Department in Okara *(Question 1193*)*	4	455
COMMUNICATION AND WORKS		
-Completion of road from Mong to Malikwal Mandi Bahauddin *(Question No 1000*)*	3	304
-Construction and extension of road from Bhera Interchange to Shahpur *(Question No 806*)*	3	297
-Construction and repair of bridge of Bhutterwal road (Chunian Hujra Shah Muqeem Link Road) *(Question No 1177*)*	3	312

	Issue Nr.	Page Nr.
MUKHTAR AHMAD BHERTH, DR MALIK		
QUESTION regarding-		
-Construction and extension of road from Bhera Interchange to Shahpur *(Question No 806*)*	3	297
MUSHTAQ AHMAD (ADVOCATE), MR		
QUESTIONS regarding-		
-Transfer of Tehsil Headquarter Ferozewala to Muridke *(Question No 1229*)*	4	459
-Transfer of Tehsil Headquarter Ferozewala to Muridke *(Question No.1230-A*)*	4	460
N		
NADIA AZIZ, DR		
QUESTION regarding-		
-Problems due to incomplete Sargodha bypass road *(Question No 1272*)*	3	313
NASIM LODHI, MISS		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	210
NAZAR FARID KHOKHAR, MALIK		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	561
-Incident of District Jail Sialkot	2	219,225
NAZIR AHMAD MITHU DOGAR, DR		
QUESTION regarding-		
-Illegal possession on state lands in villages of Tehsil Burewala *(Question No 1491*)*	4	462
NISHAT AFZA, MRS		
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P A	4	484
NOOR-UN-NISA MALIK, MRS		
CONDOLENCE-		
-On the deaths in the incident of District Jail Sialkot	2	154
NOTICE FOR-		
-Amendment in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997	1	144
NOTIFICATIONS regarding-		
-Acting of Mr Deputy Speaker, Sardar Shaukat Hussain Mazari, as Speaker	1	2
-Summoning of 11th session held on 25-7-2003	1	1
O		
OATH OF OFFICE		
-Mr Zahid Iqbal Sindhu	1	11
P		
PANEL OF-		
-Announcement regarding panel of Chairmen for the 11th session	1	10
PARVEEN MASOOD BHATTI, MRS		
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P A	4	495
POINTS OF ORDER regarding-		
-Action against Tehsil Nazim Malikwal	4	400
-Invitation to the Opposition by the Government for negotiation	1	11
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M.P.A	4	471
PRISONS DEPARTMENT		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of capacity and number of prisoners in Central Jail Sahiwal	1	88

	Issue Nr.	Page Nr.
PRIVILEGE MOTION (Answer) regarding-		
-Insult of MPA by S H O Ahmedpur Lummah Circle Sadiqabad	3	376
MUHAMMAD EJAZ, HAJI		
QUESTION regarding-		
-Construction of Umar Sukha to Attari Depalpur Road *(Question No.757*)*	3	295
MUHAMMAD IQBAL CHANNER, MALIK		
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-		
-Worse condition of Bhawalpur Victoria Hospital	3	387
-Worse condition of water supply and sanitation in Hasnainabad PP-156	3	388
QUESTION regarding-		
-Proprietary rights of the land allotted under "Grow More Food" scheme in Cholistan in 1959-60 *(Question No 1685*)*	4	470
MUHAMMAD JAVED IQBAL AWAN, MALIK		
QUESTION regarding-		
-Financial aid to the flood affected people of District Khushab *(Question No 956*)*	4	446
MUHAMMAD JAVED SIDDIQUI, DR		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	558
MUHAMMAD QAMAR HAYAT KATHIA, MR		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Improper behaviour of M S Shorkot Hospital with M P A	3	377
MUHAMMAD QASIM NOON, RANA		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	193
MUHAMMAD SHAFIQUE ANWAR, CHAUDHRY		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Insult of M P.A by S H O Ahmedpur Lummah Circle Sadiqabad	3	373
QUESTION regarding-		
-Construction and repair of overhead bridge Sadiqabad *(Question No 1337*)*	3	315
MUHAMMAD SHAFIQUE CHAUDHRY, DR (Minister for Excise & Taxation)		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Exemption of property tax to the widow house owners	3	390
MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI, RAJA, ADVOCATE		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Insult of MPA by S H O Ahmedpur Lummah Circle Sadiqabad	3	373
QUESTIONS regarding-		
-Detail and criterion for licence of stamp-dealer *(Question No 812*)*	4	443
-Detail of criminal occurrences in the Punjab during last five years *(Question No 906*)*	1	94
-Detail of use of funds allocated for Wahdat Colony Quarters *(Question No.1014*)*	3	305
-Fire at record office of Revenue Department Rawalpindi *(Question No 910*)*	4	445
-Increase in fee for domicile *(Question No 905*)*	1	93
MUHAMMAD SHAUKAT, CHAUDHRY		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	545
MUHAMMAD WAQAS, MR		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	207
QUESTION regarding-		
-Recovery of the amount received as bribery *(Question No 1003*)*	1	97

	Issue Nr.	Page Nr.
-Detail of heinous crimes (murder, dacoity and rape) in the Province *(Question No.1071*)*	1	103
-Detail of murder case of Ch. Khalid Hummayun and others *(Question No 1121*)*	1	112
-Detail of murder cases registered in Police Station Northern Lahore Cantt *(Question No 500*)*	1	67
-Detail of Police encounters in Lahore District *(Question No 76*)*	1	40
-Detail of Police encounters in Sheikhupura from 2000 to February 2003 *(Question No.1030*)*	1	101
-Detail of Police encounters in Sheikhupura in 2000 *(Question No 1029*)*	1	99
-Detail of Police Stations and their buildings in Pakpattan Sharif *(Question No 692*)*	1	86
-Detail of proceedings of criminal cases registered in Police Station Chuchak, Okara *(Question No 1123*)*	1	115
-Detail of proclaimed offenders in Faisalabad *(Question No 859*)*	1	87
-Detail of staff and registered cases in Lady Police Stations *(Question No 1233*)*	1	117
-Detail of theft cases registered in Police Station Saddar Jhang *(Question No 398*)*	1	63
-Detail of transfers in Police Department *(Question No 38)*	1	120
-Difficulties of new Police Order *(Question No.355)*	1	58
-Facilities to the influenced prisoners and classification of prisoners according to the rules *(Question No 55)*	1	122
-Fine on violations of traffic rules in the Province *(Question No 186*)*	1	55
-Increase in fee for domicile *(Question No 905*)*	1	94
-Inquiry against Director General, Ayub Research Institute, Faisalabad *(Question No 646*)*	1	84
-Lady police stations in Sialkot *(Question No 154*)*	1	49
-Loss of Children *(Question No 305*)*	1	80
-Misuse of powers by the employees of Elite Force in Gujranwala *(Question No 1076*)*	1	108
-Need for Government steps against obscenity *(Question No 681*)*	1	85
-Number of murders, the arrested accused persons of murders and suicides in Lahore *(Question No 105)*	1	46
-Number of Police employees and crimes in Sialkot *(Question No 155)*	1	53
-Provision of facilities to lady prisoners in Camp Jail and Kot Lakhpat Jail *(Question No 901*)*	1	91
-Recovery of the amount received as bribery *(Question No.1003*)*	1	98
-Schemes and institutions of Police Welfare *(Question No 194*)*	1	72
-Steps by the Government for extension in existing Jails and Construction of new Jails *(Question No 1086*)*	1	110
-Theft cases registered in Police Station, Chuchak, District Okara and proceedings against the Incharge thereof *(Question No 1122*)*	1	114
BILL regarding-		
-The Punjab Revision of Emoluments of Public Representative Bill 2003	1	143
CONDOLENCE-		
-On the deaths in the incident of District Jail Sialkot	2	154
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	241
NOTICE FOR-		
-Amendment in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997	1	144
POINTS OF ORDER regarding- (Answers)		
-Action against Tehsil Nazim Malikwal	4	401,487
-Invitation to the Opposition by the Government for negotiation	1	16 19,31

	Issue Nr.	Page Nr.
MINISTER FOR HOUSING URBAN DEVELOPMENT AND PUBLIC HEALTH ENGINEERING DEPARTMENT		
See under Raza Ali Gillani, Syed		
MINISTER FOR LITERACY & NON-FORMAL BASIC EDUCATION		
See under Hussain Jahania Gardezi, Mr		
MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND RURAL DEVELOPMENT DEPARTMENT WITH ADDITIONAL CHARGE OF LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS		
See under Muhammad Basharat Raja, Mr		
MINISTER FOR PRISONS		
See under Saeed Akbar Khan, Mr		
MINISTER FOR REVENUE, RELIEF & CONSOLIDATIONS		
See under Gul Hameed Khan Rokhri, Mr		
MUHAMMAD AJASAM SHARIF, MR		
QUESTIONS regarding-		
-Construction and repair of road from bridge Wan to Moaza Puran (Depalpur, Okara) *(Question No 1494*)*	3	317
-Construction of building of Police Station Islampura *(Question No 1135*)*	1	115
-Transfer of buildings of primary schools for boys & girls to the Education Department in Tehsil Depalpur *(Question No 1497*)*	3	318
MUHAMMAD ARIF GONDAL CHIMOANA		
QUESTIONS regarding-		
-Completion of road from Mong to Malikwal Mandi Bahauddin *(Question No 1000*)*	3	304
-Confirmation of files of under consolidation Moazas *(Question No 791*)*	4	441
-Confirmation of under consolidation Moazas according to schedule *(Question No 792*)*	4	442
-Irregularities in Highway Department Mandi Bahauddin *(Question No 999*)*	3	302
MUHAMMAD ASLAM, MIAN, ADVOCATE		
QUESTION regarding-		
-Provision of Lumberdari lot and other lands for Lumberdars of Sarakki Moazas *(Question No 784*)*	4	440
MUHAMMAD BASHARAT RAJA, MR (Minister for Local Government and Rural Development Department with Additional Charge of Law & Parliamentary Affairs)		
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-		
-Worse condition of water supply and sanitation in Hasnaimabad PP-156	3	388
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Cases of kidnap for ransom in District Sialkot *(Question No 52[illegible]*)*	1	82
-Conditions of privatization of Police Welfare Schools *(Question No 950*)*	1	96
-Construction of Bakhshi Khana in Lahore Cantt Courts *(Question No 96[illegible]*)*	1	97
-Construction of building of Police Station Islamabad *(Question No 1135*)*	1	116
-Delegation of powers to Prosecution Branch of Police and Public Safety Commission *(Question No 10[illegible]5*)*	1	106
-Detail of capacity and number of prisoners in Central Jail Sahiwal	1	89
-Detail of cases registered in Police Stations of Sialkot *(Question No 528*)*	1	83
-Detail of criminal occurrences in the Punjab during last five years *(Question No 906*)*	1	95

	Issue Nr.	Page Nr.
JEHANZEB RAO, MR		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	203
K		
KHALID MEHMOOD, CHAUDHRY (ADV.)		
QUESTION regarding-		
-Detail of proclaimed offenders in Faisalabad *(Question No 859*)*	1	87
KHALID MEHMOOD SARGANA, MEHR		
QUESTION regarding-		
-Construction of bypass for Jhang City *(Question No 1091*)*	3	308
KHALIDA MANSOOR, MRS		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	540
M		
MANAZIR HUSSAIN RANJHA, MR (Minister for Colonies)		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Allotment of Lumberdari land on proprietary rights *(Question No 1131*)*	4	449
-Allotment of Lumberdari land on proprietary rights in Tehsil Taranwala *(Question No 1132*)*	4	452
-Allotments to the tenants in result of land reforms in Muzaffar Garh *(Question No 1456*)*	4	461
-Appointment, income and expenditures of Court of Wards *(Question No 542*)*	4	436
-Detail of allotment of land in Chak 140/A *(Question No 719*)*	4	439
-Detail of allotment of land in Tehsil Liaqatpur *(Question No 717*)*	4	439
-Detail of land-lease of Military Farm Okara *(Question No 1080*)*	4	448
-Detail of state land in PP-155 and PP-156 *(Question No 607*)*	4	436
-Grant of proprietary rights of land in the Districts of the Province *(Question No 2*)*	4	408
-Illegal occupants and area of Jagir Raja District Lahore *(Question No 130*)*	4	415
-Illegal possession on state lands in villages of Tehsil Burewala *(Question No 1491*)*	4	462
-Possession on state land in Moaza Ganda Singh District Okara *(Question No 353*)*	4	430
-Provision of Lumberdari lot and other lands for Lumberdars of Saraiki Moazas *(Question No 784*)*	4	441
-Works and aims of Colonies Department in Okara *(Question 1193*)*	4	455
MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA		
POINT OF ORDER regarding-		
-Invitation to the Opposition by the Government for negotiation	1	17
MEHMOOD AHMAD, CHAUDHRY		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of allotment of land in Chak 140/A *(Question No 719*)*	4	439
-Detail of allotment of land in Tehsil Liaqatpur *(Question No 717*)*	4	438
MINISTER FOR COLONIES		
See under Manazir Hussain Ranjha Mr		
MINISTER FOR COMMUNICATIONS AND WORKS		
See under Zaheer ud Din Khan, Chaudhry		
MINISTER FOR EDUCATION		
See under Imran Masood Mian		
MINISTER FOR EXCISE & TAXATION		
See under Muhammad Shafique Chaudhry Dr		
MINISTER FOR FINANCE		
See under Hasnain Bahadur Dreshak, Sardar		

	Issue Nr.	Page Nr.
-Worse condition of water supply and sanitation in Hasnainabad PP-156	3	388
HUMAIRA AWAIS SHAHID, MRS		
QUESTION regarding-		
-Provision of facilities to lady prisoners in Camp Jail and Kot Lakhpat Jail *(Question No 901*)*	1	91
HUSSAIN JAHANIA GARDEZI, MR (Minister for Literacy & Non-Formal Basic Education)		
MOTION regarding-		
-Suspension of the requirement of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 234 for consideration of the amendments in rules 148, 176 and 180 of the rules *ibid.*	4	517
I		
IHSAN ULLAH WAQAS, SYED		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	185
POINTS OF ORDER regarding-		
-Invitation to the Opposition by the Government for negotiation	1	28
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M.P.A	4	477,496
PRIVILEGE MOTIONS regarding-		
-Non presentation of report of National Finance Commission in the House	4	500
-Non presentation of report of Punjab Bait-ul-Mal in the House	1	124
QUESTIONS Regarding-		
-Appointment, income and expenditures of Court of Wards *(Question No 542*)*	4	435
-Construction of inter-district roads *(Question No 550*)*	3	291
-Construction of road from Bhalwal to Bhera *(Question No 100*)*	3	270
-Detail of Tehsildars and Naib Tehsildars in the Province *(Question No 541*)*	4	434
-Facilities to influenced prisoners and classification of prisoners according to the rules *(Question No 55)*	1	122
-Number of murders, the arrested accused persons of murders and suicides in Lahore *(Question No 105)*	1	46
-Number of Wardens and their special allowances in Prisons Department *(Question No 102*)*	1	42
IMRAN MASOOD, MIAN (Minister for Education)		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	521
ISHTIAQ AHMAD, MEHR		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Exemption of property tax to the widow house owners	3	389
ISHTIAQ AHMED MIRZA, MR		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of funds allocated for construction of roads in Rawalpindi from 1997 to 2002 *(Question No.1156*)*	3	310
-Number, particulars and other detail of officers of Revenue Department posted at Rawalpindi *(Question No 1158*)*	4	453
-Problems and solution of construction and repair of state property *(Question No 1157*)*	3	311
J		
JAVAID AHMED, CHAUDHRY		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of capacity and number of prisoners in Central Jail Sahiwal	1	88
-Detail of police stations and their buildings in Pakpattan Sharif *(Question No 692*)*	1	86

	Issue Nr.	Page Nr.
QUESTIONS regarding-		
-Cases of kidnap for ransom in District Sialkot *(Question No 527*)*	1	81
-Conditions of privatization of Police Welfare Schools *(Question No 950*)*	1	96
-Construction of Bakhshi Khana in Lahore Cantt Courts *(Question No 967*)*	1	97
-Construction of building of Police Station Islamabad *(Question No 1135*)*	1	115
-Delegation of powers to Prosecution Branch of Police and Public Safety Commission *(Question No 1075*)*	1	105
-Detail of cases registered in Police Stations of Sialkot *(Question No 528*)*	1	82
-Detail of criminal occurrences in the Punjab during last five years *(Question No 906*)*	1	94
-Detail of heinous crimes (murder, dacoity and rape) in the Province *(Question No 1071*)*	1	102
-Detail of murder case of Ch. Khalid Hummayun and others *(Question No 1121*)*	1	111
-Detail of murder cases registered in Police Station Northern Lahore Cantt *(Question No 500*)*	1	67
-Detail of Police encounters in Lahore District *(Question No 76*)*	1	40
-Detail of Police encounters in Sheikhupura from 2000 to February 2003*(Question No 1030*)*	1	100
-Detail of Police encounters in Sheikhupura in 2000 *(Question No 1029*)*	1	98
-Detail of Police Stations and their buildings in Pakpattan Sharif *(Question No 692*)*	1	86
-Detail of proceedings of criminal cases registered in Police Station Chuchak, Okara *(Question No 1123*)*	1	114
-Detail of proclaimed offenders in Faisalabad *(Question No 859*)*	1	87
-Detail of staff and registered cases in Lady Police Stations *(Question No 1233*)*	1	117
-Detail of theft cases registered in Police Station Saddar Jhang *(Question No 398*)*	1	63
-Detail of transfers in Police Department *(Question No 38)*	1	120
-Difficulties of new Police Order *(Question No 355)*	1	57
-Fine on violations of traffic rules in the Province *(Question No 186*)*	1	55
-Increase in fee for domicile *(Question No 905*)*	1	93
-Inquiry against Director-General, Ayub Research Institute, Faisalabad *(Question No.646*)*	1	83
-Lady Police Stations in Sialkot *(Question No 154*)*	1	48
-Loss of children *(Question No 305*)*	1	80
-Misuse of powers by the employees of Elite Force in Gujranwala *(Question No 1076*)*	1	107
-Need for Government steps against obscenity *(Question No 681*)*	1	85
-Number of murders, the arrested accused persons of murders and suicides in Lahore *(Question No 105)*	1	46
-Number of police employees and crimes in Sialkot *(Question No 153)*	1	52
-Recovery of the amount received as bribery *(Question No 1003*)*	1	97
-Schemes and Institutions of Police Welfare *(Question No 194*)*	1	71
-Theft cases registered in Police Station, Chuchak District Okara and proceedings against the Incharge thereof *(Question No 1122*)*	1	113
HOUSING, URBAN DEVELOPMENT & PUBLIC HEALTH ENGINEERING DEPARTMENT		
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-		
-Getting free Sir Syed Town and Allama Iqbal Colony and the housing schemes of FDA, from the bindings of the rules	3	393

	Issue Nr.	Page Nr.
-Motion for suspension of the requirement of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 234 for consideration of the amendments in rules 148, 176 and 180 of the rules *ibid.*	4	517
GUL HAMEED KHAN ROKHRI, MR (Minister for Revenue, Relief & Consolidations)		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Confirmation of files of under consolidation Moazas *(Question No 791*)*	4	442
-Confirmation of under consolidation Moazas according to schedule *(Question No 792*)*	4	443
-Detail and criterion for licence to stamp-dealer *(Question No.812*)*	4	444
-Detail of Patwar Circle-Staff of Lahore *(Question No 1547*)*	4	465
-Detail of registry fee in District Sheikhupura during 1997 to 2003 *(Question No.1015*)*	4	447
-Detail of staff of Revenue Department in PP-95 Gujranwala *(Question No 1581*)*	4	467
-Detail of Tehsildars and Naib Tehsildars in the Province *(Question No 541*)*	4	435
-Establishment of police station in the building of Office of Kanoongo in Basirpur (Okara) *(Question No 1655*)*	4	468
-Financial aid to the flood affected people of District Khushab *(Question No 956*)*	4	447
-Fire at record office of Revenue Department Rawalpindi *(Question No 910*)*	4	446
-Illegal occupants and area of Jagir Raja District Lahore *(Question No 130*)*	1	415
-Number, particulars and other detail of officers of Revenue Department posted at Rawalpindi *(Question No 1158*)*	4	453
-Promotion of clerical staff as Naib Tehsildar and Tehsildar *(Question No 88*)*	4	414
-Proprietary rights of the land allotted under "Grow More Food" scheme in Cholistan in 1959-60 *(Question No 1685*)*	4	470
-Transfer of Tehsil Headquarter Ferozewala to Muridke *(Question No 1229*)*	4	459
-Transfer of Tehsil Headquarter Ferozewala to Muridke *(Question No 1230-A*)*	4	460
-Unjustified deduction of agricultural tax *(Question No 1666*)*	4	469
-Works and aims of Revenue Department in Okara *(Question 1195*)*	4	457
PRIVILEGE MOTION (Answer) regarding-		
-Improper behaviour of Kanoongo Consolidation Circle Karor lower District Layyah, with M P A	3	385

H

HASAN AKHTAR MOKAL, SARDAR		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	198
HASNAIN BAHADUR DRESHAK, SARDAR (Minister for Finance)		
PRIVILEGE MOTIONS (Answers) regarding-		
-Non presentation of report of National Finance Commission in the House	4	501
-Non presentation of report of Principles of Policy in the House	4	505
HEALTH DEPARTMENT		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Worse condition of Bhawalpur Victoria Hospital	3	387
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Improper behaviour of M S Shorkot Hospital with M P A	3	377
HOME DEPARTMENT		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Insult of MPA by S.H O Ahmedpur Lummah Circle Sadiqabad	3	373

	Issue Nr.	Page Nr.
EXCISE & TAXATION DEPARTMENT		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Exemption of property tax to the widow house owners	3	389
EXTENSION IN PERIOD FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-		
-Revision of emoluments of Public Representatives Bill 2003	2	214
F		
FAISAL FAROOQ CHEEMA, CHAUDHRY		
QUESTIONS regarding-		
-Construction and repair of Sargodha Talibwala Road, Chak 28 Southern *(Question No 640*)*	3	292
-Construction of Sargodha Kandiwal Road *(Question No 641*)*	3	293
FAIZA AHMAD, MRS		
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P.A	4	490
FAIZ ULLAH KAMOKA, MR		
QUESTION regarding-		
-Conditions of privatization of Police Welfare Schools *(Question No 950*)*	1	96
FAROOQ UMAR KHAN KHARAL, RAI		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of proceedings of criminal cases registered in Police Station Chuchak, Okara *(Question No 1123*)*	1	114
-Theft cases registered in Police Station Chuchak District Okara and proceedings against the Incharge thereof *(Question No 1122*)*	1	115
-Unjustified deduction of agricultural tax *(Question No 1666*)*	4	469
FARZANA RAJA, MRS		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	228
FAYAZ UL HASAN CHOHAN, MR		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	543
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P A	4	489
FAZAL AHMED RANJHA, MR		
QUESTIONS regarding-		
-Construction and repair of Phalha Saida Sharif Warryam road *(Question No 860*)*	3	301
-Construction of new bridge between District Mandi Bahauddin and Hafizabad over River Chanab *(Question No 1473*)*	3	316
G		
GHULAM FARID HAZARVI, MUFTI, MAULANA		
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M.P.A	4	489
GHULAM MOHYUDDIN CHISHTI		
PRIVILEGE MOTIONS regarding-		
-Derogatory remarks of Mr Nouman Inspector, National Highway against M P.As	1	132
GOVERNMENT BUSINESS		
BILL-		
-The Punjab Revision of Emoluments of Public Representative Bill 2003	1	143
DISCUSSION ON-		
-Education	4	521
RULES OF PROCEDURE-		
-Amendments passed in rules 148, 176 and 180 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997	4	518

	Issue Nr.	Page Nr.
-Construction of new bridge between District Mandi Bahauddin and Hafizabad over River Chanab *(Question No 1473*)*	3	316
-Construction of road from Bhalwal to Bhera *(Question No 100*)*	3	270
-Construction of road from Thokar Niaz Baig to Mohlanwal Bridge *(Question No.348*)*	3	284
-Construction of Sargodha Kandiwal Road *(Question No 641*)*	3	293
-Construction of Umar Sukha to Attari Depalpur Road *(Question No.757*)*	3	295
-Constructions on water tank of Wahdat Colony *(Question No 457*)*	3	288
-Contracts of Highway Department from 1997 to 2002 *(Question No 249*)*	3	281
-Detail of funds allocated for construction of roads in Rawalpindi from 1997 to 2002 *(Question No 1156*)*	3	310
-Detail of funds in the head of patch work of Lahore-Sheikhupura road since 1999 *(Question No 1020*)*	3	307
-Detail of projects of Highway Department in PP-164 from 1997 to 2003 *(Question No 1022*)*	3	307
-Detail of use of funds allocated for Wahdat Colony Quarters *(Question No 1014*)*	3	305
-Extension programme of Sialkot Wazirabad Road *(Question No.1522*)*	3	319
-Illegal encroachers in Wahdat Colony *(Question No 458*)*	3	290
-Irregularities in Highway Department Mandi Bahauddin *(Question No 999*)*	3	302
-One-way formation of road from Kamonke to Tatley-Aali *(Question No 1389*)*	3	315
-One-way formation of Sialkot-Aimanabad Road *(Question No 710*)*	3	294
-Problems and solution of construction and repair of state property *(Question No 1157*)*	3	311
-Problems due to incomplete Sargodha bypass road *(Question No 1272*)*	3	313
-Reconstruction of bridge of damp-water course near Muridke Village *(Question No 1127*)*	3	309
-Recovery of toll tax and the exempted persons/institutions *(Question No 817*)*	3	298
-Transfer of buildings of primary schools for boys & girls to the Education Department in Tehsil Depalpur *(Question No 1497*)*	3	318
CONDOLENCE-		
-For the dead due to rains and floods in Sindh	3	262
-On the deaths in occurrence at Quetta and death of father George Ibrahim	1	10
-On the deaths in the incident of District Jail Sialkot	2	152
D		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	521
-Incident of District Jail Sialkot	2	163
E		
EDUCATION DEPARTMENT		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	521
EHSAN ILAHI CHAUDHRI, MAJ.(RETD)		
POINT OF ORDER regarding-		
-Action against Tehsil Nazim Malikwal	4	400
EJAZ AHMAD SAMMA, CH		
CONDOLENCE-		
-For the deceased due to rains and floods in Sindh	3	262
QUESTION regarding-		
-Number, particulars and other detail of officers of Revenue Department posted in Rawalpindi *(Question No 1158*)*	4	452

	Issue Nr.	Page Nr.
BILL regarding-		
-The Punjab Revision of Emoluments of Public Representative Bill 2003	1	143
C		
CABINET-		
-Of the Punjab	1	6
CHAIRMEN-		
-Panel of _____ _____ _____for the 11th session commencing from 25-7-2003	1	10
COLONIES DEPARTMENT		
QUESTIONS regarding-		
-Allotment of Lumberdari land on proprietary rights *(Question No.1131*)*	4	449
-Allotment of Lumberdari land on proprietary rights in Tehsil Jaranwala *(Question No 1132*)*	4	452
-Allotments to the tenants in result of land reforms in Muzaffar Garh *(Question No 1456*)*	4	461
-Appointment, income and expenditures of Court of Wards *(Question No 542*)*	4	435
-Detail of allotment of land in Chak 140/A *(Question No 719*)*	4	439
-Detail of allotment of land in Tehsil Liaqatpur *(Question No 717*)*	4	438
-Detail of land-lease of Military Farm Okara *(Question No 1080*)*	4	448
-Detail of state land in PP-155 and PP-156 *(Question No 607*)*	4	436
-Grant of proprietary rights of land in the Districts of the Province *(Question No 2*)*	4	408
-Illegal possession on state lands in villages of Tehsil Burewala *(Question No 1491*)*	4	462
-Possession on state land in Moaza Ganda Singh District Okara *(Question No 353*)*	4	429
-Provision of Lumberdari lot and other lands for Lumberdars of Saraiki Moazas *(Question No 784*)*	4	440
-Works and aims of Colonies Department in Okara *(Question 1193*)*	4	455
COMMUNICATIONS AND WORKS DEPARTMENT		
QUESTIONS regarding-		
-Completion of road from Mong to Malikwal Mandi Bahauddin *(Question No 1000*)*	3	304
-Construction and extension of road from Bhera Interchange to Shahpur *(Question No 806*)*	3	297
-Construction and repair of bridge of Bhutterwal Road (Chunian Hujra Shah Muqeem Link Road) *(Question No 1177*)*	3	312
-Construction and repair of Defence Road Lahore *(Question No.1217*)*	3	312
-Construction and repair of overhead bridge Sadiqabad *(Question No 1337*)*	3	315
-Construction and repair of Phallia Saida Sharif Warryam Road *(Question No 860*)*	3	301
-Construction and repair of road from bridge Wan to Moaza Puran (Depalpur, Okara) *(Question No 1494*)*	3	317
-Construction and repair of road from Kamonki to Goga Link *(Question No 837*)*	3	300
-Construction and repair of Sargodha Talibwala Road Chak 28 Southern *(Question No 640*)*	3	292
-Construction of Bara Ghar-Jaranwala Road and bridge *(Question No 799*)*	3	296
-Construction of bypass for Jhang City *(Question No 1091*)*	3	308
-Construction of green belt in centre of main Sheikhupura Road *(Question No 160*)*	3	273
-Construction of inter-district roads *(Question No 530*)*	3	291
-Construction of Kallo Wal Road Sialkot *(Question No 745*)*	3	295

	Issue Nr.	Page Nr.
ALTAF HUSSAIN, CHAUDHRY		
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Improper behaviour of Kanoongo Consolidation Circle Karor lower District Layyah, with M.P.A	3	383
AMANAT ALI VIRK, MR		
QUESTION regarding-		
-One-way formation of road from Kamonke to Tatley-Aali *(Question No 1389*)*	3	315
AMAR USMAN ADIL, MR		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	552
AMIR FIDA PARACHA, MR		
DISCUSSION ON-		
-Education	4	561
AMJAD AZIZ, SHEIKH		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	215
QUESTIONS regarding-		
-Construction and repair of Defence Road Lahore *(Question No 1217*)*	3	312
-Construction of road from Thokar Niaz Baig to Mohlanwal Bridge *(Question No 348*)*	3	284
-Detail of murder cases registered in Police Station Northern Lahore Cantt *(Question No 500*)*	1	67
-Detail of state land in PP-155 and PP-156 *(Question No 607*)*	4	436
-Detail of theft cases registered in Police Station Saddar Jhang *(Question No 398*)*	1	63
AMJID HAMID KHAN DASTI, SARDAR		
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	181
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M.P.A	4	493
ANJUM SULTANA, MRS		
QUESTIONS regarding-		
-Construction and repair of bridge of Bhutterwal road (Chunian Hujra Shah Muqeem Link Road) *(Question No.1177*)*	3	312
-Works and aims of Colonies Department in Okara *(Question 1193*)*	4	455
-Works and aims of Revenue Department in Okara *(Question 1195*)*	4	457
ANSIR IQBAL BARYAR, CHAUDHRY		
QUESTION regarding-		
-One-way formation of Sialkot-Aimanabad Road *(Question No 710*)*	3	294
ARSHAD MEHMOOD BAGGU		
QUESTIONS regarding-		
-Cases of kidnap for ransom in District Sialkot *(Question No 527*)*	1	81
-Detail of cases registered in Police Stations of Sialkot *(Question No.528*)*	1	82
-Recovery of toll tax and the exempted persons/institutions *(Question No 817*)*	3	298
AUTHORITIES-		
-Of the House	1	5
AZMA ZAHID BUKHARI, MS		
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M.P.A	4	471,475

B

BILAL YASIN, MR		
QUESTION regarding-		
-Loss of children *(Question No 305*)*	1	80

INDEX

A

	Issue Nr.	Page Nr.
ABDUL GHAFOOR KHAN, CHAUDHRY		
POINT OF ORDER regarding-		
-Invitation to the Opposition by the Government for negotiation	1	15
QUESTIONS regarding-		
-Construction of Bakhshi Khana in Lahore Cantt Courts *(Question No 967*)*	1	97
-Detail of Patwar Circle-staff of Lahore *(Question No 1547*)*	4	464
-Difficulties of new Police Order *(Question No 355)*	1	57
-Possession on state land in Moaza Ganda Singh, District Okara *(Question No 353*)*	4	429
ABIDA JAVED, MRS		
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P.A	4	491
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-		
-Exemption of property tax to the widow house owners	3	389
-Getting free the Sir Syed Town and Allama Iqbal Colony, the housing schemes of FDA, from the bindings of the rules	3	393
-Undue siege of the house of Ex-Chief Minister by the Police	1	137
-Unhygienic drinking water in Bahawalpur City	4	508
-Worse condition of Bhawalpur Victoria Hospital	3	387
-Worse condition of water supply and sanitation in Hasnamabad PP-156	3	388
AFTAB AHMAD KHAN, RANA		
COLONIES DEPARTMENT		
-Grant of proprietary rights of land in the Districts of the Province *(Question No 2*)*	4	408
CONDOLENCE-		
-On the deaths in the incident of District Jail Sialkot	2	135
DISCUSSION ON-		
-Incident of District Jail Sialkot	2	168
POINT OF ORDER regarding-		
-Protest by the Opposition on the remarks about lady M P.A	4	475
QUESTIONS regarding-		
-Fine on violations of traffic rules in the Province *(Question No 186*)*	1	55
-Schemes and Institutions of Police Welfare *(Question No 194*)*	1	71
AGENDA-		
-For the session held on 25-7-2003	1	3
-For the session held on 28-7-2003	2	149
-For the session held on 29-7-2003	3	259
-For the session held on 30-7-2003	4	397
ALI ABBAS, MR		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of funds in the head of patch work of Lahore-Sheikhupura road since 1999 *(Question No 1020*)*	3	307
-Detail of Police encounters in Sheikhupura from 2000 to February 2003 *(Question No.1030*)*	1	100
-Detail of Police encounters in Sheikhupura in 2000 *(Question No 1029*)*	1	98
-Detail of projects of Highway Department in PP-164 from 1997 to 2003 *(Question No 1022*)*	3	307
-Detail of registry fee in District Sheikhupura during 1997 to 2003 *(Question No 1015*)*	4	447
ALI HAIDER AGHA		
QUESTION regarding-		
-Construction of Bara Ghar- Jaranwala road and bridge *(Question No 799*)*	3	296